

26007







بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم

در بیان  
مطالع البیان

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم



عن ابن عباس

عن ابن عباس

## سورة الزمر

اسکو سورۃ الغرغریہ بھی کہتے ہیں اس کی تفسیر پانچویں آیت میں حضرت حسن و اکرمہ عابربن عباس نے فرمائی کہ سورۃ الزمر کے میں نازل کی گئی اخوجا بن الضمیر و ابن مردودیہ و ابیہم فی الدلائل خاص ہے اپنے ناخ منیع حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ سورۃ زمر کے میں نازل ہوئی سو اہل آئین کے کہ وہ مدینے میں اتریں یا بھین و مشی قاتل حمزہ رضی اللہ عنہ کے یا عباد علی الذین اسرفوا علی انفسہم ثلاث الایات دوسروں نے کہا مگر سات آئین قتل یا عبادی سے لیکر سات آیتوں تک تسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہا کہ روزہ رکھتے تھے سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں تک کہ ہم کہتے ارادہ نہیں کرتے میں افطار کا اور افطار کرتے یہاں تک کہ ہم کہتے ارادہ نہیں کہتے میں روزہ رکھتا اور آپ ہر رات پڑھتے بنی اسرائیل و زمر ترمذی کا لفظ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یام حتم فی الزمر و بنی اسرائیل یعنی آپ اگر لم نہ فرماتے یہ یہاں تک پڑھ لیتے زمر و بنی اسرائیل کو کہ ان فی فتح ابیہما و فتح القدر حافظ ابن کثیر نے صرف تسائی کی روایت ذکر کی ہے

الحزب

تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ

اللَّهُ تَعَالَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْغَيْبِ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْغَيْبِ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْغَيْبِ

مَا تَعْبُدُونَ إِلَّا الْإِصْنَةَ بَوْنًا إِلَى الْفَوْزِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنَّهُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ وَفُتَّاظٌ لَوْ أَنَّكَ رَأَيْتَ لَنَا آيَاتٍ أَنْ نَتَّخِذَ ذَلِكَ إِلَّا مَقْطُوعٌ

مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ سُبْحَانَهُ هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ اِنَّمَا هِيَ كِتَابٌ كَالسَّبْتِ

جوز بردست ہے مکتون واللہ منے آماری ہے تیری طرف کتاب شیک سو بندگی کر لے

کی نرمی کر کر اسکے واسطے بند کی منتاہ ہے اسدی ہی کو ہے بند کی نرمی اور جنہوں نے پکڑی

میں اُس سے دس حمایتی کہ ہم انکو پوجتے ہیں اس واسطے کہ انکو پہنچا دیں اللہ کی طرف

پاس کے دیر بیشک اسے چکا دیگا۔ ان میں جس چیز میں جھک رہے ہیں البتہ اللہ راہ

نہیں دیتا، سکو جو ہو جو مباح نہ مانے والا اگر اسہ پابستہ کہ اولاد کرے تو چن لیستہ

اپنی خلق میں جو پابستادہ پال ہے وہی ہے اللہ الہا رباً والاف بییان کیوں

جن لیتا اپنی چیز لیتا جیسے ہے **ف** ماحد ابن کثیر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرا

لا مارنا اس کتاب کا بیسے، ان تعلیم کا اہل تبارک و تعالیٰ کے پاس ہے سو یہ

حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا شمار نبیین میں ہے لہذا مالِ عمر و جل و انہ لتتمید الیہ علیہ السلام

تلك يا روح الامين على عبيد يتلون من المسددين في راسي عني عيني واما

تَنْجِيْكَ خَلْقَكَ مِنْ غَيْرِكَ  
مَنْعَكَ كِتَابِي رَافِيَا لِيَا بِي يَدِي رَافِيَا

معنی: انا اللہ کہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔

مالہ راہ سے روانہ ہو کر کہہ کر گزرنے پر اور کہتے: "اللہ سے اپنے اقبال و افواہ خوش و خرم

[illegible]

۷۷۷

اعلام کرنے کے معاملات کو انہیں دے کر دوسرے آسمان کیسے کے اور اسکا نہ کوئی اثر ہوگا۔

نشر ہندو کے دین فلما لا یجد الذین انما یؤمنون یعنی وہ نہیں بقول کرتا ہے اعمال

۷۔ مگر اس کا کہ جس کے مال نے اللہ و حدود و افسرکد کے واسطے اخلاص کیا ہے

\_\_\_\_\_

قادیان سے اسکی تفسیر چن کہا ہے کہ اسی بنیاد پر اللہ اللہ کی تہ صغیر و جل سے عالم میں  
 انسان کی طرف سے خبر دی جو کہ مشرکوں سے ہیں کہ وہ یوں کہتے ہیں ہم نہیں پوجتے ہیں انکو  
 مگر اس واسطے کہ پہنچا دیں جسکو وہ کی طرف پاس کے جو لینے تہوں کے پوجنے پر انکو بھی بات  
 باعث ہوتی ہے کہ انہوں نے تہہ کیا طرف تہوں کے انکو ملا کہ مقررین کی صورتوں پہنچایا ہے  
 خیال میں پہلے صورتوں کو پوجا اسلئے کہ اس پوجنے کو قائم مقام اسکے بنایا کہ وہ فرشتوں  
 کو پوجتے ہیں تاکہ وہ انکے واسطے سفارش کریں اللہ کے پاس انکی مدد کرنے میں اور روزی  
 دینے میں اور دنیا کے کاموں میں جو انکو پیش آتے ہیں رہا سادہ تو اس کے تو وہ واحد و متکبر ہے  
 خواہ وہ سدی و ملائکہ زید بن اہلم و ابن زید سے الایقر بوالہی اللہ زلے کی تفسیر چن ایت  
 کیا ہے تاکہ سفارش کریں واسطے ہمارے اور قریب کر دیں جسکو اسکے پاس دے میں اسی  
 لیے وہ اپنے بلیک پکارنے میں جسکے ج کرنے جاہلیت میں تو یوں کہا کرتے تھے لَکِنَّتَ  
 لَکَ کَیْرَیْکَ لَکَ لَکَ شَیْرَیْکَ اَھُوْیْکَ لَکَ لَکَ یہ وہی مشبہ ہے جسے مشرکوں نے قدیم و جدید  
 زلے میں اعتقاد کیا ہے اور اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اسکا رد لیکر آئے اور اسے  
 انہی کی ہر طرف دعوت فرمائی کہ عبادت تنہا واسطے اللہ و وحدہ لا شریک لہ کے کیا دے  
 اور یہ ایک ایسی شے ہے کہ مشرکوں نے اپنی جہی سے انکو نکالا ہے اللہ تعالیٰ نے نہ تو اس میں  
 یوں دیکھے نہ اس پر رضی ہے بلکہ انکو مبغوض رکھا ہے اور اس سے نبی فرمائی ہے  
 وَتَعَدُّ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ وَاَمَّا اَرْسَلْنَا  
 مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اَکَا فَرِحْنَا لَکَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْا وَاِیْہِ خَبَرِیْ ہ  
 کہ جو فرشتے ہزاروں میں مقررین وغیرہ مقررین میں وہ سب اسب خلاصہ میں اللہ پاک کے  
 واسطے خضوع و عاجزی کرتے ہیں اس کے پاس شریعت نہیں کرتے مگر اس کے اذن سے وہ اس شخص  
 کے جسکو اس نے پسند کیا اور وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے پاس ایسے نہیں ہیں جیسے امیر لوگ  
 اپنے پادشاہوں کے پاس ہوتے ہیں کہ ان کے پاس سفارش کرتے ہیں بغیر انکے اذن  
 کے بلکہ اس میں جسکو پادشاہ محبوب رکھیں اور جسکا وہ انکار کریں پس تم اللہ کے واسطے شریعت  
 بیان کرو اللہ سبحانہ ان باتوں سے نہایت درجہ عالی و برتر ہے کہاں وہ اور کہاں یہ کہا تو میں تم  
 تعالیٰ لَنْ اَللّٰہُ جَکَہُ یَہُ مَہُ فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ یعنی اللہ پاک قیامت کے وقت فصلہ کرے گی درمیان  
 مخلوق کے مبدن کہ وہ مرجع ہو کر ان کے پاس جائیں گے اور ہر عامل کو جس کے عمل کا بدلہ دے گا۔

سلفہ اور ہم سلفہ  
 لکھنا ہر وقت رسول  
 کو نیکو کہ اسکی ہر  
 ہر دے سے اللہ  
 اور میں ہر وقت  
 پھر ان کے رسول لکھا

جو ہر وقت ہر  
 رسول لکھا  
 سہ ہر وقت رسول



جو کہ غرض یکم ہے کہ انزلنا الیک الکتاب یا الحق حرف باسبب ہے متعلق ہے انزال سے یعنی اناری  
 جسے طرف تیری کتاب سبب حق کہ اور اثبات و ظہار حق کے یا سبب باعدی اقصاء سے حق  
 کے واسطے انزال کے یا متعلق ہر مذہب سے جو کہ حال ہے فاصل سے اقلیبین یعنی یا حال ہے مفعول  
 سے اقلیبینا یا حق مراد حق سے ہر وہ شے جو کتاب میں ہے یعنی اثبات توحید و نبوت و معاد و  
 انواع و خالیف متقابل ہے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لم ننزلہ باطلا لئیسے لیسے ہمنے اسکو نہیں کیا  
 ہے کیا وہ بیخاۃ بلکہ اس میں دین و دنیا کے فوائد بے شمار ہیں اب یہی یہ بات کہ کتاب نازل  
 کرنے کے مضمون کو دو جملوں میں آدھیا اور کتاب کو دو بار ذکر کیا سو کی یہ وجہ ہے کہ اول تو کتاب  
 منزل کی شان بیان کی کہ وہ اللہ پاک کی طرف سے آندی گئی ہے جو کہ اپنے ملک میں عزت و ہر  
 والہ ہے اور اپنے کام میں حکیم ہے بعد اسکے اُن شخص کا بیان کیا جس پر وہ اناری گئی اور اُس شے  
 کا جو اس پر درج ہے یا بیان کہو کہ اول تو مثل عنوان کے ہر واسطے کتاب کہ اور ثانی واسطے بیان  
 اُس شخص کے ہر جو کتاب میں ہر تو اب کہتہ مکرار نہیں ہے یا یوں کہو کہ مراد کتاب ثانی سے ہے یعنی  
 وہی کتاب اول ہے بجائے ضمیمہ کے جو اظہار کیا سو منظور جس کتاب کی تنظیم ہے اور اسکی شان کا  
 مزید اعتناء تھا مگر میں نے یوں کہا ہے کہ انزلنا الیک الکتاب میں مکرر تعظیم ہے سبب اسکے  
 کہ اسکو ایک اور اعلیٰ میں ظاہر کیا ہے اسکے انزال کی نسبت کہ کہ طرف اُنک ذات کہ جو اپنے  
 نفس کی تعظیم کرنے والہ ہے عرف فاقر تعالیٰ دَعْبِلِلّٰہُ مُحَمَّدٌ صَلَّالَہُ الْوَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ واسطے ترتیب  
 مابعد کے ہر قبل پر اور نصب محض کا بنا بر حال ہے فاصل اعبد سے اخلاص ہے کہ بندہ اپنے  
 عمل سے اللہ پاک کی ذات کا قصد کرے دین یعنی طاعت و عبادت ہو اور شرع عبادت کا  
 اسکی توحید ہے اور کیا سکا کوئی شریک نہیں جو یعنی جبکہ کتاب اللہ عزہ و جکیم کی طرف سے حق کہ  
 ساتھ تیرے اور اناری گئی ہے کون حق جو کہ اثبات توحید ہے تو تو اللہ کی عبادت کر اس  
 حال میں کہ تو خالص و محض کرنیوالا ہو عبادت کو شرک و ریاسے ساتھ توحید کے اور صاف  
 پاک کرنے شرکے آیت کریمین دلیل ہے وجوب نیت پر اور اُسکے خالص کرنے پر مونیوں سے  
 کیونکہ اخلاص ہر قلبی ہے ہو جو کہ نہیں ہوتے ہیں مگر ساتھ اعمال قلب کے سنت میمونین آیا  
 ہے کہ ہلاک امر یعنی اصل کام کئے تو افعال میں نیت ہر جہ طرح کہ ہر حدیث شریف میں  
 ہے کہ انا لا اعمل بالنیات اور احمدیث پاک میں کہ لا قول ولا عمل الا بالنیۃ جمہور نے اکثرین کو  
 نصب پڑا ہے اس بنیاد پر کہ مخلص کا مفعول ہے اور ابن ابی عیسیٰ نے اسکے رفع سے

کتاب اللہ عزہ و جکیم  
 کی طرف سے حق کہ  
 ساتھ تیرے اور  
 اناری گئی ہے







و فرک کے کیونکہ بکر وہ دعویٰ کرتا ہو کہ حق اُنکے ساتھ ہے پہر خزا دیگا ہر ایک کو جس خزا کا وہ  
 مستحق ہے۔ پس مومن کو توبت میں داخل کرے گا اور کافر کو نافرمان میں کسی سے کہا کہ جہنم کے پھر خزا  
 کو فیصلہ کرے گا وہ بیان میں غلط کرے گا بلکہ ان کے اور اُنکے جنہوں نے غلطی میں کیا اولیٰ کو اس لیے عذرت  
 باقی ہے و الٰہ کسی نے کہا کہ در بیان متنازعین کے فقیہین سے کہ ان کے ہاں کسی کو بھی عذرت  
 کفار دینے سے گواہ نہیں بتاتا ہے اپنے دین کی اور نہ توفیق دیتا ہے حق کی طرف راہ پانے کا جس طرح  
 کہ جو کہ جو شاہ ہے اپنی اس موعی میں کہ اہلہ اسکو قریب کر دینے طرف اس کے اور کفار سے یعنی ہر  
 نے کفر کیا ہے سبب اس کے کہ انکو عبودیت پر لے لے اور انکو شر کا قرار دے لے جو اسلئے اس کے اس لیے  
 وہ کم کرنا لایا ہے بصیرت کا غیر قابل ہے راہ پانے کیونکہ اُن نے فطرت مہلی کو بگاڑ ڈالا ہے سبب  
 امر وہ سترار کر دینے لگا رہی میں کفار صیغہ مبالغہ ہے وال ہے اس بات کہ ان لوگوں کا کفر غایت کر  
 پہنچا ہوا ہے حضرت حسن اچھ نے کہا کہ اب کو مثل کفار کے بصیغہ مبالغہ پر لے لے اور یہ قرار ہے  
 حضرت انس سے بھی مروی ہے یہ جملہ تعلیل ہے حکم مذکور کہ جملہ لوگ اہل اللہ مقرر ہو کہ ہے اہل  
 قول مذکورین کا کہ ملائکہ دختران عالمین جسکا ذکر سابق میں ہو چکا ہے اس لیے کہ یہ جملہ متضمن ہے  
 میں کہ کو حق میں اللہ پاک کے ولد کا ہونا علی الاطلاق محال ہے پس اگر اسے چاہتا کہ کر لے اولاد  
 تو البتہ کر لے گا اولاد کا حقیقہ متنع ہوتا اور یہ بن نہ آتا مگر باطنی طور کہ جن لیوے اس شے سے جسکو چاہے  
 کرے اسے یعنی اسے چاہے کہ اسے بنی خلق کے جملے سے جس شے کو کہ چاہے اسکا پسند کرنا کیونکہ  
 اُنکے سوا کوئی موجود نہیں ہے مگر وہ اسکا مخلوق ہے اور یہ نہیں کہ اسے کہ مخلوق خالق کی  
 اولاد ہو کیونکہ باہم ان میں جمالت نہیں جواب کچھ باقی نہیں رہا مگر یہ اسکو جن لیوے غلام کو کہ  
 جسطح کہ چاہے اسکا ذکے مہطفا کے ساتھ تفسیر کرنا اس بات کا فائدہ دیتا ہے جس میں نواہت کو  
 یہ ہوئے کا کردہ چاہتا کہ کر لے اولاد تو اس کو واقع ہوتی ایک شے جو کہ اسکا ذولہ سے نہ ہوتی بلکہ وہ  
 جو ہوتی سو یہی جن لینا وہ سٹے اپنی بعض مخلوقات کے اسی لیے اسے پاک نے اپنے نفس مقدس  
 کی اسکا ذولہ علی الاطلاق تنزیہ فرمائی پس ارشاد فرمایا سبحانہ یعنی تنزیہ و تقدیس ہے وہ اسلئے  
 اس کے اولاد کو لینے سے یہ تو تنزیہ ہوتی کہ جس ذات پر اپنی تنزیہ فرمائی کہ جب صفات ہیں ان  
 جو اللہ واحد اللہ ہے وہ جمع ہے ساری صفات کمال کا متوحد ہے اپنی ذات میں سوا کا  
 مماثل نہیں ہے قاہر ہے اپنی ساری مخلوقات کا اور جو ذات پاک ان مفتوح کے ساتھ تصف  
 ہے اس کے حق میں وجود اطلاق کا محال ہے کیونکہ وہ اپنے والد کا مماثل ہوتا ہے حالانکہ اسے پاک



[illegible]

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰

て

[illegible]

پیدا کرنا صفت مذکورہ آپ کے ساتھ عادت جاری نہیں ہوتی ہر ایک کے ایک ایک کسی انشی کو کسی مرد کی پہلی شے  
پیدا کیا ہو چکے اس کی تفسیر یہ اعتراف میں ہر طرح پر گندہ کی ہے تہہ سب ایک ہے اپنی قدرت باہرہ و افعال قابل  
سے جو کہ اول میں مذکور ایک اندوہ بیان کی ہیں خدا فرمایا ذلک لعلکم لا تلعنوا انکم تمکینہ اذ ذلکم جہنم  
بجملہ انعام کے پیدا کر کے انزال کے پیرایہ میں ایسے فرمایا کہ وہی یونہی کہ انہوں نے فراموش کرنا  
میں پیدا کیا پھر مکر میں کی طرف لہذا پس اس صورت میں انزال حقیقت ہو گا جسطرح کہ اس آیت میں فرمایا گیا  
ہے و انزلنا انھن ذلک فہن یلدن فی ذلک ایسے کہ حضرت آدم جس وقت میں کی طرف تار مری گئے تو وہ ان کے  
ساتھ نادل کیا گیا یہی احتمال ہے کہ نسبت انزال کی طرف تمام کو مجازاً ہوا ہے کہ چوہا ہے جو کہ نفع نہیں دے  
سکتے مگر نباتات سے اور نباتات کی زندگی اسی بات سے ہوتی ہے اور بات آسمان سے تار جاتا ہے تو چوہا  
کو یا کہ آسمان سے تار سلگو کر کے رکھنے سبب سبب منزل میں النساء ہے اس قسم کی تعبیر کو تدریج کہنے  
میں اسی باب میں آیت ہے قل انزلنا خلقکم لیسوا اور جسطرح اس طرح میں سبب پر اطلاق کیا ہے

لَا تَنْزِلُ لِقَامًا رَاضٍ قَوْمًا اَرْهِنَا وَ قُلْنَا كَا تَوَا غَضَابًا

جو کہ نباتات کا سبب پانی ہے ایسے ہی کی نسبت پانی کی طرف کر دی ہے حالانکہ مراد چرانا تھا  
کا ہے نہ پانی کا کسی لئے کہا کہ انزال اپنے نشا و جعل ہے یا اپنے اعطی ہے کسی نے کہا کہ خلق کو  
انزال قرار دیا اس لیے کہ خلق جو ہوتی ہے وہ سبب ایک امر کے ہوتی ہے جو کہ آسمان سے نازل ہوتا  
ہے تمکینہ انزال وجہی میں جو کہ انعام میں مذکور میں جس کا ذکر سابقاً ہو چکا ہے مراد نہیں ہے چارون  
جگہ زودادہ میں انزال وہ شے ہے جس کے ساتھ دوسرا کسی کی جنس کا ہو جو اس کے ساتھ مزاجت کری  
اور دونوں سے نسل کا حصول ہو پس لفظ زوج کا مطر پر بولا جاتا ہے جبکہ اس کے ساتھ دوسرا جو انہی کا  
جنس کا جو اس سے منفک ہو اور ان سے نسل حاصل ہو اور یہی لفظ زوج کا نہیں پر ہی بولا جاتا ہے  
پس وہ مختصر ہے اور سمجھ کر مراد اطلاق اول ہے اس آیت کی تفسیر یہ تمام میں گندہ کی ہے تہہ سبب ایک  
اپنی قدرت باری سے ایک امر نوع ذکر کی ارشاد فرمایا یختلفکم فی بطون انھم تمکینہ عزوئے ہو کہ سبب عزو  
دیم چاہے اور کسان نے بکسر عزو و فتح بسم اور باقی قرارے بضم ہمزہ و فتح بسم یعنی سبب ایک تمکین  
اگر تہہ تہہ ہی اوں کے بیٹوں میں اس پیدا پیش کی انسان کے ساتھ تخصیص کیوں فرمائی حالانکہ  
اس میں انسان و حیوان دونوں مشترک ہیں سو وہ ہر کسی کی کہ عاقل کو غیر عاقل پر غلبہ ہی ہو دوسرے پر کہ  
انسان کو باقی خلق پر شرف ہے علقہ مصدر ہو کہ ہے فعل مذکور کا سن بعد خلق اسکی صفت ہر امر خلق  
کا کما سن بعد خلق یعنی پیدا کرتا ہے تمکینہ اگر تہہ سبب ایک پیدا کرنا کہ کا سن ہے بعد ایک پیدا کرنا کہ

بسم اور باقی قرارے بضم ہمزہ و فتح بسم یعنی سبب ایک تمکین



















ابو قحافہ کا کاخ اور دوسرے کی بنیاد پر ہزارہ واسطے آتھم کے ہے اور آتھم تقریری سے خاصا  
مقابل کا مہر و ہوا میں ہر قانت کن کفر دے کے گا اس قرات میں ہزارہ نما کا ہے اور کل  
من منادی ہے مرا اس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن جکو فل کتم یخترک فلیکے کے کا حکم ہوا  
ہر تقدیر یہ ہے یا من ہر قانت قل اتع کونسی نے کما تقدیر یہ ہے یا من ہر قانت اک من احباب  
اللہ جو لوگ ہرے کو نہ دیکھتے ہیں لیکن میں سے خواہ میں ابو حیان نے اسکو ضیف کیا ہے اور کہا کہ  
یہ بات ابو قحافہ دابہ سے کہی ہے ابو حیان سے پہلے ابو علی غازی اس تفسیف کی طرف جا چکے  
ہیں اور ابو حاتم و غنمش نے اس قرات پر اہل ہی سے اعتراض کیا ہے علامہ کبیرا و قاضی بے دوجہ  
کیونکہ جب عدیت ثابت ہو چکی تو درایت باطل ہو گئی آجکلہ قانت کی تفسیر میں اختلاف کیا ہے ہر  
کسی نے تو کہا کہ طبع ہے کہیے کما خاشع یا اپنی نماز میں قیام کر نیو لا کہیے کہ کا دمی ربہ شماس نے کہا کہ  
اہل ثنوت کی طاعت ہے کہ جب اس میں لگایا ہے وہ طاعت میں داخل ہے انما اللیل آہ  
جمع ہے الی بالکسر و بالتحرک جیسے سہاکی جمع مہا آتی ہے کسی نے کہا کہ واحد ہکا انوبے محادے  
میں برتے ہیں منی من اللیل انان و انان منی رات کی دو گھنٹہ یا ان گز گز میں مرا و اناریل سے رات کی  
ساعات و اوقات میں کسی نے کہا کہ کافوف کیونکہ یہ مقبول وقت ہے

|                               |                              |
|-------------------------------|------------------------------|
| دلا بسوز کہ سوز تو کار نا کند | نیا ز نیم شبے دفع صد بلا کند |
|-------------------------------|------------------------------|

کسی نے کہا کہ مغرب و عشاء کے درمیان کا وقت ہر کسی نے کہا کہ اول واسطہ و آخر شب نہیں ہر بعض  
قول اول گزہ چکے ہیں ساجدا و قائما منعبہ ہیں بنا بر حال یعنی قانت ہرات کی گزہ ہیں  
احمال میں کہ جمع کرنیو لا ہے درمیان عید کے اور قیام کے نماز میں عید کو قیام پر اس لیے مقدم  
کیا کہ عبادت میں اسکو زیادہ تر داخل ہے یہ آیت اس پر وال ہے کہ قیام مل کو دن پر ترجیح ہے  
اور وہ اس سے افضل ہے اس لیے کہ رات زیادہ تر سارے گویا سے زیادہ تر درود ہوگی اور اسے  
کرات کی تائید کی فکر کو جمع کرتی ہے اور گاہ کو اشیا کی طرف نظر کرنے سے باز کرتی ہے اور جب دل  
اشیا غار جہ میں مشغول ہونے سے فارغ ہو جائے گا تو مطرب صلی کی طرف جمع ہو گا و میں شیخ  
ہے نماز میں اور پہماتنا اسکا جسکے واسطے نماز پڑھتا ہے کسی نے کہا اس لیے کہ رات وقت خواب کا  
اور نظر راحت کا ہے تو اسکا قیام نفس پر زیادہ شاق ہوتا ہے تو ثواب بھی اس میں کثر ہوتا ہے  
قوی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے جو شخص صبح سوید کہو کہ آسان کرے اللہ  
اس پر قوت کو قیام کے دن تو جاہ یکدیکھے اسکو اللہ رات کی تائید میں کہ خدا لا آخرہ صلی صبح

شرح  
معارف  
فہمائت  
ج ۱۱

بنابر حال یعنی اس حال میں کہ ڈرتا ہے ضابطہ قدرت کو قول سید بن جبیر و مقال کا ہے  
 اور جو رحمتہ ربہ یعنی پس جمع کرتا ہے در بیان خوف و جہل کے دونوں جمع نہیں ہو سکتے کسی شخص کو  
 جلیں گلوئے مراد ہوتی کہ اسے کہ بیان عبادت محذوف ہو تاخیر یہ ہے کہ کن لفظ شیناں میں کہ  
 جو طرح کہ سیاق کلام اس پر دال ہے یعنی کیا وہ شخص جو یہ کام کرتا ہے مثل اس شخص کے ہے یا نہیں  
 کہ جو کہ نہیں کرتا ہے کسی نے کہلکہ اچک رحمت و مراد مغفرت ہے کسی نے کہ جنت یا آیت سپرد ال ہر کہ  
 جانب عاکل و ادلی ہے ہلکی کہ اللہ پاک کی طرف نسبت کیا ہے اول گند چکا ہے کہ حضرت ابن  
 عمر رضی اللہ عنہما آیت پڑھی اور کہا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بین ایک وایت میں اُسے یہ  
 ہے کہ حضرت عثمان کے حق میں نازل ہوئی ہے حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت ہار  
 بن دہر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کو امر فرمایا کہ اُسے ایک اور بات کہیں جس کے باعث حق باطل و ظاہر و حائے ہیں فرمایا قُلْ هَلْ  
 يَسْتَوِي الَّذِينَ يَمْلِكُونَ الْاِثْمَ يَنِي تُولٰٓئِكَ كِيَا رَابِعٌ هُوَ تَمِيْنٌ وَوَلٰٓئِكَ هُوَ تَمِيْنٌ وَوَلٰٓئِكَ هُوَ تَمِيْنٌ  
 ثواب و عقاب کا وعدہ کیا ہے وہ حق ہے اور وہ لوگ جو اسکو نہیں جانتے ہیں یا یہ سنی ہیں  
 کہ جو لوگ جانتے ہیں اُس غم کو جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر نازل فرمائی ہے اور وہ لوگ جو اسکو  
 نہیں جانتے ہیں یا مراد علم و جہل میں ہر شخص کو مفضل ہے وہ بات جانتا ہے کہ در بیان علم و جہل  
 کے اور علم و جہل کے برابری نہیں ہے زجاج نے کیا میں جملہ کبریاں نہیں ہوتے ہیں وہ لوگ جو جہل  
 اور وہ لوگ جو نہیں جانتے ہیں اسی طرح علم و حاسی برابریں ہوتے ہیں کسی نے کہا کہ مراد اللہ بین  
 یفکر کن سے وہ لوگ ہیں جو اپنے علم پر عمل کرتے ہیں کیونکہ اس کو نفع لینے والے وہی ہیں اس لیے  
 کہ جس نے عمل کیا تو وہ مثل جہل کے ہے کسی نے کہا کہ اللہ پاک نے آیت کو عمل سے شروع کیا اور علم سے  
 ختم فرمایا اس لیے کہ علم اب بجا ہوا ہے اور علم اب کثافت کو اور یہ نہایت ہی پس جب انسان  
 کو یہ حال ہو گیا تو اس نے طاعت کی اسکے کمال و فضل بلکہ تمام کمال و اولو الکتاب یہ جملہ کلام اس پر  
 نہیں ہے بلکہ اللہ پاک کی طرف سے ہے بعد از کرنے کے ساتھ اِنَّ تَوٰلِیْعَ نَکْهَہُ کے جو کہ کفر و حاسی سے  
 ناجور و مانع ہیں خصوصاً اس پر بیان کرنا اس بات کا ہے کہ وہ تلویع اور چہرہ ان کا دونوں کے دونوں میں  
 انہیں کئی ہیں اس لیے کہ انکی خلیں میں ہیں سنی ہیں کہ اللہ کے حفظ و نصیحت کو وہی نصیحت  
 پذیر ہوتے ہیں جو کہ صحابہ متوکل صافیہ و خلوص تیرہ ہیں اور یہی اس میں تہجد و فکر و غور کرتے ہیں  
 یہ لوگ جو ہیں جن کو کفر کیا کہ مگر ہر کے مدی ہیں کہ انکی خلیں میں ہیں لیکن وہ کا عدم میں ہر حزب

اللہ ایک سے ملات کی نفل کے مریان عالم جابل کے اور یہ بات بیان فرمائی کہ نصیحت پزیر  
 وہی ہوتے ہیں جو قتل ملے ہوں تھاپنے دوسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر زبا لکے مومن ہندون  
 کہ کہ مکر میں کہ ان کے تقویٰ دایین رہے مہن میں ارشاد فرمایا قل ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ  
 الذین یحسبوا قہلہ الذین یحسبوا دہ وارضل لہم وایعہا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ الذین  
 اخرجہم من دینہم حساب ۝ کل الذین اخرجت ان اخرجہ اللہ مخلصا لکم الذین ۝ واما زکریا  
 اکون اولکم للعلین ۝ کہ کہ اسے دوسرے مومنین لے ہوئے وہ اپنے رب سے جنوں نے  
 نیک کی اس نیا میں لکھو ہے ہلالی اوزمین اللہ کی کشادہ ہو میریز المون ہی کو کتابے اکائیگ  
 کہ کہ ہر حکم کہ بندگی کروں اللہ کو نری کہ ان کی بندگی اور حکم ہے کہ میں ہوں سب پہلے حکم بردار  
 اتقوا اللہ بلکہ ہر مومن بعد دن کام فرما ہے کہ ان کی طاعت و تقویٰ پر ستر و ایم رہیں جن کو گز  
 نے اس نیا میں نیک مل کیا گئے واسطے ہلالی ہے انکی دنیا و آخرت میں وارض اللہ وہست کی تفسیر  
 میں بجا ہونے لکھا پس تم اس میں ہجرت کرو اور جاکرو اور بتوں سے ملک ہو جاو شریکے عن خصوص عن عطار  
 روایت کیا ہے کہ جو وقت تم انکی صحبت کی طرف بٹے جاو تو ہلک جاو ہر پویت پڑی اللہ یحیی  
 امرض اللہ وایعہا فقہا جروا ۝ انہا ۝ وزاعی نے لکھا کہ صابرون کے واسطے تو لا جائے گا نہ با چنگا  
 انایض لکم عرفایض لکم تو پ بہر کہ اجر دین گے آپ قول کیا کیا کہ ہے جان جس طرح نے لکھا مجید  
 بات ہر مہی ہے کہ ہرگز نہ عمل کا ثواب نہ حساب نہ کیا جائیگا بلکہ وہ تو اپوز زیادہ دیے جائیں گے  
 سدی نے لکھا انامی نے مصابرون آقا یہ یعنی جنت میں تو را تعالیٰ لایق اخرجت ان اخرجہ اللہ الایہ کا یہ  
 مطلب ہے کہ کہ ہے تو ہی حکم ہے کہ اللہ وعدہ شریک لکے واسطے اخلاص عبادت کروں تو را تعالیٰ واما زکریا  
 لایق اکون اولکم للعلین سدی نے لکھا یعنی من ہد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ زانی ابن کثیر ففتح البیان  
 کا بیان طاع یہ ہے یعنی اسے وہ لوگ جنوں نے کہی کی اللہ کی تعظیم و روپنے رب کی مابین طور کا اس کی  
 طاعت کروانے کا ماس سے کہ ان کے حکون کا ہنل کروانے کے لیے خاص بیان فرماو شرکا کی اس سے نفی  
 کرو اور ملو یہ کہ تو ان سے یہ قول مینہ کہہ سے پھر جب اللہ پاک نے مومنوں کو تقویٰ کا لکھا کہ توجہ  
 فاندے اس تقویٰ میں ہوں وہ ان کے واسطے بیان کیے ارشاد فرمایا الذین احسنوا آقا یہ یعنی جن لوگوں نے  
 نیک عمل کیے اس نیا میں ہر وجہ اخلاص ان کے واسطے ایک حسنہ عظیم ہے یعنی جنت فی ذہ وہ نیا مستحق  
 ہو چکنو اسے کسی نے لکھا کہ حسنہ اس واسطے کہ وہ بیان ہے حسنہ کے مکان کا تو سنی ہے ہوں گے کہ وہ اسل  
 انگو جنوں نے نیک کی عمل میں حسنہ ہو نیا میں ساتھ صحت و عافیت و ظفر و غیت کو قول اقل ادلی ہے

۹  
 کیا ہے  
 کہ ان کے  
 کہ ان کے  
 کہ ان کے







بلکہ سچائیں گے مکتہ جہلہ لہذا اعلیٰ ہو امر تقویٰ کی یعنی اس امر کا احتمال واجب ہے  
اس لیے کہ جنہوں نے ہسان کیا ان کے واسطے ایک جواحدہ ہو جی۔ یہ بات کہ تم کو فرمایا  
انقرض کیا سو اسکی یہ وجہ ہے کہ منظور آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ تقویٰ ہسان کے باب ہے  
اور دونوں باہم ایک دوسری کو لازم ہیں پھر اسی فقرے ماسودہ میں ربط و ملائمت کو اپناؤ گے  
انصار پر تو فرمایا اور اپناؤ گے کہ تقویٰ نہ کیا اس لیے کہ تصور آگاہی بخشنا ہو اس امر کے متعلق لوگ  
فضیلت صبر کے حائر ہیں جس طرح کہ فضیلت ہسان کے جامع ہیں کیونکہ تقویٰ مستلزم ہے احسان  
صبر کو باوجود اس کے کہ صبر میں زیادہ مادہ کرنا ہے صلابت و مجاہدہ پر معاشرت کی مشقوں کے  
حمل کرنے میں بہر حال ایہ کریدال ہے اسکو صابرین کے اجر و ثواب کی نہایت نہیں ہے  
کیونکہ جو شے حساب و کثمت میں داخل ہوتی ہے تو وہ تنہا ہی ہوتی ہے اور جو حساب کے نیچے داخل  
نہیں ہے تو وہ غیر تنہا ہی ہوتی ہے اور یہ ایک فضیلت عظیم و مثبت دلیل ہے جو شخص کہ اللہ پاک کے  
ثواب میں غلبہ اور اس کے پاس کی غم میں طمع ہے فضیلت اس پر یہ تقاضا کرتی ہے کہ صبر کا ہر  
وانہ اولیٰ نفس کو اس کے محاسن سے باز رہے اور اسکی قیادت سے پیروی کرے کیونکہ جہنم دے مہر کی کرنا  
اس قصاکو تو رد نہیں کر سکتا ہے جو کہ نازل ہو چکی ہے اور جو غیر سلب ہو چکی اس کو کہیں تو نہیں لانا  
ہے اور نہ جو کر وہ واقع ہو چکا ہے اسکو دفع کر سکتا ہے اور جو قوت حاصل اس بات کا خوب تصور کر لیتا  
جیسا کہ حق ہے تصور کا اور خوب سمجھ لیتا جیسا کہ حق ہے سمجھنے کا تو یہ جان لیتا کہ صبر کرنے والا اس طاع  
ہو جو اس پر نازل ہوئی اسکو یا جو عظیم مل چکا اور اس غیر خیر سے بہرہ مند ہو گیا اور غیر صابر پر قصا نازل  
ہو چکی وہ چلبے یا نہ چاہے اور باوجود اس کے اس پر وہ اجر عظیم فوت ہو گیا کہ جبکہ ازادہ کیا جاتا ہے  
نہ اس کے نہایت تک رسائی ہوتی ہے تو اس نے اپنی مصیبت کو ساتھ ایک اور مصیبت ملانی اور اسکو سوا  
بزج و فزع کے اور کہہ اتنے لگا کسی نے کیا عرب کہا ہے

|  |  |
|--|--|
| اَرَى الصَّبْرَ مَحْمُودًا وَفَعَلَ مَذْهَبٌ | تَكَيْفَ يَا قَوْمًا لَمْ يَكُنْ مِنْهُمْ مَذْهَبٌ |
| هَذَا تَحْقِيقُ الْحَقِّ وَالصَّبْرُ وَاجِبٌ | وَمَا كَانَ مِنْهُمْ لِيُطْرَقَ وَرَقٌ اَوْ جِبٌ   |

پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ اول انکو خبر دین تو حید و اخلاص کی خبر کا  
مرد انکو امر کیا پس ارشاد فرمایا اَنْ اَمُرْتُ اَنْ اَتَجِدَ لَكُمْ مَخْلَصًا الَّذِي يَنْبَغِي لَكُمْ بِحَرْمٍ  
امشکی عبادت کردن ایسی عبادت ہو کہ شرک و بدعات سے غلطی سے متعلق نہ ہو کہ کفار قریش نے نبی  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہین شے تجھے باعث ہوتی ہے شے ہو جو کہ تو اسے پاس لیکر





کی ائین کچھ ملتی نہیں ہے اسکی تحقیق اول سورت میں گزر چکی ہے امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہر اگر کوئی کہے کہ قولہ تعالیٰ اِنِّیْ لَمَرْتٰ اَنْ اَعْبُدَکَ مَخْصُودًا یعنی اور قولہ تعالیٰ قُلْ اِنَّکُمْ عِندَیْ مَخْصُودًا یعنی میں نے تم کو اسکی قیاسی میں قوم کہیں گے کہ یہ مکر نہیں ہے کہنے کا اول میں تو اسکی خبر دی ہو کہ وہ ماسورین اللہ پاک کی طرف و ساتھ ایمان و عبادت کے اور دوسرے میں یہ خبر دی ہے کہ ان کو اسکا امر کیا گیا ہے کہ نہ ہو میں کسی کو سوا اللہ پاک کو قولہ تعالیٰ لَا تَعْبُدُوْا اِمَّا شَیْئًا مِنْ دُوْنِیْ یہ امر ہے واسطے تنبیہ کا اور تفریع و توجیع و سرزنش کے معنی تم ہو جو اس شے کو جسکا پوجنا چاہو اسکو سوا جلیل کر اس آیت میں ہے اَعْبُدُوْا اِمَّا شَیْئًا مِنْ دُوْنِیْ میں یہ خبر دی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو نہیں پوجتے میں کسی نے کہا کہ یہ امر اپنی خفیت پر ہے اور ایت سیف و منہج ہو گیا ہے وہاں اہل قولہ تعالیٰ قُلْ اِنَّ الْخَیْرَ مِنْ الْاَیْہِ کَا یَہْطِیْعُ کہ کمال ہاں بیٹھنے میں وہ لوگ میں جو ہار بیٹھے اپنی جان میں اور اپنے گرد لے قیامت کو دن باہر طور کہ اپنی جانوں کو ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے واسطے آگ میں بٹا یا اور وہ حرمین جو انکے لیے تیار کی گئیں تیں اگر ایمان لاتے انکو نہ ہو پھر اس لیے کہ جو کوئی آگ میں داخل ہوتا اسے زیان کیا اپنی جان کا اور اپنے گرد کمالی جمع ہے اہل کی اہل میں اہلون ہے یا اہلین ملو الہیم سے آخرت کو گرد لے ہیں کسی نے کہا کہ انکی بیبیاں اور خادم کسی نے کہا انکے گرد لے جو دنیا میں تھے کیونکہ اگر وہ اہل نامہ سے تھے تو قرآنکو ہار بیٹھے بیٹھے اپنی جان ہار بیٹھے اور اگر وہ اہل جنت سے تھے تو وہی وہ ان سے لیے جاتے ہے کہ بعد انکے کی طرح کا جو نہیں ہے نہ جلیج کے کہ اگر ملو اس سے کفار میں کیونکہ انہوں نے اپنی جانوں کا خسران کیا بسبب عقیدہ کے نار میں اور اپنی اہل کا خسران کیا اس لیے کہ انہیں کے داخل ہونے کی جگہ میں داخل نہیں ہوئے جسکے واسطے گرد لے ہیں جنت میں حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ لوگ کفار ہیں جھوٹے کہ واسطے پیدا کیا دنیا نے زائل ہو گئی اور جنت انہر حرام کی گئی دوسرا لفظ آگیا ہے کہ الہیم من اہل البیت کا لفظ وہ والہم لواطحو اللہ تعالیٰ تعینہم جملہ الآذیٰکَ هُوَ الْخَسْرَانُ الْمُبِیْنُ ستانہ ہو واسطے ناکید ثبیل کے حرف تنبیہ سے جو اسکو شروع کیا سو منظور آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ یہ خسران ہدیان ہے انہر تامل ہو عظمت و ہندگی کو اس غایت کہ ہو پہلے کاس و فوق کوئی غایت نہیں ہو اسی طرح خسران کو جو صرف بالف و لام ذکر فرمایا اور اسکو موصوف بہین کیا سو یہی ماہر مل ہے کہ انکا خسران افراد خسران کو فرد کمال ہے نہ کوئی خسران اسکی باہمی کرتا ہے کوئی مقصود انکے۔

لکھ بیگ ہوتی ہے اول تو اللہ پاک نے بطریق ماہم اس خسران کو کھانک کیا بعد انکے یہ خسران ہوا

۹  
سجہ  
بجور



حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا جبکہ انکو روضہ دہی تھیں کیا فرماتے؟ اور فرماتے؟ یا اُخْلُ ذَا  
 بِحُسْنِهَا اَوْ يَأْتِكُمُ الْكَرْبُ مِنْكُمْ اَللّٰهُمَّ اَوْ اَوْ اَلْكَابِیْنِ جَوَکُ اس وقت کے  
 ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہدایت کی دنیا کا حضرت عیسیٰ اور ہی بن میر منسل والے او  
 فطرت ستیم ملے ف سے وصل سے لہنے ہوتی کہ قبلا سے اور کہم تھیں ہی خبر طاغوت بنائے بنائے  
 ہر صدمہ میں سے رحمت و شکرت مراد اذنان و شیطان میں بجا ہوا بن نہ یہ سے لگا کر طاغوت شیطان  
 ہے خاک و سدی نے لگا کر اذنان اسی نے لگا کا ان کیسے لگا ایک ہم بھی ہے مثل حالت و جاہل کے  
 کیسے لگا کہ ہم علی ہے شوق ہے طغیان سے لگا میں قلب ہم بتقدیم لام بر میں منتار میں کہا ہے کہ  
 طاغوت واحد جمع ہر اطلاق کیا جاتا ہے اور ذکر و نوشت و فنون طبع متسل ہوتا ہے ہر ایک صبیح  
 میں ہے خوش رنگ کہ طاغوت جمع ہے یہ ہی جانتے ہے کہ اور نوشت ہر نفس نے لگا کہ طاغوت سے  
 مراد شیاطین میں خلوت کا وزن ہے طغیان سے مثل خلوت و رحمت کہ لگا میں قلب ہم بتقدیم لام بر  
 عین اطلاق کیا گیا ہے شیطان ہر پادشاہ میں ہر اس لیے کہ طاغوت صدمہ ہر اس میں بہانہ میں وہ  
 یہ میں کہ ایک تو نام کہنا ہے ساتھ صدمہ کے گویا میں شیطان طغیان ہے صدمہ سے اسی بنا بنا ہے  
 ملانہ ہے کہ لگا رحمت کو سننے میں رحمت و ہوا و خلوت کے معنی میں ملک ہر تیسرے قلب ہم  
 اور وہ واسطے اختصاص کے ہے اس لگا کہ اطلاق نہیں ہوتا ہے غیر شیطان ہر ایک مراد اس کو  
 جمع ہے اور کسی سے بطور امتیاز ہوتا ہے حق تفسیر طاغوت کی پسے طور پر سورہ بقرہ میں لگا علی  
 ہے سننے یہ میں اور وہ لوگ جن میں نے اعراض کیا طاغوت کو بوجہ سے اور اندہ عزوجل کے ساتھ  
 اپنی عبادت خاص کی اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَا هُمْ بِنُصْبٍ میں ہے برابر بل اُتال طاغوت کو گویا اپنی طرف  
 کہ بتبرہ عبادہ طاغوت میں اجتناب کیا ہوا ہے سے طاغوت کو ذَا اَبْوَالِکُمْ مَطْلُوبِ ہر اجتناب ہر  
 میں اور باطل جمع ہوئے طرف اشارہ کا اور توجہ ہوئے اسکی عبادت ہر اعراض کر کے اس سے  
 اللہ سے لَعْنُ اللّٰہِ نَحْنُ یعنی اُنکے واسطے ہے خوشخبری ثواب جزیل کی یہ کہ کثرت منہر رشت ہے  
 خوشخبری اور رسولان کی زبان ہے ہر فرشتوں کی زبان ہر وقت حضور صلی علیہ وسلم کے یا وقت ہر  
 کہ یا اللہ ہر ایک کی طرف سے اس لیے کہ اللہ ہر ایک لگا ہے لَعْنُ اللّٰہِ نَحْنُ اَمَّا کُمْ اس سے کہنی  
 انہ میں ہے کہ اللہ کی طرف سے ہوا ہر فرشتوں کی طرف سے کہ کہ اللہ تعالیٰ کا فضل واسع ہے کسی نے لگا کہ  
 لنگے واسطے خوشخبری ہے نہ نامین میں ہر لنگے لنگے حال صاب کی اہر طرف کی جاتی ہے ہر وقت لنگے کے  
 ہر میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قبر سے اور وقت و طرف کر واسطے صاب کہ اور وقت لنگے کے

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا جبکہ انکو روضہ دہی تھیں کیا فرماتے؟ اور فرماتے؟ یا اُخْلُ ذَا

پھر طرہ بہ دقت داخل ہونے جنت کو اور جنت میں بھی ہر طرف میں ہن موقوف ہو کر بندہ  
حاصل ہوگی ساتھ ایک نفع کے غیر واضح نفع میں ممکن سے قولہ تعالیٰ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُ مِنَ الْآيَةِ مِنْ طَرَفٍ  
عبد سے عوم ہے یہی جو لوگ موصوف باجناب طاغوت و نائب الی اللہ میں توفہ بہ خل اقل راہ میں  
داخل ہیں کسی شک کا کہ وہ اس کو وہی موصوف باجناب امان و نائب الی اللہ میں ہیں تمام تباہی کا  
کہ وصف اہل کے ہونے کے واسطے بجایہ غیر مسلم ظاہر رکھا ہے سنی و عین میں خوشی سنا یہ سنی  
کو جو کہتے ہیں قل حق کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ معلوم ہے ہر ہر دی کرتے ہیں ان کے احکام کی  
یعنی حکم کی اور اس پر عمل کرتے ہیں سنی نے کہا کہ اتباع کرتے ہیں بتراض و کواجب کے ساتھ حکم کیے جگا  
وین ہر عمل کرتے ہیں ناش و ثور کے ساتھ جو ان میں سے کسی نے کہا یہ وہ شخص ہے کہ سنا ہے حسن  
قیح کو پھر حسن کو تو بیان کرتا ہے اوقیر سے باز رہتا ہے تو اسکو بیان نہیں کرتا کسی نے کہا کہ سنتے  
ہیں قرآن کو اور غیر قرآن کو پھر اتباع کرتے ہیں قرآن کا کسی نے کہا کہ سنتے ہیں نصیحتوں کو اور غیر نصیحتوں  
کو ہر اتباع کرتے ہیں عزیمتوں کا اور چڑتے ہیں نصیحتوں کو کسی نے کہا کہ محض کو لیتے ہیں اور عزیمت  
کو ترک کرتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سعید بن زید و ابو ذر و سلمان اتباع  
کرتے تھے جاہلیت میں جن اقوال و کلام اللہ و اللہ کا انکو کہا اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر  
آیت نازل فرمائی پھر اللہ پاک نے ان لوگوں کی یہ تعریف کی اُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِإِذْنِهِ يَكُونُ  
یہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انکو حق کی طرف پہنچایا اور یہی صحیح عمل والے ہیں کہ وہ انہوں نے اپنی  
مخلون سے نفع پایا اور ان کے اسوا لوگوں نے اپنی مخلون سے نفع حاصل نہ کیا اس کو دیکھنے  
حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نازل ہوئی تو  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سنا دی جیسا تو انہوں نے یہ ندا کی کہ جو کوئی میرا اس حال میں کہ  
شریک نہیں کرتا ہے ساتھ اللہ کے کسی فیے کو تو وہ جنت میں داخل ہوگا پس وہ قاصد حضرت عمر  
کے سامنے آیا تو انہوں نے انکو ہمیر دیا ہر عرض کیا یا رسول اللہ میں اس سے ڈر کر لوگ میرا سا  
کر لیں گے تو عمل نہ کریں گے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر جان بچنے لوگ قدیر سے  
رب کی رحمت کی توبت ہو سکا لیتے اور اگر جان بچنے قدیر سے رب کے غصے کی اہل کے حساب کی  
توبت منیر چاہتے ہیں اہل کو اس حدیث کی اصل صحیح میں ہے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے  
اس آیت کریمہ میں اشارہ ہے طرف اشارہ اتباع کے اور ترک عقید کے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے  
نہیں کی یوں تھا فرمائی ہے کہ وہ مسیحین ہیں اور انہما دار و الباب رکھا اور عقیدہ کی نہ تعریف



کی زندگی ال کی کسی جگہ قرآن کریم میں بلکہ اسکی اولاد کے ال کی کسی جگہ مذمت کی ہے چنانچہ  
 ہمارا اسکا ذکر کیا گیا ہے کہ انہی نے ایمان غرض کہ یہ ذکر تو ان لوگوں کا تابع ہے حق میں سادت  
 سابق ہو چکی تھی پھر اللہ پاک نے انکا ذکر کیا جسکے واسطے تفاوت سابق ہر جگہ اور سادت سر  
 مردم ہوتے ہیں زیادہ تر ان آیتوں میں ہے کہ **لَا تَقُولُوا لِلَّذِينَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كُفْرُهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ**  
 بلا جس پر شک اور کھڑکھڑاہٹ کا حکم ہوتا تو خلاص کر چکا تھا کہ میں چاہے کہ ان خوف اللہ سے  
 فرما لے کیا ہر وہ شخص جسکو اللہ کہہ چکا ہے کہ وہ حق ہے تو قاعدہ ہے اسکو اسکو چلنے اس گری  
 دھاک سوچیں وہ ہے جسے اللہ گواہ کرے اللہ کے کوئی اسکو دیت نہیں کر سکتا ہے اس کے لئے کہ **مَنْ**  
**يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ** ذمہ میں ہے کہ **لَا تُضِلُّ لَهُ سَبِيلٌ** جبکہ اللہ گواہ کرے تو اسکے لئے کوئی راہ  
 نہیں ہے اور جبکہ وہ ہدایت کرے تو اسکو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے کہ انی ابن کثیر نے فرمایا  
 میں ہے کہ اگر میں حصول سے کل نفع میں بنا برائے اور خبر مزد و فہر ای کن بیان افوات کلمہ  
 او تاسف طبع یعنی کیا ہر وہ شخص کہ ثابت ہو کہ وہ مذاب کا شل شخص کسے ہے جو کہ گناہ ہے  
 یا پھر تو اسکو چڑنے گا یا قاتلہر انوس کر چاہے جی خیال ہے کہ میں شرطیہ ہوا در جواب اسکا افات  
 تنقذ میں ہی ہوتا ہے حرف قاف سے جواب داخل ہوتا ہے جہاں پر او ہر وہ انکار واسطے تاکید میں کیا  
 کے اعادہ کیا گیا ہے جو یہ نے کہا بسبب طول کلام کے تنقذ میں کی تکرار کی گئی ہے فراموش نہ کیا جانی۔  
 میں کیا پھر تو چڑنے گا اسکو جہر ثابت ہوا کہ مذاب کا انکار واد کلمہ مذاب سے آیت جو ہمیں  
 اللہ تعالیٰ نے ہمیں کہ خطاب کیا ہے کہ **لَا تَقُولُوا لِلَّذِينَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كُفْرُهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ**  
 تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں کہ خطاب کیا ہے کہ **لَا تَقُولُوا لِلَّذِينَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كُفْرُهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ**  
 ہوا کہ انی اللہ تعالیٰ سنی آیت کو تسلی دینا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے کہ آپ  
 اپنی قوم کے ایمان لانے پر جلیں تھے پہلے اللہ پاک نے انکو اعلان کیا کہ جس شخص پر تمنا سابق ہو چکی  
 ہے اور اللہ کا کلمہ ایشہر ثابت ہو چکا ہے اللہ کا رسول مسلم قسمت نہیں کرتا ہے کہ اسکو گناہ  
 خلاصی دی جائے بلکہ اسکو مومن کہنے کے ملانے کا ارادہ ہوتا ہے اور انکا دنیا اور وہ لوگ جو  
 آپ کے کہے کے ایمان سے خلف رہے آیت میں جواب ہے بطلان جب ارادہ سبب ورتبہ ہے  
 ابھر کہ جس شخص پر خطاب کا حکم کیا گیا ہے وہ مثل اس شخص کے ہے جو کہ تارین واقع ہے اور آپ کا لاش  
 کرنا اسکے بلے میں طرف ایمان کے کسی نہ کہہ سکے چڑنے میں نگ تھل کلام یہ ہے افات تہذیب  
 میں جو تنقذ میں ہی خیال میں کیا پھر تو ہدایت کر چکا اسکو جو کہ مذہب ہے گراہی میں ہیں کہ مصلح

یہ آیت ہے کہ **لَا تَقُولُوا لِلَّذِينَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كُفْرُهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ** اسکا جواب یہ ہے کہ میں شرطیہ ہوا در جواب اسکا افات











کو طخت کرد یا تو بنصوب ہو گیا یا کرد یا اسکو تباہا پانی زمین میں مقابل سے کیا یہ سخی میں پر کرد یا اسکو  
 کنورین اور چٹے زمین میں کھجی تر بہ زرع الخوف والکولہ صیفہ فلاح کا واسطہ حاضر کرنے صورت  
 انوار چکے یعنی ہر کھاتا رہا ہے بربلا س زانی کے زمین کو کیتی جسکے رنگ مختلفہ ہوتے ہیں کوئی  
 نہ کوئی ستر کوئی سپید کوئی سرخ یا ملو الوون و اسناٹ ہیں ایسی کوئی گیہون ہے کوئی جو ہے کوئی چنا  
 جسکو کوئی چاہے اگے سوا اور اقسام کے جوہر غیرہ لفظ نزع کا مثال ہے ان سبہ یا کو جزا کا فیصلہ  
 ہیں یہاں تک کہ تات یعنی گیلہ چار یا نور کا بیج کھتے ہیں خشک ہوتے ہوئے کو جگر روئیدگی  
 کا سوکنا پورا ہو جائے اور پھر اچھے کی جگہ سے اسکے نشوونما وقت آپہنچے تو اسوقت عا و  
 میں یون بولتے ہیں کہ بلج البتہ پیچ بچا جو ہری نے کہا بلج البتہ ہیابا بولتے ہیں جبکہ روئیدگی  
 خشک ہو جائی اور زمین میں کی روئیدگی سوکھ گئی یا زرد پڑ گئی تو اسکو ارض یا بچہ کہتے ہیں اباجت  
 الیج البتہ یعنی بولتے روئیدگی کو سوکھا دیا بچہ کہتے ہیں اسی نے کہا ہے کہ اباجت الارض تبیم بچتے  
 ہیں جبکہ اسکل روئیدگی پشت پیرے یعنی جاتی رہے کہا اور اسی طرح بلج البتہ جو حطام کہتے ہیں بڑا  
 ستقت و سنگسر کہ یعنی ریزہ ریزہ ہونے والی یا خور و اس محاورے کے جب لکڑی خشک کے ماسے ریزہ  
 ریزہ ہو جانے تو کہتے ہیں حطام ہو اور جب جانور بڑی عمر کا ہو جانے تو اسکو حطام کہتے ہیں حطام متعدی  
 بحرکت ہوتا ہے پس کہتے ہیں حطام حطام یا بضر یا حطام اور حطام بتشدید بانہ ہے جمہور نے  
 ثم جملہ کو بضر پڑا ہے قبل پر حطوف کیا ہے اور ابو بشر نے نصب باضاران اکی کوئی وجہ نہیں ہے  
 سخی یہ ہیں پر وہ کیتی سوکھ جاتی ہے تو تو دیکھے اسکو مہداسکے سبزی و تر و دانگی کے اور حسن و رفیق  
 کے نہد کر اسکی سبزی جاتی رہی اور تانگی زائل ہو گئی پھر اسکو کر دھتا ہے ریزہ ریزہ سے لڑتی ذبک لکڑی  
 وادنی لاکبآب یعنی باغچہ نخل جکا ذکر ہوا بیشک نہیں البتہ تذکرہ ہے واسطے جو حطام والون کے کیونکہ یہی  
 لوگ اشیا کو انکی حقیقت پر سمجھتے ہیں پر مکر کرتے ہیں اور عبرت لیتی ہیں اور جلتے ہیں کہ حال حیات دنیا  
 کا عرت انقطاع اور قرب لہام ہونے میں اور اسکی بہت و رفیق و نصار کے جانشین مثل اس کہتی  
 کہ ہے پس جب تفکر و اعتبار اسکی جانتے کا انکو متوجہ دیکھا تو وہ اس کو دھکا نہ کائیں گے اور نہ کسی  
 طرف مائل ہونگے اور نہ دار نعیم دائم و حیات مستوفیات خاصہ پر اسکو اختیار کریں گے اور اس بات میں  
 انکو کوئی شک باقی نہ رہیگا کہ اللہ پاک بھٹ و خسر برپا دے کہ یہ کہ جبہ پیر قادم ہوا وہ اسپر ہی قادر ہے  
 کسی نے کہا یہ ایک مثل ہے کہ اللہ پاک اسکو بیان فرمادے واسطے قرآن شریف کو اور واسطہ  
 من فی الارض کے معنی یہ ہیں کہ اللہ نے امارا قرآن پھر اسکو داخل کیا زمین کے لوگوں میں پھر اسکو







کریاں کرے جو جاتے ہیں انکی کہانوں پر اصرار و قیاس نہیں کیا گئی تھیں اور میں پڑتے ہیں کہ دل طرف سے کر  
 اللہ کے انکی صفت نہیں کہ انکی تعلیم جاتی رہتی ہیں اور انہیں غشی حلی ہوئی ہے یہ جسے سولہ ربع  
 میں ہزارہ شیطان کی طرف سے ہے سدی نے کہا تم تکلیف جلدو ہم و علو ہم الی ذکر اللہ احوالی صدر اللہ رحمہ  
 نکات پھر اللہ تعالیٰ یعنی یہ صفت ہے ان شخص کی جسکو اللہ نے ہدایت کی اور جو شخص کے برخلاف ہو تو وہ  
 انہیں سے ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا اور جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمایا اور فتنہ و تبلیات کا بیان شائع شدہ  
 ہے کیا ہر وہ شخص جسکے سینے کو اللہ نے وسیع و فراخ کر دیا ہے واسطے قبول حق کے اور اسکو کھلے دیا ہے اور  
 راہ پانچے طرف راہ خیر کے تسلی نے کہا وسیع کر دیا اسکے سینے کو واسطے اسلام کے واسطے خوش ہر نیکی  
 ساتھ اسلام کے اور واسطے چین پر لڑنے کے طرف اسکے شریعت صدر اسلام باریت پر کمال کرنے تہذیب اور  
 واسطے اسلام کے ایسے کہ سینہ جگہ ہے قلب کی کون قلب جو کہ منہ ہے من کا کون من جس سے متعلق ہوتا  
 ہے نفس جو کہ قابل ہے واسطے اسلام کے پس لکھنا سینے کا سدھی بدل کے کہتے کا تہذیب و فائزین کلام  
 دیل ہے جیسا کہ من حق من گزر چکا ہے کھڑے من لینے ماتحت کے بتلے خبر اسکی معذوف ہو تو یہ ہے  
 کہ من قس قلبہ طبع اللہ علیہ رجع صدرہ علم بتداس خبر معذوف ہے یہ قول دال ہے قول القاسمہ علو ہم سنی  
 من کیا ہر وہ شخص جسکے سینے کو اللہ نے وسیع کر دیا ہے واسطے اسلام کے سونے اسکو قبول کر لیا اور اسکی  
 مجال جلا پر وہ سبب اس وسیع کرنے کے بیان و بصیرت و یقین ہدایت پر ہے طرف سونے رہ کر وہ  
 اس پر اسکا انافذ کرتا ہے شل اس شخص کے ہے جسکا دل سخت پر گیا اور اللہ نے اس پر وہ گھادی اور اسکا  
 سینہ تنگ ہو گیا بسبب اسکو سو اختیار کے سو وہ گھادی کو انہیں یوں میں اور جلا اسکی مطلق میں ہو گیا  
 قیادہ نے کہ کفر اللہ کی کتاب ہے اسی کے ساتھ اخذ کیا جاتا ہے اور اسی کی طرف اہل کیا جاتا ہے رجحان  
 نے کہا تقدیر آیت کی ہے اس شریعت اللہ صمد تک طبع علی قلبہ علم بتداس سنی کیا ہر وہ شخص جسکا  
 سینہ اللہ نے کھل دیا اس شخص کے ہے جسکا دل پر نہ کی گئی سوانے راہ و بائی بسبب اسکی سنی کو حضرت  
 ابن عباس نے فرمایا من شریعت اللہ صمدہ لا سلام حضرت جو کہ صدیق نہ میں ابن مردویہ نے حضرت ابن  
 مسعود سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ہنہ عرض کیا یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کہنا انکے سینے کا تپے فرمایا کہ جو دل میں منی داخل ہو تو وہ کھل گیا اور فراخ ہو گیا ہنہ عرض کیا ہر  
 اسکی مایست کیا ہے یا رسول اللہ اپنے فرمایا لا تاتہ الا کلمۃ الخیر والحق انی عنی انی اللہ عز وجل وانا عبدہ  
 قبل نزول النور یعنی بعد از انوار کو صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اللہ ہوا ہو کہ گشت او تیار ہوا واسطے موت کے  
 قبل نزول موت کے کا خروج انہیں مگر یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہما فرمایا کہ تم فرمادی نے ہزار





عے اما مکتوبہ تھے جس کو کہ درجہ امین سے ان پر نازل ہوئی تھی میں بیان ہے اسکا کہ میں قول جبکہ  
 سابق میں ذکر ہوا ہے وہ قرآن شریف درجہ امین مبارک اللہ کو جدا نہیں لایا اور نزول اسکی خبر قرار دی ہو  
 اسے انکم شان ہے جس نے حضرت کی منی اللہ پاک کو کہ تھی جس میں صفات کمال ہے اُسے اسل من محمد  
 کو نازل کیا ہے معلوم ہوا کہ یہ حسن الحدیث بڑی محترم و کرم شے ہے قرآن شریف کو جو موصوف  
 باحسن حدیث قرار دیا سو واسطے دو وجہ کے ہے ایک تو لفظ کی جہت سے ہے کہ کہ قرآن فصیح و بلیغ  
 و بلیغ کلام سے ہے اور شعر کی جنس سے کہ نہیں ہے اور از جنس خطب و رسائل سے ہے کہ وہ ایک ایسی نوع ہے  
 کہ کہنے سے مکتوب طرز میں سب کی مخالفت ہے دوسرے معنی کی جہت سے ہے کہ وہ قرون ایک ایسی کتاب  
 مبارک ہے کہ ناقص و خلاف سے نرزد و برابر ہے او نقل ہے اخبار میں قصص و اربع اخبار غروب کینہ  
 صمد و جنت و نار وغیرہ پر کھتا آبا بل ہی حسن الحدیث سے یا حال پر اس کو مستند تھا صفت ہر  
 کتابا کی منی اللہ نے نازل کی جو تہرین حدیث وہ کون ہے ایک کتاب ہے ایسی کتاب جبکہ بعض  
 مشابہ بعض کو حکام و محبت معانی و قوت مبانی میں اور اس کے پہنچنے میں طرف عمل و رجحان  
 جہت کے اور دلائل کرنے میں منافع عامہ پر قائم رہے کہ اس کا مشابہ بعض انکا بعض کو بتوں میں  
 اور حرفوں میں کسی نے کہا کہ مشابہ اللہ کی کتابوں کو جو کہ انبیاء اللہ پر نازل کی گئی ہیں مثلاً درجہ  
 صفت کتابا کی نوع ہے مثنی یعنی ہم وضع ثنائی سے مثلاً دونوں مثلاً وہ کی یا مثنی یعنی ہم وضع ثنائی سے  
 برخلاف قیاس کیو کہ قیاس ثنائیت ہی بخود ہے ثنائی یعنی تکرار سے ہی ایسی کتاب کہ دو بار ہو جاتے  
 ہیں میں تصور مدکر ذکر کے جاتے ہیں ان میں مواظہ و احکام کسی کے کہ کہ قرون و دہر ہوا جاتا ہے تا دلائل  
 میں انکا سلسلہ طویل نہیں ہوتا ہے اور نہ قاری ان کے پڑھنے سے اکتاتا ہے کہ ہر سورہ نے ثنائی وضع پائے  
 تحفہ پڑ ہے اور ہشام نے ابن عامر سے اور شیعہ نے بسکون واسطے تخفیف کا اور واسطے تعمیل جانے  
 اسکی ہر ایک کے یا اس بنا پر کہ خبر ہے بتدریج و تحفہ کی ای و ثنائی حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ قرون سلا  
 ثنائی ہے ایک قول انکا اصل محمد چکا ہے غیر لفظ انکا یہ ہے کہ کتاب اللہ ثنائی ہے یعنی فیہ صمد و نار  
 یعنی دہر ہوا گیا یعنی ہر بار بار امام رازی نے ثنائی کے معنی بیان کرنے میں فرمایا ہے کہ اکثر چیزیں ہر  
 قرون میں ذکر ہوتی ہیں مثلاً میں جو ہے جس سے یہ صمد و نار و فیہ صمد و نار و فیہ صمد و نار و فیہ صمد و نار  
 جنت و نار و عظمت لوح و قلم و کعبہ و شامین و عرش و کعبہ و صمد و نار و عباد و خوف مقصود اس سے بیان  
 ہے اس بات کا کہ ہر شے سے حق کے زوج ہے اور خدا احد حق اللہ ہی ہے اس کام میں جو تکلف  
 نہ مقصود نازل سے ہے ماضی نہیں ہے اسب ہی یا بت کرنا با تو احد ہے اسکی صفت ثنائی ہے

کیونکہ قرآنی سوا کسی دوسرے کے کتاب ایک جملہ ذات تکمیل ہے اور تکمیل شوق کے ہی جملہ شوق و گریہ ہو گیا  
 تم نہیں دیکھتے ہو کہ کتنے ہو قرآن ہلال و دھانس سود و آیت سے پہلے ہی طرح کتے ہو کہ اکھام و قاصص  
 سرخط کمرات سے نظر رکھی تمہارا یہ قول ہے کہ انسان عروق و عظام و ہڈیاں سے جو یوں کہو کہ مصوب  
 بنا بر تہمیز متشابہا سے جرح کتے ہو کہ لیت رجلا حشا سائل ای متشابہا تہمیز یعنی ایسی کتاب کہ اس کے ذریعہ  
 تشابہ جرح طلب ہو کہ جرح چیزین بار بار قرآن میں مذکور ہیں وہ باہم ایک دوسرے کے مشابہ ہیں مثلاً نزل  
 عند نزل لای کہ یہ کہ ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ  
 اللہ کا شکر ہے کہ یہ حدیث بیان فرماتے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی ہو اسود نے کہا مروی ہے  
 کہ ان میں تھا یہ قولہ فقالوا الرسول ائد علیہ والہ وسلم حدیثا حدیثا فزلت و لم یبق من فیہ نہ دوسرے  
 عن سائر فلا حدیث اتی جملہ تھیں نہ حدیث جلی فی الذین تو یہ حدیث کہ کتاب کی یا اس سے حاصل ہے مگر جو وہ  
 نکرہ ہے لیکن صفت ہو اسکو تخصیص حاصل ہو گئی ہے یا ستانفہ ہے قصود اس سے بیان کرنا اس اثر کا کہ  
 جو اس کے سامعین کو وقت اس کے سننے کے حاصل ہوتا ہے شعرا کتے ہیں قبض کو سنی سکڑنے کو جبکہ کسی کا  
 جو وہ خوف کے ماتھے سکڑ جائے اور جمع ہو جائے اور اس کے بال کھڑے ہو جائیں تو یہ وقت خاص کو میں یوں کہتے  
 ہیں کہ شعر جلد یعنی اسکی کمال سکڑ گئی اسی معنی سے شعر یہ ہے سنی یہ ہیں ایسی کتاب ہے کہ خطر پہلی بین  
 حرکت کرتی ہیں سکڑتی ہیں اس کے سننے سے کمالین ان لوگوں کی جو کہ اپنے شب و دن میں اور بکڑ لگی ہے  
 انکو کیلپی زجاج نے کہا سنی یہ ہیں کہ جب فکر کی جاتی ہیں آئین عذاب کی تو بال کھڑے ہو جاتے ہیں اس  
 کمال پر ان لوگوں کے جو اللہ سے لگنے والے ہیں بیزرم ہوتی ہیں کمالین انکی اور دل انکے جبکہ ذکر کی جاتی  
 ہیں آئین رحمت کی شعر یہ ایک تیسرے ہے کہ پیدا ہو جائے اس کی کمال میں وقت و عید و خوف و شہوت  
 کے داعی نے کہا یہ قول ہے سادہ مفسرین کا کسی نے کہا کہ جلد سے ملو و قلوب میں لیکن قول دل و دل کی  
 اس طے کہ قلوب کا ذکر وہاں میں ہو جو ہے کسی نے کہا یہ سنی ہیں کہ جبکہ قرآن غایت جزالت و بلاغت میں  
 ہو پر معجز وقت اپنا مجاز اس کے سادہ و مقابلہ سے دیکھتے تو واسطے اس کے عظام کے اور واسطے تعجب کہ  
 اس کے حسن و بلاغت کو ان کے بدن پر بال کھڑے ہو جاتے طین کو حسی مالی کی ہے اس کو کہ یہ شخص ایک  
 فضل کو کہ حسی بلای ہوتا ہے گویا یوں کہ لایا کہ تسکن و مطمئن الی ذکر اللہ لنبی غیر متعقبہ یعنی ہر سگن چچ  
 ہیں چین کھاتے ہیں طرہ ذکر اللہ کے نرم ہو کر اور مفضل کہ اللہ کا مضاف ہو تقدیر یہ ہے الی ذکر اللہ  
 رحمت و ثواب و جنتہ جبب اس کے معلوم ہونے کے حذف کیا گیا حضرت عبداللہ بن ابی مرثد سے مروی ہے  
 کہ میں نے اپنی ان اہماست کہا کہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کس طرح کرتے تھے جبکہ قرآن پڑھتے

تو کہ اگر وہ ویسے تحریر ہے کہ اللہ نے اعلیٰ صفت کی ہے انکی انگلیں تہی حسین اور بل انکے چڑھوں ہر  
 کھڑے ہوتے تھے میں نے کہا کہ لوگ بیان میں جہوت وہ انکو سنتے ہیں تو پھر پستی جن کو اپنے غشی  
 بی بی اہل نے فرمایا اللہ نے انکی زبان کو حکیم حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ اہل حق میں کو ایک  
 شخص ہر منہ میں گزریا نہ گرا پڑا تا تو فرمایا اسکا کیا حال ہے لوگوں نے کہا کہ اسپر جہوت قرآن پڑھا جاتا  
 ہے یا وہ ذکر اللہ سنتا ہے تو گزرتا ہے پس حضرت ابن عمر نے فرمایا بیشک ہم البتہ درتے ہیں اللہ سے اور اگر  
 نہیں پڑتے یہی اُن سے مروی ہے کہ شیطان داخل ہو جاتا ہے جو میں ایک انکی کے صحابہ موصول اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کا یہ کام نہ تھا حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ اس ان کو دکھا کر گیا گیا جو کہ بچا ہے جلتے  
 ہیں جبکہ انہی قرآن پڑھا جاتا ہے تو فرمایا در بیان ہمارے اور انکو شرط ہے کہ بیشک ایک انکا کی ہفت پر  
 اپنے دونوں پاؤں پہیلے ہوئے ہر قول کو آؤنگ ان قرآن پڑا جاتے ہیں اگر وہ اپنی جان پسندے  
 تو وہ پہلے اول تو تنہا ذکر جلود کا کیا پھر وہ بد ان کے ساتھ طلب کو قرین کیا اس لیے کہ اس خشت کا  
 دل ہے تو اسکا ذکر شخص ہو گیا ذکر قلب کو کسی نے کہا کہ اسکا شفعہ مقام جا میں کال ترہوتا ہے اس کو  
 مقام عرفین ہوا اس کے غیر مطلوب بلقا سے اور خوف مطلوب نہیں ہے اور جہوت خوف حاصل ہر  
 قواس پر چڑھے ہر مال کو سوجھئے اور جب جا حاصل ہو گئی تو طلبے اس طرف چرین کہ جلا وہ چلازم چلا  
 بعض عارفین نے فرمایا ہے انظر ما علی ظلم الجلال طاشوا واذ اللع کلم بجلال عاشوا قولہ تعالیٰ ذلک  
 ھذا اللع فی ذلک یعنی یہاں جو صوفیہ صفات مذکورہ ہے ہدایت ہوا شک ہر  
 کرتا ہے ان کے ساتھ جبکہ ہدایت کرنا چاہتا ہے اپنے بندوں میں کو کسی نے کہا کہ کلم کا اخلاص ہر طرف  
 خشت عذاب اللہ و دعا و ثواب اللہ کے جو اللہ نے ان لوگوں کو بخشے و من یضلل اللہ فما لہ من ہادئ  
 یعنی وہ شخص جسک دل کو اللہ تا یکے سخت خیر قابل کو سے واسطی کہ تو نہیں ہے واسطی ان کے کوئی  
 ہادی کہ ہدایت کرے اسکو طرف حق کے اور چڑھے اسکو گرا ہی سے جہوت نے من ہادی ہوا چڑھے اسکو اور اگر  
 و این میں نے یہاں ہر چلے اسکو باک تو سخت دل و خون پر ایک مکر لگا دیا یا میں نہی گرا ہی کا تو انہی ایک  
 اور حکم لگایا آخرت میں میں عذاب کا پس فرمایا اللہ نے یوحیم سق العذاب یوم الیمین  
 فقیل لا ظلمین ذو قوا مالکم تکیبون کذب لای بین فیہم فاعلم العذاب میں جسک کا  
 یسعون ۵ فاما ہم اللع فی العینۃ الذمۃ و العذاب الاخر و کبر لوکا کو افسوس ۵  
 ایک جو کہ کتاب اپنے منہ پر ہر عذاب بن تیا سکا اس کے گلاب خالصان کو کچھ جو کہ کاتے تھے  
 جہلا کے میں اُن کے ہر ہر نہا انہی عذاب ہمان سے خبر نہ سکتے تھے ہر کمالی انکو شفعہ رسوائی









[illegible]



بہن فرشتہ آج کہ کیا کہ خدائے تعالیٰ نے اپنی جان و نہر حکم کیا میں جسے روح کی واسطے مثل سواری کے ہے اور روح  
 اُسے سوار ہے ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا کہ وہ کہنا نازل ہوئی آیت اور ہم نہیں جانتے  
 تھو کہ کس شے میں؟ تری تم انکم یوم القیامۃ الایہ میں نے کہا کہ ہم کس کو جگر ٹینگے درمیان ہمارے اور اہل کتاب کے  
 کوئی خصوصیت نہیں ہو پر کس کو ہم جگر ٹینگے یہاں تک کہ فتنہ واقع ہوا تو حضرت ابن عمر نے کہا یہ وہ شے ہے  
 جس کا ہمارا رب عز وجل نے ہمارے وعدہ کیا کہ ہم انہیں جگر ٹینگے گے **وَرَنَاءُ النَّاسِ عَنْ مُحَمَّدٍ وَعَلِهِ**  
**عَنْ مَنْصُورٍ وَرَجَسَ كَمَا تَرَى** ابو العالیہ نے تم انکم یوم القیامۃ الایہ میں کہا کہ میں نے اہل قبلہ ابن ابی ہریرہ نے  
 کہا میں نے اہل اسلام و اہل کفر ہم اول ذکر کر کے ہیں کہ صیغہ عموم ہے و انسجاء اعلم ففتح البیان کا بیان  
 فاجح یہ ہے کہ حرف لام تقدیر میں توطیہ قسم کا ہے **وَاَوَّلُ لَقْدَرٍ** اور ضرباً بے جملہ **وَاَوَّلُ جَدَا** و بیابا ہے تحقیق  
 مثل کی اور کیفیت اس کی ضرب کی کئی جگہ گز چکی ہے من کل مثل کے یہی ہیں کہ اللہ پاک نے قرآن شریف  
 میں وہ کل شلین بیان کی ہیں جس کی طرف لوگ باخوار و دین میں محتاج ہیں یہ ملاد نہیں ہے کہ ساری شلین  
 بیان کی ہیں پس آجہا من کل مثل ایسی ہو جیسے کہ اس آیت میں کل میں شے ہے **مَا قَرَأْتَ مِنَ الذِّكْرِ** میں نے  
 یعنی وہ شے جس کی طرف لوگ اپنے امر دین میں حاجت میں کسی نے کہا میں نے یہ ہیں کہ گذشتہ آیتوں کا ہلکا کرنا  
 جو ہم نے ذکر کیا ہے وہ مثل جو واسطے ان لوگوں کے علم تیز کردن یعنی شاید وہ نصیحت بنو ہر ہون تو عبرت لین  
 قرآن عربیہ منصوب بنا بر حال کلام ہلکے اور یہ حال ہو کہ ہے کہ جو حال موطنہ بھی گنتے ہیں اس لیے کہ  
 حقیقت میں حال عربیہ اور قرآن اس کا توطیہ ہے جیسے جاری زید رجلاً صلاً انخس نے اسی طرح کہا ہے  
 یہ بھی جائز ہے کہ بنا بر مع منصوب ہو ایدح قرآن عربیہ زجاج نے کہا کہ عربیہ منصوب بنا بر حال ہے  
 اور قرآن تاکید ہے غیر ذی معنی ایسا قرآن عربیہ ہے کہ امین کسی طرح کا اختلاف نہیں ہو جو میں لاجو  
 ضحاک نے کہا غیر مختلف نحاس نے کہا کہ جو اسکے معنی میں کہا گیا ہے خوبتر امین کا قول ضحاک ہے کسی نے کہا  
 غیر متضاد کسی نے کہا غیر ذی لبس نیز امین کسی طرح کا التباس نہ ہو نہیں ہو کسی نے کہا غیر ذی معنی یعنی نہیں  
 کسی طرح کی غلطی و خطا نہیں ہے کسی نے کہا غیر ذی شک کا قال الشاعر **وَلَهَذَا نَاكَ بَيْنَ عَيْنَيْكَ**  
**ذِي عَيْنٍ مِنَ الْاَلُو** وَقَوْلُ عَيْدٍ وَكَذُوْب حضرت ابن عباس نے فرمایا غیر مخلوق کسی نے کہا کہ  
 معنی اسکے صحیح و مستقیم و درست و بہت میں سمجھے جاتے ہیں اور متبس نہیں ہوتے بخلاف اسکے جو کہ باطل ہو  
 علم یقون دوسری علت ہو بعد اول علت کہ وہ علم تیز کردن ہے یعنی تاکہ وہ مجاہد کفر و کذب کسی نے  
 کہا کہ یہ علت ہے علم تیز کردن کی پس اول سبب ثانی میں پھر اسد باب کے واسطے تذکرہ و ایقانہ کے امثال  
 قرآنیہ میں سے ایک اور مثل ذکر کی فرمایا ضربک مثلاً یعنی بیان کی اللہ نے تمہیں یہ حالت عجیب

۱۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۲۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۳۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۴۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۵۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۶۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۷۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۸۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۹۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۱۰۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۱۱۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۱۲۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۱۳۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۱۴۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۱۵۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۱۶۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۱۷۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۱۸۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۱۹۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۲۰۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۲۱۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۲۲۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۲۳۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۲۴۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۲۵۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۲۶۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۲۷۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۲۸۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۲۹۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۳۰۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۳۱۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۳۲۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۳۳۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۳۴۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۳۵۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۳۶۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۳۷۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۳۸۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۳۹۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۴۰۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۴۱۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۴۲۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۴۳۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۴۴۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۴۵۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۴۶۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۴۷۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۴۸۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۴۹۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۵۰۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۵۱۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۵۲۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۵۳۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۵۴۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۵۵۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۵۶۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۵۷۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۵۸۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۵۹۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۶۰۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۶۱۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۶۲۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۶۳۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۶۴۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۶۵۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۶۶۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۶۷۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۶۸۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۶۹۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۷۰۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۷۱۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۷۲۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۷۳۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۷۴۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۷۵۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۷۶۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۷۷۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۷۸۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۷۹۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۸۰۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۸۱۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۸۲۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۸۳۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۸۴۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۸۵۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۸۶۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۸۷۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۸۸۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۸۹۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۹۰۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۹۱۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۹۲۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۹۳۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۹۴۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۹۵۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۹۶۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۹۷۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۹۸۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۹۹۔ میں نے فرشتہ سے  
 ۱۰۰۔ میں نے فرشتہ سے

ساتھ دوسرے کو جو اسکے مثل ہے پہانس مثل کا بیان کیا فرمایا جَعَلَ فِیْهِ شَرَّكَاءَ مَشْتَرَا سِوْنِ ۵  
 کائنی نے کہا کہ نصب رجلا کا اس لیے ہے کہ مثلاً کی تفسیر ہے کسی نے کہا کہ منصوبت نزع خاص ہے اور نصب  
 اللہ مثلاً رجل کسی نے کہا کہ رجلا مفعول ہے اول اور مثلاً مفعول ثانی اول مفعول کو اس لیے مؤخر کیا کہ جو  
 تہ ہے اس ہو وہ متصل ہو جائے سورہ قس میں اہل تحقیق گزر چکی ہے جملہ فیہ شرکاہ عمل نصب بن صفت ہے  
 رجلا کی تشا کس کہ تو ہیں مخالف کو اصل کی سورہ عس غلط ہے یعنی بدخلق ہی مخالف و تشا جہر و خاص کر  
 سبب ہوتا ہے فرائے کہا مثلاً کون یعنی مختلفون ہو سکتے ہیں کما متاعون بقرے کما متاعون ہاؤ ہے  
 شمس نکس نکسا فو نکس ہو جیسے عسر عسر افو عسر نکس بک کاف ہی قیاس ہو جہری نے کہا تشا کر  
 مختلف ہے کما اور رجل نکس نکس کاف ہی ہوتے ہیں و ص بخلق یعنی مرد سخت خلق یہ مثل ہے  
 اسکی جسے اللہ کے ساتھ شریک کیا اور بہت ہی معبودوں کو پوجا پڑوایا اور رجلا سلما لرجل یعنی اور ایک مرد و جا  
 ہے واسطے ایک مرد کے یہ مثل ہے اسکی جو اللہ وحدہ لا شریک کے کو پوجتا ہے جمہور نے سلما کو بفتح سین  
 دلام پڑا ہے اور سعید بن جبیر و عمرہ و ابو العالیہ نے بکسر سین سکون لام اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ  
 نے سلما بالف و کس لام ہم فاعل سلم لجمو سلم کا اس قرأت کو ابو عبید نے اختیار کیا ہے کما اسواسطے کہ سلم  
 یعنی خاص ضد ہے مشترک کی اور سلم ضد حرب ہے حرب کا بیان کوئی موقع نہیں ہے اسکیون جو ابدا  
 ہے کہ حرف کے جب دو معنی ہوں تو حمل نہ کیا جائے گا مگر اس پر جو ان میں سے اولے ہو گا پس  
 سلم کو حرب کی ضد ہے لیکن اسکے ایک و معنی ہیں یعنی سلم آتے سلم کہ سے جب کوئی شے کسی کے  
 واسطے خاص ہوتی ہے تو ہوتے ہیں سلم کہ کذا دوسرے یہ کہ ابو عبید نے جس بات کے ساتھ الزام دیا ہے  
 وہی سلم میں بھی اسکو لازم آئیگی اس لیے کہ محاورے میں یون بولتے ہیں شے سلم یعنی اس میں کوئی  
 اقت و بیداری نہیں ہے ابو عاتق نے قرأت اولی کو اختیار کیا ہے حاصل یہ ہے کہ قرأت جمہور کی یاد  
 بالمصدر پر ہے واسطے بلانے کے یا بنا بر حذف مضاف ہے و سلم اور اسی کے مثل سعید بن جبیر وغیرہ کی  
 قرأت ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ رجلا سلما لرجل کے یہ معنی ہیں کہ اس میں کسی کا کچھ نہیں ہے یعنی جو  
 کا پورا ایک ہی شخص ہے پھر اللہ پاک نہ بات بیان کی جو دل ہے اس پر کہ درمیان دونوں مردوں کے  
 بڑا افتاد ہے پس فرمایا اھل کشتی و ان مثلاً یہ تم غلام نکلو و ابتعا کا ہے معنی یہ ہیں بیکلا کوئی برابر ہوا  
 یہ شخص خدمت کرتا ہے ایک جماعت شرکا کی ہر ایک عادی و مختلف و قصد متباہن ہر ایک ان میں کا اس سے  
 خدمت لیتا ہے سو تھکتا ہے اور بچ و سخت میں پڑتا ہے ہر طرح کی ایذا ٹھاتا ہے اس پر طرہ بیکہ ہر ایک ان کا  
 اسکی خدمت سوا کسی نہیں اور یہ شخص جو ایک کی خدمت کرتا ہے اسکے سوا کوئی اس سے نفع نہیں کرتا جب

یہ کہ جو ابدا  
 ہے کہ حرف کے  
 جب دو معنی ہوں  
 تو حمل نہ کیا  
 جائے گا مگر اس  
 پر جو ان میں سے  
 اولے ہو گا پس

اُنکی اطاعت کرتا ہے تو اس سے خوش ہوتا ہے اور جو بوقت اُنکی نافرمانی کرتا ہے تو اُنکو عاف کر دیتا ہے پس بیشکے ریان ان دونوں کے وہ ظاہر و باہر مختلف ہے کہ اُنکے ہوتے کوئی عامل اپنے منہ سے اُنکی برابری کا حرف نہیں نکال سکتا ہے کیونکہ اُنمیں کا ایک تو عالی سے عالی سنازل میں ہے اور دوسرا ذلی سزا دہی ہے میں پڑا ہوا ہے نصب مثلاً کا بنا برترین ہے جو کہ قائل و محول ہے ایسے کہ صل یہ ذلیل مستوی مثلاً بنو کیا برابر ہوتی ہے اُنکی حالت صفت ہرگز نہیں جی یہ بات کہ تمیز کو مفرد ذکر کیا نہ تنبیہ سوا سکی وجہ یہ ہے کہ اگر تمیز میں افراد ہے ایسے کہ وہ میں ہوتا ہے جنس کل میں نے کہا کہ تمیز کو واسطے مفرد لایا گیا کہ اول سہر اقتصار کیا گیا ہے ضرب اللہ مثلاً میں کتنے مثلیں پڑا ہے تو اب جلیں کے حالین و مطابق ہو گا جملہ اُنمیں اللہ متعز ہے قصو اس و قبل میں جو نفی استواء استہام انکاری سے غموم ہوتی ہے اسکی تقریر ذلک ہے اور اگر کہنا ہے موجودہ کو اس بات پر کہ انکو جو عزت و شرف حاصل ہو وہ صرف اللہ کی توفیق سے ہے اور اس پر کہ یہ توحید ایک نعمت عظیم و موہبت ہے ہم سے اُن پر واجب کرتی ہے اہل بات کو کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و عبادت پر مداومت و تہرار کریں بالجملہ اللہ پاک نے اول تو درمیان شخصیں مذکورین کے عدم استواء پر وجہ مذکور بیان کیا ہر جملہ متعزہ سے اُنکی تقریر کی بعد اُنکے اُس سے اغراب و قتال کر کے فرمایا بل انکم لایعلمون میں نے بلکہ اکثر لوگ مراد مشرک ہیں اُنکو نہیں جانتے ہیں باوجود اُنکے کمال بطور و وضوح کے ہر ورطہ شرک و ضلال میں گرتے ہیں واحدی و بغویٰ ذی کما کہ مراد اکثر سے کل ہر انتہی فتح البیان فتح القدیر میں کہا ہے ظاہر خلاف ہے اس بات کی جو ان و نون نے کسی اس کی کہ مؤمنین باللہ جانتے ہیں توحید میں جو نعمت شانِ علو مکان ہے اور جانتے ہیں کہ شرک اُس کا مماثل و مساوی نہیں ہے پھر جو من الوجہ کسی وصف میں اوصاف سے اور جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہ اس نعمت پر حق حمد کا ہے اور حمد اُنکے ساتھ مختص ہے انتہی کا تب حروف عفا اللعنه عرض کرتا ہے کہ واحدی بغویٰ کی غرض یہ ہے کہ ضمیر اکثر ہم کی شکرین کی طرف رجحان ہوئی ہوئے کہ اکثر مشرک اور مذکورہ کو نہیں جانتے ہیں اور بعض جانتے ہیں حالانکہ کل مشرکین نہیں جانتے اگر جانتے تو شرک کیوں کرتے پس ایسے یہاں کلمہ اکثر ہمیں کل ہے جیسا کہ محاورہ عرب میں آیا کرتا ہے افخمین کے اعراض کا یہ نشانہ ہے کہ ضمیر اکثر ہم کی عموم ناس کی طرف راجع ہے اور مراد اکثر سے کل مشرکین ہیں تو معنی یہ ہوئے کہ آئین میں سے جو مشرک ہیں وہ ہر مذکورہ کو نہیں جانتے ہیں اور جو نہیں باللہ وبالرسل میں وہ انکو جانتے ہیں اللہ اعلم و علامہ ثم بالجملہ پھر اللہ پاک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر دی کہ لا محالہ موت اُنکو پائے گی اور شکرین کو پس فرمایا اِنَّکَ حَیٌّ وَاَنْتُمْ صَيِّتُونَ کافر لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا انتظار کرتے تھے سوا اللہ پاک نے یہ خبر دی کہ موت اُن سب کو عام ہوگی تو ہنظر کرتے کی او شتات فانی کی مائت فانی کے کچھ معنی نہیں ہیں قتادہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ذات مبارک کی موت کی خبر دی گئی اور اُن کو

کے لیے اس سے  
نصرت نہ تھی  
بلکہ سوائے اللہ  
سے مدد ہے

کو ہی اُنکے مرنے کی اطلاع دی گئی یا وجہ اس خبر دینے کی اطلاع نہ تھی یہ بات کا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پائیں مگر بعض صحابہ کو یہ عقائد تھے کہ آپ انتقال نہ فرمائیں گے اسکے ساتھ ہی یہ بات بھی کہ اسکے عقب میں جو خصام و اقیامت کا ذکر آتا ہے اسکے واسطے تمہید و توطیہ ہو جائے یعنی قولہ تعالیٰ ختم انکم کو تم القیامۃ بعد انکم کو مختصہ مومن معنی یہ ہیں کہ اسے کو تم سب تمہارے مومن کا قیامت کے دن اپنے رکے پاس جھکڑو گے اُن مظلوم میں جو تمہارے پس میں ہیں کسی نے کہا کہ مراد جھکڑنا حق و مطاع کہے کسی نے کہا یہ معنی ہیں اُن محمد تو جھکڑ لگیا اُنے اور اُنہر حجت تا کر لگیا اسکی کہ تو نے انکو رسالت پہنچادی اور انکو ڈرا دیا اور وہ تجسوس جھکڑین گے یا مومن کا فرسے اور ظالم مظلوم سے جھکڑ لگائی و غیرہ حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ البتہ مقرر ہم ٹھہرے ایک شہادت ہمارے زمانے سے اوپر ہم خیال کرتے تھے کہ یہ امت ہیں ہم اور اہل کتاب میں جو ہم سے قبل مین نازل ہوئی ہے یہاں تک کہ مینے دیکھا کہ بعض ہمارے مائے تہ ہیں وجہ بعض تو کموار سے تو مین بیجان گیا کہ یہ ہمارے حق میں نازل ہوئی ہے بخاری نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کہ ہو پاس اسکے کوئی مظلوم واسطے پڑ جائے کہ آبرو کا یا مال کا تو چاہیے کہ معاف کر لے اسکو اُن کو دن قبل اسکے کہ نہ کوئی دینار اور نہ کوئی دہم اگر ہے اسکے واسطے کوئی عمل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسکے مظلوم کو اور اگر نہیں مین اسکے واسطے حسنتاں تولیے جائیں گے اسکے حصہ کی سیات سے بہرہ و اسیر لاد کو جائیں گے مسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کیا تم جانتے ہو کون ہے غصہ صحابہ نے عرض کیا غصہ ہم مین وہ شخص ہے کہ جسکے واسطے نہ دہم نہ ہر نہ متاع تو آپ نے فرمایا بیشک غصہ ہے کہ انیکہ قیامت کے دن نماز و زکوٰۃ و روزہ لیکر اور انیکہ کہ مقرر گالی دی ہو اور جتان لگایا اسکو و مال کیا اسکا اور خون بہایا اسکا اور مارا اسکو پڑو یا جائیگا اسکے حسنتاں سے اور انکو حسنتاں سے بہرہ اگر نہ ہو جائیگا اسکے حسنتاں سے بل اسکے کہ او کیا جائے جو اس پر ہے تولیا جائیگا انکی خطایاں سے بہرہ اس پر و لک جائیں گے بہرہ و الدیا جائیگا اگر مین معید مین منصور نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ جبکہ یہ ایت نازل ہوئی تو ہم کہتے تھے کہ رب ہمارا ایک ہے اور مین ہمارا ایک ہے اور نبی ہمارا ایک ہے پھر یہ خصوصیت کیا ہے ہر جبہ مفید کن دن ہلا و حاکم کیا بعض ہمارے نے بعض پر تلواروں سے تو ہمنے کہا مانا وہ یہ ہر ابراہیم سے مروی ہے جبکہ یہ ایت نازل ہوئی تو لوگوں نے کہا ہم کہیہ مگر جھکڑین گے حالانکہ ہم تو مہبائی ہیں پھر جب حضرت عثمان قتل کیے گئے تو کہا کہ یہ ہماری خصوصیت ہے جمہور نے میت کو بتشدد پڑا ہے اور مین معصوم و غیرہ نے ملت و مانتوں و حضرت عبداللہ بن ابی ہریرہ نے بھی ہر کو پڑا ہر بعض مغیرہ مین نے اس قرات کو تسخس کیا ہر اسکو کہ جمہور کی قرات بھی اس معنی کے مفید ہے فہر و کسائی نے کہا کہ میت بتشدد یہ وہ ہے جو مین مین و آئندہ مر گیا اور تحفیہ ہے ہر جو مر گیا اور روح اس سے خافت کر گئی حلیل نے کہا کہ ابو عمرو سے یہ شعر پڑا ہے

اسی طرح کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کہ ہو پاس اسکے کوئی مظلوم واسطے پڑ جائے کہ آبرو کا یا مال کا تو چاہیے کہ معاف کر لے اسکو اُن کو دن قبل اسکے کہ نہ کوئی دینار اور نہ کوئی دہم اگر ہے اسکے واسطے کوئی عمل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسکے مظلوم کو اور اگر نہیں مین اسکے واسطے حسنتاں تولیے جائیں گے اسکے حصہ کی سیات سے بہرہ و اسیر لاد کو جائیں گے مسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کیا تم جانتے ہو کون ہے غصہ صحابہ نے عرض کیا غصہ ہم مین وہ شخص ہے کہ جسکے واسطے نہ دہم نہ ہر نہ متاع تو آپ نے فرمایا بیشک غصہ ہے کہ انیکہ قیامت کے دن نماز و زکوٰۃ و روزہ لیکر اور انیکہ کہ مقرر گالی دی ہو اور جتان لگایا اسکو و مال کیا اسکا اور خون بہایا اسکا اور مارا اسکو پڑو یا جائیگا اسکے حسنتاں سے اور انکو حسنتاں سے بہرہ اگر نہ ہو جائیگا اسکے حسنتاں سے بل اسکے کہ او کیا جائے جو اس پر ہے تولیا جائیگا انکی خطایاں سے بہرہ اس پر و لک جائیں گے بہرہ و الدیا جائیگا اگر مین معید مین منصور نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ جبکہ یہ ایت نازل ہوئی تو ہم کہتے تھے کہ رب ہمارا ایک ہے اور مین ہمارا ایک ہے اور نبی ہمارا ایک ہے پھر یہ خصوصیت کیا ہے ہر جبہ مفید کن دن ہلا و حاکم کیا بعض ہمارے نے بعض پر تلواروں سے تو ہمنے کہا مانا وہ یہ ہر ابراہیم سے مروی ہے جبکہ یہ ایت نازل ہوئی تو لوگوں نے کہا ہم کہیہ مگر جھکڑین گے حالانکہ ہم تو مہبائی ہیں پھر جب حضرت عثمان قتل کیے گئے تو کہا کہ یہ ہماری خصوصیت ہے جمہور نے میت کو بتشدد پڑا ہے اور مین معصوم و غیرہ نے ملت و مانتوں و حضرت عبداللہ بن ابی ہریرہ نے بھی ہر کو پڑا ہر بعض مغیرہ مین نے اس قرات کو تسخس کیا ہر اسکو کہ جمہور کی قرات بھی اس معنی کے مفید ہے فہر و کسائی نے کہا کہ میت بتشدد یہ وہ ہے جو مین مین و آئندہ مر گیا اور تحفیہ ہے ہر جو مر گیا اور روح اس سے خافت کر گئی حلیل نے کہا کہ ابو عمرو سے یہ شعر پڑا ہے





لَکَافِرِیْنَ مَشُوعٰی کہتے ہیں تمام کو مانو ہے ثویٰ بالکمان اذواق م بہ یثوی ثوار و ثویا  
 شے مثل مصی بعضی مضار و مصی کے ابو عبید نے حکایت کیا ہے کہ ثویٰ بی بولتے  
 زین امی نے اسکا انکار کیا اور کہا ہم ثویٰ کو نہیں پہچانتے ہیں یا جملہ پر اللہ پاک  
 نے فرق و نہیں مصدقین کا ذکر فرمایا واللہی جار بالصدق وصدق بہ موصول مبتدا  
 ہے اور اولئک ہم المتقون خبر ہے مراد اس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے  
 متبعین ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول یہ ہے کہ الذی جار بالصدق رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور صدق بہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما ہیں اور حضرت ابو ہریرہ  
 رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے نجا ہونے کا کہ الذی جار بالصدق رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور صدق بہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں بعض قول  
 اول گزر چکے ہیں کسی نے کہا کہ یہ عام ہے ہر اس شخص میں جس نے دعوت کی طاعت  
 توحید اللہ کے اور راہ بتائی اس شے کی جبکہ اللہ نے اپنے بندوں کے لیے  
 مشروع فرمائی ابن جریر نے اس قول کو اختیار کیا ہے اور تحقیق میں ہی اسی  
 قول کو پسند فرمایا ہے قرأت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ والذین جاؤ بالصدق  
 وصدقوا بہ اسی کی تائید ہے اور لفظ الذی جیسا کہ قرأت جمہور میں واقع ہوا ہے گو  
 مخرج ہے لیکن معنی اُسکے جمع ہیں اس لیے کہ مراد اس سے جنس ہے چنانچہ اولئک  
 ہم المتقون اسی بات کو مفید ہے یعنی جو لوگ موصوف باوصاف مذکورہ ہیں ہی  
 متصف ہیں ساتھ تقویٰ کے جو کہ عنوان نجات ہے ابو صلح نے صدق تخفیف  
 پڑھا ہے اسے صدق بہ الناس یعنی لوگوں کو سچے طور پر پہونچا یا جیسا نازل ہوا  
 یا صدق بہ کے یہ معنی ہیں کہ آپ سبب نزول قرآن کے صادق ہوئے آپ کا  
 صدق اُسکے سبب ہو ظاہر ہوا اس لیے کہ قرآن آپ کا معجزہ ہے اور معجزہ اللہ  
 کی طرف سے نبیوں کی تصدیق ہوتا ہے فتح البیان میں بعد نقل کل قولوں کے  
 فرمایا ہے کہ سب صحیحہ میں علماء نے کہا ہے عربیت میں بہتر یہ ہے کہ جار وصدق  
 دونوں فعل ایک فاعل کے ہوں اس لیے کہ اگر غیر ہوں گے تو یہ تغایر اسرات کو

چاہے گا کہ اللہ کی کو مضمہ مانیں حالانکہ یہ جائز نہیں ہے اور اس بات کو کہ فاعل کو مضمہ کریں بدون تقدم ذکر کے اور یہ بعید ہے غرض کہ ان صادقین مُصدّقین کے واسطے آخرت میں جو ثواب ہے اللہ پاک نے اسکا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا لکم ما ایتکم و ان عینکم کریم یعنی تمکے واسطے ہر وہ شے ہے جسکو چاہیں گے درجے بلند کیے جائیں گے مضمہ تین دور ہوں گی گناہ مٹا دیے جائیں گے منافع اُنکو ملیں گے اور جس شے کو وہ چاہیں گے نور اُنکے پاس آجائے گی یہ جو فرمایا امین غریب عظیم و شوق بالغ ہے ذلک مبتدأ ہے جزاء الحسینین خبر یعنی یہ جزا جس کا ذکر ہوا جزا ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اپنے اعمال میں احسان کا برتاؤ کیا صحیح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ احسان یہ ہے کہ تو عبادت کرے اللہ کی گویا تو اسے دیکھ رہا ہے ہر اگر تو اسے نہیں دیکھتا ہے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے بالجملہ متقیوں کے واسطے جو ثواب اُنکے رب کے پاس ہے اُس میں سے جو شے غایت ہے اللہ پاک نے اسکا ذکر کیا پس فرمایا لکم سے اللہ تعالیٰ اسواً الّٰذی عیملو یعنی تاکہ اُن سے اللہ اُن سے بدتر عمل کو اُنکے اعمال سے جو کیے تھے کیونکہ ضرر کا اُن سے دفع کرنا یہ بزرگتر ہے ان امور کا جسکی وہ امید رکھتے ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے وہ عمل بخش دیا جو کہ اُنکے اعمال سے بدتر تھا تو جو اس سے کم درجے کا ہے اُنکو تو بطریق اولیٰ بخشا حرف لام متعلق ہے ریشاؤن سے یا حسنین سے گویا یون کہ اگیا کہ انہوں نے احسان و اخلاص کیا واسطے تکفیر کے لئے گناہ مٹانے کے یا متعلق ہے محذوف سے اے لیسلم ذلک یکفر عنہ یعنی سہل و آسان کر دیا اُنکے لیے یہ ثواب تاکہ مٹا دے اللہ رنج جمہور نے اسور بصیغۃ اسم تفضیل پڑھا ہے اور تفضیل اپنے باب پر ہے سننے وہی ہیں کہ جب بدتر کو بخشا تو کمتر بطریق اولیٰ بخشا غرض کہ بڑے چھوٹے سب گناہ بخش دیے کسی نے کہا کہ تفضیل پنجاب پر نہیں ہے بلکہ اسور بمعنی یسوی ہے تو اس اعتبار سے اسور اُنکے سارے معاصی کو اور جن اُنکے سارے

۴  
امین یعنی وہ  
کوئی خاص ہے



حسانات کو عام و شامل ہو گیا ابن کثیر نے ایک روایت میں ہوا، بروزن احوال پڑتا ہے یہ جمع ہے سور کی پہر حبیب اللہ پاک نے وحی کے ذکر کی جو اس پر وال ہے کہ مضرتیں ان سے دور کر دیں تو وہ شے ذکر نہ ملے جو اس پر کہ بزرگترین نافع انکو عطا فرمایا پس ارشاد کیا وَجَبَزْنَهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ الَّذِي كَسَبُوا يَعْمَلُونَ اضافت جس کی طرف مابعد کی اضافت مفضل الے مفضل علیہ کے باب سے نہیں ہے بلکہ اضافت شے الے بعضہ کے باب سے ہے واسطے قصد توضیح کے بدون عتبار تفضیل کے اور جب طرح اسوہ عام ہے انکے مارے معاصی کو اسی طرح حسن شامل ہے ان کے جمیع حسنات کو اور اگر یہ تاویل نہ ہو تو نظم قرآنی اسکی مقتضی ہوگی کہ فقط ان کے اچھے سیات کو مٹا دے گا اور فقط فضائل حسنات پر انکو جزا دے گا ماقابل نے کہا کہ جزا دے گا انکو ساتھ معاصی کے انکے اعمال سے اور بدلہ دے گا ان کو ساتھ مساوی کے اَلَيْسَ اللَّهُ

حاصل اور مساوی  
باعتبار اعمال و حسنات

بِكَافٍ عَبْدُهُ وَيُخَوِّفُونَكَ يَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْ دُونِهِ وَمَنْ يَضِلَّ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ وَمَنْ يَظْهَرِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُضِلٍّ أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انْتِقَامٍ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّيهِ أَوْ أَرَادَ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ قُلْ يَقَوْمِ اعْمَلُوا عَلَى مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُقِيمٌ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ فَمَنِ اهْتَدَى فَلِنَفْسِهِ وَمَنِ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهِمَا وَمَا أَنتَ بِمُكِيلٍ

کیا اللہ بس نہیں اپنے بندے کو اور جھگڑا دیتے ہیں ان سے جو اُس کے سوا ہیں اور جب کو راہ پہلاوے اللہ تو کوئی نہیں اُس کی راہ دینے والا اور جب کو راہ دکھاوے اللہ اُس کو کوئی نہیں پہلانے والا کیا نہیں ہے اللہ زبردست بدل لینے والا اور جو تو ان سے پوچھے کس نے بنا س آسمان اور زمین تو کہیں اللہ نے تو کہہ پہلاو کہہ تو جب کو پوچھتے ہو اللہ کے سوا اگر چاہے اللہ جہہ پر کچھ تکلیف دے ہیں کہ کہو لہٰذا بن تکلیف اُس کی ڈالی یا وہ چاہے جہہ پر وہ ہیں کہ روکیں اُن کی مہر تو کہہ جہہ کو بس ہے اللہ اسی پر مہر و سار کہتے ہیں مہر و سار کہنے والے تو کہہ س قوم کام کیے جاؤ اپنی جگہ میں یہی کام کرتا ہوں اب آگے جان لو گے کس پر آتی ہے آفت کہ اُس کی سوا کس اور اُترتی ہے اُس پر اُس کی ہمنے اناری ہے جہہ پر کتاب لوگوں کے واسطے سجدہ دین کے ساتھ یہ جو کوئی راہ پر آیا سوا اپنے بسنے کو اور جو کوئی بہکا سوا یہی کہ بہکا اپنے برے کو اور تجربہ پر کا ذمہ نہیں ف جہہ کو ڈراتے ہیں یعنی تو بتوں کو نہیں ماننا تو وہ تجربہ غصب ہوں گے کچھ تیرا اگر دین گے سو جب کی مدد پر اللہ ہو اُس کا بڑا کون کر سکے ف وہ دنیا میں یہ آخرت میں انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرما ہے کیا اللہ کافی نہیں ہے اپنے بندے کو بعض نے عبادہ پر مٹا ہے یعنی اللہ کفایت کرتا ہے اُس شخص کو جس نے اُس کو پوجا اور نہ سب پر کیا فضالہ بن عبید الصامی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرمانے تھے فلاح بابی اُس شخص جو ہدایت کیا گیا طرقت اسلام کے اور ہوئی گزراں پہلی کفایت اور اس پر قناعت کی رواہ ابن ابی حاتم ورواہ ابن ابی شیبہ ورواہ النسائی عن حدیث حنیف بن شریح عن ابی ہارث الخولانی بہ وقال الترمذی صحیح توہ تعالیٰ و یحییٰ فوئک یا الٰہ بن من دُفونہ یعنی مشرکین جہالت و گمراہی کے طور پر ڈراتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور وہ جھکاتے ہیں اپنے بتوں سے جن کو وہ بکارتے ہیں اللہ کے سوا اسی لیے اللہ عزوجل نے فرمایا وَکُنْ یُضِلُّ اللّٰهُ اِلٰی قَوْلِ یَعْرِضُ لَیْذِی اِنْتِقَامٍ یعنی اللہ پاک بڑا غالب و منبع الجباب ہے جس نے اُن کی بارگاہ عالی جاہ پر تکیہ کیا اور اُس کے باب عالی کی طرف بٹاہ پڑی اُس پر کوئی ظلم نہیں کر سکتا ہے کیونکہ وہ تو ایسا عزیز ہے کہ اُس پر نہ کوئی عزیز نہیں ہے اور نہ کوئی اُس سے زیادہ رخصت انتقام لینے والا ہے اُن لوگوں سے جنہوں نے اللہ کے ساتھ کفر و شرک کیا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عناد و دشمنی کی توہ تعالیٰ و لیکن سَأَلْتَهُمْ اَلَا یَاۤئِسُ مِنَ اللّٰهِ جُنُودُ الْمُکْفِرِینَ ہرگز جو یہ اقرار کرتے تھے کہ ساری شے اللہ کا خالق اللہ ہی ہے اور باوجود اس قرار کے اُن کے غیر کو اُس کے ساتھ پوچھتے تھے ان میں سے جو ان کا نہ برا کریں نہ پہلا اسی لیے اللہ پاک نے یوں فرمایا قُلْ اَنۡتُمۡ اِلٰہَ اِیۡمَیۡنِیۡ وَہ ضرر و فروع میں سے کچھ بھی طاقت نہیں رکھتے ہیں ان ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا روایت کیا ہے تو نگاہ کہہ اللہ کو تو وہ تجربہ کو نگاہ رکھے گا تو نگاہ کہہ اللہ کو تو اُسے یا نہکا اپنے روبرو پہچان کر اللہ کی طرف رخا میں یعنی راحت و آرام میں تو وہ تجھے پہچانے گا شدت میں جب تو سوال کرے تو

سوال کہ اللہ سے اور جوت تو مدد ملے تو مدد مانگ اللہ سے اور جان رکھ کہ کہت اگر ہم ہوجائیں کسی پر کہ تجھے ضرر پہونچے  
ساتھ اس کے کہ جو کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر نہیں لکھا ہے تو وہ تجھ کو ضرر نہ پہونچائیں گے اور اگر وجہ ہوجائیں اس پر کہ نفع پہونچائیں  
تجھ کو اس پر کسی شے کہ جو کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے نہیں لکھا ہے تو وہ نفع نہ پہونچائیں گے تجھ کو جیسے کہ کہنے اور ظم لکھا ہے  
گئے اور عمل کرو واسطے اللہ کے ساتھ اس کے یقین میں اور جان رکھ اس بات کو کہ صبر کرنے میں اس شے پر جو کہ تو کہہ رہا ہے  
خیر نہیں ہے اور بیشک نضر ساتھ صبر کے ہر اور بیشک کشائش ساتھ کہ جسے ہر اور بیشک تہہ نئی کے آسانی ہے تو دل آئے  
قل حسبي الله العینی تو کہہئے بس ہے مجھ کو اللہ اور اسی پر میں نے توکل کیا اور اسی پر بس جاسیے توکل کریں توکل کرنا  
دل سے عیا حضرت ہو ویرالت سلام نے کہا جبکہ انکی قوم نے کہا ان لَقَوْلُكَ اَعَزَّكَ بَعْضُ اَوْلِيَانَا لَسَوْفَ نَأْتِيكَ بِدَلَالٍ  
اَشْهَدُ اَللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَافِعٌ لِّمَنْ تَشَاءُ كُنْتُ مِنْ ذَوْنِهِ فَكُنْ لِيْ فِيْ عِيشَةٍ مُّسْكِنًا لَمْ يَخْشَ فِىْ ذٰلِكَ اَنْ يَّكُوْنَ لَهُ اِلٰهٌ اَوْ اَنْ يَّكُوْنَ لَهُ  
رَبٌّ وَرَبُّكَ مَعَ اَهْلِ الْاَرْضِ كُلِّهَا هُوَ اَخْلَدْنَا وَاصْبِرْنَا اَلَا رَفِیْ عَلٰی صَاحِبِ قَوْمٍ قَدِیْمِ ابْنِ اَبِی حَاتِمٍ نے حضرت ابن  
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی روایت کیا ہے جو شخص دوست رکھے کہ ہووے فوی تر تو گون کا تو جاسیے کہ توکل  
کہے اللہ تعالیٰ ہر اور جو کوئی یہ دوست رکھو کہ ہووے غنی تر تو گون کا تو جاسیے کہ ہووے ساتھ اس کے جو کہ اللہ عزوجل  
کے ماتہ میں ہے زیادہ تر پہونچے والا اس سے ساتھ اس شے کو جو اس کے ماتہ نہیں ہے اور جو کوئی یہ دوست رکھے  
کہ ہووے کو کم تو گون کا تو جاسیے کہ اللہ عزوجل کا تقویٰ رکھے تو اللہ تعالیٰ قُلْ يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلٰی مَا تَمَكَّنْتُمْ اَلَا یَیْسٰی  
قَوْمٌ قَمِ عَمَلٍ کہ اپنے طریقے پر یہ تبدیہ و وید ہے میں عمل کرنے والا ہوں اپنے طریقے و راہ پر کس کو تھکوں  
اَلَا یَیْسٰی عَمَلِیْ ثُمَّ قَرِیْبُ جَانِ لَوْ كُنْیَ ہَكَذَا اَتَمَّ وَبَالَ كُیْ كُیْ اَوِیْكَ غَضَابِ جَوَائِیْ ذَلِیْلٍ خَوَارِیْ كُیْ دُنِیَا مِیْنِ اَوْرَانِ اَزَلِ  
ہوگا اس پر غضاب ان کو ستر کہ جس سے ہا کو کوئی ہفر نہ ہوگا یہ عذاب روز قیامت میں ہے اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ قَوْلُ تَعَالٰی  
رَاٰ اَنْزَلْنَا عَلٰیكَ الْكِتَابَ الْاَبْلَاہِ کَاہِ طَلَبِیْ کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے  
کہ ہم نے انار تجھ پر قرآن واسطے ساری خلق کے انس و جن کو ساتھ حق کے تاکہ تو اس سے انکو واسے پہونچا دے اور آ یا  
سلا بنے پہلے کہ یعنی ہکا نفع اسی کے نفس کی طرف راجع ہوگا اور جو ہکا سوسپی کہ ہکا اپنے برے کو یعنی ہکا بال انسی کی  
جان پر برے کا اور نہیں ہے تو انپر توکل یعنی تو اس پر نہیں مفر کیا گیا ہے کہ وہ راہ پا جائیں تجھ پر تو سپی پہونچا دینا  
ہے اور ہر چہ راجب ہے ففتح البیان کا بیان فتح یہ ہے جمہور نے عہدہ با فراد پر ماہے اور حذرہ و کسائی نے  
عبادہ مجاہد اول کی بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں یا جنس عہدہ ہر حصہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخل اولیٰ انسین  
داخل ہیں اور دوسر کی بنیاد پر مراد انبیاء علیہم السلام ہیں یا مومنین یا مومنون ابو عبیدہ نے اول کو اختیار کیا ہے  
اس لیے کہ عہدہ کو جو فو ذک میں ہر حصہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب ہے اللہ کاف یا یعنی عہدہ نہ فرمایا جا لکہ منظور رکھایت الہی  
کی خبر دینا ہے بلا اس ضمن کو ہنہ نام انکاری کے یہاں میں ادا کیا ہر حصہ اس کے اللہ پاک کی کفایت بڑے مبالغہ سے

سورة التمس  
عن اظلم  
سوال کہ اللہ سے اور جوت تو مدد ملے تو مدد مانگ اللہ سے اور جان رکھ کہ کہت اگر ہم ہوجائیں کسی پر کہ تجھے ضرر پہونچے  
ساتھ اس کے کہ جو کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر نہیں لکھا ہے تو وہ تجھ کو ضرر نہ پہونچائیں گے اور اگر وجہ ہوجائیں اس پر کہ نفع پہونچائیں  
تجھ کو اس پر کسی شے کہ جو کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے نہیں لکھا ہے تو وہ نفع نہ پہونچائیں گے تجھ کو جیسے کہ کہنے اور ظم لکھا ہے  
گئے اور عمل کرو واسطے اللہ کے ساتھ اس کے یقین میں اور جان رکھ اس بات کو کہ صبر کرنے میں اس شے پر جو کہ تو کہہ رہا ہے  
خیر نہیں ہے اور بیشک نضر ساتھ صبر کے ہر اور بیشک کشائش ساتھ کہ جسے ہر اور بیشک تہہ نئی کے آسانی ہے تو دل آئے  
قل حسبي الله العینی تو کہہئے بس ہے مجھ کو اللہ اور اسی پر میں نے توکل کیا اور اسی پر بس جاسیے توکل کریں توکل کرنا  
دل سے عیا حضرت ہو ویرالت سلام نے کہا جبکہ انکی قوم نے کہا ان لَقَوْلُكَ اَعَزَّكَ بَعْضُ اَوْلِيَانَا لَسَوْفَ نَأْتِيكَ بِدَلَالٍ  
اَشْهَدُ اَللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَافِعٌ لِّمَنْ تَشَاءُ كُنْتُ مِنْ ذَوْنِهِ فَكُنْ لِيْ فِيْ عِيشَةٍ مُّسْكِنًا لَمْ يَخْشَ فِىْ ذٰلِكَ اَنْ يَّكُوْنَ لَهُ اِلٰهٌ اَوْ اَنْ يَّكُوْنَ لَهُ  
رَبٌّ وَرَبُّكَ مَعَ اَهْلِ الْاَرْضِ كُلِّهَا هُوَ اَخْلَدْنَا وَاصْبِرْنَا اَلَا رَفِیْ عَلٰی صَاحِبِ قَوْمٍ قَدِیْمِ ابْنِ اَبِی حَاتِمٍ نے حضرت ابن  
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی روایت کیا ہے جو شخص دوست رکھے کہ ہووے فوی تر تو گون کا تو جاسیے کہ توکل  
کہے اللہ تعالیٰ ہر اور جو کوئی یہ دوست رکھو کہ ہووے غنی تر تو گون کا تو جاسیے کہ ہووے ساتھ اس کے جو کہ اللہ عزوجل  
کے ماتہ میں ہے زیادہ تر پہونچے والا اس سے ساتھ اس شے کو جو اس کے ماتہ نہیں ہے اور جو کوئی یہ دوست رکھے  
کہ ہووے کو کم تو گون کا تو جاسیے کہ اللہ عزوجل کا تقویٰ رکھے تو اللہ تعالیٰ قُلْ يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلٰی مَا تَمَكَّنْتُمْ اَلَا یَیْسٰی  
قَوْمٌ قَمِ عَمَلِیْ کہ اپنے طریقے پر یہ تبدیہ و وید ہے میں عمل کرنے والا ہوں اپنے طریقے و راہ پر کس کو تھکوں  
اَلَا یَیْسٰی عَمَلِیْ ثُمَّ قَرِیْبُ جَانِ لَوْ كُنْیَ ہَكَذَا اَتَمَّ وَبَالَ كُیْ كُیْ اَوِیْكَ غَضَابِ جَوَائِیْ ذَلِیْلٍ خَوَارِیْ كُیْ دُنِیَا مِیْنِ اَوْرَانِ اَزَلِ  
ہوگا اس پر غضاب ان کو ستر کہ جس سے ہا کو کوئی ہفر نہ ہوگا یہ عذاب روز قیامت میں ہے اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ قَوْلُ تَعَالٰی  
رَاٰ اَنْزَلْنَا عَلٰیكَ الْكِتَابَ الْاَبْلَاہِ کَاہِ طَلَبِیْ کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے  
کہ ہم نے انار تجھ پر قرآن واسطے ساری خلق کے انس و جن کو ساتھ حق کے تاکہ تو اس سے انکو واسے پہونچا دے اور آ یا  
سلا بنے پہلے کہ یعنی ہکا نفع اسی کے نفس کی طرف راجع ہوگا اور جو ہکا سوسپی کہ ہکا اپنے برے کو یعنی ہکا بال انسی کی  
جان پر برے کا اور نہیں ہے تو انپر توکل یعنی تو اس پر نہیں مفر کیا گیا ہے کہ وہ راہ پا جائیں تجھ پر تو سپی پہونچا دینا  
ہے اور ہر چہ راجب ہے ففتح البیان کا بیان فتح یہ ہے جمہور نے عہدہ با فراد پر ماہے اور حذرہ و کسائی نے  
عبادہ مجاہد اول کی بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں یا جنس عہدہ ہر حصہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخل اولیٰ انسین  
داخل ہیں اور دوسر کی بنیاد پر مراد انبیاء علیہم السلام ہیں یا مومنین یا مومنون ابو عبیدہ نے اول کو اختیار کیا ہے  
اس لیے کہ عہدہ کو جو فو ذک میں ہر حصہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب ہے اللہ کاف یا یعنی عہدہ نہ فرمایا جا لکہ منظور رکھایت الہی  
کی خبر دینا ہے بلا اس ضمن کو ہنہ نام انکاری کے یہاں میں ادا کیا ہر حصہ اس کے اللہ پاک کی کفایت بڑے مبالغہ سے

ثابت کرتا ہے گویا وہ کفایت ایسی پہلی ہوئی ہے کہ کسی سے اسکا انکار بن نہیں آتا کسی نے کہا کہ محمد و عیسا سے مراد بالعموم مسلم و کافر ہیں جسے تعالیٰ نے کہا کہ اللہ کافی ہے اپنی بندہ مومن اور بندہ کافر کو مومن کو تو ساتھ ساتھ کافر کو ساتھ ساتھ کافر کسی نے بانی عبادہ باصناف پڑا ہے اور کسی نے کافی بیحدہ مصلح خود تعالیٰ دیکھو تو نگاہ نہ ہے کہ عمل نصب میں ہو بنا بر حال اس لیے کہ معنی یہ ہیں کیا کافی نہیں ہے جو جبکہ اللہ اس حال میں کہ وہ تجھ کو ڈراتے ہیں اپنے سجدہ و نون سے جبکہ وہ پوجتے ہیں انہوں نے کہا تھا البتہ تو باز رہے ہمارے سجدہ و نون کے برائے کہنے سزا البتہ تجھے اُن سے پہلے کا فساد و عمل باجہنود گویا معنی یہ ہیں کہ وہ تجھ کو کافی ہے ہر حال میں یہاں تک کہ اس حال میں بھی بھی ہو سکتا ہے کہ ساتھ ہو خود تعالیٰ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ شَافِیَ کایہ مطلب ہے کہ جس شخص پر انکی گراہی کے ساتھ قصداً ثابت ہو چکی یہاں تک کہ وہ غافل ہو گیا اللہ تعالیٰ کی کفایت کے واسطے اپنی بندہ کو مصلح علیہ آدوسلم کے اور ہر گھوڑا یا ایسی شے سے جو نفع پہنچائے نہ ضرر تو اس کے واسطے نہیں ہے کوئی ہادی کو اسے ہدایت کی راہ بتائے اور گمراہی سے ہٹا کر چلے اور جبکہ اللہ ہدایت کرے تو نہیں ہے اس کے لیے کوئی گمراہ کرنے والا کہ ہدایت کے اسکو نکالے اور ضلالت میں اسے ڈالے اَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انْتِقَامٍ یعنی کیا نہیں ہے اللہ غالب و قہار ہر شے پر بدلہ لینے والا جو کہ بدلا لینا ہے اپنے نافرمانوں سے ساتھ اس صراح کے جبکہ ان پر ڈالتا ہے اور ان پر نازیبا نہ عطا کئے ساتھ جبکہ اُن پر نازل کرتا ہے ہم جلیل کو جو بجائے ضمیر رکھا سو منظور اس سے مضمون کلام کی تحقیق ہے اور یہ ذکر نامہ بات و خوف کا ہے خود تعالیٰ وَلَقَدْ سَأَلْتَهُمْ اَلَا يَـٰۤاَلِہِ اللہ پاک نے ذکر فرمایا کہ جب مشرکوں سے کوئی پوچھے کہ خالق کون ہے تو اقرار کریں گے اور کہیں گے کہ وہ اللہ سبحانہ ہے اس کے اُس کے تفرق و بالغا قیامت بڑا واضح و ظاہر ہر بُرہان ہے بلکہ جو اس کے تہن کو پوجتے ہیں اور اللہ کے سوا اور سجدہ نہیں کرتے ہیں اس میں بڑی سوجھی و بیل ہے اس پر کہ وہ ایک سخت غفلت اور غییرِ حیاالت میں تھے اس لیے کہ جب وہ یہ جان چکے کہ انکا خالق اور جنکو اللہ کے سوا پوجتے ہیں انکا خالق اللہ پاک ہی ہے تو خالق کل کے غیر کو پوجنا اور اپنے خالق کے سوا عبادت میں مخلوق کو شریک کرنا اس بات کو انکی عقلوں نے کیونکر سوسن جانا حالانکہ انکا یوں ذکر کیا جاتا تھا کہ انکی عقلیں اجبی ہیں اور انکا ادراک و فطنت کامل و تمام ہے لیکن انہوں نے اپنے پر کہوں کی تقلید کی اور انکو ساتھ حسن ظن کیا تو مقصداً عقل کو چھوڑ دیا اور جو بات محض حس نہی و پیر عمل کیا پھر اللہ پاک نے اپنے رسول علیہ السلام کو حکم دیا کہ بعد اس اعتراف اقرار کے انکو تو بیخ و بہرہ دیکھ کرین پس ارشاد فرمایا اَلَا یَـٰۤاَلِہِ اللہ ضمر سے مراد وحدت و بلا ہے رحمت سے مراد نعمت و رحمت ہے جمہور نے کاشفات و معسکات کو دو دو جگہ باضافت پڑا ہے اور ابو عمر نے بتائیں ابو حمید و ابو حاتم نے ابو عمرو کی قرات کو اختیار کیا ہے اس لیے کہ کاشفات اسم غلر استقبال کے معنی میں ہوا جو ایسا ہوتا ہے تو انکی تنوین اجمود ہوئی ہے حضرت سنن حاکم نے بھی اسی طرح پڑا ہوا

معنی یہ ہیں تو کہ تم جہکھو دو اپنے ان مجبوروں کی کہ آیا وہ خدمت رکھتے ہیں اس ضرر کے دور کرنے کی جبکہ اللہ نے سیر  
 سا تہارا راہ کیا یا اس حرکت سے کتنے کی جبکہ اس سے پہلے سا تہارا راہ کیا یا میں طور کہ وہ خیر محبت نہ ہو بچی متاقل نے کہا  
 جبکہ یہ آیت نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سوال کیا تو وہ ساکت ہوئے کسی نے کہا یہ بولے کہ وہ  
 وضع نہیں کرتے ہیں کسی شے کو اللہ کی قدرت سے لیکن شفاعت کرتے ہیں بقیہ آیت نازل ہوئی قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ  
 الایہ یعنی تو کہہ کافی ہے مجھ کو اللہ اپنے سارے کاموں میں جلب نفع و دفع ضرر میں اسی پر اعتماد کرتے ہیں اعتماد  
 کرنے والے نہ اس کے بغیر یہ اللہ پاک اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ انکو تہدید کریں اور یہ بھی  
 سنائیں قُلْ يَا قَوْمِ اعْمَلُوا لِنَفْسِكُمْ اَعْمَالًا تَنْصِلُكُمْ مِنَ اللّٰهِ يَمِينٍ تُوَكِّلُكُمْ قَوْمٌ مَّعِلٌ كَرُوا بِنِي حَالَتٍ بِرَحْمَةٍ قَوْمٌ مَّوَدَّوْجُوْهُ  
 ہوا انکو عمل کی علی کا لئی الیہ انا علیہ کا جو کہ اقبل سے یہ لفظ معلوم ہوتا ہے اس کے بیان سے حذف کر دیا  
 ہے یعنی میں عمل کرنا ہوں یا نبی حالت پر جس میں ہوں اور جہاں ہوں اور مکانات یعنی مکان ہے پس میں  
 اعتماد کیا گیا ہے واسطے معنی کے جس طرح کہ کلمہ ہذا وحیث کا استعارہ کیا جاتا ہے واسطے زمان کے حالانکہ وہ  
 واسطے مکان کو کہ میں تَصَوُّفٌ تَعْمَلُوْنَ الایہ یعنی غفر رب تم جان لو گے کس پر آتا ہے غدا جب اسکو دلیل مختار  
 کریگا دنیا میں ہر اس وقت ظاہر ہو جاوے گا کہ وہ ہاں ہے اور اسکا ضمیر بر ملا اس کا دنیا کا خدا ہے اور قتل قیوم قیامت جو نہ نکل  
 ہوئی یہ غدا بآخر کا ذکر فرمایا و یَحْلُ عَمَلِكُمْ عَمَلٌ اَشَدُّ مِمَّا تَعْمَلُونَ یعنی اللہ نازل ہو گا اس پر غدا جب داعی و ستر دار آخرت  
 میں یہ وہی غدا ہے غدا کی طرف جو قیوم کی نسبت کی سو یہہ یا تو مجاہد ہے طرف میں یا سادہ میں اصل کی  
 یہ ہے قیوم فی صاحبہ یعنی ایسا غدا ہے کہ ہمیشہ رہے گا اس میں صاحبہ اسکا باجملہ جیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 پر شریکین کا اصرار کرنا کفر پر گران گذر رہا تھا تو اللہ پاک نے آپ کو خبر دی کہ انکو صرف بیان کی تکلیف دی گئی ہے  
 نہ اسکی جو گراہ ہوا ہے انکو ہدایت کروں پس ارشاد فرمایا اَنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ یعنی جسے نازل کیے ہیں کتاب واسطے  
 لوگوں کے اور واسطے بیان اس شے کے جسکا سادہ تکلیف کو گئے ہیں اس لیے کہ وہ سادہ ہے انکو صالح کا انکی  
 معاش و معاد میں سود و ہوسے سارے لوگوں کے کافروں کے کفری رسالت ہی یہی ہی ہے باجماع حال ہے فاعل  
 سے ای محسن یا مفعول سے اسلوبا باحق و امانت علیہم وکیل یعنی قوانین ہدایت کو سادہ تکلیف و مخاطب نیز  
 ہے بلکہ تجزیہ تو صرف فی صاحبہ ہے اور انکو کہ کیا یہ آیت سے منفع ہیں بعد اس کے اللہ پاک نے  
 اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ ان سے قتال کریں یہاں تک کہ وہ ادا الالہ اللہ کریں اور احکام  
 اسلام حاصل ہوں پس اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے  
 اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے  
 اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے



تیرے کو اسے رب میرے کہی میں نے اپنی کروٹ اور سبک ساتھ نہ سکو اُنہاؤں کا اگر تو روک رکھے میری جان تو  
تو نہ کر رحم کرنا اور اگر تو چھوڑے اُسکو تو تو نگاہ رکھنا ساتھ نہ اُس کے جسکے ساتھ تو نگاہ رکھتا ہے اپنے نیک بندوں  
کو بعض سلف سے کہا ہے کہ قبض کرتا جو مردوں کی روحوں کو جبکہ وہ مرتے ہیں اور زندوں کی روحوں کو جبکہ  
وہ سوتے ہیں پس مردوں مردوں کی روحیں ایک دوسرے کو پہنچاتی ہیں اُتتا پہنچاتا جتنا اللہ تعالیٰ چاہتا ہے  
پھر روک رکھتا ہے اُن روحوں کو جو پیر موت جاری کی جو کہ مر طعین اور پہنچتا ہے دوسری روح کو ایک مدت  
مقرر تک سدی نے کہا اپنی بقیہ اجل تک حضرت ابن عباسؓ نے کہا روک رکھتا ہے مردوں کی جانوں کو  
اور پہنچاتا ہے زندوں کی روحوں کو اور غلطی نہیں کرتا ہے ان فی ذلک لآیات لقوم تفکرون تو اللہ تعالیٰ ام اتخذوا  
من دون اللہ شفعاء لآلہ اللہ پاک مقرر کون کی ذمہ فرماتا ہے اس بات میں کہ انہوں نے سفارشی نہیں لے ہیں اللہ  
کے سوا سفارشی بت ہیں جیسا کہ انہوں نے اپنی طرف سے نہیں لیا ہے بدوں کسی دلیل و برہان کے جو ان کو اس طرف  
پناہ دے گا حالانکہ وہ کسی کام کے مالک نہیں ہیں بلکہ اُنکو تو منتقل نہیں ہے جس سے سمجھیں اور نہ کان جس سے نہیں اور نہ  
انکھ جس سے دیکھیں بلکہ وہ توحید و ہدایت کا حال توحید و ہدایت سے ہی کہیں بدتر ہے پھر فرمایا اے محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم تو ان لوگوں سے کہہ دے جنہوں نے زعم کیا ہے کہ جیسا کہ انہوں نے کیا ہے وہ اُنکے لیے سفارشی  
ہیں نزدیک اللہ کے اور خبر دے اُنکو کہ سفارشی اللہ کے پاس نفع نیک مگر واسطے اُسکے جسکو وہ پسند کرے  
اور اُس کے واسطے اذن ہے اُنسی کے واسطے ہر ملک آسمان زمین کا یعنی اس سب میں وہی تصرف ہے  
اور پھر اُنسی کی طرف پہنچے جاؤ گے یعنی قیامت کے دن پھر وہ درمیان ہمارے فیصلہ کرے گا پھر صلہ  
سے اور ہر ایک کو اُس کے عمل کی جزا دیگا پھر اللہ پاک نے دوسرے طور پر مقرر کون کی خدمت فرمائی قرآن ۱  
تَحْكُمُ اللَّهُ وَحْدَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللَّهَ لَهُ الْحُكْمُ وَأَلَّا يُشْرَكَ بِهِ لَآ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ شَهِدْنَا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ قَوْلَهُ  
مجاہد نے کہا القبضت یعنی تو منقبض ہو جاتے ہیں دل اُنکے جو نہیں مانتے ہیں آخرت کو سدی کہا لغت  
یعنی لغت کرتے ہیں قدامہ نے کہا لغت وہ شکرت امام مالک نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے شکرت  
یعنی اُن کے دل کفر وہ شکرا کرتے ہیں کما قال تعالیٰ لَا تَقْرَأُوا الْقُرْآنَ وَلَا تَسْمَعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَكْفُرُوا  
یَسْتَكْبِرُونَ یعنی جیلوں سے کہا جاتا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تو تکبر کرتے ہیں متابعیت اور اُس کے واسطے  
مطیع و متقاد ہونے سے پس اُن کے دل قبیل نہیں کرتے ہیں خیر کو اور جو کوئی خیر کو قبول نہیں کرتا ہو  
تو قبول کرتا ہے شر کو اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یون فرمایا ہے وَأَوْذَرَ الَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَقُولُوا إِنَّا هُمْ مُسْلِمُونَ  
ذکر کیا جاتا ہے اُن کا جو اُسکے سوا ہیں مراد ہنام و انما وہن قالہ مجاہد اذہم سیتہ بشران بت ہی و مختار  
ہوتے ہیں ف نفع البیان کا بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قبض کرتا ہے روحوں کو وہ وقت حاضر ہونے

یہ  
بہت ہی عجیب ہے  
کہ اللہ تعالیٰ  
انکے غفلت  
کرتا ہے



انکی جان کے اور نکالنا ہے انکو بدنوں سے اور وفات دیتا ہے ان نفوس کو جبکو اجل حاضر نہیں ہوتی پہاڑی نیند میں اس میں اختلاف کیا ہے پس کسی نے یوں کہا کہ قبض کرتا ہے انکو تصرف سے مع باقی رہنے روح کے جسم میں فخر لے کہا مضبوطی اور قبض کرتا ہے ان نفوس کو جو نہیں مرے وقت پورے ہونے انکی اجل کے کہا اور کبھی انکی قوفی انکی نیند ہوتی ہے پس اس بنا پر تقدیر یہ ہوگی والقی لم تمت وقاتما تو مہا یعنی جو نفوس نہیں مرے انکی وفات انکی نیند ہے نہ جلا ج لے کہا ہر انسان کے دو نفس ہیں ایک تو نفس امیر کا ہے یہ وہ ہے جو اس سے معافیت کرتا ہے جبکہ سوتا ہے تو وہ بے عقل ہو جاتا ہے دوسرا نفس حیات ہو یہ جب زائل ہوتا ہے تو اس کے ساتھ نفس امارت ہو جاتا ہے اور سونے والا سانس لیتا ہے تشمیری لے کہا کہ اس قول میں بعد ہے اس لیے کہ ایک مفہوم یہ ہے ہاشم کہ نفس غریضہ دو نون حال میں ایک شے ہے اسی لیے یوں فرمایا قَمِیْکُ الْاِیُّیْ تَحْضُنْ عَلَیْہَا النَّوْتُ پس سکون میں پیرتا ہے طرف بدن کے دَیْمُیْلُ الْاُخْرٰی اور پیرتا ہے نفس نام کو طرف اُس کے بدن کے وقت بیدار ہونے کو ائی آکھی مُسْتَحٰی یعنی اُس وقت تک جو اسکی موت کے واسطے مقرر کیا گیا ہے یہ غایب جس رسال کا قول نجا ج کے مثل ابن انباری نے بھی کہا ہے سعید بن جبیر نے کہا لا اَللّٰہَ تَقْضٰی اَرْوَمُ الْاَمْوَیْلُ ذَا مَا تَوَاوَا رَحَا ح الْاَحْیَا اِذَا تَاَمَّوْا فَتَعَارَفَ مَا تَعَارَفَ اَللّٰہُ اَنْ تَتَعَارَفَ فَمَوَیْلُ الْاِیُّیْ قَضٰی عَلَیْہَا النَّوْتُ دَیْمُیْلُ الْاُخْرٰی فَمُعِیْدُ مَا یَقُولُ بَعِیْدُ وہی ہے جو بعنوان بعض سلف مل گزر چکا ہے اولیٰ یہ ہے کہ یوں کہیں کہ وفات دینا نفوس کا نیند کی حالت میں باطن طوس ہے کہ احساس کو زائل کر دیتی ہیں اور جو باطن پر آفت حاصل ہو جاتی ہے محل حس میں بہر روک رکھتا ہے اُن نفوس کو جن پر موت جاری کی اور نہیں پیرتا ہے انکو طرف اُن جسموں کے جن میں وہ تھے اور چوڑ دیتا ہے دوسرے نفوس کو یا میں طور کہ اُن کے احساس کو اُن پر اعادہ کر دیتا ہے کسی نے کہا حنظل بنی الانفس میں موتہا کی بنا برضف ضاف میں ای عند موت اجسادہ ۛ حضرت ابن عباس سے فرمایا ایک نفس اور ایک روح ہے در میان اُن کے مثل شمشیر کے جو پرفات و چاہا اند فخر کو انکی نیند میں اور چوڑ رکھتا ہے روح کو اُس کے جوف میں وہ تعقب کرتی رہتی ہے اور زندہ رہتا ہے پھر اگر اُسکو یہ ظاہر ہو کہ اُسے قبض کرے تو روح کو قبض کر لیتا ہو تو وہ مرجاتا ہے اور اگر اسکی اجل کو تاخیر دیتا ہے تو نفس کو اُسے مکان کی طرف پیر دیتا ہے جو اُس کے جوف سے ہے اَخْرَجَہُ اِنْ اُنْکَلِیْہِ وَ اِنْ اِنْکَلِیْہِ ۛ دوسرا لفظ اُکایہ ہے کہ زندون کی رو صین اور مردون کی رو صین خواب میں مٹی میں پیر وہ آپس میں ایک دوسرے کے پوچھ پچاچہ کرتی ہیں جو اشد چاہتا ہے بہر روک رکھتا ہے اندر مردون کی رو حوں کو اور چوڑ دیتا ہے زندون کی رو حوں کو طرف اُن کے جسموں کے ایک مدت مقرر تک غلطی نہیں کرتا ہے ساتھ کسی شے کے اُن میں سے اَخْرَجَہُ عِبْدُیْنُ مُعِیْدُ وَ عَلَیْکَ اَیْمُیْسُ لَفْظُ اُنْ کایہ سے ہر نفس کے واسطے ایک سب سے

ہم میں وہ جاری ہوتا ہے یہ چھب موت اس پر جاری کی تو وہ سولگیا یہاں تک کہ وہ سبب قطع ہو جاتا ہے اور وہ نفس جو اپنی نیند میں نہمرا تو وہ چوڑو دیا جاتا ہے آخر حجہ عَزَّوَجَلَّ عَقْلًا نے نفس و روح میں اختلاف کیا ہے کہ آیا وہ ایک ہے یا دو؟ تو گفتگو اس باب میں بغایت طویل ہے اس کی کتاب مولفہ میں معروف و مشہور ہے اظہر یہ ہے کہ دونوں ایک ہی شے ہیں انا صیحا سب پر وال ہیں جمہور نے نفس کو بصیغہ معروف بڑا ہے اسی نفسی ابدال علیہا الموت حمزہ و غیرہ نے بصیغہ مجہول ابو عبیدہ و ابو حاتم نے قرأت اولیٰ کو اختیار کیا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ والا نفس سے موافق ہے لَئِنْ فَتَحْنَا لَكَ یَعْقُوبُ تُوْنِیْ و اساک و ارسال نفوس جب کا ذکر ہوا بیشک اس میں کایا پت البتہ عجیب و دبیع نشانیاں ہیں جو انشاء پاک کی قدرت باہر پر دلالت کرتی ہیں لیکن ان نشانوں کا ایسا ہونا اسکو ہر ایک نہیں سمجھتا ہے بلکہ قَوْمٌ یَّتَفَكَّرُ فِیْہِیْنَ اس میں عجیب غریب نشانیاں اُن کو گون کے واسطے ہیں جو اس میں نمود و کرم کرتے ہیں سوچتے سمجھتے ہیں اور اس سے استدلال کرتے ہیں اللہ سبحانہ کی توحید و کمال قدرت پر پس بے شک اس نفی و اساک و ارسال میں ایک غوطہٴ عظیم ہے واسطے تخلیق کے اور ایک تذکرہ بلند ہے واسطے متذکرین کے مناسبت اس آیت کے باقیل سے یہ ہو کہ جیسا اللہ پاک نے اول بات بیان کی کہ راہ پانا اور گمراہ ہونا اسکا نفس و ضراری کے واسطے ہے جو کہ راہ پائے اور گمراہ ہوئے تو یہ بات ذکر کی کہ ہدایت و ضلال حاصل نہیں ہوتے ہیں مگر طرف سے اللہ پاک کہ پس فرمایا اِنَّ اللہَ یَتَوَفٰی الْاَنفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا اَلَا یَہْدِیْہِیْہِمْ اِلٰی حَیٰاتِہِمْ مَّجْدٰرَہِہِمْ کی اور ضلال کو مثل قرار دی موت دینندگی میں جس طرح ہے کہ حیات و بیداری و موت و نوم نہیں حاصل ہوتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی تخلیق و ایجاد سے اسی طرح ہدایت و ضلال بھی حاصل نہیں ہوتی ہیں مگر طرف سے اللہ پاک کو یا تو یہ کہہو کہ ایک اور عجبت ذکر فرمائی اس بات کے ثابت کرنے میں کہ وہ موجود ہے عالم کا تاکہ دلالت کرے اس بات پر کہ وہ مخلوقات کا زیادہ تر حق دار ہے ان جنوں سے جو کہ محض حما و ہیں قَوْلَہٴ تَعَالٰی اَیْمُ الْاَخْلٰقِ وَاَوْفٰی حُدُوْدِ اللّٰہِ شَفَعًا کَلِمَہٴ مَن مَّنْعَہٴ مَقْدَرِیْل و ہمزہ ہے یعنی بلکہ کیا نہیں اسے بن کفار قریش نے اللہ کے سوا اور تجموعہ مشافعی کو وہ ان کے واسطے سفارش کریں گے نزدیک اللہ کے اللہ پاک نے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حکم دیا کہ تم ان سے بیان کرو اِنَّکُمْ کَانَوْا کَاۡفِرًا لِّکُوْنُ شَکِّیْنَ اَیْکَ اَیْکَ و ہمزہ واسطے انکار تو بھیجے ہو اور حرف و او واسطے مصلحت کے محذوف مقدر پر ایشیغون و لوکا نوا الخ اور جواب لوکا محذوف ہے وان کا نوا ہنہ الصفۃ تخذ و ہمزہ شفاعی یعنی کیا وہ سفارش کریں گے اھا اگر وہ ہوں اس صفت کے کہ مالک ہوں کسی شے کو اور نہ سمجھتے ہوں کسی شے کو شمایا سے کیونکہ وہ توحید میں انکو کسی طرح کی عقل نہیں ہے تو یہی قرا انکو خضع نہیں اور گے مطلب یہ کہ وہ کسی شے کو مالک نہیں ہیں اشیاء سے شفاعت نہ بخول اولیٰ اس میں داخل ہوگی جنوں کے واسطے و انہوں کی حج و کفر فانی حالانکہ وہ محض ہے ساتھ عقل کے اس لیے کہ کفار ان کے حق میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ عقل رکھتے ہیں باقیل کہ

وہ بے شک  
دانش و تحقیق  
وہ بے شک

اسکا وہیہ کہ اس سے نسل یوں فرمایا ہے ان فی ذلک لآیات لقوم یفکرین یعنی توفی وہاں ہر سال جو مذکور ہوا اسی میں  
 نشانگان ہیں واسطے سمجھنے والوں کے سو کھانا سے قسم کی علم چہرہ دو کہ وہاں میں فکر کریں گے تو اللہ کی کمال قدرت  
 و حکمت پر استدلال کر کے اُسکے امر و حکم کی مفاد و مطلع ہوں گے اور کئی فرط جہالت کی طرف نظر کرو کہ کہاں تک  
 پہنچے ہیں انہوں نے تو اسے جہل نادانی کے ایوان کو اللہ کے نزدیک سفارشی نہیں لایا جو کہ کسی نے کہا ملک نہیں  
 میں اور نہ مغل کہتے ہیں بلکہ وہ تو محض جہاد میں پس جہلان کی حماقت اس سے کہ ہے تو ان سے کیا خاک اسکی  
 امید ہوگی کہ یہ آیات الہی میں فکر کریں گے اور اگر اللہ تعالیٰ الالہ فی الالہ لایہ کہ یوں قرار دین کہ یہ واسطے استدلال  
 کے ہوا اس شہر کے حائل پر یہ واجب ہے کہ ایسے معبود کو بوجہ جو کہ اس معصیت و حکمت کے ساتھ یہ وصف ہوا اور بتوں  
 کو نہ بوجہ جو کہ جہاد میں محض وجہ شہادت میں قدرت و حکمت کا کیا ذکر ہے تو ام اتخذوا الایہ کا لگاؤ تا قبل سے  
 یوں ہوگا کہ یہ جواب نہیں ہے گا کفار کے اعتراض کا جبکہ انہوں نے سابق دلیل پر بایں طور وار کیا تھا کہ ہم بتوں  
 کو بایں مفاد و نہیں پوجتے ہیں کہ وہ معبود و مفاد نافع ہیں ہم تو انکو صرف اس لیے پوجتے ہیں کہ وہ ان شخصوں کی  
 موت میں ہیں ہر اندک کے نزدیک مغربوں میں سے تو سو ہم انکو اس غرض سے پوجتے ہیں کہ وہ اکابر اللہ تعالیٰ کے پاس  
 ہمارے سفارشی ہو جائیں پس اللہ پاک نے اسکا یہ جواب دیا ام اتخذوا الایہ ہاں جواب کا یہ ہے کہ یہ کفار یا تو ان  
 بتوں کے پوجنے سے انکی شفاعت میں علم کر لیں یا ان شخصوں سے امید و شفاعت میں شکیو بہت مودت میں ہیں  
 اول تو بالبدلتہ ہاں ہے کیونکہ صد شفاعت کا جہاد سے متصور نہیں ہے کون جہاد جو کسی شے کا مالک نہیں ہے اور شکر  
 کہ کہتا ہے اور دوسرے شے ہی ہاں ہے اس لیے کہ روز قیامت ایک ایسا دن ہے کہ اُس میں کوئی ہی کسی شے کا  
 مالک نہیں ہے تو شفاعت پر کوئی قادر نہ ہوگا مگر اللہ کے ان سے پس حقیقت میں شفع اللہ ہی ہوگا جو کہ اُس  
 شفاعت میں اذن دیکھا تو اُس کے بغیر کی عباد میں مشغول ہونے سے اُسی کی عبادت میں اشتغال کرنا اول  
 ہے چنانچہ یہی امر ہے اس آیت **فَلْيَكْلُوا الشُّعَاعَ** حنیفا یعنی تو کہہ دے کہ اللہ ہی کے واسطے ہے شفاعت  
 ساری پس کسی کے واسطے اس میں سے کچھ بھی نہیں ہے مگر یہ کہ اُس کے اذن سے ہو واسطے اُس کے جسکو  
 وہ پسند کرے کہ قال تعالیٰ **مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَ اَلَّذِي لَا يَرْذُوهُ** وقال تعالیٰ **وَلَا يَشْفَعُونَ اِلَّا الَّذِي**  
 انہر کھینے غضب جمعا کا بنا بر حال ہے شفاعت کی تاکید جو اُس کلمہ کے ساتھ کی جسکے ساتھ دو اور دوئے یاد  
 کی تاکید کی جاتی ہے سو اس لیے کہ شفاعت مصدر ہے واحد و شینہ و جمع پر بولا جاتا ہے پھر اللہ پاک نے  
 باقبل کی تقریر و تاکید فرمائی اور اپنی وسعت ملک کا وصف کیا پس **لَا يَرْذُوهُ اِلَّا الَّذِي** اذکض  
 یعنی اُسی کا ہے ملک مسلمانوں اور زمین کا مطلب یہ کہ اُکا اور جو ان میں ہے اُسکا وہی ملک ہے جس طرح  
 جہان ہے اس میں انصاف کرنا ہے اور جو کچھ ارادہ کرتا ہے وہ کر داتا ہے پس ہمارے ملک کو لکھ

۴۰  
 کون جہاد ہے  
 ہر شے کو ان کا  
 علم و معرفت  
 ہر شے کو ان کی  
 میں حضور ہے

کسی کو قدرت نہیں ہے کہ بدن اُس کے اذن خدا کے بل کے بغیر الکوثر جنت یعنی پہرہ بونگے اسی کی طرف  
 پہنچے جاوے دھڑت اُسکے غیر کے بل اُن وقت ہی اسی کا ملک ہوگا پھر اللہ پاک نے انکو محال فیہو میں سے  
 ایک اور نوع ذکر فرمائی کہ اذکرک للہ وحق الامایہ یعنی جس وقت تو ذکر کرے اکیٹھ اللہ کا پابین طور کہ لا الہ الا اللہ و  
 لا شریک لہ تو ظاہر ہوتے ہیں اُنکا نفرت اُن کے دلوں میں اور چہرہ میں اور جب جنوں کا ذکر کیا جاتا ہے تو فوج  
 و بیٹا شے کا مظاہر ہوتے ہیں اُنکے دلوں میں اور چہرہ میں یہ بات دال ہے اُنکی کمال جہالت حماقت پر اس  
 لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اُنکی توحید سر ہے ہر غیر کا اور کبھی ہے ہر سادت کی اور ذکر جنوں کا جو خسیس مادی جہالت  
 میں مسر ہے ساری جہالتوں حماقتوں کا پس اللہ وحدہ کے ذکر سے اُنکی نفرت اور ان جنوں کے ذکر سے اُنکی خوشی ہو  
 ترین دلائل سے جو بل فیض و حسن شدید پر وحدہ کا نصب بابر حال ہے نزدیک ٹوس کے اور بار بصد نزدیک  
 خلیل و بیوی کی استغفار نیت میں یعنی تضرع ہے ابو عبیدہ نے کہا اثنائے نفرت میرے کہنے کا بغضت  
 اعلیٰ کے قابل قنودہ اور ثانی کے مجاہد ہیں معنی متقارب ہیں موریج نے کہا انکے ابو زید نے کہا اثنائے الرجل عز  
 الغرہ مناسب تمام تفسیر اثنائے کہ اساتذہ القضاۃ کہے اثنائے اصل میں از و بار ہے مگر کون سے جب کہا  
 چاہا لا الہ الا اللہ تو بغض ہو جاتے تھے جیسا کہ اللہ پاک نے اُن سے نقل فرمایا ہے وَاذْکُرْکَ کَذَّبْتَ بِنَفْسِ الْکُفْرَانِ  
 وَحَقَّ ذَلَّکَ عَلَیْکَ ذَا بَارِہِمُ نَفُوذًا حضرت ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے اثنائے قست نفرت  
 یعنی سخت ہوتے ہیں اور نفرت کرنے میں دل ان چار آدمیوں کے جو کہ ایمان نہیں لائے ہیں آخرت پر ابو جہل  
 بن ہشام و ولید بن عقبہ و صفوان و ابی بن خلف درجہ دیکھے جاتے ہیں وہ لوگ جو اُس کے سرورین لات و عزا  
 وغیرہ خاص الامنام افام ہم بہت شہرت یعنی تھے ہی وہ خوش ہو جاتے تھے یہ سبب دوام کے جو ایک تو انکا فطرتاً  
 جنوں سے دوسرا ہول جانا ان کا حق اللہ کو اللہ پاک اُن دونوں میں خوب ہی مبالغہ کیا کہ غایت کو پہونچا  
 دیا اس واسطے کہ ہشتبار یہ ہے کہ آدمی کا دل سرور سے پہر جائے یہاں تک کہ اُسکے چہرے کا چہرہ اُسکے لیے  
 منبسط ہو جائے اور ہشتبار یہ ہے کہ غضب غم سے پہر جائے یہاں تک کہ اس کے چہرے کا چہرہ متقبض ہو جائے  
 کلمہ اذ کہ اذ اللہ میں ہے عامل اس میں فعل ماضی ہے یعنی اثنائے اور اذ اذ الذین کے اذ میں  
 وہ فعل ماضی ہے جبکہ اذ انما میں عامل ہے تقدیر یہ ہے حاجی لا استبشار وقت ذکر الذین میں دونوں باجملہ جبکہ  
 انکار کے ترمودن نے قبول کیا و حال انہی کو جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اُن کے پاس آئے اور کفر پر  
 جے رہے تو اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں کیا کہ اپنے کام کو اللہ پاک کے حوالے کریں اور  
 اس کو حکم سارا اٹھا کریں پس ارشاد فرمایا اَللّٰهُمَّ قَاطِرَ السَّعَوَاتِ وَالْاَفْضَحِ غَیْرَ الْغَیْبِ مَا لَکَ اَشْہَادُوْ  
 اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْ مَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ وَکُوْنِ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَا فِیْ الْاَفْضَحِ حَیْثُوْا

۴  
 جہالت میں غفلت  
 جہالت میں غفلت  
 جہالت میں غفلت  
 جہالت میں غفلت  
 جہالت میں غفلت









فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۚ قَدْ قَالَهَا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَا أَغْنَى عَنْهُمْ مَا كَانُوا

يَكْسِبُونَ وَلَهُمْ فِيهَا مَسْجِدَاتُ مَكْسِبُوا وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَؤُلَاءِ سَيُجْزَوْنَ سِتَاتُ مَا كَسَبُوا

وَمَا لَهُمْ مُخْجِرٌ ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ

لَقَوْمٌ يُؤْمِنُونَ ۝ سَوْجِبُ لِرَأْدِى كَوْمِ تَكْلِيفِ ۝ كَمَا بَكَرَ لِي حَرْبُ يَوْمِ عَمَّاسٍ ۝ كَمَا ابْنِى طَرْفَ كَوْمِ نَعْمَتِ ۝ كَمَا

یہ جو مجھ کو ہے کہ آگے سے معلوم تھی کوئی نہیں یہ جانچ رہے پر وہ بہت لوگ نہیں سمجھتے کہ ہر جگہ ہن یہ بات اُن سے اگلے

بیکر کو جب کام نہ پایا، انکو جو کلمے تھے پھر پڑھیں انہیں بڑا بیان جو کائنات میں اور جو گناہیں انہیں سے انہیں ہی انیٹری میں

زراستان جو کمائی بہن اور وہ نہیں تہکانے والے اور کیا نہیں جان چکے کہ اللہ بیلا تانہ ہے روزی جسکو چاہے اور

پاکر دیتا ہے البتہ اس میں ہے کہ ان لوگوں کو جو مانتے ہیں فٹ آگے سے معلوم تھی یعنی قیاس ہی جاہتا

مگر ہمارے کہ قدرت کا قائل نہ ہو یہ جانو ہے عقل اس کی دوڑنے لگتی ہے تا اپنی عقل پر بیگے وہی عقل رہتی ہے اور فطرت

یہ بھی ہے کہ قیامت میں تمہارے مین کوئی کمی نہیں کرتا یہ ایک کوروزی کشادہ ہے ایک کو

سلطان و کونسل کا کام نہیں، انتہی و حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اللہ مالِ خیر و ناسِ طے

سناء کے تکلیف کا حالت میں اللہ عز و جل سے تضرع و زاری کرتا ہے کہ اے اللہ! اسے ان کے کارنامے

حضرت ابراہیمؑ اپنے اہل خانہ سے کہا کہ تم لوگ اپنے گھر سے باہر نہ آؤ، میں اپنے رب سے دعا کرتا ہوں کہ تم کو اس کی عبادت سے روکا جائے۔

خداوند تو مجھ کو نصیب فرما کہ اللہ تعالیٰ ہر استغاثہ کو اُس کے واسطہ جانتا ہے اگر میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک

[illegible]

طیص یے برزیدہ وہب سدیدہ ہوا وہ پست ہے برکتا فاعوامے کہا علی تم علی شیر محمدی اللہ عزوجل نے دیا

دھوختہ ہوئی نہ اپنی نہیں تھی اس کے خیال کی بلکہ ہم نے اس کو اس وقت کا عالم سپر مرث سے یہ کیا

کہ اسلوب جاہلین اس سے جین جگا بنے اس پر عالم کیا ہے وہ بین احاطت کر رہا ہے یا باغز مانی باوجود ہمار

کے جہاں ہوا اسکا ہو چکا ہے سو یہ محنت فواید کا پچھا ہے لیکن ان ترانے کے اسنات کو ہمیں جاسے میں کسی

کہتے ہیں جو کچھ کہتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں جو کچھ کرتے ہیں ان سے پہلے اعلیٰ استون میں سے بہت لوگ ہیں

کہا کہ چلے میں اور یہی نعم و دعویٰ کر چلے میں **ثُمَّ اَعْتَنِي عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ** الایہ یعنی یہ سب کچھ

اور نہ لغع یا انکو اُسے حج کرنے نے اور اُس نے (جس کو کھاتے تھے) پس یہو یحییٰ بن النکور یا یحییٰ بن اُس نے کی جو کمالی

فَوَرْتَعَالٰی وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُوَ كَاذِبٌ اَلَا يَتَذَكَّرُ اَنْ يَّحْكُمَ اللّٰهُ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُوْنَ

تقریباً گوہر نہیں کی بڑا تیار اُس شے کی جواہروں نے کماٹی ہے جس طرح کہ اُنکو ہوجائیں اور زمین میں وہ تھکا

جس طرح کہ انہوں نے جہاد کی خبر دی ہے، اسی طرح نے اُس سے کہا کہ اے پیغمبر! اللہ کا محبوب

يَوْمَئِذٍ وَاصِفَتَا أَتَاكَ اللَّهُ الْكَافُورَ فَلَا يَسْأَلُكَ عَنْ نَفْسِكَ مِنَ الْذُنُوبِ كَيْفَ لَمَّا أَحْسَنَ اللَّهُ

---









وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ ایک شخص نے نافسے جانیں ماڑی تین پہ وہ نادم ہوا اور عتاب فرمایا بنی اسرائیل میں کے ایک عابد سے سوال کیا کہ آیا اس کے واسطے توبہ ہے تو اس نے کہا وہ کہیں ہے جو عامل اور میاں جیسے اور تو بکے پہ ہنگو امر کیا جانے کا طرف ایک گان کے کہ اس میں اللہ کی عبادت کسے پس اس نے اس کاؤن کا قصد کیا تو فناء سے راہ میں ہنگو موت آگئی پہ رشتے فرشتے اور عذاب کے فرشتے اس میں جہنگسے پس اللہ عزوجل نے امر کیا کہ ناپس اس مسافت کو جو در میان دوزمینوں کے ہے ان میں کی میں میں کی طرف زیادہ تر قریب ہو تو وہ اسی سے ہو پس نکو زیادہ تر قریب با یا طرف اس میں کے جس کی طرف اس نے ہجرت کی اتنی بالشت پہ پہ ہنگو رشتے فرشتوں نے قبض کیا تو کر کیا کیا ہے کہ وہ اپنے سینے سے دور ہو گیا تھا وقت موت کے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے نیک شہر کو امر کیا کہ قریب ہو جائے اور اس شہر کو حکم دیا کہ دور ہو جائے یہ معنی ہیں اللہ کے حافظ ابن کثیر کہتے ہیں ہم نے اس حدیث کو بلفظ دوسری جگہ لکھا ہے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے یا عبادی الایہ کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مغفرت کی طرف بلایا ہے اس شخص کو جس نے یہ زعم کیا ہے کہ سیدہ اللہ کے فرزند ہیں اور جس کا یہ زعم ہے کہ عزیر اللہ کے فرزند ہیں اور جس نے یہ زعم کیا ہے کہ اللہ فقیر ہے اور جس نے یہ زعم کیا ہے کہ اللہ کا ناتہ مخلوق ہے اور جس کا یہ زعم ہے کہ اللہ ثالث ثلاثہ ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے فرماتا ہے اقلنا یتوبوا الی اللہ ویستغفر وندو اللہ مغفورا العیم پہ توبہ کی طرف بلایا اس شخص کو جو بات میں ان سب کے بڑے کہ ہے جس نے یوں کہا انا ربکم الا علی اور کہا ما علمت لکم من الہ غیری حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جس شخص نے نامید کیا اللہ کے بندوں کو توبہ کے بعد اس کے تو قرآن میں نے انکار کیا اللہ عزوجل کی کتاب کا لیکن بندہ قادر نہیں ہے کہ توبہ کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ رجوع کرے اس کی طہرانی نے بطریق شعبی سید بن یحییٰ سے روایت کیا ہے کہا میں نے سنا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہ وہ فرماتے تھے کہ عظیم تر آیت کتاب اللہ میں یہ ہے **اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ** اور جامع تر آیت قرآن میں خیر و خشر کی یہ ہے **إِنَّ اللَّهَ تَمَرٌّ بِالْعَدْلِ وَالْحَسَنَاتِ** اور اکثر آیت قرآن میں از روئے فح کے سورہ عرف میں یہ ہے **قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ يَرْغَبُونَ فِي تِلْكَ الْأَمْثَالِ لَذِكْرِ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ** اللہ میں از روئے تصریف کے یہ ہے **وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ** پس سرفق نے سید سے کہا کہ تو نے صحیح کہا ائمہ نے عن ابی سعید عن ابی الحسن و روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک ملاحظہ پر گزرسے اور وہ لوگوں کو حفظ و بصاحت کر رہا تھا تو فرمایا اسے غلط کرنے والے کو کہ لوگوں کو نامید کرتا ہے پر یہ آیت پڑھی **قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ يَرْغَبُونَ فِي تِلْكَ الْأَمْثَالِ لَذِكْرِ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ** احادیث نفی قنوط (۱) امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا میں نے رسول

۷۲  
سید بن یحییٰ نے کہا کہ  
پس اس نے ماؤں سے  
اور اللہ ہی نے اسے راہ  
میان میں  
میں نے سید بن یحییٰ سے  
سنا کہ جو کچھ سید بن یحییٰ  
نے روایت کیا ہے  
اللہ تعالیٰ اس سے  
کیا کہ میں نے سید بن یحییٰ  
سے سنا ہے کہ  
سید بن یحییٰ نے کہا  
کہ میں نے سید بن یحییٰ  
سے سنا ہے کہ  
سید بن یحییٰ نے کہا  
کہ میں نے سید بن یحییٰ  
سے سنا ہے کہ

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے: ہر ہے اسکی جیسے کہ تہہ میں میری جان ہے اگر تم خطا کرتے یہاں تک کہ  
 بہر وقت تمہاری خطا میں آسمان و زمین کو پہر تو مغفرت مانگتے اللہ تعالیٰ سے تو ابدتہ وہ مغفرت کرتا واسطے تمہارا  
 تہہ ہے اسکی جیسے کہ تہہ میں محمد کی جان ہے اگر تم خطا نہ کرنے تو ابدتہ لانا اللہ عزوجل ایک قوم کو وہ خطا کرتی یہ نہ تھکتا  
 مانگتی اللہ سے یہ وہ انکو بخشا تفرجہ یہ احمد (۲) امام احمد نے حضرت ابوب نصراری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
 کیا ہے کہ انہوں نے کہا جبکہ انکو وفات حاضر ہوئی مقرر میں چہا تا تہہ تم سے ایسے جس کے میں نے نہ سنا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ اگر یہ بات نہ ہوئی کہ تم گناہ کرتے ہو تو ابدتہ اللہ عزوجل بیدار کرتا ایک  
 قوم کو کہ وہ گناہ کرتی یہ وہ بخش کرتا واسطے ان کے لکھنا اذہا انہم احمد واحمدہ مسلمانہ فی حقہ  
 واللہ علیٰ فی حقہ عاقر فیکبہ عن اللہ بن سعلہ یا ہذا فہم مسلمانہ فی حقہ عن محمد بن  
 کعب لہ علی عن ابی حزمہ وھو انصار ی صحابی عن ابی ایوب خولہ عن ابیہ (۳)  
 امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
 فرمایا ہے کہ گناہ گناہ کا نہ اسے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اگر تم گناہ کرتے تو ابدتہ لانا اللہ تعالیٰ  
 ایک قوم کو کہ وہ گناہ کرتی یہ وہ بخش کرتا واسطے ان کے تفرجہ یہ احمد رحمہما عن امام احمد نے عن  
 ابی جعفر محمد بن علی عن محمد بن الحنفیہ عن ابیہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین روایت کیا ہے کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سمعان اللہ تعالیٰ یحب لعل عبد المؤمن الثواب وکف عنہ جوف من ہذا الثواب  
 یعنی نیکی اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اُس بند کو جو بسبب گناہ کے نقصے میں ڈال گیا اور بہت توبہ کر نیوالا ہے  
 (۵) ابن ابی حاتم نے عبد اللہ بن عبید بن عمر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے کہ ابیہ عنہ اللہ تعالیٰ  
 نے عرض کیا یا رب تو نے تو مجھے نکال یا جنت سے بسبب گناہ کے اور میں اسکی طاقت نہیں رکھتا ہوں مگر  
 ساتھ تیرے سلطان کے فرمایا تو واسطے عرض کیا یا رب مجھے زیادہ کہ فرمایا نہیں پیدا کیا جائے گا واسطے  
 اُس کے کوئی بچہ مگر پیدا کیا جائے گا واسطے تیرے مثل اُس کے عرض کیا یا رب مجھے زیادہ کہ فرمایا میں کر دوں گی  
 ان کے سینے کو سکین واسطے تمہارے اور تم جاری ہو گے ان سے بلکہ جاری ہوئے خون کی عرض کیا یا رب  
 مجھے زیادہ کہ فرمایا یحب علیکم بخیلات وشارکھم فی الاموال والافلاک واولادہم  
 وما یعولہم الشیطان لکلاھا وکل بہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا یا رب مقرر تو نے  
 اسکو مسلط کر دیا مجھ پر اور میں متنع نہ ہوں گا مگر ساتھ تیرے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا نہیں پیدا کیا جاوے گا  
 واسطے تیرے کوئی نوادہ مگر میں تمہیں کروں گا اُس پر اُس شخص کو جو اُسے محفوظ رکھے گا بٹے ساتھ ہوں سے  
 عرض کیا یا رب مجھے زیادہ کہ فرمایا ایک نیکی کی دس نیکیاں یا زیادہ دو دن کا اگر بدی ایک یا اسکو مٹا دوں گا

یہ  
 کیا لانا چاہیے اور کیا کرنا  
 اور کیا کرنا چاہیے اور کیا کرنا  
 اور کیا کرنا چاہیے اور کیا کرنا  
 اور کیا کرنا چاہیے اور کیا کرنا  
 اور کیا کرنا چاہیے اور کیا کرنا





روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کل اہل تارو کیہین گئے اپنے بھکانے کو جنت سے کہیں گے  
 موان اللہ ہر اہل جنت کو کہیں گے اپنے بھکانے کو تارو سے کہیں گے کہ لو ان اللہ  
 ہر اہل جنت کو کہیں گے کہ واسطے فکر ہو گا و اما اللہ کا حق میں حکم دینا کہ عبادت میں وہ جسکے جسم  
 والوں نے دنیا کی طرف پھرنے کی تمنا کی اور تصدیق آیات و انباء رسول اللہ پر حسرت و فسوس کیا تو اللہ پاک نے  
 فرمایا اے اے اللہ کے بندے! یہ یعنی اسے جگہ ندامت کرنے والے اس شیخ پر جو تجھ سے صادر ہوئی مفر میری  
 آیتیں تیرے پاس تین فر دینا میں اور میری جہنمیں تجھ پر قائم ہوئیں سو تو نے ان کو جھٹلایا اور ان کی پیروی کر  
 سے تو نے ٹک کر کیا اور تو بتا ان کے منکروں سے **ف** نفع البیان کا بیان خالص ہے کہ مجھو رہنے یا عبادت کی  
 کو ثابت یا پڑنا ہے وصل و وقت میں اور ابو بکر نے عاصم سے روایت کیا ہے کہ وہ وقف کرتے تھے بغیر اور  
 دونوں سببیہ میں لا تقبضوا کہ مجھو رہنے بفتح نون اور ابو عمر و کالی نے بکسر نون پڑنا ہے رحمت سے مراد  
 مغفرت ہے مسمیٰ یہ ہیں اسے میرے بند و جنوں نے اذرا کیا اپنی جاؤں پر کفر بن یا معاصی میں اور کثرت  
 کی ان میں نا امیدت ہو اللہ کی مغفرت سے اس آیت کو تفسیر میں انواع معافی و بیان سے کمی ہٹ جائے حسن  
 بین ایک ہو کہ اللہ پاک اپنے بندوں پر توجہ ہوا اور بحرف با ان کو نافرمانی دو کر یہ ہے کہ بافت  
 شریف انکو اپنی طرف مضاف کیا **تیرے** یہ ہے کہ کلم سے غیبت کی طرف انتفات کہا من رحمۃ اللہ فرمایا  
 جو تیرے یہ ہو کہ اسمائے حسنی میں سے اہل و بزرگتر اسم کی طرف رحمت کی اضافت فرمائی یا پانچوں یہ ہے  
 کہ ان اللہ میں بظہر اسم ظاہر کا اعادہ کیا کہ اذکرہ اسمین حضرت عبد اللہ وغیرہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے کہ میر  
 آیت ابھی آیت ہو کہنا باللہ سبحانہ میں مبنی سب آیتوں سے بڑھ کر بندوں کو امید و مغفرت کرتی ہے اس لیے  
 کہ مثل ہے اعظم بشارت پر کہ یہ نیک اول و بندوں کو اپنی ذات مقدس کی طرف منسوب کیا واسطے قصد ان کے توجہ  
 اور مزید توجہ کے پھر ان کا یہ وصف کہ عاصی میں مہربان اور ذنوب کے مستکثر میں پھر ان کثرت کو گناہ کرنے  
 والوں کو نبی کی کہ رحمت سے نا امیدت ہو پس جو گناہ گار کہ شہر نہیں ہیں تو ان کے واسطے تو قنوط سے نبی  
 بطریق اولیٰ اور بغیر اسے خطاب ہوگی کسی نے کہا یہ آیت عالم ہے حق میں ہر کافر کے جو کہ توبہ کرتا ہے اور مومن  
 عاصی کے بارے میں جو کہ توبہ کرتا ہے پس اس کی توبہ اس کے گناہ کو مٹا دیتی ہے مراد اس کو توجہ ہر اس بات  
 پر کہ عاصی کو لائق نہیں ہے کہ یہ گناہان کو کہ انکو مذابح کوئی خلاصی نہیں ہے کیونکہ جو کوئی یہ اعتقاد کرے گا  
 تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید ہو گا اس لیے کہ گناہ گاروں میں سے کوئی نہیں ہے کہ مجب وہ توبہ کرے گا  
 تو اس کا حساب نازل ہو جائے گا اور مغفرت و رحمت والوں سے ہو جائے گا حق یہ ہے کہ یہ آیت توبہ کے  
 ساتھ متقدم نہیں ہے بلکہ اپنے اطلاق پر ہے بالکل جیکہ گناہ گار بندوں کو نا امید سے نبی کی دعا کو تہی

اُس کی چوٹ کو وضع کر دے اور قوط کی جگہ رجا و امید کو رکھ دے اور وہ بات ذکر کی جس کے بعد کوئی شک باقی نہ رہے اور نہ اُس کے سننے کوئی گمان دل میں جھپے پس فرما یا اِنَّ اللہَ یَغْفِرُ الذَّنُوبَ الْعَظِیْمَ و لام جمیع پر داخل ہوا ہے سو اُس نے اُس کو جنس کے واسطے کر دیا کہ جنس جو کہ مستلزم ہے اپنے افراد کی استعراق کو پس یہ اس قوت میں ہے کہ بیشک اللہ بخشد گناہ کو کوئی سا ہو مگر وہ گناہ جسکو نص قرآنی نے خارج کر دیا ہے یعنی شرک کہ قال تعالیٰ اِنَّ اللہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَاءُ پھر یہ مغفرت ہر گناہ کی جو کہ جمیع معروف بلام جنسی سے معلوم ہوئی اور جس کی خبر ہے بندوں کو دی اُس پر یہی کفایت نہ کی بلکہ بالصحیح اپنے قول مبارک سے اُس کی تاکید فرمائی جنہیں یعنی سارے گناہوں کو بخش دے گا پس کیا کہنا ہے اس بشارت پر نصارت کا جس کے واسطے مومنوں کے دلوں کی کلیان کلتی ہیں کہ مومن جو اپنے پروردگار سے نیک گمان رکھنے والے ہیں اپنی رجا و امید میں صادق و درست باز ہیں قوط و نا امید کی کے لباس کو اُٹانے والے ہیں بدگمانی کے چوڑنے والے ہیں اُس فرائض پاک کے ساتھ جس کے نزدیک کوئی گناہ کوئی بڑی شے نہیں ہے اور نہ وہ اپنی مغفرت و رحمت کو ساتھ بغل کرنا ہے اپنے بندوں پر جو کہ اسکی طرف متوجہ ہونے والے ہیں طلب میں غرور و گداز کے پناہ پکڑنے والے ہیں اسکی اپنے گناہوں کی مغفرت میں اور کیا خوب و مرغوب ہے وہ علت جس سے اس مضمون کی تفسیل بیان فرمائی ہے یون فرما کر کہ لَا تَلْهَوْا عَنْ تَحْمِیْلِ الذَّنُوبِ الَّتِیْ فِیْہَا عَظِیْمٌ مِّنْہَا یعنی وہ سارے گناہوں کو بخشدے گا اس پر وہ کثیر و عظیم و بلیغ و واسع المغفرة و الرحمة ہے نہ اسکی مغفرت کی کوئی حد ہے نہ اسکی رحمت کی کوئی نہایت اسی جگہ سے فی الجملہ بھانے کو شیخ شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یون فرمایا ہے

|                         |                         |  |
|-------------------------|-------------------------|--|
| اگر وہ ہر پاک صلائے کرم | عزیز ایل گوید نصیب بر م |  |
|-------------------------|-------------------------|--|

جو کہ ہوا اپنی کثرت مغفرت و رحمت کو اس مختصر جملے میں کیسی دہوم دہام سے بیان فرمایا ہے اول تو غفیر و رحیم دونوں جیسے مبالغے کے جسے موسلا دہ مغفرت و رحمت کا پندرہ برس رہا ہے پھر جملہ اسمیہ جو کہ دوام و ثبات و استمرار پر دل ہے پھر اس کی تاکید کلمہ اِنَّ سے جو کہ مضمون جملے کی یقین کر بخشن کر رہا ہے پھر ضمیر فصل جو کہ تاکید و حصر کو بتا رہی ہے اور اعادة ان و مضمون کا جملہ کلمات سابقہ مضمون سے اب جو کوئی الفضل عظیم و عطاوی جہم فصل عظیم و رحیم وسیع کا انکار کرے اور یہ خیال میں لائے کہ اللہ پاک کے بندوں کا اسکی رحمت سے نا امید کرنا وہی رہے اُن کو اُس شے جس کی اللہ سبحانہ نے اُن کو بشارت دی تو ہر راسخ نے اُسے سے بڑے غلط طرز کا کتاب کیا اور تسبیح سے قہر غلطی کی کیونکہ خوش خبری دینا اور نا امید نہ کرنا اللہ پاک کی کتاب ہے میں موحی الہی ہی کو نے کر کے ہیں اور اسی مسلک کو رسول نے اختیار فرمایا ہے ویکہا بجا فرمان و آواز

جو کہ ہوا اپنی کثرت مغفرت و رحمت کو اس مختصر جملے میں کیسی دہوم دہام سے بیان فرمایا ہے



بخاری نے ادب مفرد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گروہ پر اپنے اصحاب کے اور وہ ہنس رہے تھے اور بات چیت کرتے تھے تو آپ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ماتہ میں میری جان ہے اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو البتہ ہنسنے تم تھوڑا اور البتہ رنے بہت ہے یہاں پر اب بفرشتے لے گئے اور لوگوں کو ملایا اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی اسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہیں نا امید کرنا ہے میرے بندوں کی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوٹ کر تشریف لے لے یہ فرمایا بَشِّرُوا سَبْحًا وَوَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ آلِ آدَمَ الَّذِي ذُكِّرَ عَنْ يَمِينِهِ رُوحُ الْمَقْبُورِينَ لَعَنَ اللَّهُ الْفَاسِقِينَ

ابن مردود یہ وہی ہے جس نے اپنے سن میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی حق میں اس شخص کے جو مفتون ہوا ابن جریر نے ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کون آیت زیادہ تر وسیع ہے تو لوگ ذکر کرنے لگے آیتوں کا قرآن سے من عمل ہو او نظلم نفسه الآية اور مثل اسکے پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نہیں ہے قرآن میں زیادہ تر وسیع یا عبادی الآية صحیحین میں روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص کی حدیث طویل ہے جس نے کہا تھا کہ ہوا میں برابر اور منزل ابی داؤد میں طویل پنجاب میں کی حدیث تو زیدی شخص حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ فرماتے تھے اللہ عز وجل نے فرمایا ہے اے ابن آدم بیشک تو جنتک مجھے بکارے گا اور جہنم میرے امیر رکھے گا تو میں بخشنے کا واسطے تیرے اوپر اس شے کے جو تجھ سے ہو گئی اور میں پروا نہیں کرتا ہوں اسے ابن آدم اگر پہنچ جائیں تیرے گناہ عخان آسمان کو پہ تو مغفرت مانگے مجھ سے تو میں مغفرت کروں واسطے تیرے امین پروا نہیں کرتا ہوں اے ابن آدم اگر تو اے میرے پاس قربانین پہ خطایا لے کر پہ تو مجھ سے ملے اس حال میں کہ شریک کرے تو ساتھ میرے کسی شے کو تو البتہ آؤں میں تیرے پاس قربانین پہ مغفرت لے کر عخان یعنی سحاب کے اور قربان لارض یعنی القاف ہو ما تھار ب بل نہ ما

یا بھلے جبکہ اللہ پاک نے بندوں کو یہ بشارت دی کہ وہ سارے گنہگار بن جائیں گے گا تو ان کو امر کیا کہ کسی طرف ہجوم ہوں یا میں ملو کہ طاعات بجالائیں اور حاصی بنو یحییٰ پس رشاد فرمایا وَكَذَّبُوا إِلَهَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ مِنْهُمْ فَيُكْفَرُ عَنْهُمْ وَهُمْ يُكْفَرُونَ

اپنے رب کی اس میں وہ شے نہیں چھو پس دال ہو کہ اول آیت کو تو بے کے ساتھ مقدم کریں نہ تو باقیقت اور نہ شخص احدہ بالترام جوابات اس میں ہے غایت اسکا یہ ہے کہ بندوں کو اس بشارت عظمیٰ کی خوشی ستانی پر ان کو ختم کی طرف بلایا اور شے ان کو ڈرایا علاوہ اسکے یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ جملہ مستانفہ ہے اور کفار کو خطاب کیا ہے جو اسلام نہیں لائے ہیں بدلیل اس قول کے وَكَذَّبُوا إِلَهَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ مِنْهُمْ فَيُكْفَرُ عَنْهُمْ وَهُمْ يُكْفَرُونَ

کو ترغیبی ساتھ اول آیت کے اور انکو خوشخبری دی بعد اس کے کفار کو تحذیر کی اور انکو ڈرایا گو یہ بات بعید ہے

لیکن ممکن ہے کہ اس کے قائل ہوں معنی ظاہر کی بنا پر یہ ہیں کہ اللہ پاک نے اپنے بندوں کو اسطرح باطن میں جبر کیا کہ انکو  
بشریہ نظم دی اور اپنی طرف سے ہونیکا امر فرمایا اور اپنے واسطے خلاصہ کرنے کا حکم دیا اور بنو امروہم کے لیے صلح  
و خاضع و فروتن ہونیکا امر کیا اور قولہ تعالیٰ من قبل ان یأتیکم العداب یعنی پہلے اس کے آوے تو عذاب دنیا کا  
جہانچہ نور تعالیٰ من قبل ان یأتیکم اسی عذاب دنیا کو مفید ہے پس اس میں وہ تو نہیں ہرچہ و حال ہوں نہ ہرچہ بلکہ نرم  
کرنے والوں نے نرم کیا اور جس سے ہمارا سہہ ہو والوں نے اور ناسید کرنے والوں نے تنگ فرمایا ہے واللہ شہ رب  
العالمین ﴿لَا تَتَّخِذُوا مِنْ حَتْمٍ مِنْ عَرَبٍ مَنَاصِبَ﴾ اگر تم کو تیرے کہیں نزول عذاب کے قولہ  
تعالیٰ و اتبعوا احسن ما انزل الیکم ﴿مَنْ يَتْلُكُمُ احْسَنُ﴾ مراد قرآن شریف ہے یعنی حلال جانو  
اُس کے حلال کو اور حرام جانو اُس کے حرام اور قرآن مبرا احسن ہے حضرت حسن نے فرمایا مترجم ہوں اس کی طاعت  
کے اور جو اُس کے مناصب سے تعارض کا لفظ یہ ہے لازم کروا اللہ کی طاعت کو اور جو انکی حسیں سے اس واسطے  
کہ نازل کیا گیا ہے قرآن میں ذکر و تہجیر کا ناکہ اس سے بچو اور ذکر احسن کا ناکہ اس کو اختیار کرو اور اس کو توسیدی  
نے کہا احسن ہے جس کے ساتھ اللہ نے امر کیا ہے اپنی کتاب میں ابن زید کے کہا مراد محکمات آیتیں ہیں اور  
سو بیو علم متشاپہ کا طرف اس کے عالم کے کسی نے کہا پیروی کرونا سخ کی منسوخ کی کسی نے کہا غصو کی نہ انتقام  
کی ساتھ اُس نے جس میں انتقام لائق ہے کسی نے کہا پیروی کرو احسن اُس نے کی جو تمہاری طرف نازل کی  
گئی ہے اخبار ارم ما فیہ سے انسی کی مثل یہ آیت ہو الذین یستمعون القول فیکفون احسن ہے غفنا  
نے کہا کہ احسن ما انزل قرآن ہے اس واسطے کہ ہر کرب کی طرف سے بہت کمائیں نازل کی گئی ہیں احسن انکا قرآن  
ہے بیضاوی کا لفظ یہ ہے القرآن او الما سورہ دون المنہی عنہ او العزائم دون الرخص او النسخ دون المنسوخ  
و لعلہا ہوا کئی واسطہ کا لازمہ و المواظبہ علی الطاعة انتہی بیان اس کا یہ ہے کہ مراد احسن ما انزل ہو احسن اُس نے  
کا ہے جو اتاری گئی نبی آدم کو اس میں او پر کہ خطاب نبی آدم کو ہے معنی یہ ہوتا اتباع کرو احسن وحی کا یا احسن  
کتاب کا جو نازل کی گئی طرف تمہارے او پر ہر کل قرآن ہو یہ ایک معنی ہو جو دوسرے معنی ہیں کہ مراد احسن قرآن  
سے وہ مامور ہے جو اس شخص میں ہو اس لیے کہ مامور یہ لامعاہ احسن ہے منہی عنہ سے تیسرے معنی یہ ہیں کہ مراد  
احسن اُن سے جو بہترین ہیں اس لیے کہ وہ احسن ہیں نصحتوں سے جو تھے یہ معنی ہیں کہ احسن ہے مراد ناسخ ہو کہ نیک  
ناسخ ہوا کہ حق میں احسن ہو پس اس اجمال کو ترجیح دی کہ احسن قرآن سے مراد وہ ہے جو کہ ظاہر تر ہو جو بچا گئے نیز  
طرف نجات و سلامت کے کہ نیکو ہے شے فائدے میں اکثر و شل ہے جو انابت اور طاعت پر مدد و امت کذا فی  
تفسیر اوہ قولہ تعالیٰ من قبل ان یأتیکم العداب ﴿بَعَثْنَا فِي نَفْسِكُمْ لَا تَنْصَرُوا﴾ یعنی نہایت  
وہملا و تبلیغ احسن انزل کہ قبول اس کے کہ آجائے تمہرے عذاب چانک اس حال میں کہ تم اس سے غافل ہو

۷۴  
احسن قرآن  
کے معنی میں





یا یحییٰ ہے معنی اس قتل کی بنا پر یہ یمن نے حسرت بری اُس شے پر کہ تقصیر کی مین نے اللہ کے قرب جو ار  
 طلب کرنے میں مراد بہشت عنبر سرشت ہے ابن اعرابی ہی اسی کے قائل ہیں ترجمہ کے لئے کہا اُس طریق میں جو  
 کہ اللہ کا طریق ہے اُس کی توحید سے ادا قرار کرنے سے ساتھ نبوت رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کے اس فعل  
 کی بنا پر جنب یمنی جانب ہو یعنی تقصیر کی مین نے اُس جانب میں جو کہ پہنچا دے طرف رضا اللہ تعالیٰ کے محاور  
 میں بولتے ہیں انا فی جنب فلان یعنی میں فلان کی رضا میں ہوں اور فلان لیں الجانب والجنب ہے یعنی راضی ہے  
 پہ کہل ہے کہ فوطی جنبہ وجانب یعنی فلان نے تقصیر کی فلان کے حق میں یہ باب کنایہ سے ہو جملہ فطن کنیت  
 لکن الساکینین محل نصب میں جہاں بر حال ضمیر فطت سے یعنی میں نے تقصیر کی اللہ کی حق میں اس  
 حال میں کہ میں نہیں تھا مگر اُن میں سے جو کہ ٹھنکا کرتے ہیں اللہ کے دین سے دنیا میں ادا اُس کی کتاب رسول  
 دومین سے قتادہ نے کہا اُس کو کفایت نہ کی اس بات نے کہ اللہ کی طاعت کو ضائع کیا یہاں تک کہ  
 اہل عام سے بخیر کیا پہر دوسرا قول نقل فرمایا اَوْ يَقُولُ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ اَخَذَ نَفْسِيْ لَفُتِنْتُ  
 یعنی اگر اللہ مجھے اپنی دین کی راہ بتاتا تو اب نہ ہوتا ان میں سے جو کہ شرک و معاصی سے بچتے ہیں یہ قول انہیں کہیں  
 جھوٹوں سے ہے جن کے ساتھ شرک و جھٹ بڑھتے ہیں اور اُن باطل بہانوں سے ہر جن کے ساتھ وہ بہانہ کیا  
 کرتے ہیں جس طرح کہ اُس آیت میں ہے سَيَقُولُ الَّذِينَ اٰثَرَكُمْ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ مَّا اٰثَرَكُمْ وَاَكْبَرُ  
 بقرہ ایک حق کلمہ ہے جس سے باطل مراد لیتے ہیں ان کا مادہ ہی ناقابل تھا ورنہ اُن سے کیا دشمنی تھی اگر  
 بجائے قول مذکور میں کہتے تو بجا تھا ۵

اب کیسے کہیں  
 اگر اس کا جواب نہ دے  
 نہ پڑے نہ پڑے  
 نہ پڑے نہ پڑے

ہرچہ ہست از قامت نامان بے اندام ہست \* ورنہ تشہیع تو بر بالا کو کس کو نامہ نیست

ابو منصور نے کہا یہ کافر زیادہ تر عارف ہر اللہ کی ہدایت کا معتزلہ سے اور اسی طرح سے یہ کفار جنہوں نے  
 اپنے انیل سے یوں کہا لَوْ هٰذَا اَنَا اللّٰهُ لَهٰذَا يَتَاكُفُّوْنَ لیکن اُس نے ہم سے اختیار ضلالت و غرابت  
 جانا تو ہم کو مخدول و بے مدد چھوڑ دیا اور توفیق نہیں دی معتزلہ کہتے ہیں بلکہ اُن کو ہدایت کی اور توفیق عطا  
 فرمائی لیکن راہ باند نہ ہوئے پہر اللہ پاک نے اُن کا میرا قول نقل فرمایا اَوْ يَقُولُ جَئْنَا تَحٰی الْعَذَابِ  
 لَوْ اَنَّ لٰی لَمْ نَكُنْ فَاَكُنْ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ یعنی یا کہے جبکہ عذاب کو دیکھے کہ اگر میرے واسطے پہر جانا ہوتا مگر  
 دنیا کے تو میں ہوتا اُن میں سے جو کہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اُس کی توحید کرتے ہیں اپنے اعمال میں حسان  
 و خلاص کا برتاؤ رکھتے ہیں نصب فَاَكُنْ کا یا تو اس سے ہے کہ کرات پر مطوع اس واسطے کہ وہ عذر  
 ہے یا اس سے بیک ہے کہ جواب ہے نفی کا جو کہ لو ان کی کرات سے غموم ہوتی ہے کلمہ کے ساتھ تعمیر کا اس  
 لیے کہ غموم اس بات کا بتانا ہے کہ نفس ان قولوں سے خالی نہ ہوگا مادے تحسیر و تحیر و غلط و بہانہ چمکے ساتھ

[illegible]

کَلَّا مَقَالِيدُ السَّمَوَاتِ وَلَا دَرَجَاتٍ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا لِلَّهِ أُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ اور قیامت کو  
دن تو دیکھ انکو جو چوٹ بولنے میں اللہ پر ان کے منہ سیاہ کیا نہیں دوزخ میں نہ کانا غور و انون کو اور بجا و بیگا  
اللہ انکو جہنم نے ڈر کہا ان کے بجاؤ کی جگہ نہ لگی انکو بڑائی اور نہ وہ علم کہا وین اللہ بنائے حال ہے ہر چیز  
کا اور وہ ہر چیز کا ذرہ لیتا ہے اسی کے پاس ہیں کنبیان آسمانوں کی اور زمین کی اور جو منکر ہو یں اللہ کی  
باتوں سے وہ جو ہیں وہی ہیں تو نے میں نہیں ہے انتہی **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں اللہ پاک  
خبر دیتا ہے روز قیامت کی کہ اس میں کتنے منہ تو سیاہ ہوں گے اور کتنے منہ سفید رابل فقت و اختلاف کی  
سوز تو سیاہ پڑ جائیں گے اور اہل سنت و جماعت کے چہرے سفید براق ہوں گے اور اس جگہ اللہ تعالیٰ نے  
یون فرمایا ہے وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلٰی اللّٰهِ يَمِينِي قِيَامَتِكَ دن تو دیکھ گے گا ان لوگوں کو جو اپنے اس  
دعویٰ میں چوٹے ہیں کہ اللہ کے واسطے شریک اولاد ہے ان کے منہ لہبیاں کے کذب و افتراء کے  
سیاہ ہوں گے قَوْلَهُ تَعَالٰی اَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوٰی لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ یعنی کیا دوزخ کا کافی نہیں ہے غرور والوں  
کو زہرے قید خانے اور جگے رجوع کے ان کے واسطے اس میں رسوائی و ذلت و خواری ہے سبب





اس واسطے کہ وہ راضی ہوئے اللہ کے نواب اور امن میں جو نواس کے عفا ہے پھر اللہ یا کئے وعدہ و عہد میں  
کلام کو طعن یا نو دلائل آہیت و توحید کی طرف عود کیا پس فرمایا اللہ خالق کل شیء و هو علی کل شیء قلیل یعنی  
اللہ بمانہ پیدا کرنے والا ہے ہر شے کا ان شے سے جو کہ موجود ہیں دنیا و آخرت میں کوئی سی شے بدوین فرق کے ایک  
شے میں اعد و دوسری شے میں اس میں مدو ہے مستزاد و ثنویہ پر جو کہ قائل ہیں اس کے کہ اللہ تعالیٰ شرکاء اور افعال عباد کا خالق  
نہیں ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کل شے کو خالق کیا ہے واسطے شرف و کفر و ایمان کے پھر فرمایا کہ وہ ہر شے پر وکیل ہے جو  
ہر شے میں متولی تصرف کا وہی ہے ساری ہر شے یا اسی کی طرف سپرد کی گئی ہیں سو وہ ان کے حفظ و تدبیر کے ساتھ  
قائم ہے بدون کسی مشارک کے جملہ کلمہ مقالیث التسموہ والا کو میں مستافہ ہے مثلاً کسی نے کہا کہ وہ ہر شے  
پر وکیل کیونکہ ہے سو یہاں سکا جو اس کے واسطے کنجیان ہیں آسمانوں کی اور زمین کی یہ کلام باب کنایہ سے ہے  
اس لیے کہ حافظ و مدبر خزانوں کا وہی شخص ہوتا ہے جو کہ انکی کنجیوں کا مالک ہے تاہم یہ سبق کنایہ سے شدت تسکون  
تصرف سے ہر شے میں جو کہ مخزون ہے آسمان و زمین میں اور عطا ہر پر حمل کرنا وہی ہے اس جگہ مراد مقالید سموات  
و الارض سے کنجیان ہیں آسمان و زمین کی اور کنجیان رزق و رحمت کی عیبا کہ مقاتل و قتادہ وغیرہ نے کہا  
ہے حضرت ابن عباس نے انکی تفسیر میں فرمایا ہے کہ مقالید التسموہ والا کہا کہ مقالید یعنی خزانہ ہے سنی آیت کے یہ  
ہیں کہ اسی کے واسطے ہیں خزانے آسمانوں کے اور زمین کے ضماک و مدی یہی اسی کے قائل ہیں کسی نے کہا کہ  
خزائن سموات کے مطہر ہے اور خزائن زمین کے بابت کسی نے کہا کہ مقالید التسموات والارض یہہ کلے ہیں لا ادا  
اللہ واللہ اکبر و سبحان اللہ و بحمدہ و استغفر اللہ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ ابو یعلیٰ دیوسف قاضی کا لفظ ان کی  
سنن میں اور ابو الحسن باقطان و ابن السنی و ابن منذر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ کا لفظ حضرت عثمان رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ سے مروی ہے لا ادا الا اللہ واللہ اکبر و سبحان اللہ و الحمد للہ و استغفر اللہ الذی لا ادا الا ہوا لا  
والا خروا لظاہر و الباطن بھی ہو میت و ہو حی لایوت بیدہ الخیر و ہو علی کل شیء قدیر اسکے اور کسی طریق میں حضرت  
عثمان سے اس کے سوا اور کسی قول ہیں اس قول کی بنیاد پر سنی یہ ہیں کہ اللہ کو واسطے یہ کلمہ ہیں لکن ساتھ اسکی توجہ  
و توجہ کی جاتی ہے اور یہ کنجیان ہیں خیر سموات و ارض کی جو کوئی ان کلموں کو کہے تو اس خیر کو کہہے پھر بھی مقالید کا مراد  
تخلید و مقلد ہے یا اسکے لفظ سے اس کا کوئی واحد نہیں ہے مثل ساطع کے اور قلیل و قلیل ہی کہتے ہیں یا اس  
کلمے کی اصل فارسی ہے بنا برائے قول کے جو کہ ہے کرم ہے اقلید معرب لکلید کی جوہری نے کہا کہ اقلید مفتوح ہی  
پر کہا کرم مقالید ہے خود تعالیٰ قال الذین کفروا یا ما یملکونہم الا ان یتوکلوا علیہم الخیرون یعنی من لوگوں نے  
کفر کیا ساتھ قرآن کے اور باقی آیتوں کے جو کہ دال ہیں اللہ پاک پر لہذا اسکی توجہ پر وہی ہیں کامل خسران زیان  
میں اس لیے کہ وہ سبب یاس کفر کے الگ کی طرف گئے محلی نے کہا کہ یہ جملہ منصل ہے و بھی اللہ الخ سے اور جو کہہ ان









اُس کی دن قیامت کے اور آسمان لئے زمین اُس کے واسطے تانبہ مین وہ پاک ہے اور بہت اور پائس سے کہ شریک بنائے مین  
**ف** اللہ کے لئے سوائے اللہ کا نہ سنا تانبہ کیسے انتہی **ف** ملاحظہ این فرمائیے کہ مین تلایہ اللہ الہ کے سبب منزل  
 مین وہ روایت فرمائی ہے جو کہ ابن ابی حاتم وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ شریک کو نہ  
 پہنچا ہوا ناولی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلکہ اطراف پہنچنے اپنے جمودوں کے اور وہ آپ کے ساتھ انکو معبود کو  
 پوچھیں آپ پر بات نازل ہوئی تاساں اناسرین یہ کہ مثل سر آیت کہ ہے وَاَشْرِكُوا بِعِصْمَتِهِمْ مَّا كَانُوا شُرَكَاءَ  
 بِعِصْمَتِهِمْ قَوْلًا لِّمَن كَانَ لِلَّهِ فَاعْبُدْ وَكَفَىٰ مَن الشَّاكِرِينَ کابہر طلب ہے کہ اللہ وحدہ لا شریک لہ کے واسطے  
 اخلاص عبادت کو اور وہ لوگ جنہوں نے تیری پیروی کی ہے اور تجھے بجا مانے تو لہ تعالیٰ و مَا قَدْ رَضَا اللہ  
 حَقًّا قَدْ رَضِيَ الْاٰیۃ یعنی شریکوں نے قدر نہ کی اللہ کی عبادت کہ حق ہے انکی قدر کرنے کا جیسا کہ اُس کے ساتھ اُس کے غیر کو پوچھا  
 حالانکہ وہ ایسا عظیم ہے کہ اُس سے بڑھ کر کوئی عظیم نہیں ہے اور قادر ہے ہر شے پر مالک ہے ہر شے کا اور ہر شے  
 اُس کے تہ قدرت کے تحت مین ہے مجاہد نے کہا کہ قریش کے بارے مین نازل ہوئی ہے سندی نے کہا  
 کہ تعظیم نہ کی انکی عبادت کہ حق ہے انکی تعظیم کرنے کا محمد بن کعب نے کہا اگر وہ انکی قدر کرتے عبادت کہ حق ہے انکی قدر  
 کرنے کا تو انکی تکریم کرتے علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہو کہ قدر اللہ حق قدرہ کفار مین جو کہ انکی  
 قدرت پر ایمان لائے کہ اُس کو اپنے قدرت ہو پس جو کوئی اس پر ایمان لائے کہ اللہ ہر شے پر قدر ہے تو مقرر اُس قدر کی  
 اللہ کی حق قدرہ اس آیت کریمہ کہ متعلق بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں طریق اس مین اور اس کے مثل اور آیتیں  
 مین مذہب سلف کا ہے وہی انکا امر ہے جیسے وہ آئی مین بدون تکلیف کے اور بغیر تخریف کے بخاری نے  
 تفسیر ما قدرہ اللہ حق قدرہ مین حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک جبر آیا احبار سے  
 طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہر کہا اسی محمد بن کعب ہم بڑے مین بنو ابی کتاہ مین کہ اللہ عزوجل رکھے گا  
 آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور وحشوں کو ایک انگلی پر اور ماوراء و ثری کی کوا ایک انگلی پر اور باقی مخلوق  
 کو ایک انگلی پر یہ کہے گا مین ہوں بادشاہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے بہانہ کہ اظاہر ہو نہیں سکتا کہ  
 چلیان واسطے تصدیق قول حجر کے پیر آجئے یہ آیت پڑھی ما قدرہ اللہ حق قدرہ والا من جمیعہ فبنتہ یوم القیامۃ  
 الْاٰیۃ رواہ البخاری ایضاً فی غیر ہذا الموضع من صحیحہ والاہام احمد و مسلمہ والترمذی و  
 النسائی فی التفسیر من سننہ کما کلہم من حدیث سلیمان بن مہران الا حمش عن ابراہیم عن  
 عبد بن عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ بخق ۲ - امام احمد نے عن علقمہ عن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت  
 کیا ہے کہ ایک شخص ایا طرف بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل کتاب مین سے پس کہا اسے ابو القاسم کیا ہے کہ جو پہنچا  
 ہے یہ بات کہ اللہ تعالیٰ انہما سے کا خلافت کو ایک انگلی پر اور آسمانوں کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور

ملاحظہ فرمائیے کہ  
 مین مذہب سلف کا ہے  
 وہی انکا امر ہے

ورفعت کو ایک انگلی پراور آپ رضی کو ایک انگلی پر کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے یہاں تک کہ ظاہر ہو گئیں  
 آپ کی کھپکھپان کہا اور اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی **وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ عِندَ اللَّهِ أَكْثَرَ مِنْ هَذَا ۚ وَاللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْلَمُ**  
**وَاللَّهُ سَاقِي عَمْرٍو** انگریز ۳۵ - امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے  
 کہ ایک یہودی نے گز کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پراور آپ جلوس فرما تھے پس کہا ایہو القاسم تو کس طرح  
 کہتا ہے جس نے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ رکھے گا آسمان کس پراور اشارہ کیا انگشت سبابہ سے اور زمین کو اس پراور  
 پہاڑوں کو اس کی اور باقی مخلوق کو اس کی ہر ایک میں اپنی انگلیوں سے اشارہ کرتا تھا پس اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل  
 فرمائی **وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ عِندَ اللَّهِ أَكْثَرَ مِنْ هَذَا ۚ وَاللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْلَمُ** وکذا رواه الترمذی فی التفسیر عن عبد اللہ بن عبد الرحمن  
 الدامی عن محمد بن الصلت عن ابی جعفر عن ابی کدینہ عن ابی جعفر عن ابی جعفر عن عطاء بن السائب  
 عن ابی الضحیٰ مسلم بن جبریم بہ وقال عن جبریم عن ابی جعفر عن ابی جعفر عن ابی جعفر عن ابی جعفر عن ابی جعفر عن ابی جعفر  
 نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے  
 تھے قبض کرے گا اللہ تعالیٰ زمین کو اور پٹیے گا آسمان کو اپنے دہن و تہہ میں پس فرماتے گا میں ہوں بادشاہ کہا  
 میں زمین کے بادشاہ تفرقہ ۳۵ من هذا الوجه رواه مسلم بن جبریم عن ابی جعفر عن ابی جعفر عن ابی جعفر عن ابی جعفر عن ابی جعفر  
 عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن ابی جعفر عن ابی جعفر عن ابی جعفر عن ابی جعفر عن ابی جعفر عن ابی جعفر  
 کرے گا قیامت کے دن زمین کو ایک انگلی پراور ہونگے آسمان کے دہن و تہہ میں پس فرماتے گا میں ہوں بادشاہ  
 تفرقہ ۳۵ ایضاً من هذا الوجه رواه مسلم بن جبریم عن ابی جعفر عن ابی جعفر عن ابی جعفر عن ابی جعفر عن ابی جعفر عن ابی جعفر  
 بلفظ آخر ایضاً من هذا السياق واطول عن ابن عمر رضی اللہ عنہما - حضرت ابن عمر کہتے ہیں  
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ایک دن نہر پر واقعہ رسول اللہ تبارک و تعالیٰ کو آپ پوچھا کہ  
 تھے اپنے ہاتھ سے ہلاتے تھے انکو آگے لے جاتے تھے انکو اور پیچھے لاتے تھے انکو توجید کرتا ہے رب اپنے نفس کی  
 میں جبار ہوں میں شکریہ ہوں میں بادشاہ ہوں میں عزیز ہوں میں کریم ہوں پس سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کہیے ہوئے کا نیا بیان تک کہ ہم نے کہا کہ البتہ وہ آپ کو گراؤ گا و قدر رواه مسلم بن جبریم عن ابی جعفر عن ابی جعفر  
 من حدیث عبد العزیز بن ابی حاتم زاد مسلم و یعقوب بن عبد الرحمن کلاهما عن ابی حاتم عن  
 عبد اللہ بن مقسم عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بہ نحو لفظ مسلم کا عبید اللہ بن مقسم سے اس حدیث میں  
 یہ ہے کہ اس نے نظر کی طرف عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ کسی حکایت کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کی کہا کہ پکڑے گا اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے آسمانوں کو اور اپنی زمینوں کو اپنے ہاتھ میں اور فرماتے گا میں ہوں  
 بادشاہ اور قبض کرتے تھے اپنی انگلیوں کو اور کشادہ کرتے تھے انکو میں بادشاہ ہوں یہاں تک کہ نظر کی میں نے

طرف منبر کے کدوہ ہلاتا تھا اپنے افضل کی شے سے یہاں تک کہ البز میں کہتا تھا کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو  
 لیکر گئے والہ ہے ۷۔ بڑا بڑا حضرت محمد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی منبر پر وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ یہاں تک کہ پوچھے سبحانہ تعالیٰ عما یشرکون کو غافل  
 المذکر کذا فجاء ذوہب ثلاث مرات والیہ اعظم یعنی پس منبر پر آیا اور گیتا تین بار طلب یہ ہے کہ میں بار منبر  
 آگے کو آیا ہر پیچھے ہو گیا و قد رآہ الامام الحافظ ابو القاسم الطبرانی من حدیث عبید بن حمید  
 عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وقال صحیحہ ۸۔ طبرانی نے بھی کبیر بن حضرت جریر رضی اللہ عنہ  
 سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایک گروہ سے  
 فرمایا میں پڑھنے والا ہوں تم پر آیتوں کو آخر سورہ زمر سے پس جو کوئی تم میں سے رخصت ہو گا تو واجب ہوگی  
 اُس کے واسطے جنت پہر اپنے انگوڑا پاس سے و ما قدروا اللہ حق قدرہ کے آخر صورت تک سو ہم میں سے بعض  
 تو روئے اور بعض نہیں روئے یہ جو نہ روئے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ البزہ مقرر ہم نے جہد کیا کہ ہم  
 روئیں سو نہ روئے پس اپنے فرمایا لو اب میں انگوڑا ہوتا ہوں تم پر فتن لم یکف فلیتباک یعنی اب جس کو رخصت  
 نہ آئے تو چاہیے کہ روئے کی صورت بناے ہذا حدیث خرب جذا اس سے بڑھ کر غریبہ حدیث ہے  
 ۹ جس کو طبرانی نے بھی کبیر بن حضرت ابی مالک اشجری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تیخ فخلتین میں کہ میں نے انگوڑا نب کر دیا جو  
 اپنے بندوں سے اگر انکو دیکھ لیتا کوئی شخص تو نہ کرنا کوئی بڑا لکھی اگر میں کہو لیتا اپنا پردہ پہر وہ مجھے دیکھ  
 لیتا یہاں تک کہ یقین کر لیتا اور جان لیتا کہ کس طرح میں کروں گا اپنی خلق کے ساتھ جیکہ میں ان کے پاس  
 آؤں گا اور قبض کروں گا آسمانوں کو اپنے ماتہ میں یہ قبض کروں گا زمینوں کو یہ کہہ ان کا میں بادشاہ  
 ہوں کون ہے وہ جس کے واسطے ماکے سو امیر ہے یہ میں انکو دکھاؤں گا جنت اور وہ شے جو میں نے  
 ان کے واسطے اُس میں تیار کر رکھی ہے ہر شے سے پہر وہ اُس کا یقین کر لیں گے اور دکھاؤں گا ان کو  
 نار اور وہ شے جو میں نے تیار کر رکھی ہے واسطے ان کے اُس میں ہر شے سے پہر وہ اُس کا یقین کر لیں گے  
 ولکن عمدان نے انکو ان سے غائب کر دیا ہے تاکہ میں جانوں کہ وہ مجھے کیا جانتے ہیں اور مقرر ہیں  
 انکو ان کے واسطے بیان کر دیا ہے و ہذا اسناد متقارب ہی منفعت تروی بہا احادیث  
 جتہ واللہ اعلم **ف** نفع البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ ہمزہ واسطے ہستہ تمام انکار تو بھیجی کے  
 ہے اور حرف نا واسطے عطف کہ ہے مقدر جس طرح کہ اس کے نظائر میں ہونا ہے اور یہ خصوصیت آج سے  
 اور بعد معمول ہے تو امر وئی کا بر تقدیر ان مصدر یہ کہ یہ جب ہے مذت کیا گیا تو اُس کا عمل باطل ہو گیا اصل

ہے افسار موقی اللہ عنہ غیر اللہ قالہ الکسانی وغیرہ یعنی کیا پھر تم مجھ پر کرتے ہو بعد شاذہ کرنے ان نشانوں کے  
جو کہ الہین اللہ کی انفراد اور توحید پر اس بات کا کہ میں پوچھوں اللہ کے غیر کو تیر ہی اللہ ہے کہ غیر منسوب ہو نام  
سے اور عبادت سے بدل مثال ہو اور ان ہی اس کے ساتھ منہر ہو تیر ہی جائز ہے کہ غیر منسوب ہو فعل بقدر سے  
ای اقلہ موقی غیر اللہ سے عبادہ غیر اللہ اور عبادہ غیر اللہ اجد بھور نے نام موقی پڑا ہے باین طور کہ نون غیر  
کوئی قایہ میں ادغام کیا ہے اس اختلاف کے جو ان کے درمیان ہے حرف یا کی فتح میں اور اس کے ساکن کو نہ  
میں اور نافع نے نام موقی بنون خفیہ و نسخ یا اور ابن عامر نے نام موقی بکاف ادغام و سکون یا حضرت ابن  
عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قریش نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرف بلایا  
کہ ان کمال عطا کرین تو وہ سب بڑھ کر خنی ہو جائیں گے میں اور نکاح کر دین ان کا جس عورت سے وہ چاہیں اور  
رو زمین انکی ایڑی کو یعنی سب ان کو فرمان بردار ہو کر ان کے پیچھے اردنی میں چلیں پھر قریش نے آپؐ کو کہا  
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سب تیر کا سطل ہے اور تو باز رہے ہمارے معبودوں کو بڑا کہنے سے اور نہ ذکر  
کے تو انکار الی سے آپؐ نے فرمایا بیان تک کہ میں دیکھوں کہ کیا آنا ہے میرے پاس طرف سے یہ کہ کس  
اللہ یہ وحی لا یا علیہا الکافرون الی آخر السورة اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر یہ آیت نازل فرمائی قل غیر اللہ ما من  
الما من اخذہ ان مردویۃ حروف لام تقدیم اور لسن میں دال ہے قسم مقدم پر ای واللہ لقد و  
اللہ لسن او نائب فاعل وحی کا الیک سے کسی نے کہا کہ نائب فاعل اسکا جملہ قسم ثانی مع اپنے جواب کے ہو اسے ادھی  
الیک ہذا الکلام یعنی لسن اشکرک الخ کسی نے کہا کہ نائب فاعل مخدوف ہے لیاق اس پر دال ہے ای اوسے  
الیک التوحید اور حروف لام یحطن اور تنکون کا واقع ہے جواب میں قسم ثانی کی اور قسم ثانی مع اپنے جواب  
کے جواب کے قسم اول کے اور جواب شرط کا مخدوف ہے اس سطل کے قسم کا جواب اس پر دال ہے قسمی یہ بین قسم بیاتہ کی  
البتہ مقدم وحی کی گئی طرف تیرے اور طرف ان رسولوں کے جو تیرے سے پہلے تھے قسم ہے اللہ کی البتہ اگر تو اسے  
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالغرض شرک کرے گا تو البتہ اکارت جائے گا تیرا عمل اور البتہ تو ہو گا ٹوٹا پانیو لوز  
بے اب رہی یہ بات کہ جنکی طرف لسن اشکرک الخ کی وحی کی گئی ہے وہ ایک جماعت میں یعنی حضور صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے پیچھے تو لسن اشکرک یعنی غیر مذکور دست ہو گا بلکہ ظاہر یہ تھا کہ لسن  
اشکرک قسم بعینہ جہم کہا جاتا ہو اسکا یون جواب دیا ہے کہ یہاں تقدیم و تاخیر ہے اصل عبارت یہ ہے جو ادھی الیک  
لسن اشکرک الخ والی التین من قبلک مثلی سے تیری طرف وحی کی گئی ہے کہ اگر تو شرک کرے گا تو اکارت جائیگا  
تیرا عمل اور ہو گا تو خاسرین سے اور وحی کی گئی ہے طرف ہر ایک کو ان میں سے کہ اگر تو شرک کیا اگر جس طرح  
کہ ایک جماعت بیان کہے کہ گناہا الامم حلتہ تو اس کے چینی ہون گے کہ امیر نے ہم میں سے ہر ایک کو جوڑا پہنا یا

اسی طرح بیان یہی ہے کہ اب معنی بیک ہو گئے مقال نے کہا معنی یہ ہیں کہ وحی کی گئی طرف سے اور طرف  
نبیوں کے جو تجربہ سے پہلے تھے ساتھ توحید کے اور توحید بدالات سیاق پر بیان سے مخدوم ہے، پھر کہا لیس الکثر  
بالمعول یحبط عنک یہ خطاب خاص ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مگر صحت کہ اللہ پاک کو شرک کی ذمت اور شدت  
بیان کہ نظر رہے سوائے کو پیرایہ تعریف میں اور کیا خطاب تو فرمایا پیغمبر میں کو اور مراد ان کے سوا اور لوگ ہیں  
اس لیے کہ اللہ پاک نے پیغمبر میں کو شرک سے معصوم رکھا ہے اس طرز خاص پر بیان کرنا سے مقصود بندوں کو  
ڈرانا ہے شرک سے کیونکہ جب شرک موجب جہنم اعمال بنیاد ہے بطور فرض تقدیر تو ان کے سوا انکی استخوان  
اعمال کو بطریق اولیٰ جہنم کا گناہی نے کہا یہ خاص ہے ساتھ انبیاء علیہم السلام کے اس لیے کہ ان سے شرک کا  
صادر ہونا بعد گھر ہے گناہ میں نسبت ان کے غیر کے لیکن قول اولیٰ سے یعنی خطاب بنیاد، بطور تعریف  
ہے اور مراد انکی اہستین ہیں جو کوئی ان میں شرک کہے گا اس کے عمل باطل ہو جائیں گے گویہ آیت شرک  
پر مرنے کے ساتھ بقید ہے جس طرح کہ دوسری آیت میں فرمایا ہے وَ مَن يَتَّخِذْ دِينَهُ مِثْلَ مِثْلِكَ عَنْ دِينِهِ فَيَمْنُ  
وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ بِاللَّحْلِمْ لَہُمْ ہر اللہ پاک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی جویہ  
کا امر کیا پس ارشاد فرمایا لَیْلَہُ فَاعْبُدْہَا اس میں رو ہے شرک پر اس جیسے کہ انہوں نے اکو بت جو جنو  
کا امر کیا تھا و جدو کی وہ قصر و حصر ہے جس کا اسم مبارک اللہ کا مقدم کرنا فائدہ دیتا ہے یعنی انکی ایک مست شر  
تو تو اکیلے اللہ ہی کو پوج رجا ج نے کہا اسم مبارک اللہ معصوب، بالحد سے یعنی اس کا مفعول مقدم ہے کہا  
اس میں در بیان بصر میں کو نبیوں کے کسی طرح کا اختلاف نہیں ہے فرامنے کہا کہ باضا فعل منصوب ہے کہ کسی  
سے ہی مثل اس کے مروی ہے یعنی فعل ماضی اس کا اعبہ مخدوم ہے جس کی تفسیر اعبہ مذکور کرنا ہے لاول  
اولیٰ رجا ج نے کہا کہ حرف فاعبہ کا واسطے مجازا کے ہے اخض نے کہا کہ زائد ہے عطا، و مقال نے  
کہا کہ فاعبہ کے معنی توحید ہیں یعنی تو اللہ کی توحید کہ اس واسطے کہ عبادت اللہ کی صحیح نہیں ہوتی ہے مگر ساتھ  
اسکی توحید کے تخلیق نے کہا کہ بل اللہ فاعبہ مخلوق ہے مقدر جس پر سیاق کلام وال ہے ای فلا شرک  
بل اللہ فاعبہ یعنی تو شرک کہ بلکہ اللہ ہی کو پوج و کونین التا کونین کا یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک نے  
جو تجربہ پر یہ انعام فرمایا کہ توحید کی طرف اور اپنی دین کی طرف ہلنے کی تجھے ہدایت کی اور سال کے ساتھ تجربہ کو  
اختصاص بخشنا سو تو اس انعام کا شکر ادا کر و مَا قَدَرُوا اللہَ حَقَّ قَدْرِهِ یعنی نہیں پہچانے شکر کو  
نے اللہ کو عباد کہ حق ہے اس کے پہچانے کا تبرو نے کہا کہ تعظیم نہ کی اسکی عباد کہ حق ہے اسکی عظمت کا جبکہ  
شرک کیا اس کے ساتھ اس کے غیر کو ماخوذ ہے اس فعل سے کہ ظنان اعظم القدر اللہ پاک ہلنے جو شرکوں کو  
اس وصف کے ساتھ موصوف کہا سواس لیے کہ انہوں نے غیر اللہ کو پوجا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اور کوئی چیز  
فمن اظلم  
کفری پر اب ان کے  
خلاف جسے عمل صالح  
مدلہ اور وہ جن جہاد  
آپہم مخالفانہ  
ماورک بیان دیکھ  
ان عبادت فاعبہ اللہ  
فمن اظلم و جیل فاعبہ  
المعول حطت عنک  
الشیء حطت عنک  
کے الیاء جیہ کیات  
میں کی کا کال کون  
السنہ ای فی قدو  
خلقت فی نعیم علی  
نار البشاری  
مخدیہ کی  
سوی کی تو کہنے کی  
طرف منزلت و مع  
لے اسے تقدیر  
مفعل کی صورت دینی  
مخفیہ زائد کیا اللہ  
لی خلقت کا اچھی  
میں جیہ کی ہے  
اس کی خلقت کا  
منہ

کو امر کیا کہ وہ میری شریک میں ان کی مثل ہو جائیں انھیں حق میں والا میوہ و میس بن عمر نے قدر و اہم نشہ بدال پڑا ہے  
پھر اللہ پاک نے اپنی عظیم قدرت و جلالت شان پر آگاہی بخشی ارشاد فرمایا وَاَلَا اَرٰى حَسْبَ عَذَابٍ لِّقَوْمٍ  
الَّذِينَ هُمْ عَنْ قِبْضَةِ يَدِي مِّنْ وَهْمٍ ہے جس پر آدمی اپنی ساری پہیلی سے قبضہ کر لینی ٹہری پھر اللہ سبحانہ  
اپنی قدرت عظیم کی خبر دیتا ہے کہ ساری زمین باوجود اپنی عظمت و کثافت و طول و عرض کے اُس کے  
مقدور میں مثل اُس شے کے ہے جیسی قلعہ منجلی سے قبضہ کرنا ہے۔ یہ یوں سمجھو کہ مثلاً کسی شے میں  
کسی شخص پر تصرف تھان ہو اگرچہ وہ اُس شے پر قبضہ نہ کرے مگر وہی میں نہ پکڑے اُس کے حق میں تم کہو کہ  
وہ شے اُس کے ماتہ میں ہے اُس کے قبضہ میں ہے مطلب ہے کہ اُس میں تصرف کرنا اُس پر سہل ہے  
اُس کے نزدیک اس کی کچھ ہستی نہیں ہے اسی طرح و السموات مطويات بيمينه کو سمجھو کہ عرض کا گونا گونا گونا گونا  
ہے مگر وہ اُس سے سا تون زمین میں جیسے کا کلہ اس کی گواہی دیتا ہے کیونکہ اس تاکید کا داخل کرنا زمین  
نہیں ہوتا ہے مگر جمع پر اسی طرح لفظ سموات کا بھی اس کا شاہد ہے اور اس لیے کہ یہ جگہ جائے عظیم  
ہے تو عظیم مبالغے کی مقتضی ہوتی ہے قبضہ کے دو معنی آتے ہیں ایک معنی تو یہ ہیں کہ ایک ایک  
ٹہری ہر نایہ سنی مصدقہ ہیں دو معنی یہ ہیں کہ ٹہری ہر شے کو کہنے میں بہانہ دونوں معنی کا تامل  
ہے اول کی بنا پر قبضہ کے معنی ذوات قبضہ ہیں یعنی سا تون میں سینہ کی ایک بار ٹہری ہر شے کی  
چیز میں ان کو ان کو ایک بار ٹہری ہر شے میں قبض کر لے گا مطلب ہے کہ سا تون میں سینہ میں اپنی  
عظمت و فراخی کے نہ پہنچیں گی مگر ایک قبضہ کو اُس کے فضائل سے گویا ایک پہیلی سے ایک بار اُن  
کی ٹہری ہر لے گا۔ اور دوسرے معنی کی بنا پر معنی ظاہر ہیں یعنی ساری زمینیں کل کی کل بقدر  
اُس شے کے ہیں جس کو ایک پہیلی سے قبض کرنا ہے مطلب یہ ہے کہ وہ سب بقدر ٹہری ہر کے ہیں  
ارض کو سموات پر اس لیے مقدم کیا کہ اُس پر بہتے بستے ہیں اس کی حقیقت کو جانتے پہچانتے ہیں  
روز قیامت کا خاص کر کے ذکر فرمایا کہ اُس کی قدرت دار دنیا کو بھی عام و شامل ہے سو صرف اس  
واسطے کہ اُس دن دعوے قطع ہو جائیں گے کہ اَلَا قَالِ تَعَالٰی وَاَلَا مَكْرُؤٌ مَّبِينٌ وَلَقَدْ مَّا لَكَ  
بِیَوْمِ الدِّیْنِ اَوْ رَاسِیْہِ حَیْثُ شَرِیفٌ مِّنْ یُّونَ فَرَمَیْہِہِ ثُمَّ یَقُولُ اِنَّا الْمَلَائِکَیْنِ لَمُلُکِ الْاَرْضِ  
یعنی پہلے ہاؤ گا میں ہوں بادشاہ کہاں میں زمین کے بادشاہ مطویات ماخوفہ ہے طے سے  
طے خدا نہ ہے طے پیشانہ سپیلنا ہے کہ اَلَا قَالِ تَعَالٰی یَوْمَ کَظِیوْا لَکُمْ کَظِیوْا لَکُمْ اَلَا یَسْجُدُ لَکُمُ  
یعین کا ذکر واسطے مہانے کے ہے کہ کمال قدرت میں جس طرح کہ آدمیوں سے کوئی شخص پیشانہ  
ہے اپنے سیکرہاتہ سے اُس شے کو جس کا پیشانہ اُس کے مقدور اور قیاب میں ہوتا ہے جیسے کا لفظ

لے  
ارشد فرماتے ہیں  
اللہ ایک فضائل  
کے دن کا ارشاد  
کے جن میں ہم  
پیشانہ ہیں اس کا  
کو سمجھتے ہیں  
ہواریں ہوتے







انہی اسی بن خلق مرکب کی جائے گی البتہ علی عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رعایت کیلئے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کا پوچھا تو نفع فی الصور الا یہ وہ کون ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے زمین چاہا کہ ان کو بیہوش کرے کہا وہ سب ہمارے ہیں کون میں لٹکائے ہوں گے اپنی تلوار میں گرد و غبار اس کے کہہنے کو آمین گئے ان کی فرشتے قیامت کو یافوت کی عمدہ اور مٹیاں یہی ہوئے جنکو تار زمر تر ہوں گے حریر کے درازی ان کے قدموں کی درازی ابصار رجال کی ہوگی شیر کریں گے جنت میں کہیں گے وقت دما ہونے سیر کے بے جلو ہم کو طرف ہمارے رکے تاکہ ہم دیکھیں کس طرح فیصلہ کرتا ہے درمیان اپنی خلعت کے ہنگام ان کی طرف مجبور ہوا جس وقت ہنسا طرف کسی بندے کو کسی مقام میں تو اس پر کچھ حساب نہیں ہے رجالہ کلہم نفات الہی شیخ اسمعیل بن عباس فانہ غلام معروف اللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم قرآن تعالیٰ و انشاء کہ لا کف یؤدیہ تہا یعنی روشن ہو جاؤ زمین جس وقت کہ حق مل علی علی فرمائے گا واسطے خلافت کے فصل فضا کے لیے و وضع الیہ کتاب یزیدہ ہر ایک کتاب بدہ ہر ایک کتاب باعمال کی و صحیح یا النبی پڑھیں اور لائے جائیں گے نبی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا وہ گواہی دین گئے امتوں پر اس بات کی کہ انہوں نے اللہ کی رسالتیں انکو پہنچا دیں و الشہد آؤ یعنی اور لائے جائیں گے گواہ شہرین میں ہو جو کہ گہبان تھے بندوں کے اعمال خیر و شر پر و قضئے بیتہم یا الحق و ہم لا یظلمون یعنی فیصلہ کیا جائے گا درمیان ان کے عدل سے اور ان ظلم نہ ہو گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے و نضع الموازن فی القسط لیکوم القیامۃ فلا تظلم نفس قبیلاً و کان کان و نقال حبیثون خردل اکتبا یہا و کفی ہلحاحیہ و قال تعالیٰ ان اللہ لا یظلمہ و مثقال ذرۃ و کان تک حسنة یضاعفها و یؤتوہن لکنتہ اجر اعطینا اسی لیے یہاں نہ فرمایا ہے و وقیت کل نفس بما عملت الا یہ یعنی ہر نفس کو پورا دیا جاوے گا بلا اس کی خیر و شر کا جو اثر ملے کیلئے اور وہ خوب جانتا ہے جو وہ کر رہے ہیں ف نفع البہان کا بیان ملے یہ ہے کہ اس آیت میں نفع فی الصور سے پہلا نفع مراد ہے اور صورتہ زینت کا ہے جس میں ہر انبیل علیہ السلام بیہوش ہوئے اسکا بیان کنی بار گذر چکا ہے کہ ہے کہ حضرت اسماعیل کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام ہی ہوں گے اس لیے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ان صاحبی اللہ لکما باؤ فی ہلحاحان یا لہلحان النظر حتم یمر ان اخرجه ابن ماجہ یعنی بے شک دو صاحب صدائے کے ہوتوں میں دو قرن میں ملاحظہ کر رہے ہیں نظر کا یہاں تک کہ امر کے جائیں ابوداؤد میں حضرت ابوسعید مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاحب صور کا ذکر

وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین چاہا کہ ان کو بیہوش کرے کہا وہ سب ہمارے ہیں کون میں لٹکائے ہوں گے اپنی تلوار میں گرد و غبار اس کے کہہنے کو آمین گئے ان کی فرشتے قیامت کو یافوت کی عمدہ اور مٹیاں یہی ہوئے جنکو تار زمر تر ہوں گے حریر کے درازی ان کے قدموں کی درازی ابصار رجال کی ہوگی شیر کریں گے جنت میں کہیں گے وقت دما ہونے سیر کے بے جلو ہم کو طرف ہمارے رکے تاکہ ہم دیکھیں کس طرح فیصلہ کرتا ہے درمیان اپنی خلعت کے ہنگام ان کی طرف مجبور ہوا جس وقت ہنسا طرف کسی بندے کو کسی مقام میں تو اس پر کچھ حساب نہیں ہے رجالہ کلہم نفات الہی شیخ اسمعیل بن عباس فانہ غلام معروف اللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم قرآن تعالیٰ و انشاء کہ لا کف یؤدیہ تہا یعنی روشن ہو جاؤ زمین جس وقت کہ حق مل علی علی فرمائے گا واسطے خلافت کے فصل فضا کے لیے و وضع الیہ کتاب یزیدہ ہر ایک کتاب بدہ ہر ایک کتاب باعمال کی و صحیح یا النبی پڑھیں اور لائے جائیں گے نبی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا وہ گواہی دین گئے امتوں پر اس بات کی کہ انہوں نے اللہ کی رسالتیں انکو پہنچا دیں و الشہد آؤ یعنی اور لائے جائیں گے گواہ شہرین میں ہو جو کہ گہبان تھے بندوں کے اعمال خیر و شر پر و قضئے بیتہم یا الحق و ہم لا یظلمون یعنی فیصلہ کیا جائے گا درمیان ان کے عدل سے اور ان ظلم نہ ہو گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے و نضع الموازن فی القسط لیکوم القیامۃ فلا تظلم نفس قبیلاً و کان کان و نقال حبیثون خردل اکتبا یہا و کفی ہلحاحیہ و قال تعالیٰ ان اللہ لا یظلمہ و مثقال ذرۃ و کان تک حسنة یضاعفها و یؤتوہن لکنتہ اجر اعطینا اسی لیے یہاں نہ فرمایا ہے و وقیت کل نفس بما عملت الا یہ یعنی ہر نفس کو پورا دیا جاوے گا بلا اس کی خیر و شر کا جو اثر ملے کیلئے اور وہ خوب جانتا ہے جو وہ کر رہے ہیں ف نفع البہان کا بیان ملے یہ ہے کہ اس آیت میں نفع فی الصور سے پہلا نفع مراد ہے اور صورتہ زینت کا ہے جس میں ہر انبیل علیہ السلام بیہوش ہوئے اسکا بیان کنی بار گذر چکا ہے کہ ہے کہ حضرت اسماعیل کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام ہی ہوں گے اس لیے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ان صاحبی اللہ لکما باؤ فی ہلحاحان یا لہلحان النظر حتم یمر ان اخرجه ابن ماجہ یعنی بے شک دو صاحب صدائے کے ہوتوں میں دو قرن میں ملاحظہ کر رہے ہیں نظر کا یہاں تک کہ امر کے جائیں ابوداؤد میں حضرت ابوسعید مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاحب صور کا ذکر

کہا اور فرمایا کہ اس کی سیدہ جانیہ جبریل اور اس کی یائین طرف سے کائیل علیہ السلام ہون گئے قرطبی نے اس کو ذکر  
 کیا ہے صبیحی کے پوچھنے پر کہ آسمان زمین والوں کی عقلیں نائل ہو جائیں گی پر وہ عرض کیا کہ اگر پڑھیں گے کسی نے  
 کہا کہ مر جائیں گے و احد ہی کہتے ہیں مفسرین نے کہا ہے کہ مر جائیں گے غوث اور گہر امہٹ اور شدت آواز سے  
 سموت وارض جگہ جگہ سے صوبہ بکون ورو پڑنا ہو و قنادہ وزید بن علی سے منقطع و اوجح صورت کی استعنا  
 الا من شئنا اللہ ہی حاصل ہے کہ تثنی حضرت جبریل و حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت اسرئیل و حضرت عیسا علیہ السلام  
 میں کئی کئی کہا کہ خود لائق حاطین عرش معلیٰ و خازنین جنت و نار اور حرمین ہر کئی کئی کہا کہ تنہا باری تعالیٰ ہی قول حضرت  
 حسین ہے اس میں نظر ہے اس میں کہ سن فی السموت و من فی الارض فرمایا ہے اس کے معلوم ہوا کہ جن کا استعنا  
 کیا ہے وہ آسمان زمین و احوال میں کہہ کر کہ تنہا متصل ہے اور باری تعالیٰ حقیقہ و مکان پاک جو مان حضرت حسن  
 کے قول کی بنا پر یہ بات تعین ہوگی کہ تنہا منقطع ہو کسی نے کہا کہ تثنی زبانہ میں کسی نے کہا کہ عقاربہ حیات نائل  
 نامہ میں یہ وہ قول دل چوندہ کہ ہوا اس میں انکو کجاری و مسلم و غیر مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے  
 روایت کیا ہے کہ جبکہ ایک شخص نے مدینہ کو بازار میں کہا قسم ہے اس کی جس نے برگزیدہ کیا موسیٰ کو بشر پس  
 انصاف کو ایک شخص نے اپنا تہہ اٹھایا پھر ہونے لگا پھر ملاحظہ کر کہا گیا تو یہ کہتا ہے حالانکہ ہم میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 و آلہ وسلم ہیں یہ ہیں یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے دفع  
 فی الصور انی توہم یظنون پس میں اول ان کو گون کا ہوؤں گا جو بنو سرائیہ میں گے تو ناگاہ میں کیا دیکھوں گا  
 کہ موسیٰ کو کھٹے والے ہیں ایک پایہ عرش کے پاؤں سے سو میں نہیں جانتا ہوں کہ انہوں نے میرے پہلے اپنا سر اٹھا لیا یا  
 وہ ان میں سے تھے جن کا اللہ نے استعنا کیا ہے اور شہد کی حدیث اول گذری ہے جس کو ابو یعلیٰ نے اور دارقطنی  
 نے افراد میں اور ابن منذر اور عاکم نے اور اس کی صحیح کہا اور ابن مردودہ نے یہی نے شعبہ میں مرفوعہ روایت کی ہے  
 اور سید بن منصور و عبد بن حمید نے قول ابو ہریرہ سے یعنی موقوف حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اس میں شام اللہ کا بلو چہا تو آپ نے فرمایا کہ جبریل و میکائیل علیہ السلام اس میں  
 و سملۃ العرش ہیں انہی علیہ السلام و ابن جریر و ابو نصر الجرجی فی الابانۃ ابن منذر نے حضرت  
 عابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام میں اس واسطے کہ وہ اس کے پہلے بیہوش ہو چکا  
 تھو بہان ایک لشکال ہے جس کی بعض طرف سے وارد کیا ہے یہ کہ نصرت آئی تو اس کی وال ہے کہ یہ استعنا  
 بعد فتح منقطع کے کہ یعنی نفخ اولیٰ جس میں وہ لوگ مر جائیں گے جو وہ زمین پر باقی رہے ہوں گے اور حدیث سے مستند اس کی  
 وال ہے کہ وہ نفخہ بوسے آویز ہو گا کہا ہے کہ احتمال ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام میں سوچوں جو کہ نازل انبیاء نہیں کرے  
 سو یہ احتمال ملل ہے بسبب محبت فی وفات کے قاضی عیاض نے کہا احتمال ہے کہ یہ صفہ فرج ہو بعد منشر کہ جبکہ پڑ

و آسمان شی ہو جائیں گے پس زمین اور حدیثیں باہر سے اُفتی ہو جائیں گی قرطبی نے کہا اس کو وہ بات رو کرتی ہے جو حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے ہوں گے سوچو جو لوگ اس وقت نفع بخشے ہوگا نیز یہ ہو کہ چار نفع ہو جائیں گے حالانکہ نفعات نے اس کو نقل نہیں کیا ہے شہا سب نے کہا بس جس شخص نے صبح کو اُن شی پر عمل کیا ہے جو کہ ایک نفع سے ہوگی بعد نفع بعثت کو واسطے ڈرانے اور سب ڈالنے کے سانس کا کلام مردود ہے بسبب اس کی کہ جس کو تم بچاؤں چکے ہو منجملہ امر غریب بات ہے کہ ہم نے نفعوں کو بسبب حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پانچ ٹہیر لیا ہے وقد سمعنا من زاذلی الطنبور نفعہ ولہ سمع من زاذلی المصور نفعہ یہ ایک مثل ہے یعنی ہم نے یہ تو سنا ہے کہ کسی نے طلبو میں نفع نہ پاؤ گا اور اس شخص کو نہیں سنا جس نے مصور میں نفع زیادہ کیا قرطبی نے کہا جو بات شکال کو دور کرتی ہے وہ ہے جو ہمارے بعض مشائخ نے کہی ہے کہ موت عدم محض نہیں ہے نسبت انبیاء و شہدائے کیونکہ وہ تو زندہ موجود ہیں گو ہم ان کو نہیں دیکھتے ہیں پر جس وقت نفع اصعق ہو چکا جائے گا تو جو لوگ آسمان و زمین میں ہیں وہ سب پہنوش ہو جائیں گے اور غیر انبیاء کا صعق تو موقوف ہے اور انبیاء کا صعق غشی ہے پر جب نفع بعثت کا ہو گا تو جو مر گئے ہوں وہ زندہ ہو جائیں گے اور جن پر غشی طاری ہو گئی تھی وہ افاقہ پا جائیں گے اسی کی یہ صحیح ترین واقعہ ہو ہے پس میں بل ان لوگوں کا ہوں گا جو افاقہ پائیں گے کیفیت نفع مصور میں جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں وہ بہت سی ہیں اس مقام میں سلیمان جل نے ابن الوردی وغیرہ سے وہ اقوال ذکر کیے ہیں جو کہ مصور کی صورت بہت تعداد نفعات میں آتی ہیں تفسیر کے انکو کچھ تعلق نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ شہد فیہ و یشہد فیہ اخری جائز ہو کہ اخری محل رفع میں ہو اس بنا پر کہ نائب فاعل نفع کا اور وہ صفت ہو مصدر محذوف کی امر نفع فیہ نفعہ اخری یہی جائز ہے کہ محل نصب میں ہو اور نائب فاعل کلر فیہ ہو فلاذ اھم قیام یتنظرون یعنی پہر پہوئی جا نیلی مصور میں اور پہونک تو ناگاہ ساری خلق اپنے پاؤں پر کھڑی ہوئی دیکھتی ہوگی اُس لئے کہ جو اُس سے کہی جائے گی یا انتظار کرتی ہوگی اس کا اشتنا اس میں ہی لحاظ کیا گیا ہے اس واسطے کہ جو نہیں مریو میں یہ جو سبب تو ان کے واسطے یہ نہیں کہا جائے گا آیت کریمہ اس پر دل ہے کہ نفع دو ہیں ایک تو موت کا دوسرا بعثت کا جمہور اس پر ہیں کہ تین ہیں اول نفع کا جیسا کہ فرمایا ہے و نفع فی المصور فخرج و دوسرا موت کا تیسرا اعادے کا جمہور نے قیام برقع بڑا ہے اس بنا پر کہ خبر ہے اور نظر و نفع محل نصب میں ہے بنا بر حال زیر بن علی نے قیام بنصب بڑا ہے بنا بر حال اور غیر متکرون ہے اور حال میں عامل وہ شخص ہے جس نے اذ انما فیہ میں عمل کیا کسائی نے کہا جیسے تم کہتے ہو جو صحت عاذا زید جائس تو اللہ تعالیٰ و اکثر لکھ الکرھ و سبب انما اشتراق یعنی جنات ہو یعنی روشن ہو ناموس وقت صبح روشن ہو تارے تو بولتے ہیں اشرف الشمس اور جب طلوع ہوتا ہے

۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

فہم کہتے ہیں مگر قوت اہم اور ارض سے عرصات قیامت ہے یعنی وہ مدد بر زمین جس کو اللہ تعالیٰ اس وقت  
 ایجاد کرے گا نا کہ لوگ اس پر بشر کیے جائیں دنیا کی زمین اس سے مراد زمین ہے نور ربہا حضرت حسن و حمیرہ نے کہا  
 بعد ربہا ضحاک نے کہا کہ ہم ربہا یعنی زمین کو زمین روشن ہو جائے گی بسبب اس عدل کے جس کو اللہ تعالیٰ درمیان  
 زمین والوں کے قائم کرے گا اور بسبب اس حق کے جس کے ساتھ ان میں فیصلہ فرمائے گا پس عدل تو نور ہے اور  
 ظلم تاریکیاں ہیں کسی نے کہا یہ اس وقت ہوگا کہ رب تبارک و تعالیٰ تجلی فرمائے گا واسطے فصل فضا کے درمیان اپنی  
 خلق کے پس ہر ایک دوسرے کو مخالفت ذکرین گے اور نہ جہکڑین گے اس کے نور میں جس طرح کہ مخالفت و جہکڑا  
 نہیں کرتے ہیں سوچ میں جن ن کہ ابن ہوصاف رکوشن ان ہو کسی نے کہا کہ اللہ پاک ایک نور پیدا فرمائے گا  
 قیامت کے دن سب کو زمین پر اکٹھا کرے گا تو زمین اسے روشن ہو جائے گی یہ نور انور آفتاب و مہتاب کو سوا ہوگا  
 اس کو کوئی مانع نہیں ہے کہ نور اپنے حقیقی سننے پر حمل کیا جائے اس لیے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ تو نور السموات و الارض ہے  
 جمہور نے اس وقت بعینہ معروف اور حضرت ابن عباس و ابوالجوزاء و عبید بن عمر نے بعینہ مجہول پر ہے قولہ  
 تعالیٰ وَصُفَةُ الْكِتَابِ کسی نے کہا کہ مراد کتاب ہے لوح محفوظ ہے فتاویٰ نے کہا کہ مراد وہ کتابیں اور صحیفے  
 ہیں جن میں بنی آدم کے اعمال میں پس کوئی تو اپنے دست راست میں لینے والا ہے اور کوئی دست چپ میں  
 متقابل ہے یہی اسی طرح کہا ہے کسی نے کہا کہ یہ وضع اس باب کے ہو کہ محاسب کتاب محاسبہ کہ اپنے روبرو رکھتا ہو  
 یعنی کہ یہ جیسے کہ کتاب واسطے حساب کے و سچی پالی پین سما یہ مطلب ہے کہ انبیاء علیہم السلام لائے جائیں گے  
 طرف موقف کے پھر وہ پوچھے جائیں گے اس نے جس کے ساجدین کی امتوں نے انکو جواب دیا وَ الشُّجْرَا  
 یعنی اور لائے جائیں گے گواہ جو گواہی دیں امتوں پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس کے جیسا کہ اس آیت  
 میں ہے وَلَكِنْ لَّيْسَ لَكَ جَعْلُنَا اَكْثَرًا اُمَّةً وَّ سَطْلَانًا تَكْفُرُوا شَهِدَ اَعْلَى السَّمَاوَاتِ کسی نے کہا مراد شہدا  
 سے وہ لوگ ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کیے گئے ہیں وہ گواہی دیں گے قیامت کے دن واسطے ہر  
 شخص کو جسے اللہ کے دین پر وضع کیا ہے یہ قول سدی کا ہے کسی نے کہا کہ مراد فرشتگان حافظین اعمال ہیں  
 کہما قال تعالیٰ وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَ رَاقٍ یہ قول بن زید کا ہے حضرت ابن عباس مروی ہے  
 زمین میں سے مراد رسل ہیں اللہ شہدائے مراد وہ لوگ ہیں جو گواہی دیں گے واسطے ان کے رسالت پر پوچھا  
 نہ ہوگا ان میں کوئی لقمان نہ طعان نہ عیسیٰ بن مریم و طعن کرے واسطے گواہ نہ ہوں گو دوسرا لفظ ان کا شہدائے  
 تفسیر میں یہ ہو کہ گواہی دیں گے رسالت کے پوچھنے کی اور امتوں کے جہنم لائے کی ان کو کہ جبکہ اللہ پاک نے یہ  
 بات بیان کی کہ ہر حق والے کو اس کا حق پوچھا جائے گا تو اس مضمون کو چار عبارتوں میں ادا فرمایا پہلی عبارت  
 یہ ہے وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ یعنی درمیان بندوں کے عدل و صدق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا دوسری

















سے بلایا گیا تو اس کا مقصد حاصل ہو گا مقصد یہی جنت میں داخل ہونا ہے اور باوجود اس کے کہ آپ کو فی ضرورت اسکی نہیں ہے کہ سب دروازوں سے بلایا جاوے پھر آپ کوئی ایسا ہے کہ وہ سب بلایا جاوے گا تو آپ نے فرمایا میں اگر نیک نہ رہتا ہوں اس کی کہ تو ان میں سے ہوں کہ وہاں اللہ تعالیٰ دس ستر ہزار سال تک رہے

الرحمن بنی یحییٰ صحیحین میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جنت میں آئہ دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ ہے نام رکھا جاتا ہے بلین داخل نہ ہوں گے اس میں گوروزہ دار لوگ صحیح مسلم میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے میں نے تم میں سے کوئی کو وضو کرے پھر سب اللہ کے یا پھر کامل کرے وضو کو پھر کہے آئہ ان لا الہ الا اللہ وان محمد عبدہ ورسولہ مگر کہوے جائیگا واسطے اس کے آئہوں دروازے جنت کے داخل ہو جوں سے دروازے سے چاہے حسن بن عمر نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کبھی جنت کی لا الہ الا اللہ ہے ذکر جنت کے دروازوں کی فراخی کا نسأل اللہ الکلیہ من فضله العظم ان یجعلنا من اہلہا بکرہ العظیم آمین صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل شفاعت میں مروی ہے پس فرمائے گا اللہ تعالیٰ اسے محمد داخل کر اس شخص کو جس پر کسی طرح کا حساب نہیں ہے تیری اس کے دروازہ راستے اور وہ شریک میں لوگوں کے دوسرے دروازوں میں قسم ہے انکی جس کے ماتہ میں محمد کی جان ہے بیشک بائیں دو کو ازون کے کو ازون جنت سے بائیں دو بازو دروازے کو البتہ جیسا کہ درمیان کو بھر کے ہے یا بھر دو کے اللہ روایت میں کہ وبعثی ہے صحیح مسلم میں عتبہ بن مغروہ ان سے مروی ہے کہ انہوں نے لوگوں کو خطبہ سنایا تو اس میں کہا اور البتہ مقرر ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ بائیں دو کو ازون کے جنت کے کو ازون سے چالیس برس کی راہ ہے اور البتہ اسے گا اس پر ایک دن اور وہ پھر ہوگا مارے از و عام کے ۳۰ ستر ہزار سال

جیکم بن معاویہ عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شد ہم عبد بن حمید نے عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ بائیں دو کو ازون کے جنت میں البتہ چالیس برس کی راہ ہے قولہ تعالیٰ وَقَالَ لَهُمْ خُذُوا سَبْعًا عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ یعنی پاک ہوئے تمہارے اعمال و افعال اور پاکیزہ ہوئی تمہاری سعی و کوشش اور پاک ہوئی تمہاری جنت جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر فرمایا اس بات کا کہ خدا کی جاسے در میان مسلمانوں کے بعض غروات میں کہ بیشک جنت میں داخل نہ ہوگا مگر نفیس سدا ایک روایت







**ف** نفع البیان کا فتح یہ ہے کہ سبقت اللذین القوا الایۃ کے یہ معنی ہیں کہ ٹھیک لائے متقی لوگوں کو فرشتے مانگنا  
 اعزاز و تکریم و تکریم کا مراد اس حق سے ان کا جملہ لانا ہے طرف دار کرامت و رضوان کے جس طرح کافر  
 شخص کو لائے ہیں جس کا اکرام و اعزاز کیا جاتا ہے ان لوگوں میں سے جو کہ بعض ملوک کے پاس اسطے زیارت  
 و طلب عطا کے آتے ہیں اور اقل سبقت جو و فریعوں کے بارے میں گزر چکا ہے مراد اس سے انکا مانگنا ہے  
 طرف عذاب کے ساتھ ذلت و خواری جس طرح کہ قیدی کے ساتھ معاملہ کیا جاتا ہے جبکہ اس کو قید کی باقتل  
 کی طرف مانگے جاتے ہیں ان دونوں مانگنے میں بڑا فرق ہے وہ کہاں اور کہاں وہ وہ خدا بے نیران  
 کی طرح ہے اور یہ روضہ رضوان کی طرف یہ سبقت جو دونوں جگہ لایا گیا بخلاف بلع انواع برع ہے وہ یہ ہے  
 کہ اللہ پاک ایک کلمہ حق میں کفار کے لانا ہے تو وہ دال ہوتا ہے ان کی ذلت و عقاب پر اور وہی کلمہ بعینہ  
 مومنوں کے حق میں لانا ہے تو دلالت کرتا ہے ان کے اکرام و اعظام پر اس طرح حسن ثواب کے فیضان  
 من انزلہ معجی البیان متکون المعانی علان الموارد و المثانی کسی نے کہا کہ کلام مبارک صدف  
 مضاف ہے اسی سبقت مرکہ ہم یعنی انکی سواریاں مانگی گئیں کیونکہ وہ نہیں لائے جائیں مگر سواریوں پر  
 سواریاں کہ حدیثوں میں وارد ہوا ہے معنی زمر کے اقل گزر چکے ہیں یعنی گروہ گروہ لائے جائیں گے مثلاً  
 اہل نماز علیحدہ اور اہل صوم جدا اور اہل صدقہ الگ الگ ہیں اور اعمال صالحہ والے جواب و اکام  
 ہے سبقت کا تقدیر یہ ہے بعد و اوقات میں یہاں تک کہ جس وقت وہ جنت کے پاس آئیں گے تو یہ وہ مندرجہ  
 جائینگے اور یہ کہ دروازے کہوئے جائینگے نہ جلیج سے کہا قول یہ سبقت نزدیک یہ ہے کہ جواب و حروف ہر پڑ  
 تقدیر کہ حتیٰ اذا جاؤا و ما کانت ندہ الا شیا و التی ذکر ت دخلوا یعنی یہاں تک کہ جب وہ آئیں گے جنت کو  
 اور یہ چیزیں ہوں گی جن کا ذکر ہوا تو وہ اس میں داخل ہوں گے پس جواب و دخلو ہوتا ہے اور اس لیے حذف  
 کیا گیا کہ کلام میں اس پر دلیل ہے غرض کوئی اس کے قابل ہیں کہ جواب و حروف و اوزان ہر پڑ  
 کے نزدیک یہ قول خطا ہے اس واسطے کہ دو حروف معانی سے ہو تو وہ ناند نہ نہیں آیا جائے کسی نے کہا کہ  
 زیادتی داوی اس پر دلیل ہے کہ دروازے ان کے لیے کہوئے گئے قبل اس کے کہ وہ آئیں یہ سبب انکی  
 کرامت و عزت کے اللہ تعالیٰ بر تقدیر یہ ہے حتیٰ اذا جاؤا و ما کانت ندہ الا شیا و التی ذکر ت دخلوا یعنی یہاں تک کہ وہ آئے  
 اس کو اور اس کے دروازے کہلو ہوتے تھے بدلیل اس آیت کہ یہ کے لیتنا عذین مھتھوۃ کھڑو  
 انکا جواب اور اہل نماز کے قصے میں واداس اسطے حذف کیا گیا کہ وہ نہیں آئے گئے مار پر اور بعد انکو  
 نہیں نے کے اس کے دروازے کہوئے گئے واسطے دلیل کرنے کے اور دروازے کے تناس سے اس کے  
 معنی ذکر کیے ہیں منسوب کر کے طرف بعض اہل علم کے تناس نے کہا میں نہیں جانتا ہوں کہ اس سے پہلے کسی

۱۰۹  
 فہم اظہار  
 صدف  
 مضاف ہے

اس کی طرف بھٹت کی ہو اس قول کی بنا پر دو احوال نہ ہو گا بتقدیر تقدیر کے لئے جاؤ گا تو نہ وقت اہم الاہو اب کسی سے  
کہا کہ دو اثنائے ہے عرب کی یہ عادت تھی کہ عدد میں یون کہا کرتے تھے جس سے سب سے ممتاز تھا اس کا بیان  
سودہ بن جابر بن کعب بن جراح سے اور سودہ کعب بن ابی جہش سے کہ آئندہ دروازے ہونے میں ممکن  
وغیرہما میں صدیقین وارد ہوں گی ہن کتاب میں سرساکن الغرام الی رو ضات دار التمام تالیف  
سیدنا ابو الوفا الصمد بن صاحب فتح البیان رحمہ اللہ تعالیٰ احوال حیات میں احسن و اجمع کتب یہ لکھا ہے  
بازبان عربی ہے طبع ہوا کہ دست برد طلبہ علم ہو چکی ہے بعد اس کے بظرف نفع علم ایک کتاب اردو میں -  
ماوی القلادہ سلیم نام اسی باب میں تالیف نے مانی یہ بھی عجیب مندرکتاب ہے طبع ہو کر طبع غاص عام  
ہوئی جزاۃ اللہ تعالیٰ فیہ الحمد للہ کما جملہ پیر اللہ پاک نے ہر جنس کی ہر پختہ مومنوں پر سلام کرین گے  
پس ان شاء فرماؤ قال کہتم حذرتم کما کلمہ علیہ کلمہ یعنی سلامتی ہے تم کو ہر آفت سے بعد اس کے اب  
کوئی نہ کہ وہ نکو پیش نہ آئے گا بظہر پاک رہے تم دنیا میں شرک و معاصی کے جرم کے میلے کھیلنے نہ ہوئے  
مجاہد نے کہا بظہر بطاعتہ اللہ کسی نے کہا باسما علی الصالح سننے ایک میں کسی نے کہا طاب لکم المقام یعنی پاکیزہ  
ہو اور سب تمہارے مقام کسی نے کہا طابت حالکم و حسنات بنی اچھا ہوا تمہارا حال و دخول جنت کو  
سبب بنیر یا طیب و طہار کے اس لیے کہ وہ گہر ہے طیبین کا اور حاکم اناستک طاہرین کی اللہ سبحانہ نے  
ہر سال کھیل سے اس کو مٹھ کر کیا ہے اور ہر گندگی سے اس کو پاک صاف فرمایا ہے سوائے میں داخل نہ ہو گا  
گروہی جو اس کے مناسب و مناسب کی صفات کے ساتھ موصوف ہو گا مقبلا تین نے کہا جبکہ جہنم کے بل کو قطع کر لیں  
تو ایک بل پر روکے جائیں گے جو کہ دریاں جنت و نار کے کہنے پر بدل لایا جائے گا واسطے بعض کے بعض  
سے ان مظالم کا جو ان کے آپس میں تھے یہاں تک کہ جنت باک صاف کر دیے جائیں گے و رضوان  
و رضوان کے اصحاب ان سے یون کہیں گے سلام علیکم بخاری نے اس حدیث قطرہ کو اپنے جامع مسیح  
میں برداشت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کیا ہے یہ حدیث نہایت طویل ہے و لا تملکوا  
خلک الدین یعنی اب تم داخل جنت میں در انحال کہ مقرر کیا گیا ہے تمہارا ہمیشہ رہنا اس میں پس  
اہل جنت اس وقت کہیں گے انکم ملو اللہ الایہ یعنی سب خوبی سب اللہ کہ جس نے سچا کیا اچھ وعدہ اپنا  
وعدہ بعت کا اور جنت کو ساتھ ثواب دینے کا اپنے اس قول میں ثلث الی اللہ فی ثلث من  
یجاء ذاکم کان نقیاً اور میں نے وارفتی کیا ہم کو ارض کام اور ارض سے زمین جنت کے یہ قول قنادہ و ابوالکلام  
کا سہے گویا وہ ان کے فہم سے ان کی طرف آگئے سودہ اس کے اناک ہو گئے اور اس میں نصرت  
کیا جس طرح کہ وارث نصرت کرتے ہیں اس لئے میں جس کا وہ وارث ہوتا ہے پس اس معنی کی بنا پر کلام

وہی ہے جو  
مجاہد نے کہا  
بظہر بطاعتہ  
اللہ کسی نے  
کہا باسما علی  
الصالح سننے  
ایک میں کسی  
نے کہا طاب  
لکم المقام



میں جازبہ کی بی بی کا دور ثبوت ہے اُن زمین کے اہل ناس کے واسطے ہی اگر وہ زمین ہلے اکثر فرشتے  
یہی کہتا ہے اس قول کی بنیاد پر وراثت پر جو حقیقی سنے پہ پہ کسی نے کہا کہ اور ارض سے ارض دیا ہے اور  
کلام میں تقدیم و تاخیر ہے جملہ متبقی اُھوۃ المہکتہ حنف کثرت اُھوال ہے اور ناس کی ضمیر سے یعنی وراثت  
کیا کہ زمین جنت کا دار اُھمال کہ ہم نہیں اُنے ہیں اُن میں منازل و مقامات کو جو جہنم میں جہان جانتے  
ہیں اس سے نہ بچنا چاہیے کہ کوئی شخص اپنے غیر کے مکان کو پسند کر لے گا اس واسطے کہ جنت میں تو  
ہر ایک کو ایسی فراخ و زمین و حاجت سے زیادہ جنت ملے گی کہ میان سے باہر ہے سودہ اپنی ہی جنت سے  
جہان چاہے گا اُن کا ناپاک بڑے گا اپنے غیر کے جنت کی طرف اُسے حاجت نہ ہوگی کہ کسی نے کہا کہ ارسن محمدی  
سب اُھتون سے پہلے جنت میں داخل ہوگی سو یہ لوگ جہان چاہیں گے اُن میں گے یعنی اُن میں سے  
ہر ایک کو اختیار دیا جائے گا واسطے اُن کی تکریم کے کہ جہان چاہے اُن سے اگرچہ وہ اختیار نہ کوئے گا مگر اُن  
شے کو جو اُن کے لیے قسمت کی گئی ہے زمین اور اُھتین سودہ داخل ہوں گی بعد ارسن محمدی کے تو وہ  
اُن مکانوں میں اُن میں گی جو اس سے پہلے ہوں گے کہ کسی نے کہا کہ جنت و قسم کی ہے ایک فرجہ جانی جنتین  
اُن میں استعمال شارکت کا نہیں ہے دوسری روحانی جنتین اُن کا حصول ایک کے واسطے ملنے نہیں ہے اُنکو  
حصول سے واسطے دوسروں کے فیض سے اُن کو اُن کا حصول ملے گا جو دوسرے ای فیض اُھل العالین  
الجنت سے قول محمد قول اُھل جنت صحیح ہے ہی جنت کے کہتے ہیں کہ جب ہمارا ہوش کا یہ حال ہے کہ ہم جہان چاہتے  
ہیں اُن سے ہیں جس مکان میں چاہتے ہیں رہتے ہیں کسی طرح کی روک ٹوک نہیں ہے سو کیا خوب  
مز دوری ہے اُن کی جنہوں نے دنیا میں نیک کام کیے ہیں جنت عمر سرشت کسی نے کہا کہ یہ قول اُھل  
باک کے قول سے ہے جبکہ اللہ سبحانہ نے مومنین کے درجات عالیات کا ذکر کیا جو اُن کو عطا ہوئے  
تو بعد اُن کے ان اہل کرامات کا بیان کیا جنگ عباد اُن سے کوئی شے باز نہ کرنے والی نہیں ہے پس خطاب  
کو اُھل جنت کی طرف ہم پر ارشاد فرمایا و تو علیٰ ذلک اُن کے فیض اُھل العالین اس واسطے  
کہ اس روایت کا حق سودا آپ کے اور کسی سے ادا نہیں ہو سکتا ہے یعنی اسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
دیکھنے کا اُن حق فرشتوں کو اس حال میں کہ وہ احاطہ کرنے والے گہرے والے فیہام کرنے والے  
ہو گئے ساتھ مع خلق کے جو اُن میں ہیں عرض کی جو اُسے دیکھا احاطہ کرنا ممکن ہوگا پھر یہ سب اُن  
احاطہ کرنے کے تسبیح و تہجد و نفیس کی آواز سنائی دے گی کلمہ مین نے یہ بات بھائی کی فرشتے باوجود  
اپنی کثرت کو جس کا شمار رسول اللہ عربوں کے اور کوئی نہیں کر سکتا ہے عرش کے گرد کو نہ ہرین گئے یہ قول  
اولیٰ ہے فیضانی کے اس قول سے کہ کلمہ مین زیادہ ہے غضب بھی ایسی کے قابل ہیں کہ زائد ہے۔ تاکہ

من ابتدای غایت کا ہے یعنی ابتدا فرشتوں کے احاطہ کرنے کی گرد و عرض سے وہاں تک پہنچا جہاں تک اللہ پاک کو پہنچا ہے سنی یہ ہیں کہ اس میں دیکھنے والا ان کو بایں صفت دیکھے گا حافین جمع ہے حاف کی قائلہ الاضطرار ہے کہتے ہیں غرق بالشی یعنی جو کوئی کسی شے کا احاطہ کرنے والا ہو تو وہ اس کا حاف ہے ماخوذ ہے صفت بالشی سے چوب کہو گے کہ تم اس شے کا احاطہ کر گے اور یہ ماخوذ ہے حاف سے حاف یعنی جان بچہ فرار نے کہا کہ حافین کا واحد نہیں ہے اس کے لفظ سے زعمشہری نے ہی فرار کی پیروی کی ہے گویا ان دونوں نے یہ خیال کیا کہ وہ حاف نہیں ہو سکتا ہے اس لیے کہ خوف صادق و احاطہ بے ہے اور یہی متفق نہیں ہوتا ہے جمع میں جملہ یستحقون چمکاوے جمع محل نصب میں ہے بنا بر حال حافین کی ضمیر سے یعنی وہ گہیرے واسطے میں گرد و عرض سے اس حال میں کہ تسبیح کرنے واسطے میں اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کر طلب ہے کہ سبحان اللہ و بحمدہ کہتے ہیں کسی نے کہا کہ سبحان کے یعنی ہیں کہ ناز پر ہستے ہیں گرد و عرض کے لہذا کہے شکر کے واسطے یہ تسبیح تلوذ کی ہے تسبیح تعبد کی نہیں ہے کیونکہ اس میں تکلیف زائل ہو جاتی ہے اور یہ اس بات کو مشعر ہے کہ ان کا ثواب بعینہ ہی تسبیح ہے اور اس نے یہ بات بھی سمجھا دی ہے کہ درجات و لذات علیین کا مستحق ہستغرق ہے اللہ سبحانہ کی صفات میں اللہم ارزقنا آمین و فیضی بے نیہم بالحق یعنی فیصلہ کیا گیا درمیان ساری عباد و خدا کے ساتھ عدل کے باین طور کہ بعض جنت میں اور بعض نار میں داخل کیے گئے کسی نے کہا درمیان انبیاء کے جو کہ لائے گئے ساتھ شہدار کے اور درمیان انکی ہون کے کسی نے کہا درمیان فرشتوں کے باین طور کہ ان کو ان کے سنازل میں قائم کیا موافق ان کے درجن کے والا اول ولی و قیل الحمد للہ رب العالمین قائل اس کے موافق ہیں انہوں نے اللہ کی حمد کی اس پر کہ اس نے فیصلہ کر دیا درمیان ان کے اور اہل نار کے ساتھ حق کے عیا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے وَاُخْرِجُوهُمْ عَنْهَا هُمْ اِنْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کسی نے کہا کہ اس کے قائل فرشتے ہیں انہوں نے اللہ پاک کی حمد کی اس پر کہ اس نے حکم میں عدل کیا اور اس پر کہ اس نے درمیان اپنے بندوں کے حق کے ساتھ فیصلہ کیا اللہ سبحانہ نے اس آیت کو حمد کے ساتھ شروع کیا اور اسی کے ساتھ ختم فرمایا مقصود اس سے اگلی ہی بحث ہے اس آیت پر کہ ہر کام کی برابری و نہایت میں اس کی حمد کرنا چاہیے اور جبکہ پہلے حمد تو صدق و عدل پر اور جنت کے وارث کرنے پر ہے اور یہ حمد حق کے ساتھ فیصلہ کرنے پر ہے ثواب اس میں کسی طرح کی ٹکرا نہیں ہوتی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر آخر سورہ زمر پڑھا تو منبر نے دو بار حرکت کی ذکر القدر طبعی جملہ اللہ تعالیٰ ف تو اللہ تعالیٰ و تری اللہ تعالیٰ حافین الایہ میں و احتمال میں یا تو یہ قول واسطے شرح احوال ملا کہ کے ہے ثواب میں بعد واسطے بیان اس آیت کو کہ ان کا در ثواب جو اہل اطراف و اعتراف

۱۔ تمام ان کی  
۲۔ عاقل پر کسب  
۳۔ خلی اللہ کو  
۴۔ جو صاحب در  
۵۔ جہان کا



سُورَةُ عَافِيَةٍ

اس سورۃ کو سورۃ المؤمن اور سورۃ الطول بھی کہتے ہیں اس کی کچھ آیتیں ہیں کسی نے کہا یا سی قالا القرطی یہ  
سورۃ کی ہے حضرت حسن عطاء حضرت جابر و حکمر کے قول ہیں حضرت حسن نے فرمایا اگر تو اللہ تعالیٰ و دستہ چمک کر نہ  
اس مسئلے کو نماز میں سینے میں نازل ہوئی ہیں حضرت ابن عباس و قتادہ نے کہا اگر وہ آیتیں دینے میں نازل  
ہوئی ہیں ان الذین یحبوا لکون فی آیات اللہ اور وہ آیت جو اس کے بعد ہے وکذا انفق علیک المستطیع  
فی الاثقان و فی کتب الاصول فی اسباب النزول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اناری گئی  
حم المؤمن کے میں آخر جہ ان مرد و یتہ و اخذہ ایضاً عن ابن الزبیر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس نے  
فرمایا ساقون حواہم نازل کی گئیں کے میں آخر جہ ابن الضریس و النحاس و البیہقی فی الذکات  
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نازل ہوئے میں حواہم ساری کے میں آخر جہ  
ابن مردود و والدینی فی فضیلت ۱ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سار رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے بیشک اللہ نے عطا کیں جو کوسات حواہم بجائی تو ان کے اور عطا کیں  
جو کوالآت طواسین تک بجائے انجیل کے اور عطا کیں جو کو وہ جو درسیان طواسین کے ہیں حواہم تک کئے  
مگر ان کے اور فضیلت دی جو کوسات حواہم و فصل کے نہیں پڑا ان کو کسی نبی نے قبل میرے آخر جہ حمد  
ابن نصر و ابن مردود یتہ ۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے میں بے شک اسطے ہر شے کو ایک  
لبا ہے اور بیشک لباب قرآن کا آل حم ہے آخر جہ ابو عبیدہ فی فضائلہ ۳ حضرت ابن مسودہ  
رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حواہم و بیج قرآن میں آخر جہ ابو عبیدہ و ابن الضریس و ابن المنذر  
و البیہقی فی الشعب ۴ و و سر القط ان کا یہ ہے اذ وقعت فی آل حم وقعت فی دفعہ  
دو کتاب آتا فی ذہن آخر جہ ابو عبیدہ و محمد بن نصر ابن المنذر رضی عنہما جرت میں واقع ہوا  
ہو ان سوتون میں جن کے اول میں حم ہے تو میں واقع ہوتا ہوں نرم زمین کو چمن میں ان سے خوش  
ہوں اور ان کے محاسن و خوبیوں میں لذت لیتا ہوں ۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے حواہم و بیج قرآن میں آخر جہ ابو نعیم و ابو الشیخ  
والدینی و فضیل بن مرزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے  
حواہم سات ہیں اور دروازے و درجے کے سات ہیں آئے گی ہر جم ان میں سے ٹیپے گی ایک ہزار و پانچ

در دوازده من سے کہی کی اسے اثرت داخل کر اس دروازے سے اس شخص کو جو مسجد پر ایمان لانا تھا اور محمد کو پرہیز تھا  
 انجمنہ اللہ یحق فی الشعب کے سعد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ حواہم کا نام عرائس کہا جاتا ہے یعنی وہ ہمیشہ  
 بین رواہ الدارمی فی مسندہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 فرمایا ہے جو شخص بڑھے حم المؤمن الیہ الصیرتک اور آیت الکرسی جیکہ صبح کرے تو وہ محفوظ ہوگا بسبب ان کو یہاں  
 تک کہ شام کے اندر کوئی ان کی بڑھے جیکہ شام کرے تو محفوظ ہوگا بسبب ان کہ یہاں تک کہ صبح کرے اخروجه  
 ابو عبیدہ وابن سعد و محمد بن نصر بن مردویہ واللبیہ حق فی الشعب حضرت عبداللہ  
 بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان مثل القرن مکمل رجل انطلق یرئاد لاهلہ من ذلک  
 باثر غیث فینما ہو یسیر فیہ ویترجمب اذہبط علی روضات یمثات فقال عجبت من الغیث  
 الاول فصل ۱۱ اعجب اعجب فقیل لہ ان مثل الغیث الاول مثل حظم القرن وان مثل  
 حق الاول روضات لدمثات مثل ال حم فی القرآن رواہ حمید بن زحیح بہ وادود اللہ  
 بنی مثل ان کی مانند مثل اس شخص کی کہ جلا تلاش کرتا ہے واسطے ابوبکر و ان کے مثل کو پس اس نے گزار کیا بارش کے  
 اثر پر سو وہ اسل ثنائین کہ اس میں جاریا تھا اور اس سے تعجب کرتا تھا کہ ناگاہ اتر از زم زمین کے چمنوں پر  
 تو بولا کہ میں نے تو اول بارش سے تعجب کیا تھا سو یہ تو اس سے ہی نہایت درجہ خوب ہے پس اس سے کہا  
 گیا کہ اول بارش کی مثل تو مثل ہے اکثر قرآن کی اور مثل ان زم زمین کے چمنوں کی مثل ہے حکم کی قرآن کریم  
 ۱۰۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں ہم کو حدیث کی تجھ سے کہا ہم کو حدیث کی سمر بن کدام نے اس شخص سے جس نے ان کو  
 حدیث کی کہ ایک شخص نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ ایک مسجد بنا رہے ہیں تو ان سے  
 کہا یہ کیا ہے فرمایا بے نیہ من اجل آل حم یعنی میں اس کو بنا رہا ہوں واسطے آل حم کے شاید یہ مسجد جو  
 حضرت ابو الدرداء نے بنائی وہی مسجد ہو جو ان کی طرف منسوب ہے افقہ و شق کے اور شاید ان کا خط و مسکنات  
 انہیں کی برکت سے اور اس کی برکت سے جو جس کے واسطے وہ بنائی گئی کیونکہ یہ کلام نکادال ہے نصر علی  
 الاعا جب طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض غزوات میں اپنے اصحاب علی رضی اللہ عنہم سے فرمایا  
 کہ اگر تم شب خون مارے جاؤرات میں تو کہو **حکم لا یمضون** ایک روایت میں لا نصر و ن ہے۔ ۱۱  
 نیز ارے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا  
 ہے جو کوئی بڑھے آیت الکرسی اور اول حم المؤمن کو تو وہ بچایا جائے گا اس میں ہر بڑائی سے پہر بڑائی کہا  
 لا نعلہ یرو فی لا یملک الاسناد و رواہ الترمذی من حدیث الملیکی وقال مکمل فیہ بعض  
 اهل العلم من قبل حنظلہ **ف** بعض سلف کے جن میں سے ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں

۹۰  
 سرکارِ عالم  
 حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص بڑھے آیت الکرسی اور اول حم المؤمن کو تو وہ بچایا جائے گا اس میں ہر بڑائی سے پہر بڑائی کہا لا نعلہ یرو فی لا یملک الاسناد و رواہ الترمذی من حدیث الملیکی وقال مکمل فیہ بعض اهل العلم من قبل حنظلہ ف بعض سلف کے جن میں سے ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں

اپنی محبت سے اور مجھ سے وعدہ کیا کہ میری محبت کریگا اور حافظ ابو نعیم سے حدیث جعفر بن برقان سے اسکو روایت کیا ہے اور اتنا زیادہ کہا پس وہ اپنی جان پر اس کی تکرار کرتا میری روایا پر باور نہ تو اچھے طور پر باز رہا میرا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر پہنچی تو فرمایا ایسی طرح اب تم کیا کرو سیکرہ دیکھو اپنے کسی سپاہی کو کہ اسے کوئی انگریز نکال دے دو وہ وثقوہ وادعو اللہ لہ ان یتوب علیہ ولا تلکونوا اعداؤنا للشیطان علیہ یعنی اس کو راہ جواب بتاؤ اسکو راستہ درست کرو اور اسکو مضبوط پکڑ کر اور اس کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ اگرچہ جہنم ہو اور راستہ ہو مددگار شیطان کے اس پر مطلب یہ ہے کہ وعظ و نصیحت میں میاں نہ روی کرین افراط و تفریط سے بچیں سرزنش و ملامت و محنت کلامی سے پیش نہ آئیں ورنہ بکلمے نفع کے ضرر نقد وقت ہے ابن ابی حاتم نے ثابت بنانی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا میں مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا سو او کو فتنہ میں دھل ہوا ایک باغ میں کہ دور کھت نماز پڑھوں پھر میں نے حم المؤمن شروع کی یہاں تک کہ یہ پوچھا لا الہ الا ہوا الیہ المصیر کو پس ناگاہ میرے پیچھے ایک شخص ننگہ شہابہ سوار ہے اس پر قطعاً شیخ یمنیہ میں پیر اس نے کہا کہ جب تو کہے فاف الذنب تو یوں کہہ یا فاف الذنب اغفر لی فوہی یعنی اے مجھے واسے گناہ کے تو میرا گناہ بخشدے اور جب تو کہے فاف الذنب تو یوں کہہ یا فاف الذنب اغفر لی فوہی یعنی اے قبول کرنے واسے تو میری توبہ قبول کر اور جب تو کہے شدید العقاب تو یوں کہہ یا شدید العقاب لا تعاقب فی یعنی اے سخت عقاب اے تو مجھ کو عقاب مت کر کہ کہا پھر میں نے پیر کر دیکھا تو کسی کو نہ دیکھا پھر میں مدوارے کی طرف نکلا تو میں نے کہا کہ تم پر سے کوئی شخص گذر رہے جس پر قطعاً یہ عینہ ہے لوگوں نے کہا کہ ہم نے کوئی نیز دیکھا پس لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ الیاس تھے نہم رواۃ ظنی اخیری عن ثابت بخوہ و لیس فیہ ذکر الیاس واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم **ف** فتح البیان کا بیان سے توضیح یہ ہے کہ جمہور نے نعم کو با شمع فتح جا پڑا ہے اور حمزہ و کسالی نے بامالہ محضہ و ابو عمر نے بامالہ بین بین اور جمہور نے بسکون میم مثل باقی حروف قطع کے اور زہری نے بضم میم اس بابا پر کہ خبر ہے مبتدائے مزدون کی باجم مبتدا اور بعد اسکا خبر آدمی بن عمر نفقی نے بفتح میم یہ قراءت دو وجہ کی محتمل ہے ایک یہ کہ فعل مقدم سے منصوب ہے اے افرام یعنی بڑوحم کو آدمی غیر صرف جو ہوا بسبب علیست و تانیث کو یا بسبب علیست و شہرہ عجمہ کے اس لیے کہ عربی اوزان میں فاعیل کا وزن نہیں ہے بھلمان علی کے کہ اس میں یہ وزن ہے جیسے قابل و فاعیل قد سئل افعال یہ ہے کہ اس کا فتح بانی حرکت ہو واسطے تخفیف کے جیسے این و کیف اور ابن ابی اسحاق و ابو السامک نے بکسر میم پڑا ہے بسبب اتفاق رائے کہ ان کے یا بتقدیر قسم کے جمہور نے حرف حا کا میم سے وصل کیا ہے اور ابو جعفر نے قطع پڑا ہے حم کے معنی میں نہت خلافت کسی نے تو کہا کہ ایک اسم ہے اسماء ابی سے

۱۰  
یعنی جعفر بن ابی  
سکون غالب ہے  
رائی اور اس سے  
یعنی باقی جعفر بن  
حمزہ کے گناہ  
مراد ہیں جو نہ



نہیں کہتا ہے یا یعنی میں کہ سخت عتاب والا ہے مخالفون اور کافروں پر کسی نے کہا کہ قبول کرنے والا تو یہ کا ہے واسطے اپنے دوستوں کے اور شریہ العتاب ہے واسطے اپنے دشمنوں کی کسی نے کہا کہ قابل توبہ ہے شرک سے اور شریہ العتاب ہے واسطے اُس کے جو انکی توحید نہیں کرتا ہے **ذی الطول** یعنی صاحب فضل ہے عارفون پر یا غنی و بے نیاز ہے سارے عالمون سے اصل طول کی انعام و تفضل ہے یعنی صاحب انعام و تفضل ہے اپنے بندوں پر حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ قول ذی الننا و استہ گزر چکا ہے اسی معنی سے یہ آیت ہے **وَمَنْ لَّهِ يَسْتَطِيعُ وَنَكَحَ طُحَيَّةَ كَلَامِی** غنی و ستہ جو ہماری نے کہا کہ طول بالغ معنی ہے اسی معنی سے جو جبکہ کوئی شخص کسی پر منت و حسان رکھتا ہو تو محاسن میں بولتے ہیں طال علیہ و طول علیہ محمد بن کعب نے کہا ذی الفضل حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا ذی الننا و ذی نے کہا کہ من تفضل میں فرق یہ ہے کہ من تو عفو ہے گناہ سے اور تفضل احسان غیر معنی ہے اللہ سبحانہ علی الدائم ان صفات سے ہر ایک کراۓ موصوفہ ہیں ان میں سے اضافت مشتق کی واسطے تعریف کہ ہے مثل صفت اخیرہ کے سہین نے کہا ان صفات میں تین وجہ ہیں ایک یہ ہے کہ کل صفات میں واسطے اسم پاک اللہ کے دوسری یہ ہے کہ رب ثل میں اس واسطے کہ اضافت ان کی غیہ محضہ ہے تیسری یہ ہے کہ غافر و قابل توفیق ہیں اور شریہ العتاب بدل ہے انتہی بیان اس کی یہ ہے فرمائے کہا کہ غافر و قابل و شریہ کو مثل نصیحت کے بغیر ایسا واسطے معرفہ کے حالانکہ وہ نہ کہہ میں یعنی انکی اضافت لفظی ہے لیکن یہ جائز ہے کہ انکی اضافت معنوی بغیر الی جائے جیسا کہ سیوہ نے کہا کہ ہر وہ شے جس کی اضافت غیر محضہ ہے جائز ہے کہ وہ محضہ قرار دی جائے اور اس سے معرفہ کی صفت کی جائے مگر صفت مشبہ ہے کوئی لوگ سو انہوں نے کسی شے کا استثناء نہیں کیا بلکہ صفت مشبہ کو مثل اسم عمل کے بغیر یا اس بات میں کہ اس کی اضافت محضہ نہیں انا جائز ہے اور یہ وہاں ہے کہ اس سے کوئی مخصوص زمانہ مراد نہ ہو پس اس جگہ ہر شے میں جائز کہتے ہیں کہ اس کی صفت محضہ ہو اور سیوہ نے کہا کہ بنا پر اسکی تاویل مشدہ کے ساتھ کہ حاضر ووری ہو گا زجاج نے کہا کہ یہ تینوں معنی مجرور ہیں بنا پر بدل ان سے یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے غافر و قابل کو تو مجرور بنا بصفت نہیں لیا ہے اور شریہ کو مجرور بنا پر بدل یا مجملہ پر اللہ پاک نے وہ شے ذکر فرمائی جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ وہ واحد ہے اور وہی حق عبادت کا ہے پس رشا و فرمایا لا اله الا هو لا یلد ولا یولد یعنی نہیں ہے کوئی معبود دگر وہ اور اس کی طرف یہ جانا ہے پچھلے دن میں نہ طرف اُس کے غیر کے حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ کفار قریش اللہ تعالیٰ کی توحید نہیں کرتے تھے سو اس نے اپنے نفس کی توحید کی اُسی کی طرف نصیب ہے اس شخص کا جو لا الہ الا اللہ کہتا ہے سو وہ جنت میں داخل ہو گا اور نصیب اُس شخص کا جو لا الہ الا اللہ نہیں کہتا ہے تو وہ داخل ہو گا نار میں جہنم لا الہ الا وہ مستافہ ہے یا حال لازمہ ہے ابو البقاء نے کہا کہ صفت آبن عادل نے کہا کہ یہ قول ہے

لے  
اور جو کوئی نہ پاوے  
نہ میں۔ عدد و سکہ  
۱۲



ظاہر کی بنا پر فاسد ہے اس لیے کہ جملہ معرفت کی صفت نہیں ہوتا ہے یہ ممکن ہے کہ اُن کی مراد یہ ہو کہ وہ صفت سے ہند  
العقاب کی کہو نہ کہ وہ اُن کے نزدیک اضافت سے معرفت نہیں ہوتا ہے کہی نے کہا کہ الیہ المصیر میں ہی وہی احتمال ہیں  
جو جملہ مائل میں تھے اور یہی جائز ہے کہ حال ہو جو مائل سے پہلے جب اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ قرآن شریف  
اللہ کی کتاب ہے اس کو اس لیے نازل کیا ہے کہ اس سے راہ ہائیں تو ان لوگوں کا حال ذکر فرمایا جو اس میں ہرگز  
میں قصد اس کے باطل کرنے کے پس رُشا دیا مَآئِجًا ۱۱ فِی آيَةِ الْاٰیٰتِ الْاٰلِیٰہِ الْاٰخِرٰتِ کَفَرُوْا اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۱۲

فِی الْاٰیٰتِ ۱۰ کَذَبَتْ فَبَلَّوْهُمُ قَوْمٌ نَّوْجٌ ۱۱ وَالْاٰخِرٰتِ مِنْ بَعْدِ ۱۲ هُمْ رَوَّهَتْ كُلُّ اُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ  
لِيَاْخُذُوْهُ ۱۳ وَكَجَادُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْهُ بِالْحَقِّ ۱۴ فَآخَذَهُمْ نَارٌ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۱۵ وَكَذٰلِكَ  
حَقَّتْ لِرَبِّكَ عَلَی الْاٰیٰتِ كُفْرُوْا اَنْتُمْ اَصْحَابُ النَّارِ ۱۶ الَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشِ وَنَ  
حَوْلَهُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۱۷ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْ رَّبِّكَ وَبِیَعْتَ كُلَّ  
شَیْءٍ رَّحْمَةً ۱۸ وَعِلْمًا ۱۹ فَاعْفُ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبِعُوْا اَسْبَابَکَ ۲۰ وَفَهْمُ عَذَابِ الْاٰخِرِیۃِ ۲۱  
وَاَدْخَلْنٰمْ حَشِیۃً عَذِیۃً ۲۲ اَلَّذِیْ وَعَدْنٰمْ وَاَعَدْنٰمْ ۲۳ وَمَنْ صَلَّیْ مِنْ اٰبَائِهِمْ ۲۴ وَانْزَلْنٰهُمْ  
اِلَیْكَ اَنْتَ الْغَنِیُّ ۲۵ الْحٰکِمُ ۲۶ وَفَهْمُ السَّیِّاۡتِ ۲۷ وَمَنْ یُّقِ السَّیِّاۡتِ یَوْمَئِذٍ فَکَذٰلِكَ نَعْمَ ۲۸ وَذٰلِکَ  
هُوَ الْقَوْرٰۤءُ الْعَظِیْمُ ۲۹ وَیُجِیۡدُ مِنْ اِلٰہِ ۳۰ اَلَّذِیْ یُنْزِلُ السَّیِّاۡتِ ۳۱ اَلَّذِیْ یُنْزِلُ السَّیِّاۡتِ ۳۲ اَلَّذِیْ یُنْزِلُ السَّیِّاۡتِ ۳۳  
شہر و ن من جنہا چکے ہیں ان سے پہلے قوم نوح کی اور کتنے فرقے اُن سے پیچھے اور راہ کیا ہر امت  
نے اپنے رسول پر کہ اس کو پڑھیں اور لانے لگے جو بے جہگڑے کہ اس کے دُعا وین سجادین پر چین  
اُن پکڑا تو کیسی ہوئی میری سزا دینی اور ویسی ہی ٹھیک ہو چکی بات تیری رب کی منکر وین پر کہ میری  
دو رخ والے جو لوگ اُنہار ہے میں عرش کو اور جو اس کے گرد ہیں باکی بولتے ہیں اپنے رب کی انجی  
اور اس پر یقین رکھتے ہیں اور گناہ بخشواتے ہیں ایمان والوں کے اسے رب ہمارے ہر چیز سالی ہے  
تیری ہمارے جنہا میں سو معاف کر اُن کو جو توبہ کریں اور چلین تیری راہ پر اور بچا اُن کو اگ کی مار سے اتے  
رب ہمارے اور داخل کر اُن کو بسنے کی باغون میں جنکا وعدہ دیا تو نے اُن کو اور جو کوئی نیک ہوا انکو  
باپوں میں اور عورتوں میں اور اولاد میں بیشک تو ہی ہے زوجت حکمت وال اور بچا اُن کو بُرائیوں سے  
اور جو بچا و بڑائیوں سے اس سزا کی کہ تو اور یہ جو جو یہی ہے بڑی مآ و پانی ف یعنی تہ تہا نیاں رکھتے ہیں سزا  
سے اس کا اندیشہ نہ کر ف یعنی اگر چہ بہت ہر کسی کو ملتی ہے اپنے عمل سے جو رو بیٹا۔ اور مان۔ باپ  
کام نہیں آتا لیکن تیری حکمتیں ایسی ہی ہیں کہ ایک کے سبب کتنوں کو اعلیٰ درجے پہنچا دے اپنے عمل سے  
زیادہ اور بدلا ہو اپنے ہی عمل کا وہ عمل یہ کہ آرزو رکھتے ہوں کہ ہم ہی اسی کی چال چلین یہ نیت

وَاللَّیْلِ عَلٰی اَنْجَالِہِۭ

۱۰

قبول ہوا وہی ہے یعنی تیری مہربانی ہو کہ بڑا ایمان سے بچ کر اپنے عمل سے کوئی ایسا نہ ہو سکتا ہو تیری بہت بڑائی سے  
 کوئی خالی ہے انتہی ف ملاحظہ کیا کہ یہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دفع ہمیں کرتے ہیں حق کو اور نہ اس میں  
 جہگڑتے ہیں بعد بیان دلوہ و بران کے مگر وہی لوگ جو کہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا اور ہر ایک برہان و حقبتوں کا انکار  
 کرنے والے ہیں سو نہ دیکھو تو کہ کو ان کا چلنا پھرنا شہرہ میں یعنی شہرہ کے احوال و شہرہ و تازگی و رونق  
 میں کہا قال تعالیٰ اَلَّذِينَ كَفَرُوا فِيْ اَيِّ لَآءٍ مِّنْكُمْ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَّا وَاهُمْ حَصْحَمُ  
 وَيَنْتَهِىْ اِلَيْهَا كَذٰلِكَ قَالَ تَعَالٰى فَمَنْ يُّنْصَحُهُمْ قَلِيْلٌ اَلَمْ تَنْظُرُوْهُمْ اِلٰى عَذٰبٍ عَلَيْلٍ يَّهْمُ لُوْغُوْنَ  
 حصہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم میں سے ان کے جہنم یا تو اس باب میں اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کی تسلی کی کہ تجھ کو اگلے انبیاء علیہم السلام کا اقتدار کرنا چاہیے کیونکہ ان کو ان کی امتوں نے جہنم یا اور انکی مخالفت  
 کی اور ان میں سے ایسا نہ لائے مگر تھوڑے پس نہ بایا کہ جہنم یا ان سے پہلے قوم نوح نے یہ پہلے رسول ہیں جو کہ  
 اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا منہ کرتے تھے جن کے بوجھ سے اور کتے فرعون نے نکذیب کی ان سے پہچان اور  
 ہر امت سے حرص کی اپنے اپنے رسول کے قتل پر سادہ ہر ممکن کے اور بعض نے تو اپنے رسول کو قتل ہی کر ڈالا اور  
 نہ کیا شبہ ڈال کر کہ واضح و بلی حق کو اس سے رد کرین ابوالقاسم طبرانی نے عن مکر عمر بن عباس عن  
 النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ جو کوئی اعانت کرے کسی باطل کی ناکہ پہلا دے اس سے کسی حق کو  
 تو مقرر بری ہو اس سے ذرا اللہ تعالیٰ کا اور ذرا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قولہ تعالیٰ قُلْ لَّيْسَ بِيْ  
 حَقٌّ كَلِمَةٌ كَانَتْ يَفْقَهُنَّ اِنِّیْ ہر میں نے انکو ہلاک کر ڈالا ان بڑے بڑے گناہوں پر جو انہوں نے کیے تھے سو کیسا بڑا  
 بچہ کو میرا عذاب کرنا ان کو اور یہ نکال ان پر مقرر وہ نہایت سخت اور درد دہندہ تھا قادم نے کہا کان شدیداً  
 واللہ میں نے قسم ہے اللہ کی وہ نہایت سخت تھا قولہ تعالیٰ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُكَ اَلَا یَرٰی جِبَالًا  
 عذاب کا اگلی امتوں کے کافروں پر ثابت ہوا ایسا ہی ان لوگوں میں کے جہنم والوں پر ثابت ہو گا بطور  
 اولیٰ جنہوں نے اسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری نکذیب کی ہے کیونکہ جنہوں نے تجھے جہنم یا ان پر تیرے  
 غیر کی تصدیق کا کچھ وثوق و اعتماد نہیں ہے واللہ اعلم قولہ تعالیٰ اَلَّذِيْنَ يَّجْحِلُوْنَ اَلْعَرَبِيَّةَ وَ مَنَ  
 حَوْلَہِ اَلَا یَرٰی اللہ پاک خبر دیتا ہے ملائکہ سقر بن کی جو کہ چار شہر عرش کے اٹھلے والے ہیں اور اس کے  
 گرد کے ملائکہ کر دین ابس بات کی کہ وہ جمع کرتے ہیں درمیان شہج کے جو کہ وال ہے نفی لغاص پر اور تجھ کو  
 جو کہ بعضی ہے اثبات صفات وح کی دیکھو تھوڑے بہ کے ہر مہی میں کہ اس کے واسطے عاجزی و فروتنی کرنے  
 میں اور اس کے روبرو ذلیل و فرار بردار رہتے ہیں اور کوشش ہاتھ میں واسطے مومنین ابن میں کے ان  
 لوگوں میں سے جو کہ غیب پر ایمان لائے ہیں پس اللہ پاک نے اپنی مقرب فرشتوں کو مقرر کیا ہے اس پر مقرر

فہم اظہر  
 جنہوں نے اپنے رسول کو قتل کر ڈالا اور  
 نہ کیا شبہ ڈال کر کہ واضح و بلی حق کو اس سے رد کرین  
 ابوالقاسم طبرانی نے عن مکر عمر بن عباس عن  
 النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ جو کوئی اعانت کرے کسی باطل کی ناکہ پہلا دے اس سے کسی حق کو  
 تو مقرر بری ہو اس سے ذرا اللہ تعالیٰ کا اور ذرا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قولہ تعالیٰ قُلْ لَّيْسَ بِيْ  
 حَقٌّ كَلِمَةٌ كَانَتْ يَفْقَهُنَّ اِنِّیْ ہر میں نے انکو ہلاک کر ڈالا ان بڑے بڑے گناہوں پر جو انہوں نے کیے تھے سو کیسا بڑا  
 بچہ کو میرا عذاب کرنا ان کو اور یہ نکال ان پر مقرر وہ نہایت سخت اور درد دہندہ تھا قادم نے کہا کان شدیداً  
 واللہ میں نے قسم ہے اللہ کی وہ نہایت سخت تھا قولہ تعالیٰ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُكَ اَلَا یَرٰی جِبَالًا

کے واسطے دعا مانگین یہ سبھی اور جو گویں پشت دعا مانگنا تاکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے فضائل سے ہر اس  
بچے جو من اپنے بہائی مومن کے لیے پس پشت دعا مانگتا ہے کو فرشتے اُس کی دعا پڑھیں کہتے ہیں جیسا کہ  
صحیح مسلم میں ثابت ہوا ہے کہ جس وقت مسلمان اپنے بہائی کے واسطے پس پشت دعا کرے تو فرشتہ  
کہتا ہے آمین اور تیرے واسطے سادہ نزل اُنکی کے امام احمد بن حنبلہ نے عن ابن عباس رضی اللہ  
عنا روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صدق امیۃ بن ابی الصلت فی نبیہ من شیعہ فقال

وَاللَّهِ لَآ أَخْذِي لَكَ مَرَّحًا

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَقَالَ

وَالشَّمْسُ تَطْلُعُ كُلَّ أُخْرٍ لَكَ  
تَأْبِي حَتَّى تَطْلُعَ لَنَا فِي رُسُلِنَا  
أَمْ مَعْدَبَةٌ قَرَأَ لَكَ خُكْلُ  
أَمْ مَعْدَبَةٌ قَرَأَ لَكَ خُكْلُ

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ وَهَذَا الْمُسْنَدُ جَدِيدٌ  
اس کی تفسیر ہے کہ مابین عرض ملی آج کل جا رہیں ہیں روز قیامت ہوگا تو وہ آئندہ ہو جائیں گے  
کہا قال تعالیٰ وَبَنِي عَرْشِ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَنًا يَكْفِيهِمْ یہاں ایک سوال چودہویں  
ہے کہ کیا ہم ہے درمیان اُس نے کے جو اس آیت سے اور اس حدیث کی دلالت ہے ہمیں جاتی ہے اور  
اور اس حدیث کو جس کو ابو داؤد نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ امیر  
تہا اطمینان ایک جماعت میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے پس اُن پر سے ایک ٹی نے  
گزر کیا تو اپنے اُس کی طرف نظر کی پھر فرمایا تم اُس کا کیا نام رکھتے ہو لوگوں نے پوچھا کہ اس کا کیا نام رکھنا  
مُزَن عرض کیا اور مَن فرمایا اور مَن عرض کیا اور مَن ابوداؤد نے کہا و لم یقنع العنان حمیداً  
فرمایا کیا تم جانتے ہو وہ دوسری مابین آسمان و زمین کے عرض کیا ہر زمین جانتے ہیں فرمایا دوسری اُن کے  
مابین کی ایک یا دو یا تین اور ستر برس کی ہے پھر آسمان اُس کے اوپر ہے اسی طرح بیان تک کہ آسمان  
آسمان کا شمار کیا پھر آسمان آسمان کے اوپر ایک ہے مابین اُس کے اسفل و اسفل کو ایسا فاصلہ ہے  
جو کہ درمیان ایک مابین کے دوسرے کے پھر اُس کے اوپر آسمان ہوا حال ہیں یعنی پہاڑی کو کوس  
اُن کے گہر مَن کے اور گہنوں کے ایسا فاصلہ ہے جو کہ درمیان ایک آسمان کے دوسرے کے پھر  
اُن کی پشت پر عرض ہے درمیان اُس کے اسفل و علایں اُن کی پشت پر عرض ہے جو کہ درمیان ایک آسمان  
کے ہے دوسرے تک پھر اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کی فوق ہے ثُمَّ تَعَاہ ابوداؤد و الترمذی  
وابن ماجہ میں حدیث سماک بن حرب قال الترمذی حسن غریب یہ حدیث

یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ جس وقت مسلمان اپنے بہائی کے واسطے پس پشت دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے آمین اور تیرے واسطے سادہ نزل اُنکی کے امام احمد بن حنبلہ نے عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صدق امیۃ بن ابی الصلت فی نبیہ من شیعہ فقال وَاللَّهِ لَآ أَخْذِي لَكَ مَرَّحًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَقَالَ وَالشَّمْسُ تَطْلُعُ كُلَّ أُخْرٍ لَكَ تَأْبِي حَتَّى تَطْلُعَ لَنَا فِي رُسُلِنَا أَمْ مَعْدَبَةٌ قَرَأَ لَكَ خُكْلُ أَمْ مَعْدَبَةٌ قَرَأَ لَكَ خُكْلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ وَهَذَا الْمُسْنَدُ جَدِيدٌ اس کی تفسیر ہے کہ مابین عرض ملی آج کل جا رہیں ہیں روز قیامت ہوگا تو وہ آئندہ ہو جائیں گے کہا قال تعالیٰ وَبَنِي عَرْشِ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَنًا يَكْفِيهِمْ یہاں ایک سوال چودہویں ہے کہ کیا ہم ہے درمیان اُس نے کے جو اس آیت سے اور اس حدیث کی دلالت ہے ہمیں جاتی ہے اور اور اس حدیث کو جس کو ابو داؤد نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ امیر تہا اطمینان ایک جماعت میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے پس اُن پر سے ایک ٹی نے گزر کیا تو اپنے اُس کی طرف نظر کی پھر فرمایا تم اُس کا کیا نام رکھتے ہو لوگوں نے پوچھا کہ اس کا کیا نام رکھنا مُزَن عرض کیا اور مَن فرمایا اور مَن عرض کیا اور مَن ابوداؤد نے کہا و لم یقنع العنان حمیداً فرمایا کیا تم جانتے ہو وہ دوسری مابین آسمان و زمین کے عرض کیا ہر زمین جانتے ہیں فرمایا دوسری اُن کے مابین کی ایک یا دو یا تین اور ستر برس کی ہے پھر آسمان اُس کے اوپر ہے اسی طرح بیان تک کہ آسمان آسمان کا شمار کیا پھر آسمان آسمان کے اوپر ایک ہے مابین اُس کے اسفل و اسفل کو ایسا فاصلہ ہے جو کہ درمیان ایک مابین کے دوسرے کے پھر اُس کے اوپر آسمان ہوا حال ہیں یعنی پہاڑی کو کوس اُن کے گہر مَن کے اور گہنوں کے ایسا فاصلہ ہے جو کہ درمیان ایک آسمان کے دوسرے کے پھر اُن کی پشت پر عرض ہے درمیان اُس کے اسفل و علایں اُن کی پشت پر عرض ہے جو کہ درمیان ایک آسمان کے ہے دوسرے تک پھر اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کی فوق ہے ثُمَّ تَعَاہ ابوداؤد و الترمذی وابن ماجہ میں حدیث سماک بن حرب قال الترمذی حسن غریب یہ حدیث



باطل کے اور ساتھ قصد کرنے کے طرف پہنسلے عن کے جس طرح کہ اس آیت میں ہے وَجَادُوا بِالْبَاطِلِ أَعْيُنًا وَمَنَافِقًا  
یہ دلیلیں ہیں کہ اس لیے جہگڑنا کہ حق کا واضح ہونا چاہیں اور تمہیں اور تمہیں شہر کو واضح کرنے کی شکل کو حل  
فرمائیں دشوار بات کو کہو میں معافی کا استنباط کریں اور جو لوگ حق سے مائل ہو رہے ہیں ان کو ان سے رو کریں اور  
انتہاس کو دور کریں اور اس صحیح و معجیز حکم و متشابہ سے بحث کریں اور جن متشابہات قرآن سے اہل باطل میل پکڑنے  
ہیں ان کو دفع کریں اور جہگڑ کر ان کو محکم کی طرف پیہر لائیں سو یہ امور مجاہد بزرگترین عبادات ہیں جن کے ساتھ قرب  
پہنچنے والے قربت چاہا کرتے ہیں اور بہترین ان چیزوں کے ہیں جن میں مجاہدہ و کوشش کرنے والے مجاہدہ کیا  
کرتے ہیں اور اسی بات پر اللہ پاک نے اہل کتاب سے یہ حکم عہد لیا ہے پس فرمایا ہے وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ  
الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَنُخَيِّطَنَّكَ لِلدِّينِ وَلَا تَتَّبِعُونَكَ وَلَا تَكْفُرُونَ ۚ وَالَّذِينَ يَكْفُرُونَ مَا آتَاكَ مِن دُونِ  
الْحَبِيبَاتِ وَالَّذِينَ يَكْفُرُونَ لَدَيْنَا فِي الْكِتَابِ ۚ وَلَكِنَّكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّعْنَةُ  
اور انشاء فرمایا وَلَا تَكْفُرُونَ ۚ اَهْلَ الْكِتَابِ لَا يَأْتِيهِمْ أَحْسَنُ خُلَاصَةٍ يَنْتَظَرُونَ جِدَالَ وَنُصْرَةٍ  
جدال تو نصیر حق میں ہے اور ایک جدال ہے تقریر اہل میں سو پہلا جدال تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا حریف ہے  
اسی باب وہ جدال ہے جس کو اللہ پاک نے طرف کے قوم فریح علیہ السلام کے نقل فرمایا ہے يَا نَحْنُ قَدْ جَادَ كُنْتُمْ  
فَاكْذَبْتُمْ جِدَالَ كُنْتُمْ اَكْثَرُ اَدْوَمِ اَجْدَالٍ سَوْدٌ مَرْمُومٌ اِسْرَئِيلَ يَمِينُ وَهِيَ مَرَاوِبُ بَسْ جِدَالَ كُفَّارِ كَاللَّهِ بَاكٍ  
کی آیتوں میں یہ کہ قرآن شریف کی شان میں کہی تو کہتے یہ سحر ہے کہی کہتے کہ شرع ہے کہی کہتے کہ کائنات کا  
قول ہے کہی کہتے کہ اللہ کی کہانیاں میں کہی کہتے کہ اس کو کوئی بشر کہتا ہے ان کی مثل اور قول  
بیہودہ کہا کرتے تھے کہ اے الخطیب عبید بن حمید و ابوداؤد و سلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا  
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک جدال قرآن میں کفر ہے نیز ان سے مروی ہے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مکرار یعنی جہگڑنا قرآن میں کفر ہے اَخْرَجَهُ ابُو دَاوُدَ وَدَعَاؤُهُ \*  
حضرت عبید اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں دو پہر کے وقت آیا طرف رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک دن پہر آپ وہ آدمیوں کی آوازیں سنی کہ انہوں نے اختلاف کیا کیا آیت  
میں تو آپ نگلے آپ کے چہرہ مبارک میں غصہ معلوم ہوتا تھا پہر فرمایا انہما اھلک من کان قبلکما باختلافہم  
فی الْكِتَابِ خُذْ جِهَةً مَّسْلُومَةً بِمَنْ نَمَسَ لَكُمُ لَوْ جَاهِلًا كَانَتْ سُبُبُ اُنْ كَ اَخْتِلَافِ الْكِتَابِ بَيْنَ  
اَبُو الْعَالِيَةِ لَمْ يَكُنْ اَبُو الْعَالِيَةِ مِمَّنْ كَانَتْ اَبُو الْعَالِيَةِ مِمَّنْ كَانَتْ اَبُو الْعَالِيَةِ مِمَّنْ كَانَتْ اَبُو الْعَالِيَةِ مِمَّنْ كَانَتْ  
اور دوسری یہ آیت وَلَئِنْ اَخْتَلَفْتُمْ فِي الْكِتَابِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَعَلَيْكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ جمع البحار میں المارنے  
القرآن کفر کی شرح میں کہا ہے ہر جہ سے کہ قصداً کذب ہے اَنْ کاساتہ قرآن کے ناکر بعض کو بعض کے

اور اس کے بعد ہے  
جہگڑنا کہ حق کا واضح ہونا چاہیں اور تمہیں اور تمہیں شہر کو واضح کرنے کی شکل کو حل  
فرمائیں دشوار بات کو کہو میں معافی کا استنباط کریں اور جو لوگ حق سے مائل ہو رہے ہیں ان کو ان سے رو کریں اور  
انتہاس کو دور کریں اور اس صحیح و معجیز حکم و متشابہ سے بحث کریں اور جن متشابہات قرآن سے اہل باطل میل پکڑنے  
ہیں ان کو دفع کریں اور جہگڑ کر ان کو محکم کی طرف پیہر لائیں سو یہ امور مجاہد بزرگترین عبادات ہیں جن کے ساتھ قرب  
پہنچنے والے قربت چاہا کرتے ہیں اور بہترین ان چیزوں کے ہیں جن میں مجاہدہ و کوشش کرنے والے مجاہدہ کیا  
کرتے ہیں اور اسی بات پر اللہ پاک نے اہل کتاب سے یہ حکم عہد لیا ہے پس فرمایا ہے وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ  
الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَنُخَيِّطَنَّكَ لِلدِّينِ وَلَا تَتَّبِعُونَكَ وَلَا تَكْفُرُونَ ۚ وَالَّذِينَ يَكْفُرُونَ مَا آتَاكَ مِن دُونِ  
الْحَبِيبَاتِ وَالَّذِينَ يَكْفُرُونَ لَدَيْنَا فِي الْكِتَابِ ۚ وَلَكِنَّكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّعْنَةُ  
اور انشاء فرمایا وَلَا تَكْفُرُونَ ۚ اَهْلَ الْكِتَابِ لَا يَأْتِيهِمْ أَحْسَنُ خُلَاصَةٍ يَنْتَظَرُونَ جِدَالَ وَنُصْرَةٍ  
جدال تو نصیر حق میں ہے اور ایک جدال ہے تقریر اہل میں سو پہلا جدال تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا حریف ہے  
اسی باب وہ جدال ہے جس کو اللہ پاک نے طرف کے قوم فریح علیہ السلام کے نقل فرمایا ہے يَا نَحْنُ قَدْ جَادَ كُنْتُمْ  
فَاكْذَبْتُمْ جِدَالَ كُنْتُمْ اَكْثَرُ اَدْوَمِ اَجْدَالٍ سَوْدٌ مَرْمُومٌ اِسْرَئِيلَ يَمِينُ وَهِيَ مَرَاوِبُ بَسْ جِدَالَ كُفَّارِ كَاللَّهِ بَاكٍ  
کی آیتوں میں یہ کہ قرآن شریف کی شان میں کہی تو کہتے یہ سحر ہے کہی کہتے کہ شرع ہے کہی کہتے کہ کائنات کا  
قول ہے کہی کہتے کہ اللہ کی کہانیاں میں کہی کہتے کہ اس کو کوئی بشر کہتا ہے ان کی مثل اور قول  
بیہودہ کہا کرتے تھے کہ اے الخطیب عبید بن حمید و ابوداؤد و سلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا  
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک جدال قرآن میں کفر ہے نیز ان سے مروی ہے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مکرار یعنی جہگڑنا قرآن میں کفر ہے اَخْرَجَهُ ابُو دَاوُدَ وَدَعَاؤُهُ \*  
حضرت عبید اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں دو پہر کے وقت آیا طرف رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک دن پہر آپ وہ آدمیوں کی آوازیں سنی کہ انہوں نے اختلاف کیا کیا آیت  
میں تو آپ نگلے آپ کے چہرہ مبارک میں غصہ معلوم ہوتا تھا پہر فرمایا انہما اھلک من کان قبلکما باختلافہم  
فی الْكِتَابِ خُذْ جِهَةً مَّسْلُومَةً بِمَنْ نَمَسَ لَكُمُ لَوْ جَاهِلًا كَانَتْ سُبُبُ اُنْ كَ اَخْتِلَافِ الْكِتَابِ بَيْنَ  
اَبُو الْعَالِيَةِ لَمْ يَكُنْ اَبُو الْعَالِيَةِ مِمَّنْ كَانَتْ اَبُو الْعَالِيَةِ مِمَّنْ كَانَتْ اَبُو الْعَالِيَةِ مِمَّنْ كَانَتْ اَبُو الْعَالِيَةِ مِمَّنْ كَانَتْ  
اور دوسری یہ آیت وَلَئِنْ اَخْتَلَفْتُمْ فِي الْكِتَابِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَعَلَيْكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ جمع البحار میں المارنے  
القرآن کفر کی شرح میں کہا ہے ہر جہ سے کہ قصداً کذب ہے اَنْ کاساتہ قرآن کے ناکر بعض کو بعض کے

ساتھ دفع کرے پس لائق یہ ہے کہ کوشش کرے موافق کہنے میں دو مخالف کے ایسے طریقہ پر کہ عقیدہ سلف کے موافق ہو  
 پہ اگر یہ اس کو میرے ہو تو چاہیے کہ اسکو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرے اس کے سوا اور قول ہی سیکھے ہیں و التوفیق میرا ہے  
 سبحانہ اللہ و نعمنا لما تحب و ترضی آمین بالجملہ جو لوگ کہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں ہل کے ساتھ جیکڑنے میں جبکہ  
 انہ کفر کا حکم لگا یا تو آپ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منع کیا اس سے کہ کفار کو جو حفظہ دنیوی حاصل میں  
 سوائے کسی سے کسی شے کے ساتھ دھوکا کہنا میں پس ارشاد فرمایا قُلْ لَا يَعْزُبُ عَنْكَ تَقْلِبُكُمْ فِي أَلْبَابِكُمْ یعنی یہ کافر جو  
 شام و مین کے شہر و مین میں ملتی ہوئی تجارتیں کرتے ہیں اور کسانیاں اور نفع حاصل کرتے ہیں اور مال جمع کرتے  
 ہیں اور سالم و غنا منجست آتے ہیں سو یہ بات تجھ کو دھوکا نہ دے کہ کوئی نہ یہ تو غریب غدا کیے جائیں گے تو انکو  
 ہمت دے گی ہے پر چہرہ نہیں ہے جائیں گے زجاج نے کہا دھوکا نہ دے تجھ کو سلامتی ان کی بعد ان کو کفر کے  
 کیونکہ انجام ان کا ہلاک ہو اوائسود نے کہا یہ سلی ہے واسطہ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور وعید ہے کفار  
 کو اور حرف و واسطہ قریب نہیں کے ہے یا دجو باہتہا کے قابل پڑی ہو لگا نا ہے الی چھ سات کفر کے کون کفر جبر  
 سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک کوئی شے بغرض نہیں ہے اور نہ اس سے زیادہ تر کھینچنے والی خسران دنیا و دوزیان  
 آخرت کی کوئی چیز ہے زادہ نے کہا کہ یہ جواب ہے بشرط مقرر کا اسے اذ انقر عندک ان المجادلین فی آیات اللہ کفار  
 ظالمین اگر انہ یعنی جیکڑنے سے نزدیک یہ بات قرار پا چکی کہ اللہ کی آیتوں میں جیکڑنے والے کافر میں تو اب تجھے  
 دھوکا نہ دے ان کا ہمت دنیا اور چلنا پہر نا بلدا و شام و مین میں نافع تجارتیں لے کر کہہ نہ کہ وہ غریب پڑے  
 جائیں گے جیسے ان سے لگے پڑے گئے جمہور نے ظالمین کو نیک و دام پڑا ہے اور زید بن علی وغیرہ  
 بن عیسر نے باو غام بہر اللہ پاک نے ان سے انگوں کا حال بیان کیا اور نو کر کیا کہ یہ لوگ انہیں کی جال چلے  
 ہیں پس ارشاد فرمایا لَئِنْ قَبِلْتُمْ فَبِئْسَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ یعنی جہٹلا بے دلوں سے پہلے فوج کی قوم نے فوج کو دھوکا دیا  
 میں بے دلوں اور جہٹلا یا ان گروہوں نے جو جہتی بن گئے تھے رسولوں پر بعد قوم فوج کے جیسے عادی و شوم و غیرہ  
 اپنے اپنے رسول کو دھمکتے کہ لَئِنْ قَبِلْتُمْ فَبِئْسَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ یعنی زے جہٹلا نے پس کیا بکلا ہر  
 نے ان جہٹلانے والی امتوں میں سے قصد کیا اپنے اپنے رسول کے ساتھ جو انکی طرف پہنچا گیا کہ اُسپر قابو پائے  
 تو اُسے قید کریں اور اسے عذاب اند او ضرر پہنچائیں اور جو چاہیں اُس کے ساتھ کریں قتادہ و سدی نے  
 کہا یقتلوه یعنی تاکہ اُسے مار دالین اذ کہی بے ہلاک آتا ہے مثل قور تعالیٰ قَتْلُكُمْ قَتْلُكُمْ کَانَ  
 کُفْرًا اور عرب لوگ امیر یعنی قیدی کا اعینہ نام رکھتے ہیں اور اذ بے ہلاک آتا ہے وَجَادَ لَوَا اِلْبَابِ  
 ریدن حصنوا یعنی اُنکی یعنی اور جیکڑے اپنے رسول کے ساتھ باطل بات کے تاکہ زائل کر دیں اُس سے حق  
 کو اسی معنی سے مکان حصص ہے اے مژگن کو مژگہ اقدام یعنی وہ جگہ جہاں ہاؤن چھلتے ہیں اور ہاؤن

یہ ان کی بات ہے  
 یہ ان کی بات ہے

کہو احسن کتر ہیں اس لیے کہ وہ زائل ہو جاتا ہے، بدل جاتا ہے، جتنا نہیں سیکھی بن سلاطین کہا جلیل کیا نبیوں  
 سے ساتھ شرک کے تاکہ باطل کرین اس سے ایمان کو کاخند نہم فکککفگان عقیاب یعنی پیر کیا امین نے  
 ان جگہ نے والوں کو ساتھ باطل کے سوکیا ہوا مہر عتاب جس کے ساتھ میں نے انکو عتاب کیا عتاب اصل میں عقابی  
 ہے اصل وقف میں کسرہ پر کفایت کر کے یا سے منکلم حذف کی گئی ہے اس لیے کہ آیت سر و کذلک حقت  
 کلمہ کریم علی الذین کفروا۔ حقت کہ معنی میں وجبت وثبتت و لازم است جب کوئی شے لازم وثابت  
 ہو جاتی ہے تو محاورے میں ہوتے ہیں حق الشی جمہور نے کلمہ نضر و پرستے اور نافع و ابن عامر نے کلمات  
 بجمع مراد کلمہ سے و عیب ہے معنی یہ ہیں کہ جس طرح واجب وثابت و لازم ہوئی وعید عذاب کی اگر جہلانیوں کی  
 امتوں پر ایسی طرح ثابت ہوئی وعید تیرے رب کی ان لوگوں پر جنہوں نے تیرا انکار کیا اور تجھ سے باطل کے  
 ساتھ جھگڑے اور قصد کیا اس شو کا جس کو نہ پہنچے جہاں جو اضافت اسم رب کی طرف ضم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کی اس بات کی خبر دیتی ہے اس لیے کہ یہ اضافت اس بات پر آگاہ کرنے کو لائی گئی ہے کہ وجوب کلمہ عذاب کا  
 کھارے جملہ احکام نہ نسبت انہی سے جس کے جملے سے مدد کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے ان کو دشمنوں  
 پر اور ان کو عذاب کرنا ہے کما فادہ البوسعہ اور جملہ انہم اصحاب التاویل علیل ہے انفس نے کہا لا ہنم  
 او باہنم یعنی کلمہ عذاب کا انہی پر اس لیے ثابت ہوا کہ وہ نار کے سخت ہیں یہ بھی جائز ہے کہ محل رفع میں ہو بنا بر  
 بدل کلمہ سے محلی اسی کے قائل ہیں یا تو بدل الکل من الکل ہے نظر لفظ کلمہ رب کے اور نظر اتحاد اس کے مدلول کے  
 ساتھ مدلول بدل کے صدق میں بابل اشمال ہو نظر اس کو منہی سک و عید کرنا اللہ تعالیٰ کا ہے ان کو اپنے اسرار  
 قول سے لاطن جہنم یا اللہ کا حکم ازلی انکی شقاوت کا بیضاوی کا مختار یہی ہی قول ہے پھر جو لوگ کہ اللہ پاک کی  
 میں جہگڑنے میں جہگڑا پیر کفر کا حکم لگایا اور اسکا کہ اللہ کا کلمہ انہی پر ثابت ہوا جو کہ موجب ہے ان کے عذاب کا  
 بسبب ان کے کفر کے تو بعد اس کے فضیلت بیان کی ان لوگوں کی جو کہ آیات انہی کو ملتے ہیں باین طور کہ اشرف  
 طبقات مخلوقات جو کہ عالم جن میں سلی اور اس کے گرد حافین ہیں یہ لوگ انکی شفاعت کرنے والے ہیں نزدیک  
 اللہ کے اور اس سے ان کے حق میں بہت چیزیں طلب کرتے ہیں جبکہ بیان آتا ہے ہل ارشاد فرمایا اللہ یمن  
 یکونون انہم منی ومن حولہ بتدلسہ اور خبر اسگ یستحقون یکملہ یومون ویؤمنون یہ وکتبت تعظرون  
 لکن یمن آمنوا ہے اور جملہ منافق ہے واسطے تسلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لایا گیا ہے یہ بات  
 بیان کر کے کہ یہ جنہیں شفق میں کی جو ان کے طبقات میں اعلیٰ ہیں اور وجود میں ان سے اول ملائی میں  
 اپنے تسبیح و ایمان کے ساتھ مغفرت مانگنے کو واسطے ان لوگوں کے جو کہ اللہ پر اور اس کے رسول صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے ہیں اور ان کی نصیحت کی ہے اس میں دلیل ہے اس بات پر کہ ایمان و شکر

ہونا واجب ہے کہ حسبِ برکہ داعی ہو طرفِ نصیحت و شفقت کے گو جنہیں متباعہ ہوں اور مکاتون کا بعد ہو و مگر  
 انسان فلکی بنیاد اور فرشتے فنی نژاد پیرانہا مکان یہ خاکدان فناہ نشان اور ان کا مکان عرش برین رب جن  
 یہ کہان مکاتون لیکن چونکہ باہم ایمان کے شریک ہیں اس لیے اللہ پاک تسبیح و تہجد کے ساتھ نظرِ غیر خواہی و شفقت  
 ایسا ہی مومنوں کے واسطے رب العرشِ عظیم سے مغفرت کی دعا کرتے ہیں ششمین جو شب نے کہا  
 گویا فرشتے بنی آدم کے گناہ دیکھتے ہیں اور ان کے لیے مغفرت مانگتے ہیں کسی نے گہا کہ استغفار و تقابل ان کے  
 اس قول کے ہے **لَا تَجْعَلْ فِيهَا مَن يُغْسِدُ فِيهَا وَكَأَنَّ مَاءً يَسْفِكُ** اللہ تعالیٰ پس حیل دل یہ بات ان سے  
 صادر ہو چکی ہے تو انہوں نے اُس کا یہ تدارک کیا کہ ان کے لیے مغفرت مانگتے ہیں اور یہ مثل تنبیہ کی ہے  
 واسطے ان کے ظہر کے پس واجب ہے اس شخص پر جو کسی کے حق میں ایسی بات کہے جس کو وہ مکرہ و مہینا  
 ہے تو اس کے واسطے استغفار کرے ذکرہ الحان ذن تو کہ تعالیٰ من جودہ محل رفع میں ہے اس با برکہ مغفرت  
 ہے الذین پر ہر ادا سے وہ شہرہ ہیں جو کہ تہلیل و تکبیر کہتے ہوئے عرش کا طواف کرتے ہیں یہ کر دین  
 ہیں کسی نے کہا کہ محل نصب میں ہے اس بنیاد پر کہ عرش پر سطور سے لیکن ظاہر و اولی قول دل ہی ہا  
 معنی یہ ہیں کہ وہ فرشتے جو عرشِ معلیٰ کو اُنہائے ہیں اور ہر سطح وہ فرشتے جو کہ عرش کے میں تہیز و پاک  
 ہوتے ہیں اللہ کی اُس کی حمد کے ساتھ متلبس ہو کر اُس کی نعمتوں پر اور ایمان لانے ہیں اللہ پر اور خوش مانگو  
 ہیں اللہ سے واسطے اس کے مومن بندوں کے غرض کہ اللہ پاک نے دونوں فریق کی طرف سے یہ خبر دی کہ  
 وہ افعال مذکورہ کرتے ہیں تبیح و منفرہ کرنا ہے اللہ تعالیٰ کا اُس شے سے جو اُس کے لائق نہیں ہے  
 اور تحسب اقرار کرنا ہے اُس کا کہ وہ منعم ہے علی الاطلاق پس تسبیح عبارتِ نفوت جلال سے جو کہ  
 تہیز ہے اُس کی ذات کی اُس شے سے جو کہ موجب ہو کسی حاجت و نقصان کی اور تحمید عبارتِ ہوصفات  
 اکرام سے اور یہ صفات ثنویہ ہیں جن کے سبب وہ حمد کا مستحق ہے پس چون بجد بہم فرج ہے اس آیت کے  
**تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَالِ وَالْاِكْرَامِ** تبیح کو اصل اور حمد کو حال ٹیپرایا اس لیے کہ حمد تو انکو  
 حال کا مقتضی ہے نہ تسبیح کیونکہ حمد ثنا کرنا ہے اُس کی صفات اکرام کے ساتھ اور یہ اُس کی صفات ثنویہ  
 ہیں اور فرشتے اغلب احوال میں ان صفات کے ساتھ اس کا وصف کرتے ہیں اور اس کی حمد کرنے ہیں  
 آمد نفوت جلال کے ساتھ جو اس کا ذکر کرتے ہیں جو کہ تہیز ہے اس کی ذات کی عمالِ یقین بہ ہے سو اسی وقت  
 جبکہ ان کو حاجت ہوتی ہے رد کرنے کی اُس شخص پر جو کہ اُس کا وصف کرتا ہے ساتھ اُس شے کے جو مکرہ  
 ہوتی ہے طرفِ مالا یقین بکے یا ظاہر ہوتی ہے اُن کو وہ شے جو دال ہوتی ہے اس کی کمال عظمت پر پیر  
 اگر کوئی کہے کہ یہ منہن بکا کیا فائدہ ہے باوجود اس کے کہ کسی پانکا ایمان باللہ مخفی نہیں ہے خصوصاً

یہ کہ فرشتے  
 اس میں جو شے  
 خدا کے ہون  
 اور اس کے ہون  
 ہوتے

یہ کہ فرشتے  
 ہر ایک کے ہون  
 ہر ایک کے ہون  
 رکھتا ہے لیکن  
 ۱۲۸



بعد اُس کے کہ اُن کی طرف سے پیغمبر دی ہے کہ جو ان محمد ربہم کہو یہ کہ تسبیح و تحمید میں مشغول ہوتا نہیں ہوتا ہے مگر بعد ایاں  
 باللہ کے تو اس کا یہ جواب ہے کہ یہ واجب نہیں ہے کہ کلامِ خبری نقطہ واسطے فائدہ دینے نفسِ حکم کے یا لازمِ حکم کے  
 ہوتا ہے بلکہ وہ کسی اور غرضوں کے لیے ہی ذکر کیا جاتا ہے اس جگہ حکمتِ ظاہر کرنا ایمان کے شرف و فضل کا  
 ہے اور اُس میں رغبت و لانا جس طرح کہ کئی جگہ قرآن شریف میں انبیاء علیہم السلام کا ایمان و صلاح کو ساتھ  
 وصف کیا ہے بالکل اُن کا ایمان و صلاح کسی پر مخفی نہیں ہے اللہ پاک نے بعد ذکر ہر نبی کے یوں فرمایا کہ اذ من عبداً  
 المؤمنین اذ من الصالحین واسطے ظاہر کرنے اُن کو شرف کے و بعد اظہار کی یہ ہے کہ اُن کی صفاتِ جمیدہ میں سے  
 ایمان کا خاص کر کے ذکر کرنا مدح کے مقام میں دلیل واضح ہے اُس کے شرف و فضل پر پرستِ اُن کو باقی اوصاف  
 کے باوجود اس کے کہ اُن کے سارے اوصاف شریفین جیسا کہ کہا ہے اوصاف لا شرف الا شرف لا و صاف  
 اور جبکہ مقامِ مدح میں اُس کی تخصیص کرنے دلالت کی اُس کے شرف پر تو اہل ایمان کے وصف کہنے سے  
 ساتھ ایمان کے دلالت کی اُن کی تعظیم پر حالانکہ اس آیت کا لانا واسطے تعظیم اہل ایمان کے ہر جیسا کہ  
 گذر چکا ہے اس جہت سے کہ اشرف طبقات مخلوقات مبالغہ کرتے ہیں اُن کی محبت و نصرت میں اور ان کو  
 لینے و مانگنے میں ساتھ منفرد و خلاص کے مذاجِ حجیم سے دوسری حکمت اُن کی طرف سے ایمان کے خبر دینے  
 میں یہ ہے کہ آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ حاملینِ عرش اور حافضینِ جول عرش جو اپنے رب کو پہچانتے ہیں سو صرف  
 نظر و استدلال سے نہ بطریقِ معاینہ و مشاہدہ کے جیسا کہ فرقہ مجسین نے زعم کیا ہے جو اُس کے قائل ہیں کہ  
 اللہ تعالیٰ ممکن ہے عرش پر کچھ ہو جیسا کہ اللہ پاک نے بطور مدح و ثنا کے اُن کی طرف سے پیغمبر دی کہ وہ اللہ تعالیٰ  
 کے وجود پر ایمان لائے ہیں اپنے دونوں سے تو اس سے یہ بات بھی گئی کہ اُن کا ایمان اللہ تعالیٰ پر جو ہے  
 برہان کے رو سے ہے نہ مشاہدہ و عیان سے اور وہ محبوب ہیں اس سے کہ اپنے البصار سے اُن کا ادراک کریں  
 اور اگر باتِ ویسی ہوئی ہوگی مجسین نے خیال کی ہے تو حاملینِ عرش اور حافضینِ عرش اُن کا مشاہدہ و معاینہ کرتے  
 ہیں کہنا نہیں کہ نہ ہوتا کہ وہ ایمان لائے ہیں اُس پر اپنے دل سے بلکہ یہ جائز نہ ہوتا کہ اُن کا وصف کیا جا  
 سکے نہ مشاہدہ و عیان کے اور اگر اُن کا ایمان اُس تصدیقِ مجہول ہوتا جو کہ متفجع ہیں مشاہدے پر تو یہی  
 اُن کا ایمان اللہ تعالیٰ کے وجود پر مدح و ثنا کا موجب نہ ہوتا اس لیے کہ کسی شے حاضر و مشاہدہ کے وجود کو ساتھ  
 اقرار کرنا مدح و ثنا کا موجب نہیں ہے پس جیسا کہ اللہ پاک نے اُن کا ایمان اللہ تعالیٰ پر بطریقِ مدح و ثنا تعظیم  
 ذکر کیا تو اسے دلالت کی اُس پر کہ وہ ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر برہان سے نہ یہ کہ انہوں نے اُس کا مشاہدہ کیا ہے  
 اس حال میں کہ وہ حاضر جالس ہے و ثلث تمام رازی نے اس قول کو صاحبِ کشف سے نقل کیا ہے کہ اللہ رحم  
 کو صاحبِ کشف پر اگر حاصل نہ ہوتا اُس کی کتاب میں مگر یہ نکتہ تو ابتداء شرف و فخر کے واسطے بھی

اُس کو کافی ہے جو تا بعد اس کے کہ مقرر ثابت ہوئی ہے، بات کو کمال سعادت منوط ہے ساتھ وہ امر کے ایک تو نفی و مہمل  
 امر اللہ تعالیٰ کے دوسرے شفقت اللہ کے خلق پر اور یہ واجب ہو کہ اول مقدم ہوتا ہے پر بس چون بکھر پریم و یونہی  
 تو بشر ہے نفی اللہ تعالیٰ کو اور بس متغفرون للذین آمنوا شعر ہے شفقت کو اللہ تعالیٰ کے خلق پر اس آیت  
 اگر ہم سے بہت کچھ ملے۔ رحمت پر کسی ہے اس پر کہ ملک افضل ہے بشر سے کیونکہ یہ آیت اس پر وال ہے  
 کہ جب فرشتے فارغ ہوئے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ساتھ تقدیر کے تو مشغول ہوئے مغفرت مانگنے میں واسطے  
 مومنوں کے بغیر اس کے کہ مقدم کریں استغفار کو واسطے اپنے نفوس کے یہ اس پر وال ہے کہ وہ اپنے واسطے  
 مغفرت مانگنے محتاج ہیں کیونکہ اگر وہ اس کے محتاج ہوتے تو اول اپنے نفوس کے لیے مغفرت مانگتے اس واسطے  
 کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ابدان بنفک یعنی تو اپنے نفس سے شروع کر اور اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یون امر فرمایا ہے وَأَسْتَغْفِرُكَ لَكَ نِيَاكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اور جبکہ اللہ  
 نے اُن کے استغفار کا اپنے نفوس کے واسطے ذکر نہیں فرمایا جو اس کے کو خاص بشیر عوام کا کیا ذکر ہے یا نہ  
 استغفار ہیں کا قال تعالیٰ وَسْتَغْفِرُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ تو عام ہو کہ ملک افضل ہے بشر سے واللہ اعلم محتار رہا مگر  
 نزدیک یہ ہے کہ خاص بنی آدم یعنی مسلمانین میں جملہ ملائکہ سے اور عوام بنی آدم..... بلکہ انبیاء علیہم  
 الصلوٰۃ والسلام کے افضل ہیں عوام ملائکہ سے اور خاص ملائکہ افضل ہیں عوام بنی آدم سے پہر یہ  
 آیت کریمہ وال ہے حصول شفاعت پر طرف سے ملائکہ کے واسطے گنہگار مومنین کے اس لیے کہ تو ذاتاً  
 و استغفرون للذین آمنوا وال ہے اس پر کہ وہ استغفار کرتے ہیں واسطے کل مومنین کے اور یہ بات ثابت  
 ہو چکی ہے کہ صاحب کبیرہ مومن سے ہیں واجب ہو اور خل اس کا تحت میں شفاعت و استغفار ملائکہ کے  
 جو کہ طلب مغفرت سے اور مغفرت ذکر نہیں کی جاتی ہے مگر اسے ساقط کرنے خدا کے گنہگار مومن سے اور یہ قبول  
 فرشتوں کا کہ فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا اس کے معنی واللہ اعلم یہ ہیں کہ مغفرت کرو واسطے اُن لوگوں کے جنہوں  
 نے توبہ کی کفر سے اور یہ روی کی راہ ایمان کی کذا افادہ شعر ادھ رحمہ اللہ تعالیٰ عاقبتین عرش کی صورت عظمت  
والفاظ تسبیح و صفت عرش اور اس کے بعد وغیرہ میں احادیث و آثار و اردو ہوئے میں چنانچہ بعض اول گزار  
 چکے ہیں سو اعتماد اُن میں سے انہیں پر ہے جو کہ صحیح میں وارد ہوئے ہیں بالکل ہمہ گیر اللہ پاک نے اُن کی استغفار  
 کی کیفیت بیان کی پس ارشاد فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِذْ بِاللَّهِ وَرَكْعَةً وَحِيلًا بیان قول مقدر ہے اور وہ محل  
 انصب میں ہو یا بحر حال فاعل متغفرون سے اے یقوتون یا قاتلین ربنا الخ اور نصب رحمۃ و علما کا بنا بر  
 تمیز کے ہے جو کہ فاعل سے منقول ہے اصل پر ہے وسعت رحمت کے ملک کل شئی پر یہ ترکیب اپنی اصل سے  
 زائل کی گئی واسطے بلکہ وصف کرنے میں اللہ پاک کے ساتھ رحمت و علم کے رحمت کو علم پر اس لیے مقدم

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے  
 فیضانِ اظہار  
 سورہ خافر  
 آیت ۱۳۰

کیا کہ اس جگہ رحمت مقصود بالذات ہے، کہا قَالُوا لَیْسَ بِیْنِیْ وَبَیْنِکُمْ اِلٰہٌ اِلاَّ وَحْدٌ کَبِّرُ مَا تَدْعُوں  
 رہے ذات کے مقدم ہے معنی یہ ہیں کہ عالمان عرش برین وغیرہم مغفرت مانگتے ہیں واسطے مومنوں کے اس حال  
 میں کہ کہتے ہیں یا کہنے والے ہمارے رب ہمارے سامنے تیری رحمت و علم نے ہر شے کو غافر اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا  
 وَاتَّبَعُوْا اَسْبَغَیْکَ وَقَهْرَکَ اَبَا الْحَیْیَمِ یعنی جبکہ تیری رحمت و علم ہر شے کو سماتے ہوئے ہر نوع علم کا  
 مقتضی ہے کہ تجھے پہنے بندوں کے اعمال کی خوب خبر ہے اور رحمت عفو و درگزر کی مقتضی ہے، سو تو اپنی رحمت سے  
 بخش دے اُن کو لوگوں کو جنہوں نے اپنے گناہوں سے پشیمان کر لی ہے گو اُن پر اور گناہوں اور پیروی  
 کی تیری راہ کی یعنی پرانیان چہرہ زکریا کیان کین یا شکر ترک کر کے دین اسلام اختیار کیا موصود و مخلص ہوئے  
 اور محفوظ رکھا اُن کس دفعہ کے خدا کے اور کر دے درمیان اُن کے اور اُس کے بچاؤ کا دین طور کہ لازم کرے تو  
 اُن کو تنہا قاتل اور پوری کرے تو اُن پر اپنی نعمت کیونکہ تو نے اس کو وعدہ کیا ہے کہ جو کوئی ایسا ہو گا تو اس کو  
 تو دوزخ کے خدا کے بچائے گا اور تیرے نزدیک بات بدلی نہیں جاتی ہے گویہ جائز ہے کہ تو جو چاہے کرے  
 اور ساری خلق تیری غلام و ملک سے کسی کا تجھ پر کچھ زور نہیں ہے اور نہ کسی طرح کا حق ہے جو کہ دفع ضرر مقدم  
 ہے طلب نفع پر اس لیے اول عذاب جہنم سے بچانے کی اُن کے لیے دعا کی یہ جنت میں داخل کرنے کی دعا  
 مانگی پس کہا رَبَّنَا اَدْخِلْهُمْ جَنَّاتٍ عَدْنٍ الَّتِیْ وَعَدْتَ لَهُمْ یعنی اے رب ہمارے اور داخل کرنا انکو  
 رہنے بسنے کے باغ میں جن کا تو نے اُن سے وعدہ فرمایا ہے یہ جگہ معطوف ہے و ہم پر اور ربنا جملہ دعا یہ کو  
 کہ رکھنا تعجب یہاں نہ معطوف و معطوف علیہ کے وسط میں ذکر کیا ہے تا اول زمین کے لیے دعا کی یہ اُن کو اقارب  
 کے واسطے دعا مانگی اس واسطے کہ آدمی کا پورا سر و رجب ہی ہوتا ہے کہ جس عیش آرام میں وہ ہے اسی  
 میں اُس کے اقارب ہی ہوں پس کہا وَمَنْ صَیَّعَ مِنْ اَبَائِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیَّاتِهِمْ مراد  
 صلح ہو اس جگہ ایمان لانا ہے اللہ تعالیٰ پر اور عمل کرنا ہے اُس شے کو ساتھ جس کو اُس نے مشروع کیا ہو  
 پس جس کسی نے یہ کیا تو مقرر وہ لائق ہو واسطے دخول جنت کے و تن صلح معطوف ہے و غلبہم کی ضمیر منصوب پر  
 یعنی اور داخل کرنا جو نیک ہو اُن کے باپوں اور بیویوں اور اولاد میں سے یہ بھی جائز ہے کہ معطوف ہو و غلبہم  
 کی ضمیر منصوب پر یعنی داخل کرنا ان جنات عدن میں جن کا تو نے وعدہ کیا ہے اُن سے اور اُس سے جو نیک ہو  
 اُن کے باپوں اور بیویوں اور اولاد میں سے فرار و زجاہر نے کہا کہ عطف من صلح کا دو جگہ سے ہو اگر چاہے  
 تو ا غلبہم کی ضمیر پر کہ چاہے تو و غلبہم کی ضمیر پر کہ پہلو دے کہنا کہ اولی قول اول ہے اس لیے کہ اُس کی بنا پر  
 اُن کے واسطے داخل کرنے کی دعا کرنا صریح ہے اور دوسرے قول کی بنیاد پر ضمنی ہے اور صریح معنی سے  
 بہتر ہوتا ہے کہ یہی جو مطلب ہے کہ درمیان اُن کے اور اُن کے باپوں وغیرہم کے مساوات کو دیکھنا کہ

اُنکی سرور پر اور جو ہم پر صلیح صلیح لام صلیح صلیح صلیح باب دخل و نضر سے پڑتا ہے اور ذرا تاہم مجمع اولین  
 ابی عبد نے جہم لام صلیح صلیح سے اور قیس نے فزیم با فرد با حمله پر فرشتوں نے اپنی دعا کی یہ طلت کر  
 کی کہ لَنْ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ یعنی ہم نے جو تجھ سے اموذ کردہ کی دعا کی تیرے نزدیک اُنکی  
 کچھ یہی ہوتی نہیں ہے اس لیے کہ بے شک تو بڑا ہی غالب و قادر و زبردست بڑا حکمتوں والا ہے تیرے  
 قبضے سے کوئی شے خارج نہیں ہے اور تو جو کچھ کرتا ہے حکمت کے موافق کرتا ہے اور اسی جملے سے حد  
 کا وفا کر رہے ہیں اور دعا کی وَفَقَهُمُ السَّيِّئَاتِ وقایہ کے معنی یہ ہیں محفوظ رکھنا کچا ناجب کوئی  
 شخص کسی کو نگاہ رکھے تو محاورے میں یوں بولتے ہیں وقاہ یقیہ وقایہ اے حفظ قتادہ نے کہا  
 وقہم مایوسہم من العذاب یعنی بچاؤ اُن کو اُس عذاب سے جو اُن کو بڑا لگتا ہے سیئات کے معنی  
 عقوبات کے ہیں یا مضافات مقدر ہے اسی جزا السیئات پس طلت ہوا کہ بچاؤ اُن کو اُن کے اعمال  
 بد کی جزا سے اب اگر کوئی کہے کہ اس معنی میں اور وقہم عذاب الجحیم کے معنی میں کچھ فرق نہیں ہے تو نگاہ  
 بلا فائدہ ہوگی تو کہیں گے وقہم عذاب الجحیم تو خاص عا ہے اُن کے محفوظ رکھنے کی عذاب جحیم سے اور  
 وقہم السیئات دعا ہے اُن کے محفوظ رکھنے کی سارے عقوبات سے یعنی عذاب جہنم و عذاب قبر و موافقت  
 قیامت و حساب و بل صراط و سوال وغیرہ سو یہ تقسیم بعد تخصیص ہے دو سرا یہ جواب ہے کہ وقہم عذاب الجحیم تو  
 دعا ہے واسطے اصول کے یعنی وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی شرک سے اور اتباع کیا راہ سلام کا اور وقہم  
 السیئات دعا ہے واسطے اتباع کے یہ لوگ آباد ازواج و ذریات ہیں یا مراد سیئات سے معامی ہیں دنیا  
 میں ہیں فرشتوں نے اول تو اللہ پاک سے یہ بات طلب کی کہ عذاب جحیم سے اُن کو بچائے پھر یہ درجہ  
 کی کہ ثواب کا اُن پر تفضل فرمائے تو یوں کہا وادخلہم جنات عدن پھر یہ بات چاہی کہ دنیا میں اُن کو اعمال  
 فاسد و عقائد باطل سے محفوظ رکھے پھر اس حفاظت کے طلب کے نے کی یہ علت ذکر کی کہ دنیا میں اُن سے محفوظ  
 رکھنا سبب رحمت کا آخرت میں یائین طہر کہ عذاب جحیم سے بچانا اور جنات نعیم میں پہنچانا پس کہا  
 وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْنَاهُ پس سیئات سے بچانے کو شرط ٹھہرایا واسطے فائز  
 ہونے اُن رحمت کے جو کہ نعمت غیر منقطع ہے مقابلے میں اعمال منقطع کے اور ملک نعیم ہے مقابلے  
 میں اعمال حقیر کے لومئذ میں تو یوں عرض ہے اس جملے سے جو کہ عبارت میں موجود نہیں ہے  
 بلکہ سیاق سے نکلتا ہے قدر یہ ہے یوم افتد خل من ثناء الجنت ومن ثناء النار المسبب عن  
 السیئات و یوم القیامت کسی نے کہا قدر یہ ہے یوم اذ توافذ بہا او جواب من کا فقد رحمت ہے  
 معنی یہ ہیں اور جس کو تو بچائے سیئات جس دن کہ تو داخل کرے جنت میں جسکو چاہے اور ناریں







طرف اللہ تبارک و تعالیٰ کے پہر مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا تَاذَعُوا لِلّٰهِ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ  
 الْكَافِرُونَ یعنی شرکوں کا تو یہ حال ہے جو سن چکے اور اللہ پاک کی قدرت و منت پر جو مذکور ہوئی سو ان کو  
 مسلمانوں تم اللہ وحدہ کے واسطے دعا و عبادت خالص کرو اسی کو پوجو اسی کو بجاؤ اور شرکوں کی  
 راہ و روش میں ان کی مخالفت کرو امام احمد نے ابو الزبیر محمد بن سلم بن مدرس مکی سے روایت کیا ہے  
 یہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہہ کرتے تھے پیچھے ہر نماز کے جبکہ سلام پیرے لَّا اِلٰهَ اِلَّا  
 اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لَکُمُ الْمُلْكُ وَلَکُمُ الْحُکْمُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَحْوَلُ وَلَا  
 قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَکُمُ الدِّیْنُ لَکُمُ الْاَمْلَکُ لَکُمُ الْاِیَّاهُ لَکُمُ الْاِیَّاهُ وَلَکُمُ الْفَضْلُ وَاللّٰهُ اَحْسَنُ  
 لَکُمُ الْاَمْلَکُ لَکُمُ الْاَمْلَکُ لَکُمُ الْاَمْلَکُ لَکُمُ الْاَمْلَکُ لَکُمُ الْاَمْلَکُ لَکُمُ الْاَمْلَکُ لَکُمُ الْاَمْلَکُ لَکُمُ الْاَمْلَکُ  
 تہنیل کرتے تھے ان کلموں سے پیچھے ہر نماز کے رَوَاهُ سُلَیْمَةُ وَابُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ طَرِیْقٍ  
 عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَجَاجِیْ بْنِ اَبِیْ عُمَانَ وَمُوسَى بْنِ عَقَبَةَ ثَلَاثَتِهِمْ عَنْ اَبِیِ الزُّبَیْرِ  
 عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَرٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یَقُوْلُ فِیْ ذُبْرِ کُلِّ صَلَوةٍ لَا  
 اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَذَکَکُمُ تَمَامُہٗ یصحیح من حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے  
 ثابت ہو رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے بعد فرض نمازوں کے تَا اِلٰہَ اِلَّا  
 اللّٰهُ وحدہ الخ ابن ابی حاتم نے عن ابن سیرین عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ آپؐ فرمایا کہ تم دعا کرو اللہ تبارک و تعالیٰ سے اللہ تم یقین کرنے والے  
 ہوا تمہارے یقین قبول کرنے کا یقین کر کے دعا کیا کرو اور جان رکھو کہ اللہ قبول نہیں کرتا ہے دعا  
 قلب غافل لا ہی سے ف فخر البیان کا بیان فاتح یہ ہے یہ جیسا اللہ پاک نے اصحاب مار کا ذکر کیا اور  
 اس کا کلمہ عذاب کا اُنپر واجب ثابت ہوا ان کا احوال بیان کیا بعد دخول نار کے پس رسول فرمایا  
 لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کَفَرْنَا بِکَ اَدُوْنَ وَاحِدَی کہنے ہیں مفسرین نے کہا ہے کہ کفار جبکہ اپنے اعمال و کمیتوں  
 اور اپنے نامہ اعمال میں نظر کریں گے اور دوزخ میں داخل کیے جائیں گے اور اپنی جانوں کو مینوض  
 کر دیں گے پس جب بنو ہذیل اعمال کے توجہ سے اللہ کے عذاب کا معاذ کریں گے تو ایک پکارے والا  
 اُن کو پکار کر یوں کہے گا کہ اے مینوض رکھنا اللہ تعالیٰ کا تم کو دنیا میں بزرگتر تھا تمہارے مینوض کہنے  
 سے اپنی جانوں کو آج کے دن یا مینوض کہنے بعض تمہارے سے بعض کو آج آخس نے کہا کہ حرف  
 لام لغت کا لام ابتداء جو واقع ہو رہا ہے بعد یا دوزخ کے اس لیے کہ معنی اس کے تھا الہم ین اور انداز  
 قول ہے کہ میں نے کہا کہ ہر انسان اہل نار میں کا اپنے نفس سے کہے گا نفعنا فی نفسی یعنی مینوض رکھا ہے

لے  
 کلام  
 مذکور



تجربہ کو ابدینار ہولناک بنجھ سے اسی پر نفس اس پر فرشتے اُن سے کہیں گے اور وہ آگ میں ہوں گے البتہ  
 مقت اللہ کا تم کو جب کہ تم دنیا میں سہلے تخت ترہتا تھا ہمارے مقت ابنی جانوں کو آج حضرت حسن نے فرمایا  
 دیے جائیں گے اپنی کتاب پہ چرب نظر کریں گے طرف اپنے گناہوں کے تو بعض صر کہیں گے اپنی جانوں کو  
 پس پکارے جائیں گے البتہ مقت اللہ کا تم کو دنیا میں جبکہ تم بلاے جاتے تھے طرف ایمان کے پہر تم کفر  
 کہتے تھے بزرگتر تھا تھا ہمارے مقت و ابنی جانوں کو جبکہ تم نے معاینہ کیا آگ کا کلکہ اور خوف منسوب سے مقت و بزرگتر  
 سے جس ہیقت مذکور ال ہے اسی مقتہ تعالیٰ ایا کم وقت دعا کو کسی نے کہا کہ وہ مخدوت اور دوسے کسی  
 نے کہا اسی مقت کا طرف ہو جو اول مذکور ہو چکا ہے مقت کہتے ہیں اللہ بغض کو بہانہ مراد اُس کے اسکا  
 لانہم ہے وہ لازم ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے غیظ و غضب سے اور اُن کی تذبذب قالا ابوالستود کرخی نے کہا مراد اُن  
 سے اس جگہ اللہ انکار روز جزے فتکھ و ن کا یہ مطلب ہے کہ یہ تم صرار و استمرار کرتے تھے کفر پر اپنے نفوس  
 امارہ کی پیروی کرنے کو اور اُن کی خواہش کی طرف دوڑنے کو اور اپنے دوستوں کو راہ کرنے والوں کی قہدا  
 کرنے کو اور اپنے اگلے پر کہوں کی پیروی کرنے کو اور اُن کی راہوں کے محبوب سمجھنے کو پہر اللہ پاک  
 نے اُس بات کی خبر دی جسکو وہ دونوں میں کہیں گے پس فرمایا قَالُوا وَبَيْنَا اَلْخَدَوْنِ اَمْتِنِمْ صَفْتِمْ  
 مخدوف کی حالت انابتین تین بیتنا اجاتین تین تین کی تیسیرین جزین لی یحی وہا لکھو کہ یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم سنی تھے  
 قبل اسکے کہ تم بیکر ہو سید یکے تلپہ پر نکونہ دیکھا دنیا میں بقیہ آیت حیات ہے کہ تم کو مارے گا تو تم رجوع کیے  
 جاؤ گے طرف قہرون کے سوچہ دو سرام نہا ہے یہ تم کو اُنہا کبڑا کرے گا قیامت کے دن یہی یہ دوسری حیات ہے  
 قویہ و موتین ادد و حیاتین ہو میں کھور تعالیٰ کیف تکفرون بالله و کھتیم امواتا قاحیا کھ الا یہ  
 پہر اللہ پاک نے اُن کا اعتراض ذکر کیا بعد اس کے کہ وہ نار میں پہونچ گئے بسبب اُس شے کے جسکی تکذیب کی  
 دنیا میں پس اُنکی طرف سے حکایت کر کے ارشاد فرمایا قَاتَعْتُمْ قَنَايَا نُوْبِنَا یعنی اب ہم نے اقرار کیا اپنے گناہوں  
 کا جن کو ہم دنیا میں کرتے ہیں مراد رسولوں کا جہلانا اللہ کے ساتھ شر کرنا اسکی توجید کو چھوڑنا ہے سر  
 وہا ن اقرار کیا جہان کہ اقرار اُن کو نفع نہ دے گا اور اُس جگہ نام دم ہو جس جگہ نہ امت اگر کو نفع نہ دے  
 مطلب ہے کہ سبب اُنہوں نے دیکھا کہ مارنا اور بھلانا اُن کا جو واقع ہو چکا ہے تو جانا کہ اللہ تعالیٰ دو بار پراپلا  
 کرنے پر قادر ہے جس طرح کہ اولیٰ ایجاد کرنے پر قادر ہے پس اب اقرار کر لیا اور اپنے اُس اقرار کو اس بات کے  
 کہنے کا مقدمہ نہیں رہا کہ قَاتَعْتُمْ قَنَايَا نُوْبِنَا یعنی پہر کیا ہے واسطے ہمارے نام سے کھٹنے  
 کی اور دنیا میں پہر جاتے کی کوئی راہ کہ ہم اپنے رب کی اطاعت کریں اور اُس سے خلاصی پا جائیں یا اُس کے  
 ہمارے نام سیدی و حق ہے تو نہ کھانا ہے نہ اُس کی طرف کوئی راہ ہے یہ اُس شخص کی بات ہے جو جہنم میں

جو کہ اُن کی طرف سے تھا  
 جو کہ اُن کی طرف سے تھا  
 جو کہ اُن کی طرف سے تھا



پاک نے اپنے آسمانوں میں اور زمین میں اور ان کہتیا میں جو زمین و آسمان میں ہیں اور ان میں جو ان کے درمیان میں ہیں چھوڑنے میں نزل کو بابت بد پر ہے اور ابو عمر و ابن کثیر نے بخفیف مکتہ چونکہ آیات مذکورہ کا دکھانا اور پانی کا آسمان سے نازل کرنا تہجد و ستر ہوتا ہے اس لیے دو نو جگہ صیغہ مضارع کا ذکر فرمایا ہے جو التہجد و ستر پر اول ہے تو رتالی وَمَا يَتَنَزَّلُ الْمَلَكُوتُ يُذِيبُ مَعْنَى وہ کھلی کھلی نشانیاں جنکا ذکر ہوا ان سے نصیحت پذیر نہیں ہوتا ہے اور توحید و صدق وعدہ و عید پر ان سے استدلال نہیں کرتا ہے مگر وہی جو کہ رجوع کرتا ہے طرف طاعت اللہ تعالیٰ کے بسبب اس شے کو جس کو اللہ کی آیتوں میں نظر وغیرہ کرنے سے حاصل کرتا ہے اور وہ جو توبہ کرتا ہے شرک سے اور رجوع ہوتا ہے طرف اللہ کے اپنے سارے کاموں میں اس لیے کہ جو معاند ہے وہ نہ ان میں غور کرتا ہے نہ نصیحت پذیر ہوتا ہے پہر جبکہ اللہ پاک نے وہ دلیلین کرکین جنکو اپنی توحید و تقدیر پر قائم کیا تو اپنے بندوں کو امر فرمایا کہ اس کو بکارین اور ہر کے واسطے دین کا خالص کرین پس ارشاد فرمایا فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ الْآیۃ یعنی جب لائل سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ وحدہ لا شریک ہے تو اب تم اس کو بکارو اس کے واسطے دین کو خالص کر کے یا حیکایات ویسی ہے جیسی ذکر کی گئی کہ نصیحت پذیر ہونا اسی کے ساتھ خاص ہے جو کہ انابت کرتا ہے اور رجوع ہوتا ہے طرف طاعت اللہ تعالیٰ کے تو تم اس اکیلے کو بکارو اس طال میں کہ خالص کرینا لے ہو اس کے لیے عبادت کو جسکا اس نے تم کو امر فرمایا ہے کو کافر لوگ اسکو کہہ رہے ہیں پس تم انکی کہرت کی طرف کچھہ التفات مت کرو اور ان کو چہرہ دو کہ وہ اپنی غیظ میں مریں اور اپنے حسرت و انوس میں ہلاک ہوئے تم ہرگز ان کا کچھ خیال مت کرو تم اسی کو خالص کر کے پوجو کیونکہ مستحق عبادت کا وہی یکتا و بے ہمتا ہے

**بسم اللہ پاک** نے اپنے اور اوصاف ذکر فرمائے رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْزِلَ رِيعُومَ الْخَلَاقِ ۚ يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ لَا يَخْفَىٰ عَنِ اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ مِلَإِ الْفَلَاحِ الْيَوْمَ مِلَإُوا وَاحِدَ الْقَهَّارِ الْيَوْمَ يُخْزِي كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَقِ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۚ وَأَنذَرْتَهُمْ يَوْمَ لَا رَفْقَةَ لِذَٰلِكَ لَعَنَّا جَارِجًا ظَمِيرًا ۚ مَا لَظْلَمِينَ مِنْ حَتْمٍ وَلَا شَفِيعَ نَطَاعٍ ۚ بَعَثْنَا مِنْهُ آلَ آدَمَ وَمَا عَجَبٌ ۚ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ ۚ وَاللَّهُ يَعْصِي بِأَمْرِهِ مَا الْإِنِّ يَذْعُونَ مِنْ ذُنُوبِهِمْ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ مَّا لَ اللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۚ مَا

اوپنے دھون کا مالک تخت کا اتارنا ہے ہر کی بات اپنے حکم سے جس پر جاوے اپنے بندوں میں کہ وہ ذرا اسے طاعت کے دن سے جس دن وہ لوگ نکل کہے ہوں گے جیسی نہ رہے گی اللہ پر انکی کوئی چیز کس کا راجع ہے اس دن اللہ کا ہے جو اکیلے ہے دباؤ والا بدلا پاؤسے گا ہر جی جیسا کہ باظلم نہیں

آج بیشک اللہ شہنشاہ بینو والا ہے حساب اور خبر ندادی انکو اس نزدیک نیوالے دن کی جس وقت کہ دل پہنچے گی  
 گھون کو تو دبا رہے ہوں گے کوئی نہیں گنہگاروں کا دھوکا اور نہ سنا رشی جس کی بات مانی جاوے وہ جانتا ہو  
 چوری کی نگاہ اور جو چہا ہے سیمون میں اور اللہ جیکسا ہے انصاف اور جنگو پکارتے ہیں اُس کو سوائے نہیں  
 چکاتے ہیں کہ چہ بیگناہ ہو اور ہی ہے متنا دیکھتا انتہے ف حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہو  
 اپنی عظمت و کبر باری اور اپنے عرش عظمیٰ کے ارتقاء کی جو کہ انکی ساری مخلوقات کے اوپر ہے مثل تھف کے کا  
 قال تعالیٰ مِنَ اللّٰهِ ذِی الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ الْمَلِکِ الْکَمِیْلِ الرَّؤُوفِ الْکَرِیْمِ یَوْمَ کَانَ مَقْدَارُ الْمُخْسِرِیْنَ  
 اَلْفَ سَنَہٍ اِنشَاء اللہ تعالیٰ آئندہ اسکا بیان آئے گا کہ یہ مسافت مابین عرش کے ہے ساتویں زمین  
 تک قول میں ایک جہاں کے سلف و خلف سے اور انشاء اللہ تعالیٰ راجح تر یہی قول ہو غیر واحد نے ذکر کیا ہے  
 کہ عرش یا قوت سطح ..... کا ہے وسعت اُس کو دو قطر کے مابین کی پچاس ہزار برس کی راہ ہے اور  
 اونچائی اُس کی ساتویں زمین سے پچاس ہزار برس کی راہ حدیث و افعال میں وہ بات گردہ چلی ہے جو  
 اس پر ال ہے کہ ارتقاء اسکا ساتوں آسمانوں سے بہت کچھ ہے قول تعالیٰ یَلِیْقِیَ الرَّؤُفُ مِنْ اَمْرِیْہِ  
 الْاَیَّہِ بِمِثْلِ اِسْ ایت کے ہے یَنْزِلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ بِالرُّوحِ مِنْ اَمْرِہِ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ اِنَّ اَنْذَرًا  
 اَنْہَا لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاتَّقُوْنِ وَ کقولہ تعالیٰ وَاَنْتَ لَتَنْزِلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سَکَرًا یَّہِ الرَّؤُفُ  
 اَلَا یَعِیْنُ عَلٰی قَلْبِکَ لَتَکُوْنَ مِنَ الْمُتَنِیْدِیْنَ اور اس لیے اللہ عزوجل نے بیان یون فرمایا ہے  
 لَیْسَ بِہِمْ یَوْمَ التَّلَاقِ عَلٰی بْنِ اَبِی طَلْحَہُ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہو  
 کہ یوم التلاق ایک نام ہے روز قیامت کے ناموں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اُس سے فوراً یا ہے  
 ابن جبر کے کہا کہ حضرت ابن عباس فرمایا ہے کہ میں نے اُس میں حضرت آدم اور اُن کا آخر رکھا۔  
 ابن زید نے کہا کہ اس میں بندے میں گئے قتادہ وندی و بلال بن سعد و سفیان بن عیینہ نے  
 کہا کہ میں نے اُس میں آسمان والے اور زمین والے قتادہ وندی نے کہا میں نے اُس میں آسمان  
 والے اور زمین والے اور خالق و خلق سیمون بن جہان نے کہا کہ میں نے اُس میں آسمان و خلق و مظلوم اور کبھی یون کہا  
 جاتا ہے کہ یوم التلاق اس سب کو شامل ہے اور شامل ہے انکو کہ ہر حال غنیمت و غنیمت و غنیمت و غنیمت  
 جو اُس نے کیا ہے جیسا کہ دوسرے دن نے کہا ہے قولہ جل جلالہ یَوْمَ هُمْ بِاَدْوٰی ذٰلِ الْاَیَّہِ کا یہ  
 مطلب ہے کہ وہ سب ظاہر و باطن ہوئے گئے کوئی شے انکو نہ چھپائے گی نہ اُن پر سایہ کرے گی یہاں  
 لیے یون فرمایا یوم ہم باز دن لا یعنی علی اللہ منہم شے یعنی سب اُس کے علم میں برابر ہو گئے قولہ  
 تبارک و تعالیٰ لَیْسَ الْمَلِکُ الْیَوْمَ وَلَیْہِ الْاَوَاحِدُ الْعَقَّارُ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی

۱۰ اسکا دل پہنچے گی  
 ۱۱ وہ جانتا ہو  
 ۱۲ اسکا دل پہنچے گی  
 ۱۳ اسکا دل پہنچے گی  
 ۱۴ اسکا دل پہنچے گی  
 ۱۵ اسکا دل پہنچے گی  
 ۱۶ اسکا دل پہنچے گی  
 ۱۷ اسکا دل پہنچے گی  
 ۱۸ اسکا دل پہنچے گی  
 ۱۹ اسکا دل پہنچے گی  
 ۲۰ اسکا دل پہنچے گی  
 ۲۱ اسکا دل پہنچے گی  
 ۲۲ اسکا دل پہنچے گی  
 ۲۳ اسکا دل پہنچے گی  
 ۲۴ اسکا دل پہنچے گی  
 ۲۵ اسکا دل پہنچے گی  
 ۲۶ اسکا دل پہنچے گی  
 ۲۷ اسکا دل پہنچے گی  
 ۲۸ اسکا دل پہنچے گی  
 ۲۹ اسکا دل پہنچے گی  
 ۳۰ اسکا دل پہنچے گی  
 ۳۱ اسکا دل پہنچے گی  
 ۳۲ اسکا دل پہنچے گی  
 ۳۳ اسکا دل پہنچے گی  
 ۳۴ اسکا دل پہنچے گی  
 ۳۵ اسکا دل پہنچے گی  
 ۳۶ اسکا دل پہنچے گی  
 ۳۷ اسکا دل پہنچے گی  
 ۳۸ اسکا دل پہنچے گی  
 ۳۹ اسکا دل پہنچے گی  
 ۴۰ اسکا دل پہنچے گی  
 ۴۱ اسکا دل پہنچے گی  
 ۴۲ اسکا دل پہنچے گی  
 ۴۳ اسکا دل پہنچے گی  
 ۴۴ اسکا دل پہنچے گی  
 ۴۵ اسکا دل پہنچے گی  
 ۴۶ اسکا دل پہنچے گی  
 ۴۷ اسکا دل پہنچے گی  
 ۴۸ اسکا دل پہنچے گی  
 ۴۹ اسکا دل پہنچے گی  
 ۵۰ اسکا دل پہنچے گی



کے سودہ تو نہ ٹھہریں گے اور نہ جمع کریں گے طرف اپنی جگہ کے عکرو وندی وغیرہ اہل نے ہی اسی طرح کہا ہے کا طیز  
 کے معنی ہیں ساتھیں بیٹے وہ عاشق ہوں گے کوئی بات نہ کرے گا مگر اس کے اذن سے کہا قال تعالیٰ یوم یقوم  
 الرُّوحُ وَالْمَلَائِکَةُ صَفًّا لَا یَسْکَبُونَ إِلَّا مَنَ اِذْنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ فَقَالَ صَوَابًا اِمِنْ حَرَجِجَ لَے  
 کہا یا کہین یعنی وہ روتی ہوں گی قولہ تعالیٰ مَا لِلظَّالِمِیْنَ مِنْ حِمْلِیْ وَلَا یُکَلِّفُ عَلَیْهِمْ کُلٌّ شَیْءًا مِّنْ حِمْلِہُمْ یعنی جنہوں نے  
 اپنی جانوں پر شر کر کے ظلم کیا ہے اُن کے واسطے نہ کوئی اُن کا ناتے والا ہے نہ اُن کو نفع پہونچے اور  
 نہ کوئی سفارش کی اُن کے بارے میں سفارش کرے بلکہ ہر پہلی سے اُن کے سارے اسباب ورستے ٹوٹ  
 جے قولہ تعالیٰ یَفْکُمْ خَآئِفَةُ الْاَکْثَرِ اَیَہ اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے کامل پورے علم کی خبر دیتا ہے  
 جو کہ ساری چیزوں کو گہیرے ہوئے ہے نہ سے سب سے کی ہوں یا چھوٹے درجے کی بڑی ہوں یا چھوٹی باریک  
 ہوں یا باریک سے باریک اس کے علم سے کچھ بھی باہر نہیں ہے تاکہ لوگ اُس کے علم کا حذر کریں جو اُن میں ہے  
 پیر اللہ تعالیٰ سے شرمین جیسا کہ شرمائے کا حق ہے اور تقویٰ رکھیں اُس کا جیسا کہ حق ہے تقویٰ رکھنے کا  
 اور پاس و لحاظ کریں اسکا مثل لحاظ رکھنے اس شخص کے جو یہ جانتا ہے کہ اللہ اُسے دیکھ رہا ہے کیونکہ وہ  
 چورانگہ کو جانتا ہے گو وہ آنکھ ظاہر کرے امانت کو اور جانتا ہے چھپی باتوں کو جن پر سینوں کی پوشیدہ کیا  
 بیٹی ہوئی ہیں حضرت ابن عباسؓ نے اسکی تفسیر میں فرمایا ہے یہ وہ شخص ہے کہ داخل ہوتا ہے گہر  
 والوں پر اُن کے گہر میں اور اُن میں خوبصورت عورت ہوتی ہے یا اُسپر اور اُن پر خوبصورت عورت گور  
 کرتی ہے پس جب گہر والے غافل ہوتے ہیں تو وہ شخص اُس عورت کی طرف دیکھتا ہے پر جب وہ ہوشیار ہو جاتا  
 دین تو اپنی نگاہ اُس سے نیچی کر لیتا ہے پر جب وہ غافل ہوتے ہیں تو دیکھتا ہے پر جب وقت وہ خوشیار  
 ہوتے ہیں تو پست کر لیتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ مطلع ہو چکا ہے اُس کے دل سے اس پر کہ اُس نے یہ بات دوست  
 رکھی ہے کہ کاش وہ مطلع ہوتا اُس عورت کی شرمگاہ پر اُن الی حاتم نے اسکو روایت کیا ہے **مضائق**  
 کہ خاتۃ الامین غمزدہ یعنی آنکھ سے اشارہ کرنا ہے اور آدمی کا یہ کہنا ہے کہ میں نے فلان ٹٹے دیکھی حالانکہ  
 اُس نے نہیں دیکھی یا میں نے نہیں دیکھی حالانکہ وہ دیکھی ہے حضرت ابن عباسؓ کا دوسرا قول یہ ہے کہ اللہ  
 تعالیٰ جانتا ہے آنکھ سے اسکی نظر کرنے میں کہ آیا وہ ارادہ کرتی ہے خیانت کا یا نہیں اسی طرح مجاہد و  
 قتادہ نے بھی کہا ہے حضرت ابن عباسؓ نے و ما تخفی الصدہ و کی تفسیر میں فرمایا ہے اللہ جانتا ہے اس  
 بات کو کہ جب تو اس عورت پر قادر ہوگا تو ایتا اُس سے زنا کرے گا یا نہیں **مدی** لے کہا اللہ تعالیٰ  
 جانتا ہے اُس دوسرے کو جسے سینے چھپاتے ہیں قولہ تعالیٰ وَاللّٰہُ یَخْبِیْہِیْ بِالْحَقِّ یعنی اللہ حکم کرتا ہے  
 ساتھ محل کے غمش نے عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ

تین تین کر کے ہوں  
 اور نہ تین تین کر کے ہوں  
 کوئی نہیں جانتا  
 جسکو بار بار کہتا ہے  
 اور نہ بار بار کہتا ہے  
 علیٰ حقہ صریح  
 بیان کیا ہے  
 چاروں طرف سے  
 اللہ تعالیٰ ان کو  
 انیس سو ہند  
 اور نہ انیس سو ہند  
 اور نہ انیس سو ہند  
 خداوند تعالیٰ  
 من تلوہ و ان  
 بتالیٰ صریح  
 سہولت  
 ابن ابی حاتم  
 اللہ تعالیٰ  
 حاضر ہے



بلند فرمائے ہیں اور فرشتوں میں سے ہر ایک کے واسطے ایک درجہ معین ٹھہرایا ہے جیسا کہ ملائکہ کی طرف سے نقل فرمایا **وَمَا يَمْسُرُ الْاَلَمَاقُ مَقَامٌ مَّتَّحُوْنٌ** اور علماء میں سے ہر ایک کے ایک درجہ معین قرار دیا ہے کہ قال تعالیٰ **يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ اُولُوا الْحِلْمَ دَرَجَاتٍ** اور اجسام میں سے ہر نوع کے واسطے ایک درجہ معین کیا ہے سو بعض کی توارضی سفلی کبر کیا اور بعض کو فحلی علوی روشن بنایا ہے اور بعض کو جواہر عرش و کرسی سے اور اگر درجہ سے مصاعد ملائکہ مراد لیے جائیں یہاں تک کہ عرش کو پہونچیں نود و نوز احتمال میں کہ رافع بمعنی رافع و مرفع ہو یعنی وہ بلند کر نیوالا ہے جانا موصو د ملائکہ کو یا اس کے ملائکہ کے صعود کی تکمیل میں مرفع بمعنی اسی طرح اگر درجات سے سموات مراد لیں تو یہی رافع بمعنی رافع و مرفع ہو سکتا ہے یعنی اس نے آسمانوں کو بلند کیا ہے یا اس کے آسمان بلند ہیں جیسا کہ سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ وہ ایک آسمان ہے اوپر ایک کے اور عرش ان کے اوپر ہے عزم کو جو الہی عظیم الشان باہر البرہان کام کرنے والا ہے وہی عبادت و اخلاص کا مستحق ہے **حَسْبُكَ يَلْقَى الْاَوْفَى** مغل رافع میں ہے اس بنا پر کہ جو تہی خبر ہے مبتدا سے متقدم کی یا خبر ہے مبتدا سے مقدر کی مقصود اس سے بیات بتانا ہے کہ جس طرح جمالیات اس کے زیر تخیل ہیں اسی طرح روحانیات ہی اس کے امر کے سحر میں اس لیے کہ **سَوَاءٌ اَللّٰہُ بَاکٍ** کا یا تو جسمانی ہے یا روحانی **سَوَاءٌ اَللّٰہُ تَعَالٰی** نے اس آیت میں بیان فرمادیا کہ دونوں میں انکی زیر تخیل سحر میں جمالیات میں تو سب کے بڑا عرش معلیٰ ہے سو ذوالعرش فرما کر بنا دیا کہ وہ کل عالم اجسام پرستوی ہے اور یقینی الروح الخ سے اس پر آگاہی بخشی کہ روحانیات ہی متعلقات جمالیات کے اس کے امر کے سحر میں دوسری بات یہ ہے کہ بعد تقریر توحید کے نبوت کی تہنید شروع فرمائی روح سے مراد وحی ہے وحی کا نام روح اس لیے رکھا ہے کہ لوگ بسبب وحی کے موت کفر سے زندہ ہوتے ہیں جس طرح کہ ابدان ارواح سے زندہ ہو جاتے ہیں اس کے مثل یہ آیت ہے **وَكَذٰلِكَ اَفْحَشْنَا لَكَ دُوحًا** انھیں تاکہ انھیں مراد روح سے وحی ہے کسی نے کہا کہ وحی سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں جس طرح کہ اس آیت میں ہے **تَزَلُّوْا بِالْاَوْحَانِ عَلٰی ثَلٰثٍ** و کہا قال تعالیٰ **تَزَلُّوْا بِالْاَوْحَانِ** میں **تَزَلُّوْا** بالحق قولہ تعالیٰ **مِنْ اَمْرِ** متعلق ہے یعنی سے یہی جائز ہے کہ محذوف سے متعلق ہو کر حال ہوائے کائنات میں امرہ اور ناسٹما او بعد کائنات میں امرہ اور حرف من واسطے ابتداء سے غایت کے ہے یا بیان ہے روح کا جس کے معنی وحی کے ہیں یا صفت ہو روح کی امر یقینی الروح الکائنات میں امرہ یا حرف من یہ ہے کہ من اجل امرہ و بسبب امرہ اور مراد امرہ سے قول ہے جیسا کہ مکی نے کہا ہے یا مراد اس سے قضا ہے جیسے حضرت ابن عباس میں گفتا **اَلْحَاوِلِ**

۹  
اس میں ہر ایک کے ایک درجہ معین ٹھہرایا ہے  
جیسا کہ سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ وہ ایک آسمان ہے  
اوپر ایک کے اور عرش ان کے اوپر ہے  
عزم کو جو الہی عظیم الشان  
باہر البرہان کام کرنے والا ہے  
وہی عبادت و اخلاص کا مستحق ہے  
اس کے امر کے سحر میں دوسری بات یہ ہے  
کہ بعد تقریر توحید کے نبوت کی تہنید  
شروع فرمائی روح سے مراد وحی ہے  
وحی کا نام روح اس لیے رکھا ہے  
کہ لوگ بسبب وحی کے موت کفر سے زندہ  
ہوتے ہیں جس طرح کہ ابدان ارواح سے  
زندہ ہو جاتے ہیں اس کے مثل یہ آیت ہے  
وَكَذٰلِكَ اَفْحَشْنَا لَكَ دُوحًا  
انھیں تاکہ انھیں مراد روح سے  
وحی ہے کسی نے کہا کہ وحی سے  
مراد حضرت جبریل علیہ السلام  
ہیں جس طرح کہ اس آیت میں ہے  
تَزَلُّوْا بِالْاَوْحَانِ عَلٰی ثَلٰثٍ  
و کہا قال تعالیٰ تَزَلُّوْا بِالْاَوْحَانِ  
مِنْ اَمْرِ متعلق ہے یعنی سے یہی  
جائز ہے کہ محذوف سے متعلق ہو کر  
حال ہوائے کائنات میں امرہ اور  
ناسٹما او بعد کائنات میں امرہ اور  
حرف من واسطے ابتداء سے غایت کے  
ہے یا بیان ہے روح کا جس کے معنی  
وحی کے ہیں یا صفت ہو روح کی امر  
یقینی الروح الکائنات میں امرہ یا  
حرف من یہ ہے کہ من اجل امرہ و  
بسبب امرہ اور مراد امرہ سے قول  
ہے جیسا کہ مکی نے کہا ہے یا مراد  
اس سے قضا ہے جیسے حضرت ابن  
عباس میں گفتا اَلْحَاوِلِ





یہ ہے کہ جو کچھ ہم نے دیکھا ہے  
چونکہ اس کا جواب ہے  
یہ ہے کہ جو کچھ ہم نے دیکھا ہے  
چونکہ اس کا جواب ہے  
یہ ہے کہ جو کچھ ہم نے دیکھا ہے  
چونکہ اس کا جواب ہے  
یہ ہے کہ جو کچھ ہم نے دیکھا ہے  
چونکہ اس کا جواب ہے

تھے اللہ سے مخفی نہیں رہے گی کون اعمال جو کہ دنیا میں کر چکے ہیں دوسری یہ ہے کہ بارزوق کی تمہیر سے حال  
ہے یعنی دو قبروں سے نکلیں گے اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ پر اُن سے کوئی شے مخفی نہ ہوگی تیسری یہ ہے  
کہ کلمہ ہم کی دوسری خبر ہے قولہ تعالیٰ لمن خبر مقدم ہے اور الملک الیوم مبتدأ سے مؤخر ہے اور جملہ  
متانفہ ہے جو اس کے سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ اُس نے جو غلات خارج ہوگی تو اُس سے اُس وقت کیا  
کہا جائے گا سو یہ اس کا جواب ہے کہ یون کہیں گے کہ آج کس کا ماک ہے مفسرین نے کہا ہے کہ جب سارے  
آسمان وزمین والے ہلاک ہو جائیں گے تو رب تبارک و تعالیٰ یہ فرمائے گا پھر اسے کوئی جواب نہ دے گا  
تو وہی خود کو جواب دے گا فرمائے گا لیلۃ الواحید لفقہ آریہ خبر ہے مبتدأ سے مخذوف کی ای ہو بشد  
حضرت حسن نے فرمایا وہی سائل اور وہی مجیب جبکہ کوئی اسے جواب دے گا تو وہی خود کو جواب دے گا گئی  
کہا کہ اللہ پاک ایک سنادی کو حکم دے گا کہ اُسکی نذر کرے تو اہل محشر کے مؤمن و کافر کہیں گے اللہ اوہ  
الغبار کسے کہا کہ اس سنادی کو جواب اہل جنت دین گے اہل نارہ دین گے انادہ الزمخشری کسی نے کہا  
ہ حکایت اس بات کی جس کے ساتھ زبان حال ناطق ہوگی اُس نے سبب بنقطع ہونے دعاوی سبطین  
کے جس طرح کہ آیت میں ہے وَمَا أَذْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ثُمَّ مَا أَذْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ یَوْمَ  
لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ سَعِيًا وَلَا مَكْرُیًا مَّوَدِّعًا لِّلَّهِ قَرِیْبٌ لِّیَوْمِ الْقِيَامِ لہے کہا یہ قول وقت فنا سے خلق کے  
ہو گا کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ درمیان دو نفخوں کے اس کو فرمائے گا اور بعد چالیس برس کے خود کو جواب دے گا  
قولہ تعالیٰ الیوم تجزى كل نفس بما کسبت لا ظلمہ الیوم ہذا اللہ میرے نفع الحسب تمامہ جواب ہے  
ہے بنا براس قول کے کہ جواب دینے والا خود اللہ پاک ہے تراوہ قول کہ مجیب سارے بندے ہیں یا بعض  
سو اس کی بنیاد پر کلام متانفہ نہیں ہے گا واسطے بیان اُس بات کے جس کو اللہ تعالیٰ بعد اُن نے جواب کے  
فرمائے گا یعنی آج بدلادیا جائے گا ہر نفس ساتھ اُس شے کے جو اُس نے کی ہے دنیا میں خیر و شر سے  
کسی طرح کا ظلم نہیں ہے آج کسی پر اُن میں سے بائیں طور کہ اُس کے جواب کے کہ کیا جائے یا اُس کے  
عقاب میں کچھ زیادتی کی جائے بیشک اللہ سر علی الحساب یعنی اُس کا حساب علی ہے کیونکہ اس کو اس میں  
فکر وغور کرنے کی حاجت نہیں ہے جس طرح کہ اور لوگ اُس کے حاجت مند ہوتے ہیں اس لیے کہ اُس کا  
علم تو ہر شے کو گہیرے ہوئے ہے تو اُس سے تو ذرا ہر غائب نہیں ہوتا ہے سرعت حساب میں کہا ہے  
کہ دنیا کے دفن میں سے بقدر آدھے دن کے ساری خلق کا حساب لے گا اس واسطے کہ اللہ پاک کو ایک  
حساب دوسرے حساب سے باز نہیں رکھتا ہے وہ تو ایک وقت میں ساری خلق سے حساب لے گا  
پس نہ ایک حدیث کے جو ان باب میں وارد ہوئی ہے عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت کیا ہے کہ حج کرے گا اللہ ساری خلق کو قیام کے دن بے عید و احد بارضہ بھیا کا نہا سیدیکہ نصیۃ  
یعنی ایک میدان میں زمین سفید کرے گا وہ یہ تہ کیا ہے چاندی کی حسین کہی اپنہ کی نافرمانی نہیں کی گئی اگر  
پہلی بات جو کہ گاہ وہ یہ ہے کہ نذر کے گا ایک ستادی لمن الملک الیوم الی قولہ الحساب پر اول جس نے  
ساتھ ابتدا کی جائے گی خصوصاً کہ وہ خون ہیں یہ اثر اس قول کا مؤید ہے جو اول گذر چکا ہے پھر اللہ پاک  
نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ اُس کے بندوں کو ڈرامین پس ارشاد فرمایا وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ  
الْاٰلِیٰہِ فَاَقْمِرُوا وَرَوِّیَا سَیِّئَ سَبَبِ اُس کے قریب ہے یہ نام انکار کہا ہے محاورے میں بولتے ہیں اذ فلان  
اور اصل اسے قریب یا زنا زفا من باب توب از و فادنا و قریب کسی نے کہا کہ یوم الازفہ موسیٰ کے حاضر ہونے  
کا دن ہے لیکن قول اول ولی ہے تزلج لے کہا قیامت کو آؤ اس لیے کہا گیا کہ وہ قریب ہے گو گوگون نے  
اُس کے امر کو بعید سمجھا ہے جو شے ہونے والی ہے تو وہ قریب ہے قولہ تعالیٰ اِذِ الْقُلُوبُ لَدٰی  
الْحٰکِمِ ذٰلِیْہِ یعنی جبکہ دل مارے خوف کے اپنی جگہ سے زائل ہو جائیں گے اور اوپر کو چڑھ آئیں گے نہایت  
کو جھجھ کو پہنچیں گے اور اُن کے حلق سے بھائیں گے پھر نہ تو وہ نیچے کو عود کریں گے کہ اس لئے سے  
راحت پائیں اور نہ وہ نکل جائیں گے کہ مر کر راحت پا جائیں کہا قال تعالیٰ وَیَخْتِی الْقُلُوبُ الْحٰکِمِ  
کلہ خارجہ ہے جنور کی جنور وزن و معنی میں مثل حلقوم کے ہے یا حج ہے جھجھ کہ جھجھ وہی سبھی حلقوم ہے  
کا ظمین کے معنی ہیں غم میں مکر و دین متسلین غما یعنی غم و بقراری سے ہرے ہون گے تزلج لے کہا  
معنی یہ ہیں کہ جس وقت دل لوگون کے نزدیک حاجر کے ہون گے انکی حالت غم میں قادم نے کہا کہ  
واقع ہون گے دل ان کے جناجر میں مارے خوف کے پھر وہ نہ تو نکلین گے اور نہ اپنی جگہ عود کریں گے۔  
کسی نے کہا یہ تو نہایت گہرا ہٹ کی خبر دی ہے یعنی یہ بات حقیقت نہیں ہے بطور مجاز کے غایت دجور کی  
گہرا ہٹ کو اس عبارت میں ادا کیا ہے جس طرح کہ ہندی محاورے میں بولتے ہیں کلجا منہ کو چلا آنا ہر  
آب رہی یہ بات کہ کا ظمین حال ہے تلوے کو کا ظلم ہونا سوا کی وجہ یہ ہے کہ کا ظمین باعتبار اہل تلوے  
کے کہا ہے اس لیے کہ معنی یہ ہیں اذ قلوب الناس لہی حاجر ہم یعنی جبکہ دل لوگون کے نزدیک اُن کے  
حلق کے ہون گے کا ظمین حال ہو گا ناس سے کسی نے کہا کہ یہ حال ہے تلوے اس حال کو بصیغہ حج  
نکرا لہم کہ عطل کہ تخاصر سیلہ اکیا کہ تلوے کی طرف تہ نسبت کی گئی ہے کہ عطل کی طرف تہ تہی تلوے عطل ہی کی جہت میں اکیا  
پھر اللہ پاک نے بات بیان کی کہ کافر دن کوئی نفع نہ پہنچائے گا پھر فرمایا مَا لِلظَّالِمِیْنَ مِنْ حَسَنٍ یعنی نہ ہو گا اور  
ظالمون کے کوئی قریب محب جو ان کو نفع پہنچائے جسے تہ راہ تہ اقر ربہ رشتہ ارہے جس کے کام  
کا تو اہتمام کرنا ہے وَاَشْفِیْخٌ یُّطَاعُ اور نہ کوئی سفارشی کہ ان کے واسطے شفاعت کوئے میں اُس کی بات

۱۴۷  
اور یہ کہ  
دل عطل کی  
جہت

اسکی بات مانی جائے مگر بطاع عمل جبر میں ہے اس بنا پر کصفت ہونے کی کہ حنی نے کہا کہ حقیقت اطاعت کی بہان نہیں بن سکتی ہے اس لیے کہ طاع رتبے میں فوق مطیع ہونہ ہے تو اس کا مقتضایہ ہے کہ شاعت کرنا فوق ہو اُس شخص سے جبکہ پاس شاعت کی جاتی ہے حالانکہ بات بہان محال ہے کیونکہ اللہ پاک کے فوق کوئی شے نہیں ہے تو اب یہ مجاز ہو گا اور معنی یہ ہوں گے ولا شفیع فی شفیع یعنی نہ کوئی ایسا شفیع ہو گا جسکو شفیع میں افون دیا جائے یا اُس کی شفاعت قبول کی جائے تحملی نے کہا کہ اس صفت کا کوئی مفہوم مخالف نہیں ہے اس لیے کہ اُن کے واسطے تو اصل کوئی شفیع نہیں ہے یعنی نہ مطیع نہ غیر مطیع پھر اللہ پاک نے اپنے شمول علم کا ذکر کیا کہ وہ ہر شے کو عام شامل ہے گو وہ شے غایت درجے کی خفا ہی میں کیوں نہ ہو پس فرمایا لعنکم خداوند الاء کلون یہ جملہ پاک و فخر ہے ہو الذی یریکم کی یا چوتھی خبر ہے اس مبتدائی جملی خبر پر رفع و ابعد فرسج ہے اس کے سوا اور قول ہی میں لیکن ظاہر قول اول ہے حاتمہ مصدر ہے مثل عایۃ عافیکہ یعنی جانتا ہے آنکھوں کی خیانت کہ وہ خیانت ہی چور نظر سے دیکھتا ہے طرف اس شے کے جسکی طرف نظر کرنا آدمی کو علال نہیں ہے مگر ترجیح ہے کہ اس میں تقدیم و تاخیر ہے اسے بعلم الاعمین الحاتمہ یعنی اضافت صفت کی طرف موصوفہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ پاک جانتا ہے خیانت کرنے والی آنکھوں کو کسی نے کہا کہ اضافت بمعنی من ہے اسے الحاتمہ من الاعمین یعنی آنکھوں میں سے جو آنکھ خیانت کرنے والی ہے اُسکو جانتا ہے **فتان** نے کہا حاتمہ الاعمین الہمز بالاعمین فیما لا یحبب اللہ یعنی آنکھ سے اٹھا کر ناسٹے میں جسکو اللہ تعالیٰ محبوب نہیں رکھتا ہے صدی کا لفظ انہ الرمز بالاعمین ہے سفیان نے کہا کہ نظر بعد نظر ہے قرآن ہی اسی کے قائل ہیں اولی ہے اور مجاہد ہی اسی کے قائل ہیں - ابو داؤد و نسائی و ابن مردودہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب سحر مکہ کا دن ہوا تو اسن دیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو مگر جاہل مردوں کو اور دو عورتوں کو اور فرمایا کہ قتل کرو ان کو اگر مجھ کو پاؤں لگتے ہوئے کبے کے پردوں سے اُن میں سے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح ہے سو وہ چپ گھبرا گیا نزدیک حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو بلایا طعن بیعت کے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ لیکر آئے پھر عرض کیا یا رسول اللہ آپ بیعت کریں عبد اللہ سے تو آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا پھر زمین بار اسکی طرف نظر کی ہر بار اسکی بیعت سے انکار فرماتے تھے پھر اُس سے بیعت کی پھر اپنے اصحاب پر متوجہ ہوئے تو فرمایا کیا نہ تھا تم میں کوئی مرد و رشید کہ کھڑا ہو طرف اُس کے جبکہ اُس نے دیکھا تھا مجھے کہ میں نے نوک لیا اپنا ہاتھ اس کی بیعت سے پھر اسے قتل کر ڈالے تو صحابہ نے عرض کیا کون چیز معلوم کرانی ہے کہو

مسئلہ اول  
بازار حاتمہ  
انظر الحاتمہ  
الاصول  
مفسر

یا رسول اللہ وہ شر جو آپ کے جی میں ہے کیونکہ میں نے اشارہ فرما دیا آپ نے ہماری طرف اپنی انگلی سے پس آپ نے فرمایا  
 بیشک ان میں سے کوئی ایک نہیں ہے واسطے کسی نبی کے کہ اس کے واسطے خاتمۃ الالعین ہو و ما تحق الصدق  
 یعنی اور جتنا ہے اللہ تعالیٰ اُن جیسی باتوں کو جنگو دل چاہتے ہیں اور وہ اللہ کی نافرمانیاں جنگو وہ پوشیدہ  
 رکھتے ہیں یا امانت و خیانت وَاللّٰهُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ یعنی اللہ فیصلہ کرتا ہے ساتھ حق کے تو جزا دے گا  
 ہر ایک کو ساتھ اس شخص کے کہ جس کا وہ سخت ہے خیر و شر سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے  
 مروی ہے کہ بعلم خاتمۃ الالعین فرمایا جبکہ اس نے نظر کی طرف اس عورت کے تو وہ ارادہ کرتا ہے خیر  
 کا یا نہیں و ما تحق الصدق و فرمایا کہ جب وہ قادر ہو گا اُس پر تو آیا اُس سے زمانہ کرے گا یا نہیں کیا خبر دونوں  
 میں تم کو اس آیت کی جو بعد اس کے ہے وَاللّٰهُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ اللہ قادر ہے اس پر کہ جزا دے ساتھ نیکی کے نیکی  
 کی اور ساتھ بدی کے بدی کی اٰخِرَجْہُ اِنْ اٰتٰی حَآثِمَ وَالظَّالِمَ اِنْ فِی الْاَوَّلِ وَکَسَطَ وَابْوَوْنٰ نَحْمَ  
 فِی الْاٰخِرَۃِ وَالْبَیِّنَۃُ فِی الشَّعْبِ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَقْضُوْنَ  
 یَسْتَحْجِبُ یعنی وہ لوگ جنگو مشرکین پکارتے ہیں اللہ کے سوا نہیں فیصلہ کرتے ہیں ساتھ کسی شخص کے کیونکہ  
 وہ تو نہ کسی شخص کو جانتے ہیں اور نہ کسی چیز پر قدرت رکھتے ہیں پھر وہ کس طرح شریک ہو سکتا ہیں اللہ  
 پاک کے جو کہ فیصلہ کرتا ہے ساتھ حق کے اور جس کا علم وسیع اور قدرت تام ہے یہ بطور شبہ کے فرمایا  
 ہے کہ لَا یَقْضُوْنَ بَشٰی اُس لیے کہ جو شخص قدرت کے ساتھ موصوف نہیں ہوتا ہے جیسے جمادات کے  
 حق میں یوں نہیں کہتے ہیں کہ یَقْضِیْ یا لَا یَقْضِیْ جمہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے تھتہ پڑا ہے ضمیر راجع ہر طرف  
 ظالمین کے ابو عبیدہ و ابو جابر نے اس کو اختیار کیا ہے نافع و شعیبہ و ہشام نے بتائے فوقہ اس  
 بنا پر کہ ظالمین کو..... خطاب کیا ہے و تو تو ان قرأتین سبجہ ہیں پھر اللہ پاک نے اپنے علم  
 و فضلے بالحق کی تقریر و تاکید و تعلیل ذکر فرمائی اِنَّ اللّٰہَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ یعنی اللہ پاک جو انکھیں  
 کی خیانت کو اور دونوں کی جیسی باتوں کو جانتا ہے اور حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے اس لیے کہ وہ تو بڑا  
 سننے والا بڑا دیکھنے والا ہے سننے اور دیکھنے کی چیزوں سے کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ شخص ہی اس پر  
 مخفی نہیں ہے اس میں ظالمین اور مشرکین کو وعید و تہدید یہی ہے کہ وہ اُن کے اقوال و افعال کو  
 مستطابکہتا ہے اور اُن کو اُن پر عتاب کرے گا اور اُن کے معبودوں کی طرف اشارہ ہے کہ وہ نہ  
 سننے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ جمادے جس حرکت ہیں البسوں کا پوچھا کیا

|  |                              |
|--|------------------------------|
| آن ثبت کہ اگر انجہون گرانگ ترشی  | بگذارد خدائے کہ بعد رنگ ترشی |
| باجملہ جبکہ اللہ پاک نے احوال آخرت اُن کو فرمایا تو بعد اُس کے احوال دنیا سے اُن کو فرمایا |                              |

شروع کیا پس ارشاد فرمایا اَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا  
 مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَاَقَارًا فِي الْاَرْضِ فَآخَذَهُمْ اللَّهُ يَوْمَئِذٍ  
 وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاَقٍ ۝ ذٰلِكَ يَأْتِيهِمْ كَانَتْ تِلْكَ اَيَّامُهُمْ يَوْمَئِذٍ كَلَّفُوا  
 فَاَخَذَهُمُ اللَّهُ طَائِفَةً قَوِيَّةً يَسُدُّوْنَ الْعِصَابَ كَيْسَ يَهْدِيَهُمْ اَنْ يَكْتُمُوْا  
 اَنْكَارَ جَوْنِهِمْ اَنْسَ عَلَيْهِمْ وَهَبَهُ اُنْ سَخَتْ زُورِ مِيْنٍ اور جو نشان چھوڑ گئے زمین میں پھر انکو بکڑا اللہ نے  
 اُن کے گناہوں پر اور نہ ہوا انکو اللہ سے کوئی بچانے والا یہ اس پر کہ اُن پاس آتے تھے اُن کو رسول  
 کہلی نشانیاں لے کر پہنکر ہوئے پھر بکڑا اُن کو اللہ نے البتہ وہ زور آور ہے سخت مار دینے والا انتہی  
 فحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا  
 یہ لوگ تیرے رسالت کے جھٹلانیو اے پہلے نہیں ملک میں کہ دیکھتے آخر کیا ہوا انکا جو ان سو  
 پہلے تھے یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جھٹلانے والی امتیں جو عذاب و کال پُر نازل ہوا  
 باوجود اسکے کہ وہ زور میں ان سے سخت تر تھے اور نشانیاں چھوڑتے ہیں وہ بڑے بڑے مکانات  
 و محل اور گہر زمین میں نشان چھوڑ گئے جن پر ان کو قدرت نہیں ہے کما قال عرو و جل و کفد  
 مَلَكًا هُمْ فَيَمْلَأُ مَكَانَهُمْ فِيهِ ۝ وَاَقَارًا فِي الْاَرْضِ وَعَمَدًا وَّهَآ اَكْثَرُ  
 مِمَّا عَمَّرُوْا وَّهَآ مِيْنٍ باوجود اس قوت عظیم و باس شوکت شدید کے اللہ تعالیٰ نے انکو بکڑا بسبب انکو  
 گناہوں کے وہ گناہ یہی اُن کا انکار کرنا تھا اپنے رسولوں کا و مَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاَقٍ  
 یعنی کسی نے اللہ کے عذاب کو اُن سے دفع نہ کیا اور نہ کسی پہنچنے والے نے انکو بہرہ کسی بچائیوا  
 نے اُن کو بچایا پھر اُن کے بکڑنے کی علت ذکر کی اور اُن کے گناہ جن کے وہ مرتکب ہو کر پیش پایا  
 ذٰلِكَ يَأْتِيهِمْ كَانَتْ تِلْكَ اَيَّامُهُمْ یعنی یہ بکڑا سپر ہوئی کہ اُن کے رسول کہلی کہلی دلیلین بھی کئی بڑا نیز  
 لے کر اُن کے پاس آتے تھے سوا انہوں باوجود اس بیان و بُرہان کے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے  
 انکو ہلاک کر ڈالا اور لیا مٹ کر دیا واللہ کا فرین اشاہا یعنی جواب کو کافر و منکر میں انکی یہی ہی  
 گت ہونی ہے اِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ شَدِيْدٌ الْعِقَابِ بیتیگا اللہ بڑے زور والا اور سخت باؤ والا ہے  
 اور اسکا عذاب سخت و دردینے والا ہے اَعَاذُ بِاللّٰهِ تبارک و تعالیٰ مِنْ اَمِيْن ۝ فہم ہستہما  
 کا ہے اور حرف وادو اسطے عطف کے ہو فعل مخذوف پر اسے اغفلوا و لم یسیروا اور فی نظر وادو یا محذور  
 ہے اس بنا پر کہ مطلق سے لیسر و پر یا منصوب ہے جو اب مستفہام کیف خبر مقدم ہے کان کی اور عاقبتہ  
 اس کا اسم ہے اور جملہ محل نصب میں ہے بابرفعولیت نظر و اسے عاقبت یعنی حال و صفت ہے یعنی

۱۵۰  
 اور ہم نے انکو  
 دیکھتے ہوئے  
 انکو بکڑا  
 اللہ  
 سے اور زمین  
 نشانیاں دیکھان  
 ان کے لیے  
 زیادہ سزا

مَلِكٍ وَانْجَامِ كَارِكَانُوا اِلَهَهُمْ قُوَّةً وَآثَارُ اِيَّانِ هِيَ تَخَافُ كَا جَوْكَ دَرِيَّانِ كَفَارِكَ كَعِ اَوْرَاكُلِي سَتُونِ كَعِ  
 هِيَ وَآثَارُ اَسْطُفَ نَعِ قُوَّةً بِرَا اَمَّا رَجْعُ هِيَ اَثَرُ كِي اَتْرَكْتَهْ يَنْ نَقْشِ قَدَمِ كَوْمَرٍ وَوَهْ نَشَانِيَانِ بَيْنِ جَوَادِمِي  
 اِسْتَبْنِ بَعْدَ جَوْزِ تَابِ هِيَ جَيْسِي مَكَانَاتِ وَغَيْرِهِ جَمْهُورُنِي مَنَهْمُ پُرَا هِيَ اِبْنِ عَامَرُنِي سَنَكُمُ بَارِ اَنْفَاتِ غَيْبَتِي سَحَرَفِ  
 خَطَا كَعِ جَمْهُورِ كَا نَوَا اَهْمُ اَلْخِ جَوَابِي كَيْفَتِ كَا حَرَفِ وَادَا اُسُ كَا اَسْمُ بَتِ اَوْرَا شَدَا اُسُ كِي خَبَرِ اَوْرُ كَلَمَةُ نَهْمُ ضَمِيرِ فِصْلِ هِيَ  
 بِيَّانِ ضَمِيرِ فِصْلِ دَرِيَّانِ مَعْرِفَةُ ذِكْرِهِ كَعِ وَاقِعِ هُوَلِي هِيَ حَالَا نَكْرَهُ وَوَقَعِ نَمِينِ هُوَلِي سَبْ مَكْرُ دَرِيَّانِ دَوْمَعُ فَوْزِ  
 كَعِ سَوَا كِي يَهْ وَجْهِي كِي بِيَّانِ اَشْدُ نَكْرَهُ مَشَابِي مَعْرِفَتِي هِيَ اِسْ جَهِي كَعِ اَلْفَتِ لَامِ كَا دَاخِلِ هُونَا اَسْ بِرِ مَنَعِ نَوَا  
 اِسْ لِي كِي جَوْ فِصْلِ تَقْضِيلِ مَقْرُونِ بَيْنِ هُونَا هِيَ اُسُ بِرِ اَلْفَتِ لَامِ دَاخِلِ نَمِينِ هُونَا هِيَ تَطْلِي كِي هُوَ كَرِ اَللّٰهُ يَا  
 مَكْرَهُ دَاوَلُونِ كُو اِسْنِي غَيْرِي سَبْرَتِ لِيْنِي كَا اَرشَادُ ذِكْرُ تَابِي كِي مَوْتُهُ عَاقِلِ دِهِي جَوْكَ اِسْنِي غَيْرِي كَعِ حَالِ سِي عِبْرَتِ  
 لِيْتَا سِي اِسْنِي فَرَمَاتَا هِيَ كِيَا غَا فِصْلِ هُوَلِي اَوْرِ پَرِي سِي نَمِينِ زَمِينِ مِينِ كِي دِي كَيْفَتِي كِيَا هُوَا حَالِ يَا مَالِ اَسْ  
 اَكْلِي اَمْتُونِ كَا جَمْهُورُنِي اِسْنِي رَسُولُونِ كِي تَكْذِيبِ كِي جَيْسِي عَادُ وَشُدُودِ اَوْرَا نِ كَعِ مَثَلِ اَوْرِ تَمِينِ وَوَهْ سَخْتِ  
 تَرْتَبِي اِنِ كَفَارِ حَاضِرِيْنِ سِي اَزْ رُوِي قُوَّةً وَزُورِ كَعِ اَوْرَا زُورِي اَمَّا رَكَعِ زَمِينِ مِينِ اِنْهَوْنِ  
 مَضْبُوطِ مَضْبُوطِ قَلْعِي بِنَا سِي بَلَدِ بَلَدِ مَضْبُوطِ مَكَانِ اَوْرِ كَيْفَتِي كَيْفَتِي مَحَلِ اُنْهَا سِي اَوْرَا دَمِيُونِ كَعِ شَمَارِيْنِ  
 اَوْرَا سَا وَسَامَانِ دُنْيَا مِينِ نَهَا يَتِ دَرَجِدَانِ سِي بَرْهْ كَرْتَبِي پَرِ اَللّٰهُ تَعَالٰی نِي اِنْبِرِ عَقَابِ نَا زَلِي كِيَا اَوْرِ  
 اَلْمَكْرَهُ بَلَاكِ كَرِ دَا لِبِ سَبَبِ اُنِ كَعِ كُنَا هُونِ كَعِ اَوْرِ جَبِيلَتِي كَعِ اِسْنِي رَسُولُونِ كُو اَوْرِ نَمِينِ تَبَا وَاسْطُ  
 اُنِ كَعِ اَللّٰهُ سِي كُو لِي بِجَانِيْنِي وَالَا كَعِ عَذَابِ كُو اُنِ سِي دَفْعِ كَرِي اَوْرَا نِ كُو بِجَانِي سِي يَهْ اُنِ كَا پَرِ نَا وَوَهْ  
 بَلَاكِ كَرِ اَسْ سَبَبِي تَبَا كَرْتَبِي اُنِ كَعِ پَاسِ سُولِ اُنْكِ كَهْلِي كَهْلِي جَحْتِيْنِ اَوْرِ ظَاهِرِ ظَاهِرِ سَحْرِي سِي كَرِ  
 سَوَا اِنْهَوْنِ نِي اُسُ كَا اَنكَارِ كِيَا جِسْ كُو وَهْ لِي كَرِ اُنِ كَعِ پَاسِ اُسُ اِسْ بِرِ اَللّٰهُ تَعَالٰی نِي اُنِ كَرِ اَمِيْنِ شَكِ  
 اَللّٰهُ زَبْرِي سِي جَوْ جَاهَتِي هِيَ وَهْ كَرِ دَا لِبِ هِيَ كُو لِي شِي اَسْ كُو عَاجِزِ نَمِينِ كَرْتَبِي سَبْ سَخْتِ عَقَابِ وَوَا  
 هِيَ وَاسْطُ اُسُ كَعِ جِسْتِي اُنْكِ نَا فَرَمَانِي كِي اَوْرَا اُسُ كِي طَرَفِ رَجُوعِ هُوَا كَدَا فِ نَقْصِ اَلْبِيَّانِ يَهْ تَوْبَلَاكِ  
 اَسْ هَا اَسْتُونِ كَا ذِكْرُ بَالِ جَمَالِ تَبَا پَرِ اَللّٰهُ يَا كِي نِي حَضْرَتِ مُوسَى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالْسَّلَامُ كَا قَدَمُهُ كَرِ كِيَا  
 اَنَّا كَرِ اُسُ سِي عِبْرَتِ لِيْنِ پَرِ اَرشَادُ فَرَمَا يَدُ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوسٰى بِآيٰتِنَا وَاسْلٰطِنِ مُبِينٍ هَا لِي  
 فِرْعَوْنُ وَهَامٰنُ وَقَارُوْنُ فَقَالُوْا اِنَّا لَنَرٰكَ اِلٰهًا كَذٰبًا هَا فَكَلِمَاتُهَا اَلْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا  
 اَقْتُلُوْا اَبْنَاءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكُمْ وَاسْتَعْبُوْا اِسْنَاءَهُمْ هَا وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا رَفِيْ  
 ضَلٰلٍ هَا وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْ اَقْتُلْ مُوسٰى وَكَذٰبُ عِبْرَةِ لِيْنِيْ اَخَافُ اَنْ يَّبْدِلَ  
 دِيْنَكُمْ اَفَلَنْ تَنْظُرُوْا فِيْ الْاَرْضِ الْفَسَادِ هَا وَقَالَ مُوسٰى اِنِّيْ عَدْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ

ج

اسی طرح رسول کا بھی  
کہا جادوگر ہے یا  
دیار شریک یا کج  
دین یک کج کو  
کوئی نہیں بدو  
خیر ہیں

مَنْ كَذَّبَ بِآيَاتِ الْكُتُبِ أُولَٰئِكَ أَهْلُ جَهَنَّمَ ۚ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ اور ہم نے یہی موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر اور کہلی سند فرعون اور ہامان اور قارون پاس پہنچنے گئے یہ جادوگر ہے جو ٹاپہ چب چوٹا ان پاس لے کر بھی بات ہمارے پاس سے بولے مارو بیٹے اُن کے جو یقین لائے ہیں اُس کے ساتھ اور حقیقت رکھو اُن کی عورتیں اور جو داؤ ہے منکروں کا سوٹھلی مین اور بولوا فرعون مجھ کو چھوڑو کہ مار ڈالوں مین موسیٰ کو اور پڑا پکارے اپنے رکب مین ڈرتا ہوں کہ بگاڑے تمہاری ناہ یا نکالے ملک مین خرابی اور کہا موسیٰ نے مین پناہ لے چکا ہوں اپنے اور تمہارے رب کی ہر غرور والے سے جو یقین کرے حساب کا دُن قارون تہا نبی اسرائیل مین لیکن مرضی مین موافق تہا فرعون والوں کے اور انہیں کی دوسرے کماتا تہا مال ف فرعون نے کہا مجھ کو چھوڑو شاید اُس کے ارکان مشورہ دیتے ہوں گے مارنے کا اس سے کسمچہ دیکھ کر ڈر گئے تھے کہیں اسکا رب بدلانے لے جس کو حساب کا یقین ہو وہ ظلم کا ہے کو کسے آہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو قوم نے جہنم یا سوان بارے مین السد پاک اپنی جی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی فرما ہے اور اُن کو خوش خبری دیتا ہے کہ انجام نیک اور نصرت دنیا و آخرت مین انہیں کو ہو گی جیلج کہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کا ماجر اگذا را اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے کہلی کہلی نشانیاں اور واضح واضح دلیلین دے کر اُن کو بھیجا اس لیے یون فرمایا بایاتنا و سلطان مبین سلطان مراد حجت و برمان ہے طرف فرعون کے یہ قبطیوں کا بادشاہ تہا دیا مصری مین اور ہامان کے پیشوا کسی ملکیت مین اسکا وزیر تہا اور قارون کے یہ اُس کے وقت مین سب لوگوں سے بڑہ کر تہا مال و تجارت مین تہا ان سبے کہا کہ موسیٰ جادوگر جو ٹاپہ ہے یعنی اُن کی تکذیب کی اور اُن کو ساحر و محزون و طمع کار و کذاب ٹہیرا یا اسناد مین کہ اللہ تعالیٰ نے انکو بھیجا ہے یہ آیت مِثْلَ الَّذِي كَانَ لَآلِ بْنِ مَرْيَمَ إِذْ قَالَ لَهُمُ ابْنُ مَرْيَمَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ إِنِّي أَنَا رَسُولُ اللَّهِ وَإِلَٰهُكُمْ الْمَسِيحُ بَنِي مَرْيَمَ الَّذِي أَحَقُّ بِالْإِلهِيَّةِ أَنْ أَتِيَهُمْ فَاصْبِرْ لَهُمْ صَبْرًا مِمَّنْ صَبَرُوا فَتَرَدُّوا عَلَىٰ أَعْقَابِهِمْ لِئَلاَّ يَكُونَ لِلنَّاسِ لَهْزَنٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَنزَلَ اللَّهُ سُورَةَ الْآلِ الْكَافِرِينَ ۚ فَكُفِرُوا بِنَصْرِ اللَّهِ ۚ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اللَّهُ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ اُنکو آصوابہ بل ہُم قوم طاعفون پہر جب موسیٰ علیہ السلام اُن کے پاس آئے برمان قاطع لے کر اللہ تعالیٰ کے پاس سے جو کہ دال تہی اس پر کہ اللہ عزوجل نے اُن کو بھیجا ہے طرف اُن کے نو کہا مار ڈالو اُن کے بیٹوں کو جو اُس کے ساتھیان لائے ہیں اور زندہ رکھو اُن کی عورتوں کو یہ دوسرا حکم ہے طرف سے فرعون کے ڈکون بنی اسرائیل کی قتل کا رٹا اول حکم سو وہ اس لیے تہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وجود سے استہزاز بھیجا واسطے ذیل کرنے اس نسبیل بنی اسرائیل کے اور واسطے کہ مرنے اُن کے عدہ کے باواسطے دونوں کاموں کے اور دوسرا حکم قتل کا سنا سٹے علت ثانی کے ہے اور واسطے ذیل کرنے اس قبیلے کو اور تاکہ نامبارک سمجھیں موسیٰ علیہ السلام کو اور ماسی لیے انہوں نے



یون کہا اُوذِیْتُمْ قَبْلَ اَنْ تَاْمِنُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جِئْتُمَا قَالَ عَسَیْ رَجَعْتُ اِنْ یُعْلَمَ اَعْدُوْكُمْ وَ  
 یَسْتَخْلِفُكُمْ فَاَنْتُمْ فَاَکْثَرُ فَاَنْظُرْ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ قَتَاوہ نے کہا یہ امر ہے بعد امر کے اللہ عزوجل نے  
 فرمایا وَمَا کُنْتُ اَنْکْرِیْنِ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ یَّعْنٰی نہیں ہے مگر قصد اُن کا جو کہ کم کرنا نبی اسرائیل کے  
 عدد کا ہے تاکہ وہ اُن پر منصور نہ ہوں مگر وہ جانے والا اور ہلاک ہونے والا ہے غلطی میں دُکال  
 فِرْعَوْنَ ذُرُوْنِیْ اَقْتُلْ مُؤْمِنِیْ یَعْرَمُ ہے فرعون ملعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل پر  
 یعنی اپنی قوم سے کہا تم مجھ پر چڑھو وہاں تک کہ میں سب کی کچھ پر و انہیں کرنا ہوں یہ بات غایت محمد  
 کریمؐ میں چلائیے کہ وہ بکارسے اپنے رب کو میں سب کی کچھ پر و انہیں کرنا ہوں یہ بات غایت محمد  
 و تجھرم و عناد میں ہے قولہ قَتْلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَخْبَاتُ اَنْ یُّبْکِلَ دِیْنُکُمْ اِذَا اَنْ یُّظْهَرَ فِی  
 اَلْاَضْحٰی اَلْفَسَادُ یعنی فرعون ڈرتا ہے اس بات سے کہ موسیٰ علیہ السلام کو گونہ کو گمراہ کر دیں گے اور  
 اُن کے رسوم اور عادات کو بگاڑ ڈالیں گے۔ یہ وہی سی بات ہے جو منسل میں کہتے ہیں کہ صراف فرعون  
 مذکر یعنی فرعون و اعظ بن گیا کہ موسیٰ علیہ السلام سے لوگوں پر خوف کرتا ہے جب حضرت  
 موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرعون کی یہ بات پہنچی کہ ذرونی اَقْتُلْ موسیٰ قواہنوں نے کہا میں نے  
 پناہ لی اللہ کی اس کے شر سے اور اس کے اِثَال کے شر سے اسی لیے یون کہا اِنِّیْ حَذَرْتُ بِرَبِّیْ  
 وَرَبِّکُمْ مِنْ کُلِّ مُمْتَلِکٍ یَّوْمَ یُّوْمِ الْحِسَابِ یعنی میں پناہ لے چکا ہوں اپنے رب کی اور تمہارے  
 رب کی اسے مخاطب لوگوں پر تکبر کرنے والے سے جو کہ حق سے تکبر کرتا ہے اور مجرم ہے ایمان نہیں  
 لاتا ہے روز حساب پر اتنی لیے حدیث شریف میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیا  
 ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن وقت کسی قوم سے خوف کرتے تو فرماتے لَکُمُ الْاَمَّا  
 نَعُوْذُ بِکُمْ مِنْ شُرُوْطِہُمْ وَتَدْرِیْکَ فِیْ غُوْطِہُمْ یعنی اہی ہم پناہ لے رہے ہیں تیری اہلی بدیوں  
 سے اور ہم دفع کرتے ہیں سادہ تیرے اُن کے سینوں میں ف باایاتنا باغبار متعلق کے حال  
 ہے موسیٰ سے اسے متلبا بہا اور آیات سے مراد وہی نشانیاں ہیں جنکا ذکر کئی جگہ ہو گیا ہے  
 سُلْطٰنِ مِیْمِیْن یعنی واضح و روشن حجت مراد نوریت شریف ہے کسی نے کہا کہ مراد اس سے  
 خود وہی آیات ہیں اور عطف بسبب تغایر عنوانی کے ہے یا اس سے مراد اُن میں کی بعض شہود  
 نشانیاں ہیں جو یہ بید و عصا اُن کے اعتقاد و انہماک کے واسطے علیحدہ کر کے اُن کو ذکر کیا ہے باوجود  
 اس کے کہ آیات کے تحت میں وہ مندرج ہیں معنی یہ ہیں کہ البتہ مقرر ہوا ہے کہ موسیٰ کو اس حال  
 میں کہ وہ چلے ہوئے تھا ہماری نشانیاں کو اور حجت واضح کو طرف فرعون و امان و قارون کے

۱۵۳  
 جو انکا غرض و مقصد  
 اور حق و سچ کے لئے  
 جس کے لئے کہ ان کا  
 مدارج و تدریج کا  
 ہونا

خاص کر کے ان تینوں کا ذکر اچھا کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کی عداوت میں مدار تدبیر کا انہیں پر تھا اس واسطے کہ مکر میں  
 موسیٰ علیہ السلام کے سردار ہی تھے پس فرعون تو بادشاہ تھا اور ثمان وزیر اور قارون صاحب ممال و کنوز  
 فَقَالُوا سَاحِرٌ كَذَّابٌ پس بولے کہ جادوگر جو ہٹا ہے اُس شے میں جبکہ اُنکے پاس کرا یا ہے قائل میں کہ  
 فرعون اور اسکی قوم ہے کہ قارون سو اُس نے یہ بات نہیں کہی تو اب کلام میں تغلیب ہوگی اسی طرح قائلوں  
 میں ہی کہیں گے کہ قائل اٹھادی خطیب نے کہا کہ فرعون و ثمان و قارون اور اُن کے ساتھ والوں نے حضرت  
 موسیٰ کے حق میں کہا ساحر ہیں اس لیے کہ اُن کے مقہور کرنے سے عاجز ہوئے قارون کے سوا جو لوگ تھے  
 سو انہوں نے تو اول و آخر بالغوہ و بالغفل یہ بات کہی رہا قارون سو اُس نے آخر کو کہی بیان کیا گیا ہے کہ  
 وہ کفر پر طمع و مخلوق ہو اہتا اگرچہ اول میان لے آیا اور یہ قول اُسکا تھا گو بالغفل اُس وقت اُس نے نہیں  
 کہا پس اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ ہمیشہ اسی کا قائل رہا کیونکہ اسے اُس نے تو بہ نہیں کی یہ فرعون والوں  
 نے حضرت موسیٰ کو کذاب کہا موصوف کہ کذب کیا اسخ فس کہ لوگ کہیں اُن کی تصدیق نہ کریں ابوالسعود  
 نے کہا ساحر کذاب کے یہ معنی ہیں کہ جو سحر سے اُس نے ظاہر کیے اُس میں تو جادو گر ہے اور یہ دعویٰ کہ رب  
 السموات نے اُسکو یہ سجا ہے اس میں جو ہٹا ہے قولہ تعالیٰ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا ۖ  
 یعنی یہ چرب آیا اُن کے پاس حق لے کر ہمارے پاس سے مراد ظاہر و واضح سحر سے ہیں تو بولے ماروا ابو یس  
 اُن لوگوں کے جو اُس کے ساتھ ایمان لائے قتادہ نے کہا کہ یہ قتل غیر ہے قتل اول کا اس واسطے کہ وقت  
 پیدا ہو جائے حضرت موسیٰ کے فرعون لڑکوں کے قتل سے رک گیا تھا یہ جب اللہ پاک نے حضرت موسیٰ کو  
 رسول کر کے بھیجا اور فرعون نے معلوم کیا کہ جو بات واقع ہوئی تھی وہ واقع ہو چکی تو اسے غیظ و غضب کے  
 بنی اسرائیل قتل کو دیکھا وہ حکم دیتا تھا لڑکوں کے قتل کا اور لڑکیوں کے چھوڑنے کا اسی کو قتل  
 قول ہے فرعون کا سَتَقْتُلُنَّ امْرَأَتِي وَتَسْتَفْتِيْنِ امْرَأَتًا ۚ هُمْ مَعْنٰی یہ ہیں کہ تم عود کرو اپنے اُس  
 شے کو جو تم اہل کیا کرتے تھے یہ خیال کر کے کہ بسبب اس قتل کے بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ کی مدد کرنے  
 سے باز رکھے گا اور یہ گمان کر کے کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کے ماتہ پر اُن کے ملک جانی کا بخومی دکا مہنوں نے  
 حکم لگایا ہے سو اللہ پاک نے طرح طرح کے عذاب اپنے نازل کر کے اُنکو اُس سے مشغول کر دیا وہ عذاب  
 یہی سینڈک چھیڑ بیان اور غنم اور طوفان تھا یہاں تک کہ مصر سے نکلے پھر اُن کو اللہ تعالیٰ نے غرق کر دیا  
 و رستیمو انسا رہم گے یہ معنی ہیں کہ باقی رہے انکی بیٹیوں کو واسطے خدمت کے قولہ تعالیٰ وَمَا كَيْدُ  
 الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مِّنۡبَیْنِیْۤ اِلَیْہِمْ ہرگز کافر ان کا مکر زبان و نقصان اور ضائع ہونے  
 میں اور وبال میں اس لیے کہ وہ بیکار جلے گا اور اُن سے کسی شے کو رفع نہ کرے گا اور جس عذاب کا

۹  
 بنی اسرائیل کو  
 قتل ہونے کا  
 نشان بارگاہ کشا  
 ہرگز

اللہ عزوجل نے ارادہ کیا ہے وہ اپنے نازل ہوگا اور لوگ ایمان لانے سے باز نہ رہیں گے گو ان کو سزا  
ایسا سا ملے کیا جائے بلکہ لامحالہ قدر مقدور و مقتضائے محترم اپنے نافرمانی ہوگی **الف و لام** الکافرین کا یا تو  
واسطے عہد کے ہے یعنی وہ کفار مذکورین یا جنسی ہے یا جنس کفار یہ ہوں یا ان کی مثل اور کفار مذکورین  
بدخول اولی اس میں داخل ہوں گے رہی یہ بات کہ کید ہم نہ کہا بلکہ بجائے ضمیمہ رسم ظاہر رکھا سو منظور  
سے انکی ذمہ کرنا ہے سزا کفر کے اور خبر دینا ہے علت حکم کی مطلب ہو کہ اپنے جو یہ حکم لگایا کہ ان کا کفر ایمان  
میں ہے سو اس کی علت یہی ان کا کفر ہے جملہ مذکورہ مفسر متفق ہے فرعون والوں کے باطل باتوں کے  
نقل کرنے کے اثنا میں اس کو لائے ہیں سو مقصود اس سے یہ ہے کہ جس بات کو انہوں نے ظاہر کیا ہے  
اُس کے بالکل باطل و مضل ہونے کا بیان جلدی سے ہو جائے اگر یہ مقصد نہ ہوتا تو جب انکی ساری باتیں  
نقل ہو چکیں ان کے آخر میں یہ جملہ ذکر کیا جاتا پھر اللہ پاک نے فرعون لعین کی اور باطل بات نقل فرمائی  
**وَقَالَ فِرْعَوْنُ خُذُونِي اَفْتُلُّ مُسْتَبٰی** یعنی فرعون بولا مجھے چھوڑ دو کہ میں اسے مار ڈالوں اس کے  
معلوم ہوتا ہے کہ فرعون کو حضرت موسیٰ کے قتل سے لوگ منع کرتے تھے جب تو اُس نے کہا مجھے چھوڑ دو  
بعض نے کہا ہے کہ فرعون کے خاص لوگوں میں سے کچھ لوگ تھے کہ اُس کو قتل سے روکتے تھے اس  
روکنے میں تین وجہ ہیں ایک یہ ہو کہ شاید ان میں وہ شخص ہو جو حضرت موسیٰ کے صادق ہونے کا معتقد ہو  
سو وہ جیل گری کرنا ہو فرعون کے منع کرنے میں ان کے قتل سے دوسری وجہ یہ ہے حضرت حسن نے  
فرمایا کہ فرعون کے مصاحبوں نے اُس سے کہا کہ تو اسکو موت قتل کر دے تو یہی ایک کمر و جادو گر ہے اور  
وہ ہمارے جادو پر غالب نہیں ہو سکتا ہے پھر اگر تو اُس کو مار ڈالے گا تو لوگوں پر شبہ و اخل کرے گا  
لوگ کہیں گے کہ وہ حق پر نہایہ لوگ اُس کے جواب سے عاجز ہوئے تو اُسے مار ڈالا تیسری وجہ یہ ہے کہ  
وہ لوگ جیل گری کرتے تھے فرعون کے روکنے میں اُن کے قتل سے اس لیے کہ فرعون کا دل حضرت  
موسیٰ کے ساتھ مشغول رہے قطعی قوموں کی تادیب و تنبیہ کے واسطے مانع نہ ہو کیوں کہ امر کی تان  
سے یہ بات ہے کہ وہ اپنے بادشاہ کے دل کو کسی خارجی خصم کے ساتھ مشغول کہتے ہیں بیان تاک کہ خود پر  
اُس بادشاہ کے ٹوٹنے سے امن میں ہو جائیں کذا ذکر الخطیب البوہاری نے بعد ذکر وجہ دوم کے کہا ہے  
کہ ظاہر حال لعین سے یہ ہے کہ اُس نے اس کا یقین کر لیا تھا کہ وہ نبی ہیں اور جو کچھ وہ لائے ہیں حق  
ہے لیکن وہ اس سے ڈرتا تھا کہ اگر ان کے قتل کا قصد کرے گا تو جلد ہلاک کر دیا جائے گا اور یہ جو اس نے  
کہا کہ درونی قتل موسیٰ سو صحت اس بات کا وہم و گمان اُس نے اور طبع کرنے کو کہ موسیٰ کے قتل سے وہی لوگ  
اسکو مانع ہیں اگر وہ نہ ہوتے تو ضرور وہی اسکو قتل کر ڈالتا باوجود اس کے کہ اسکو نہیں منع کیا مگر اسی

ہونا کہ خوف نے اُس کے جبین میں بسا ہوا تھا اور یہ جو کہاؤ لَمْنَعُ بِكَ سَوَیْطَ کَلْبٍ دیر نہ رہا ہے اور پہلے بدروالی ظاہر کر کے ہے حالانکہ سب لوگوں سے بڑا کہ حضرت موسیٰ سے خائف ہو یعنی چاہیے کہ پکارے اس شخص کو جبراً دعو کرنا ہے کہ اُس نے ہماری طرف اسکو بھیجا ہے تو چاہیے کہ وہ اسکو قتل سے منع کرے اگر وہ اُس پر قادر ہے مطلب ہو کہ یہ بات تم کو بھول میں نہ ڈالے کیونکہ حقیقۃً اُسکا کوئی رب نہیں ہے بلکہ انارکمل اعلیٰ یعنی میں بزرگ تمہارا رب ہے پُر ابرہہ عین نے وہ علت ذکر کی جسکے واسطے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قتل کا قصد کیا پس جبکہ رَاَیْنِیْ اَحْکَافَ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَکُمْ یعنی بیشک میں نے دیکھا ہوں اگر اسکو قتل نہ کروں اس بات سے کہ بدلتے تمہارے دین کو جس پر تم ہو وہ بھی غیر اللہ کا ہو جتنا ہے اور داخل کرے تم کو اپنے دین میں جو اللہ وحدہ کا ہو جتنا ہے اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ یا ڈال دے زمین میں درمیان لوگوں کے فساد و فتنہ جس نے کی طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعوت کی اُس کے ظاہر ہونے اور پھیلنے کو زمین میں اور لوگوں کے اِس طرف راہ پانے کو عین نے فساد پھیرایا حالانکہ فساد وہی ہے جس پر وہ اور اُس کے تابعین ہیں معنی یہ ہیں کہ ان دو امر سے ایک کا یا دونوں کا واقع ہونا ضروری ہے اول معنی کی بنا تو کو نفیس دیکھو کی قرأت پر ہے انہوں نے اَوَّانَ یُظْهِرُ بِاَوْیْطِہٖ جگہ واسطے اہام کے ہو اور دوسری معنی کی بنیاد باقی قرأت کی قرأت پر ہے انہوں نے اَوَّانَ یُظْهِرُ بَدْوٰنَ الْفِیْہِ پڑھا ہے نافع و ابن کثیر و ابو عمرو نے ان کو نفع یا اَوَّانَ نافع و ابو عمرو و حفص نے یُظْهِرُ فِیہ یا و کسر باب افعال سے پڑھا ہے اور ضمیر اس میں راجع ہے طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور الفساد کو مضمون بنا کر مفعول یہ اور باقی قرأت نے نتیجہ یا دعو دفع فساد بنا کر نا علیت علامہ سبکی نے قرأت مضمون یا و نصب ڈال کو اولیٰ کہا ہے واسطے موافقت یہ بدل کے حافظ ابن کثیر نے تین قرأتیں ذکر کی ہیں ایک تو او کی تو دوسری واو کی تیسری بضم و ال فساد جبکہ عین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کی دہش کی دی تو انہوں نے کہا اِنِّیْ عَذْتُ بِرَبِّیْ اَلَا یَعْلَمُ یعنی اس ملعون کی شدت کے دفع کرنے میں اور کچھ نہ کیا مگر یہ کہ اللہ عزوجل کے ساتھ رہنا چاہی ہر اُس شخص سے جو کہ اپنے آپ کو بڑا سمجھنے والا ہے اللہ پر ایمان لانے سے اور غیر موسیٰ ہے بیت و نشور پر اور اللہ تعالیٰ پر ہر دساکیا سو بالضرہ اللہ پاک کے انگوہر ہلا سے محفوظ و مامون رکھا کل تکبر کی عموم میں فرعون بدخول اولیٰ داخل سے فرعون کا نام نہ لیا بلکہ اسکا ذکر ایسے وصف کے ساتھ کیا جو اُس کو اور اُس کے غیر کو عام ہے جو کہ حیاروں میں سے ہیں سو دو واسطے ایک استعاذہ کا عام کرنا مقصود ہے دوسری مساوی و جرات علی اللہ تعالیٰ کی علت بتانا منظور ہے اسکی علت یہی تکبر ایمان سے اور عدم ایمان بعثت پر نافع و غیرہ نے عذرت کو با دوام ڈال باقی

قرآن نے باطلہا پر ہے وَقَالَ رَجُلٌ مُّذْنِبٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكُومُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا  
 أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ وَإِنْ يَأْتِكُمْ بِهِ فَإِنْ لَا  
 صَادِقًا يُصِيبُكُمْ فَعُضُّ زُنُوفِكُمْ كَذِبًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُغْنِي عَنْهُ مُمْسِرُكَ تُكْدِ ابْنُ  
 يَقُومُ كَلِمَةَ الْإِيمَانِ الْيَوْمَ مَظَاهِرُ بَيْنَ فِي الْأَكْثَرِ رَقْمَنَ يَنْصُرُنَا مِنْ بَيْنِ اللَّهِ إِنْ جَاءَنَا قَالَ  
 فِرْعَوْنُ مَا أُرِيكُمْ إِلَّا مَا أَرَى وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ اور پہلا ایک مرد  
 ایماندا فرعون کے گون میں جو چہنا پاتا تھا اپنا ایمان کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس پر کہ کہتا ہے  
 میرا رب اللہ ہے اور لایا ہے تم پاس کہی نشانیاں تمہارے رب کی اور اگر وہ چہنا ہو گا تو اس پر بڑی  
 اسکا جہوٹ اور اگر وہ سچا ہو گا تو تم پر بڑے گا کوئی وعدہ جو دیتا ہے بیشک اللہ راہ نہیں دیتا اسکو جو ہو  
 بے لحاظ چہنا اسے قوم میری تمہارا راجح ہے آج جڑہ رہی ملک میں ہر کون مدد کرے گا ہماری اللہ کی  
 آنکھ اگر آگئی ہم پر کہا فرعون نے میں وہی سو جاتا ہوں تم کو جو سو جہا جہد کو اور وہی راہ جاتا ہوں  
 جس میں بہلائی ہے **ف** یعنی اگر چہنا ہے تو جہر جہوٹ بولتا ہے وہ سزا دے رہی گا شاید سچا ہو  
 تو اپنا فکر کرو نہ ہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہیں شہور ہے کہ یہ مرد مومن قطعی تھا فرعون کے لوگوں  
 میں کا سدی نے کہا کہ فرعون کے سچا کا بیٹا تھا اور کہتے ہیں یہ وہی ہے جس نے نجات پائی ہمارے موسیٰ  
 علیہ السلام کے ابن جریر نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور جو شخص اس طرف گیا ہے کہ وہ اسراہیلی  
 تھا اس کے قول کو رد کیا ہے اس لیے کہ فرعون اُس کی بات سے منغل ہو اور اسکو سنا اور حضرت موسیٰ  
 علیہ السلام کے قتل سے رک گیا اور اگر وہ اسراہیلی ہوتا تو قریب تھا کہ اس پر جلع عقوبت کی جاتی اس سبب  
 کہ وہ اُن میں کا تھا ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایمان لایا  
 لوگوں میں سے سوا اس مرد کے اور فرعون کی بی بی کے اور اس شخص کے جس نے یہ کہا **يُؤْمِنُ بِآيَاتِ**  
**الْمَلَكَةِ يَا مُحَمَّدُونَ يَا كَلِيفَتَاؤُكَ** رواہ ابن ابی حاتمہ یہ شخص اپنا ایمان چہنا تھا لہٰذا قوم قبط  
 سے سوا اس نے ظاہر نہ کیا مگر اس نے جبکہ فرعون نے کہا فرونی اقتل موسیٰ پس اس شخص کو ہرگز اختیار  
 نے واسطے اللہ عز وجل کے افضل جہاد کلمہ عدل کا ہے نزدیک سلطان جاز کے یعنی بادشاہ ظالم  
 چنانچہ یہ بات حدیث شریف میں ثابت ہوئی ہے نہیں ہے عظیم تر اس گلے سے نزدیک فرعون کے کوئی  
 کلمہ یہی اسکا کہنا ہے **اتَّقُوا اللَّهَ رَجُلًا لَا يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ وَلَا مُجْرِمٌ** اللہم کہ وہ جسکو بخاری نے اپنی صحیح میں غزوہ بن  
 زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہا میں نے کہا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما  
 تو مجھے خبر دے سخت تر شے کی جو مضر کون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کی عبد اللہ

۲  
 مردی ہوا سہ سوار اسے یہ کہتے تھے کہ یہ نبی ہے









کہ ابن جبنی نے اسکو جائز کہا ہے لو اب تو ایک بڑے نحوی نے اسکو جائز کہا لیکن قول والی دلی ہے ربی اللہ کے پرستہ میں کہ وہ تمہارا پسری ہے نہ تمہاری کار ہے اس میں اشارہ ہے ہر طرف توحید کے اور یہ اس مرد مومن کی طرف سے کیا گیا نکار عظیم ہے گویا یوں کہا گیا تم مگر بے ہوتے ہو ایسے فعل ترکے جو کہ قتل کرنا ایک نفس محترم کا ہے بدون فکر و مائل کے اس کے حال میں اور نفیر طلاع پانے کے کسی سبب پر جو کہ اس کے قتل کا موجب ہو اور تمہارے واسطے اس فعل بد کے ارتکاب میں کوئی علت نہیں ہے مگر کلام حق وہی اسکا قول ہے کہ ربی اللہ مجھ کو قتل جائز کہم یا لیلۃ من زکاتہ محل نصب میں ہے بار بڑا حال یعنی اور حال یہ ہے کہ وہ لا چکا تمہارے پاس واضح و صریح ہے اور ظاہر ظاہر و لیس میں اپنی نبوت پر اور صحت رسالت پر مطلق ہے کہ اپنی بات صحیح کرنے کو ایک سہینہ حاضر نہیں کیا و لیکن وہ یقیناً لایا اس کے پاس سوجھ کی طرف زبوت منسوب ہوتی ہے عرض الکی اس کہنے سے صحیح سچ انا رہا ہے اپنی قوم کا اس طرف کہ رب العالمین کا اقرار کر لین بڑا اور دینی قسم نے فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا گو تم مجھے خیر دو کون ہے شیعہ لوگوں کا عرض کیا کہ آپ فرمایا بے شک نہیں مہاجرین ہیں مگر صحیح اُس سے بدلایا و لیکن تم تو مجھے خیر دو و صحیح اناس کی عرض کیا ہم نہیں جانتے ہیں پھر کون ہے فرمایا ابو بکر بن میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ادب پڑا ابو بکر قریش نے قتل ایچنہ و هذا مبتلا لہ میں ہیں ایک تو آپ کے پہلو مبارک میں مار رہا ہے اور ایک صحیح جوڑ رہا ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ تجھی نے معبودوں کو ایک معبود کر ڈالا ہے فرمایا پس قسم ہے اللہ کی نہیں قریب ہوا ہم میں سے کوئی مگر ابو بکر یہ مار رہا ہے اللہ آڑ ہے اور یہ صحیح جوڑ رہا ہے بلایا ہے اور ابو بکر کہہ رہے ہیں تمہارا بڑا ہو کیا تم ہارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس کے کہ وہ کہتا ہے رب میرا اللہ ہے پھر انہوں نے بلند کی ایک چادر جدا نہیں پیر روئے یہاں تک کہ انکی ڈاڑھی نہ ہو گئی تیر فرمایا یعنی حضرت علی نے میں تم کو قسم دیتا ہوں کیا مومن آل فرعون بہتر ہے یا ابو بکر پس لوگ پیچھے فوج فرمایا تم کیوں نہیں دیتے جو بس قسم ہے اللہ کی البتہ ایک گھڑی ابو بکر کی بہتر ہے مثل مومن آل فرعون سے وہ تو ایک مرد تھا کہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا اور یہ ایسے مرد ہیں کہ اپنے ایمان کو ظاہر کیا یا کچھ نہ پیر اُس مرد نے اپنی قوم کے واسطے مطلق کیا دفع کرنے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور بطریق تقیم اُن پر رحمت فائم کی پس کہا وَاَنْ يَّاكَ كَاذِبًا تَعْلَمُ كَذِبًا اَلَا يَذَّابُّہُ الْاَلٰہِیۃُ اَلَا یَسْا کَلَامَہِ بِہِ کَفَا یَتِ اِنصاف و عدم نصب کے صادر ہوتا ہے اسی سے زیدی کی دو مشقوں سے اُن کے کاذب ہونے کی شکی مقدم کیا ہے سنی یہ ہیں کہ اگر وہ چہوٹا ہوگا تو اُس کے چہوٹ کا خضر اُسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہوگا تو پہنچو گا تم کو بعض اُس عذاب کا حکم کو دے گا

کہا کہ اے اللہ! میں کہتا ہوں  
بغول کے لیے  
جو اپنے باپ کا دل  
سختی میں دفن  
کر رہا ہے جو کچھ  
یہ تو مصلحت نہیں

دیکھئے عاجلاً مراد دنیا کا عذاب ہے عذاب بعض ہے مطلق عذاب کا جو کہ شامل ہے عذاب دنیا و عذاب آخرت کو  
 اس عذاب جو ان کو دیا یا سو صرت واسطے قصہ کرنے کے اس عذاب پر جو کہ ظاہر ترا احتمال تھا نزدیک ان کو  
 اور یہ قول اس کی طرف سے شک نہیں ہے کیونکہ وہ تو مومن تھا جیسا کہ اللہ پاک نے انکو موصوف بایمان کیا ہے  
 اور مومن شک نہیں کرتا ہے یا یون کہو کہ بعض کا لفظ جو اس نے کہا بطور تنزیل و تملیف کر ہے واسطے  
 مبالغہ کرنے کے انکی نصیحت میں تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف مائل ہونے کی اسے تہمت نہ لگا کر  
 مطلق سے کہے ہوئے کی حالت میں اگر کل نہ پہنچا تو کم سے کم بعض تو پہنچے گا فاصحہ حیکمہ تم اس سے کسی  
 بڑائی کے ساتھ پیش آؤ ابو عبیدہ و ابوالہشیم نے کہا کہ بعض اس انگہ بنسختہ کل ہے یعنی پہنچے گی تم کو کل  
 وہ شے جس کا تم کو وعدہ دیتا ہے ابو عبیدہ نے اس کی سند میں بید کا یہ شعر پڑھا ۵

تَوَالُّ اَمْكِنَةٌ اِذَا اَلَمْنَا نَهْمًا اَوْ رَكْبَةٌ بَعْضُ النُّفُوسِ حَامِمًا

یعنی کل النفوس کسی نے اس قول پر اعتراض کیا دوسرے نے اسکا یہ جواب دیا کہ لغت عرب میں بعض بمعنی  
 کل متعل ہے جس طرح کے شاعر کے قول میں ہے ۵

قَدْ يَذِيكُ الْمَاءُ بَعْضُ حَلَبَةٍ وَقَدْ يَكُونُ مَعَ الشَّيْخِ الْوَلَدُ

کسی اور نے کہا ہے ۵

اِنَّ الْاُمُوْمِرَادَ الْاَحْذَانُ جَرَّهَا دُوْرُ الشَّيْخِ تَرَىٰ فِي بَعْضِهَا لَخْلَا

ان دونوں شعروں میں دعویٰ دعویٰ بر دلیل نہیں ہے بلکہ کلمہ بعض اپنے معنی پر ہے نہ ہی بید کی بیت  
 سو بعض النفوس مراد خود ان کا نفس ہے نسفی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ تفسیر بعض بالکل مُرْتَفِئُ اِنتِی  
 یعنی تفسیر بعض کی کل کے ساتھ کہوئی ہے صحیح کہتے ہیں کوئی ضرورت اس طرف بھی نہیں ہے کہ بعض کا کلمہ  
 جہت میں ہے اسکو کل پر محمول کریں کیونکہ اس مومن کی مراد تو تنزیل ہے قوم کے ساتھ اور ان کے وہم  
 میں یہ بات ڈالنا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ کی صحت نبوت کا معتقد نہیں ہے چنانچہ ایک تمایمانہ اسی بات کا  
 مفید ہے اہل معانی نے کہا ہے کہ مومن کا قول مظاہرت فی الجحاج کی بنا پر ہے گویا اسے یون کہا کہ  
 کم سے کم جو شے اس کے صدق میں ہوگی وہ یہ ہے کہ پہنچے گا تم کو بعض عذاب جس کا تم کو وعدہ دیتا  
 ہے اور اس کے بعض میں تہاری ہلاکی ہے تو گویا جو بعض سے حاصل ہے وہی کل سے حاصل ہے لیث  
 نے کہا کہ بعض اس جگہ نااند ہے یعنی پہنچے گی نکو وہ شے جس کا تم کو وعدہ دیتا ہے کسی نے کہا کہ حضرت  
 موسیٰ علیہ السلام نے انکو ثواب و عقاب کا وعدہ دیا تھا پس جب انہوں نے کفر کیا تو انکو عذاب پہنچے گا  
 اور یہ بعض ہے اس نے کاجس کا ان کو وعدہ دیا کلمہ یک دونوں جگہ اصل میں یکین ہے نون کو

واسطے مختلف کے حذف کر دیا ہے بسبب کثرت استعمال کے جیسا کہ سید نے کہا ہے **قوله ان الله لا يهدي القوم**  
**الضالين** لکن آج کل کلام مردوموں سے ہے اس نے یہ اور محبت و دو جہین اپنی قائم کی ہے یا کہ  
 وجہ تو یہ ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام سرف و کذاب ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کو بینات کی طرف راہ نہ بتاتا اور  
 نہ معجزات سے انکی تائید فرماتا تو دوسری وجہ یہ ہے کہ جب وہ ایسے ہوتے تو انکو اللہ تعالیٰ اپنے مدد چوڑ دیتا اور  
 ہلاک کر دیتا پس ہم کو ان کے قتل کی کوئی حاجت نہیں ہے سرف وہ ہے جو محاصی پر تعیم ہوتا ہے اور  
 بکثرت گناہ کرتا ہے کذاب سے مراد مغتری ہے پھر اس مومن نے اپنی قوم کو ملک و سلطنت یاد دلائی  
 حسین وہ تھے جس کہایا قوم لکم الملک الیوم ظاہر بین فی الاکثرین تاکہ اللہ پاک کا شکر ادا کریں  
 اور اپنے کفر میں بڑھتے نہ جائیں یعنی اسے میری قوم نکو ملک حاصل ہے آج اس حال میں کہ تم لوگوں پر  
 غالب ہو اور تم کو اپنے غلبہ و علو حاصل ہے زمین مصر میں بادشاہی کر رہے ہو قسین بنصرنا من بنائیں  
 اللہ ان جانتا غرض ہلک سائنات سے قوم کو ڈرانا ہے اللہ کے عذاب سے اور اس عذاب نازل کرنے  
 سے اپنے یعنی اگر وہ بسبب غمی کفر کے تپہ عذاب انار سے تو پہر کون ہے کہ ہم کو اس کے عذاب روکے  
 اور اس کے آنے کے وقت درمیان ہمارے اور اس کے حامل ہو جائے آندہ جو اس نے ملک و خطبہ کی  
 نسبت ان کی طرف کی جو کہ ان کو سرور کرتا ہے اور اللہ کے عذاب کا آنا جو کہ انکو مغموم و مہوم کرتا ہے پس  
 اپنے نفس ان کے جھگے میں داخل کیا سو منظور اس سے ان کے دلون کا خوش کرنا ہے اور انکو اس پر لگا رہی  
 بخشنا ہے کہ وہ خیر خواہی و سخی کو خوش کرنے والا ہے اس شے کے حاصل کرنے میں جو انکو نفع دے  
 اور دفع کئے میں اس شے کے جو انکو ضرر پہنچائے اور ہلاک کر دے تاکہ وہ اسکی نصیحت و نصیر خواہی و  
 دل سوزی سے اثر پذیر ہوں پھر جب فرعون نے اس مردوموں کی صحیح نصیحت و نصیر خواہی کی  
 تفریسی تو ایک مراء غدا لایا جس سے اپنی قوم کے دل میں یہ وہم ڈالتا ہے کہ وہ ان کے واسطے غایت  
 وجہ کا ناصر و مددگار ہے اور ان کو وہی راہ چلاتا ہے جس میں ان کے نفع کا پہنچنا ہے اور ضرر کا  
 ان سے دفع کرنا ہے اسی لیے یوں کہا **مَا آذَنِي اَسَءَ اَشِيرَ عَلَيَّكُمْ** اللہ ایاری  
 نفیسی قالہ بن زید یعنی میں تمکو اسی بات کا مشورہ دیتا ہوں جس کو اپنے نفس کے لیے پسند کرنا ہو  
 یہ تفسیر مال منی کی ہے اور وہ تفسیر جو ہر لفظ کے مطابق ہے وہ ہے جو ضحاک نے کہی ہے **ما اعلمکم الا**  
**ما اعلم من الصواب** یعنی میں تمکو نہیں بتاتا ہوں مگر وہ صواب جسکو میں جانتا ہوں مراد حضرت موسیٰ  
 علیہ السلام کا قتل ہے رفویہ اس جگہ نفی اعتقادی ہے بصری عینی نہیں ہے پس وہ مفعول کی  
 طرف متعدی ہے دوسرے مفعول لانا اسی ہے **قوله وَمَا آهْدِيكُمْ اِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ** یعنی میں







ہرول پر اس شخص کے جو کہ حق کی پیروی کرنے سے تکبر و سرکشی کرتا ہے ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کیا ہے ائمہ میں سے ہی قتل کیا گیا ہے کہ ان دونوں نے کہا ہے کہ انسان جبار نہیں ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ جانون کو قتل کرے ابو عمر ان جوئی و قتادہ نے کہا ہے کہ جباروں کی نشانی ہے قتل کرنا بغیر حق کے واللہ تعالیٰ اعلم و قال ذرعوں ماہامان ابن یزید صرحا اللہ اللہ تعالیٰ خبر مینا ہے فرعون کے قتل و سرکشی اور اس کے آخر کی جو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب میں کیا وہ یہ ہے کہ اس نے اپنے وزیر ہامان کو حکم دیا کہ اس کے واسطے ایک صرح بنائے صرح کہتے ہیں بلند اونچے محل کو یہ محل بھی ہولی اینٹوں سے بنایا تھا جیسا کہ اللہ پاک نے دوسری آیت میں فرمایا ہے أَوْ قَوْلِي يَا هَٰئِلُ عَلَيَّ الْيَتِيمِ فَاجْعَلْنِي صَرْحًا اسی لیے ابراہیم غرض اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کدوہ رکھتے تھے یعنی سلف صالح بھی اینٹوں سے گھر بناتے کو اور اس کو کہ اپنی قبر دن میں اُسے لگاؤ دن رواہ ابن ابی حاتم حیدر بن حبیبہ واصل نے کہا کہ ابواب السموت سے مراد آسمانوں کے دروازے ہیں کسی نے کہا کہ آسمانوں کی راہیں اور یہ جو کہا فاطمہ علیہ السلام والی لاطنہ کا دباؤ اس کے کفر و قتل کی باتوں میں سے ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کئے اس بات میں کہ اللہ عزوجل نے انکو انکی طرف سے بجا ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَكْفُرْ بِاللَّهِ وَنُوحٍ وَآلِهِ إِنَّهُمْ كُنُوا عَلَىٰ الْبَيْتِ الْأَبْنَاءَ یعنی اسی طرح پہلے وہ کہا ہے تھے فرعون کو اس کے بہت کام اور روکا گیا راہ سے یعنی بسبب اس کو کرنے کے اس کام کو جس سے اس نے چاہا کہ اپنی رعیت کے بھی میں یہ وہم ڈالے کہ وہ ایسی شے بناتا ہے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی طرف سے پہنچ جائے گا اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا وَمَا كُنْزُكَ ذَرَعُونَ إِلَّا فِي قَبْرِكَ حضرت ابن عباسؓ مجاہد نے کہا الان فی حسانینہ نہیں مگر فرعون کا مگر نقصان و زبان میں فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ مثل یوم الاحزاب سے مراد مثل یوم فدا الاحزاب ہے یعنی وہی مرد مومن اپنی قوم سے کہتا ہے کہ میں قہر ڈرتا ہوں اگلی امتوں کے روز خدا سے جو کہ اپنے فیصلوں پر جمع ہو گئی نہیں لکھیں ویسا عذاب کا دن قہر نہ آجائے کہ یوم الاحزاب فرمایا ایام الاحزاب نہ کہا باوجود اس کے کہ احزاب جمع ہے سوہ کی یہ وجہ ہے کہ احزاب کی تہ لائن نے یوم کی جمع لانے سے بے نیازی کر دی اور احزاب پر جو عذاب نازل ہوا سو کہ ایک دن میں سب پر نازل نہیں ہوا بلکہ دنیا کے مختلف مہر تہ نون میں آخر ایہ مرد مومن نے احزاب کی تفسیر کی تو کہا مثل و اب قوم نوح اللہ یعنی مثل حال قوم نوح وغیرہ کے یا مثل انکی عادت کے تکذیب یہ قائم رہنے میں یا مثل جزا اس کفر و تکذیب کے جس پر وہ تھے وَمَا أَلَهُ يَرْيَدُ ظَلَمًا لِلْعِبَادِ ذکر یہ مبنی کہ اللہ پاک نہیں

۴  
مرد و سنان  
چراغ سے گلاب  
کچھ بجا کر  
بیکس نہ

[illegible]

۱۰  
 اور تیرا سبب کیا ہو گا  
 کہ ان کو کھنکھاتی ہو گی  
 شمع مٹی میں نہ بجے  
 وہاں تو جلا جاوے گا  
 شمع بجے تو کھنکھاتی ہو گی  
 کہ کس طرح کجاوے گا  
 کہ کجاوے گا







فرمایا کرتے تھے کسی شخص خاص کو خطاب فرماتے یا تجمل بیان یہ سوال ہو سکتا ہے کہ سرف مرتاب کو ان کا کیا حال ہے نزدیک اللہ تعالیٰ کے سویہ اسکا جواب دیا کہ **بُرِّمَقَاتًا حِنْدًا اَللّٰهُ وَعِنْدَ اَلْكَرْبِ** **اَمْتَحَنُ کِبَرِیْنِ** دو احتمال ہیں یا تو او اس سے تعجب استعظام ہے یا مراد وہ ہے فعل کلمہ نبی کے اور ضمیر راجع ہے طرف من کے باغبان لفظ یا طرف جدال کے جو کہ یکا دلون سے سمجھا جاتا ہے یعنی وہ سرف مرتاب لوگ بڑے ہیں یا بڑے ہیں از روئے بغض کے یا بڑا ہے یا بڑا ہے جدال انکا براہ بغض کے مطلب یہ ہے کہ بڑا ہے یا بڑا ہے بغض انکا یا ان کے جدال کا نزدیک اللہ کے اور نزدیک مومنین کے اللہ پاک کا ان سے بغض کرنا تو انکی ذم کرنا اور انکو لعنت کرنا اور پھر غدا نازل کرنا ہے اور مومنین کا بغض یہ ہے کہ ان سے سخت تر بغض رکھنا اور نہایت درجہ ان سے کراہت کرنا ہے۔

**كَذٰلِكَ یَطۡعُ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ قَلۡبٍ مُّتَّعِبٍ** یعنی جیسے ان سرف مرتاب مجاہدان کو ان کے ولوں پر نہایت حکم و مضبوط گمراہی کی جبر لگائی ہے کہ باوجود دشمن دلیلوں کے بے دلیل انکی باطل کرنے میں جگڑتے ہیں ویسے ہی اللہ مہر لگاتا ہے ہر دل پر تنگی جبار کے دوسرا قول یہ جو کہ الذین یکادون ابتداء کلام ہے طرف سے اللہ پاک کو مومن کا کلام مرتاب تک تمام ہو گیا اس بنا پر الذین مبتداء ہے اور کبر خبر بابر خلاف مصنافاے جدال الذین یکادون کبر مقتا محلی نے اسکو اختیار کیا ہے اور ابو حبان نے نہرین اسکو اولی کہا ہے محل نے کہا یہ اولی و احسن ہے ان دن

ابو حبان کا جنکو سمین نے ذکر کیا ہے قاضی نے اسکو بلفظ کجواذا کیل ہے یا خبر غیر سلطان ہے تقدیر یہ ہے **الذین یکادون فی آیات اللہ کا مَنون** اور تفرقہ دہنی غیر سلطان اتاہم اور فاعل کبر کا کذا ہے اسے کبر بتائیں ذلک الجہال القبیح ابیطیع اللہ علی کل قلب تنگی جبار کلام مت اللہ ہو گیا غرض اس سے اُس نے گمانا ہے جو کہ ان کے جدال کے موجب ہوئی وہ شے ہی اللہ پاک کا مہر کرنا ہے ان کے دلوں پر پس بجائے علی قلوبہم کے علی کل قلب تنگی جبار کہہ اس جو کہ تنگی جبار کی اپہر تبیل ہو جائے اور مہر لگانے کی علت معلوم ہو جائے انکی جدال کا موجب تو مہر کرنا ہوا اور مہر کرنے کی علت انکا تنگی و تنگی ہو گیا کہ خبر ذکر کرتے تو مہر نہ ہوتی اور مہر نہ ہوتی تو جدال نہ کرتے اس سے معلوم ہوا کہ جس دل میں تنگی و تنگی ہو گیا ہے اس پر گمراہی کی مہر لگ جاتی ہے پھر کوئی غیر میں گہنے نہیں ہوتی تو اس کا یہی وہندا ہوتا ہے کہ بے دلیل اندھا ہندا اللہ پاک کی پہلی باتوں میں جھگڑنا رہتا ہے تب جرمیج نے کہا کہ الذین یکادون سے مراد یہ ہیں۔

فتح القدیر وغیرہ میں ایک وجہ کہی ہے کہ الذین مبتداء اور ابیطیع خبر لیکن اسکی توجیہ سمجھ میں



میں ہے الصبح بیت واحد یعنی مفرد اطولاً صفاً تسمین نے کہا صبح قصر ہے یا صحن خانہ یا بلاط جو کہ ٹیٹھے کو بنایا جاتا ہے اور اصل کی تصریح سے ہے اور تصریح بمعنی کشف، کھلی آئے ابلاغ کہا کہ سبکبابت شایر میں پہونچون اسباب کو یعنی راہوں کو ایک آسمان سے طرف دوسرے آسمان کے قنادہ و دوسری دوسری و انقش نے کہا کہ اسباب مراد ابواب ہیں یعنی اس کے دروازے جو کہ اسکی طرف موصول ہیں اسباب السموٰت بیان ہے اسباب کا اس لیے کہ شے جہاں پہام کی جاتی ہے پھر تغیر کی جاتی ہے تو نفوس میں زیادہ ترجیح ہے اور اسکی شان کی زیادہ ترغیبت و بزرگی ہوتی ہے یا بدل ہے اسباب انقش نے اس آیت کی تفسیر کے وقت زہیر کی یہ بیت پڑھی ۵

وَمِنْ هَآبِ اسْتَبَابِ الْمَنَابِیْکُمْ ۝ وَلَوْ رَامَ اسْتَبَابِ السَّمَآءِ بِسُكْمِ

یعنی جو کوئی دُرس موتوں کے اسباب تو وہ ہر کوئی پہونچیں گے اگرچہ قصد کرے آسمان کے دروازوں کا ساتھ زمین کے اُتار یہ ہو کہ اسباب یعنی ابواب کسی نے کہا ابواب السموٰت وہ امور ہیں جن تک کہا جائے نہ تھی نہ کہا اسباب مراد طرق و ابواب ہیں اور وہ شے جو انکی طرف مودعی ہو اور ہر شے جو تجھے کسی کی طرف پہونچا دے تو وہ اسکی طرف سب سے مثلاً سی ڈول سبب ہیں پانی بہرنے کی قلم دوات کا غرض سبب ہیں کہنے کا قاطع الخ لا اللہ مؤمنی جمہور کو برف بڑا ہے ابلاغ پر عطف کیا ہے اس بنا پر یہ داخل ہے ترجیح کے تحت میں منی یہ ہیں کہ شاید میں پہونچون اسباب السموٰت کو اور شاید میں مطلع ہوں بعد اس کے یعنی معبود موسیٰ کے طرف نظر کروں اور اس کے حال پر اطلاع پاؤں آج کل سبلی وغیرہ نے بھنٹ بھنٹا ہوا اس بنا پر کہ جواب اس کی کے امر کا یہ رس ہے بھریوں کی یا بنا پر جواب ترجیحی جیسا کہ ابو عبیدہ وغیرہ نے کہا ہے اور یہ رس ہے کوئیوں کی نخاس نے کہا نصیب کے معنی خلاف معنی رافع ہیں اس لیے کہ نصیب کے یہ معنی ہیں کہ جب میں اسباب کو پہونچوں گا تو مطلع ہو جاؤں گا اس کے سوا اور کچھ یہی کہا ہے اس میں دلیل ہے اس بات پر کہ فرعون بڑا ہی جاہل تھا اور حقائق دنیا کے سمجھنے کو نہایت ہی دور پڑا ہوا تھا قلاتی کا کھنڈہ کا ڈنڈا یعنی اور بیشک میں اپنے گمان کرنا ہوں موسیٰ کو جو مٹا اس دعویٰ میں کہ اسکا ایک معبود ہے میری کوسا ستمی عرش پر فوق السموات یا رسالت میں جب کا وہ دعویٰ کرتا ہے فرعون نے جہہ بات کہی سو واسطے طمع کا رمی و سکاری کر اور غلط طمع کے لیے اپنی قوم پروردہ تو جانتا پہچانتا اعتقاد رکھتا تھا حقیقت اس کا اور اسکا کہ وہ کسی جہت میں نہیں ہے لیکن اس نے اپنی قوم پر غلط طمع کرنا ارادہ کیا اس لیے کہ اسکو یہ کہ اس کو باقی رہنے کا کفر یہ سو گویا وہ یوں کہتا ہے کہ اگر معبود موسیٰ کا موجود ہوتا تو اس کے واسطے کوئی محل ہوتا اور اسکا محل میں ہوتا یا آسمان اور پہونچون میں نہ دیکھا تو اب یہ باقی رہا کہ وہ آسمان میں ہو اور آسمان کی طرف پہونچ نہیں سکتے ہیں گرنہ یہ کہ اور بعد سے کہذا قال الغضاوی یہ تو سن چکے اب ذرا شیخ محی الدین محشی بیضاوی نے لکھا

یہ بیت پڑھی ۵  
وَمِنْ هَآبِ اسْتَبَابِ الْمَنَابِیْکُمْ ۝ وَلَوْ رَامَ اسْتَبَابِ السَّمَآءِ بِسُكْمِ

کامیاب و واضح سزا کا مطلب آیت کا ذہن میں خوب جم جائے فرماتے ہیں اگر پہلے ہی سے یوں کہہ دیا جاتا کہ علیٰ رابیع اسباب السموات تو مقصود پورا ہو جاتا مگر فرعون نے اول تو ہباب کا ذکر کیا بطور ابیہم پر سزا السموات سے اُنکو واضح کیا واسطے وہ فائدوں کے اول فائدہ تو تعجب شان ہباب جن کے پہونچنے کی اُس نے آرزو کی ہے اس لیے کہ ایضاح شے کا بعد اُس کے ابہام کے جو ہوتا ہے وہ اصل و اسکی شان کا اعتقاد اہتمام کے اور اسکی جلالت قدر پر آگاہ کرنے کے دوسرا فائدہ مشتاق کرنا سامع کا ہے طرف معرفت ہباب کے کیونکہ فہم جس شے کو نہیں پہونچتا ہے اسکی طرف بنائیت آرزو مند ہوتا ہے سو اسباب کا ذکر ہم کیا تاکہ اسباب کے جو مراد ہی اسکی معرفت کی طرف نامان کا نقش مشتاق ہو پیرانگی توضیح کر دی تاکہ انکا وار و کرنا ایہ نفس پر ہو جو کہ بیدار ہو فیاض شتاق ہو جو کلمہ طرف انکی معرفت کے توجہ ان کے وارد کرنے سے مقصود ہے وہ حاصل ہو جائے اور فرعون نے جو نامان کو قصر بنانے کا حکم دیا سو ظاہر یہ ہے کہ اُس نے کچھ یہ قصد نہیں کیا کہ وہ اسکی واسطے کوئی بنائے رفیع بنائے جس سے وہ آسمان کی طرف چسبے کیونکہ فرعون ان دیوانوں میں سے نہ تھا جو بالقبول اُس کے امتناع کو نہیں جانتے ہیں ورنہ اللہ پاک کی طرف سے یہ بات صحیح نہ ہوتی کہ وہ اسکی طرف کوئی رسوا بھیجے اور اُس پر ایمان لائیکا اور اُس کے حکم کی بجا آوری کا اُسکو مکلف کرے اور اسکی طرف سے یہ حکایت فرمائی کہ اسکی طبیعت سخت ہے اور اسراف میں اُسکو علو ہو اور ہمارا یہ کہنا کہ اس بات کا امتناع بالبدہت معلوم ہے سو اس لیے کہ ہر کوئی بالبدہت اس بات کو جانتا ہے کہ بشر کی قدرت میں یہ امر نہیں ہے کہ وہ ایسا محل بنائے جو بلند تر ہو بلند تر جبال سے اور جو شخص نظر کرے کہ طرف آسمان کے اُس پہاڑ کے نیچے سے جو کہ بلند ترین جبال ہے پہاڑ آسمان کی طرف نظر کرے اُس پہاڑ کی چوٹی سے تو وہ آسمان کی نسبت میں اپنی طرف کسی طرح کا تفاوت نہ پائے گا باین طور کہ ایک حالت میں تو آسمان اسکی طرف زیادہ تر فرق ہے بہ نسبت اسکی دوسری حالت میں باوجود اس علم کے عاقل کیونکہ قصد کر لیا اسکا کہ ایک ایسا مکان بنائے جس سے آسمان کی طرف چڑھ جائے حالانکہ وہ عقلاً میں سے بتا تو اب اسکی کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس کی طرف ایسے قصد کی نسبت کی جائے اگرچہ بعض مفلس طرف گئے ہیں کہ فرعون نے محل بنائیکا قصد کیا اور اس کے بنائی کیفیت میں ایک طویل حکایت ذکر کی ہے چونکہ یہ قول بعض کا بنائیت بعد تھا اس لیے قاضی بیضا رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسکی توجہ میں دو چہیز ذکر کی ہیں اول یہ ہے کہ مراد فرعون کی صحر سے رصد ہے جائے بلند میں اور ہباب کے مراد تھامے ہیں جو کہ ہباب مساوی ہیں جن سے توصل کیا جاتا ہے طرف طلاء کے حوادث ارضی پر اور اسکا مطلع ہونا اور اس کے پر سوا کسی بہرہ ہو کہ مطلع ہو کہ سپر کہ آیا اُس نے سوسنی علیہ السلام کو یہ بجا ہے یا نہیں دوسری وجہ یہ ہے کہ فرعون فرمودہ یہ میں سے تھا ہر یہ ایک فرقہ ہے اگلوں میں کا یہ لوگ صلح مدبر عالم قادر کے شکر

مین اور خیال کرتے ہیں کہ عالم ہمیشہ سے موجود چلا آیا ہے بدون اس کے کہ نسبت کیا جائے طرف کسی صانع کے جو کہ خارج ہو مجموعہ میں جمیع سے اور شکلا حیوان نطفہ سے اور لطفہ حیوان سے ہمیشہ ہوتا چلا آیا ہو نہ طرف کسی بنیائے کے یہ لوگ نہ ذلیق ہیں اور فرعون انہیں میں سے تھا غرض اسکی اس کلام سے شبہ کا وارد کرنا ہے نفی صانع میں جو کہ بعد عالم ہے تقرر پراس کی ہے کہ ہم نہیں دیکھتے ہیں ایسی شے جو ہم حکم لگائیں کہ وہ ادا عالم ہے یہ کیونکر ہم حکم کریں اس شے کو وجود کا جسکو ہم نے نہیں دیکھا ہم جو اسکو نہیں دیکھتے ہیں سو اسے کہ اگر وہ موجود ہوتا تو آسمان میں ہوتا اور جوشے آسمان میں ہے اسکو زمین والے نہیں دیکھتے تو مگر آسمان پر چڑھنے سے اور آسمان کی طرف جڑھنے کی ہم کو کوئی راہ نہیں ہے نواب ہم کو کوئی راہ نہیں ہے طرف دیکھنے اس بعد کے جو کہ ربیع موسیٰ کا اور حکم کرنا اس وجود کا نہیں ہے مگر بسبب تقید ایک شخص کے جسکو ہم جانتے ہیں مین کہ آیا وہ پہلے یا بعد ہونا پھر فرعون نے سب لکھ کرنا چاہا اس امر کو بیان کرنے میں کہ آسمان کی طرف چڑھنا ممکن نہیں ہے پس اس نے مان کو حکم دیا کہ اس کے لیے ایک محل بنائو جس سے وہ آسمان کی طرف چڑھے تاکہ معترف ہو اپنے عاجز ہونیکا اس سے باوجود اس کے کہ وہ اقدر اہل انشا ہے تو آسمان کی طرف چڑھنا کا امتناع ثابت ہو جائے اور اس سے یہ ظاہر ہو جائے کہ ادا عالم کی طرف وصول طریق رویت احسان متع ہے حالانکہ یہ شبہ فاسد کیونکہ طریق علم کے تین ہیں جس میں سلیم و خبر صادق و نظر عقل اور بات کہ جس کا اللہ تعالیٰ کی معرفت کی طرف طریق ہونا متع ہے اس کے نہیں لانعام آتا ہے کہ اسکی معرفت مطلقا متع ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی بات بیان کر دی کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی طرف جو راہ ہے سو وہ ہی نظر و استدلال ہے ساتھ انار کے کما قال رَبِّکُمْ وَرَبُّ آبَائِکُمْ اَلَا ذَرِّیْنَ وَقَالَ رَبُّ الْمُشْکَرِّیْنَ وَالْمُتَغَرِّبِ مگر فرعون نے یہ سبب پر وضعت و مکر کے اسے تغافل کیا اور جاہلون کی طرف یہ شبہ ڈالاکر جب اسے بعد کے احساس کی طرف راہ منتفی ہے تو دوجہ کے اسکی نفی کرنا اور تکذیب اس شخص کی جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اسکی طرف سے رسول ہے و کَذٰلَکَ زَیِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْرَۃً عَلَیْکَ وَصَدَّکَ السَّیِّئِلَ وَمَا کَانَ لِذٰلِکَ فِیْ تِبَّابٍ یعنی جس طرح کہ شیطان نے فرعون کو یہ بات اچھی کر دکھائی کہ جاہلون کے گمراہ کرنے کو قبول نہ کر دکھا اسی طرح اس کو اسکا بڑا کام اچھا کر دکھا یا یعنی شرک و تکذیب اور ہدایت کی راہ سے ہٹ کر و کا پس وہ مگر اہی مین بڑھتا رہا اور طغیان و سرکشی پر جارا ادا نہیں تھا فرعون کا آیات موسیٰ علیہ السلام کے باطل کرنے میں مگر خسار و ہلاک مین حضرت ابن عباس نے فرمایا تا جب یعنی خسار ہے یعنی نقصان و زیان آتی معنی سے تکتید آتی لکھتے ہو جمہور نے صد کو نفع صادق و ال پڑا ہے یعنی روکا فرعون نے لوگوں کو راہ ہدایت اور کو فیون نے بغض صادق و بصیغہ محمول ابو عبیدہ

۹  
 اس کا سبب تھا  
 اور صاحب تبار  
 الخ باب دوم کا  
 اس کے کبار  
 شیخ الاسلام کا  
 جمع و سنگت تھے  
 اب ایک اصحاب  
 نبی حضرت علی  
 اس کا قصہ ہے  
 خود کا راہ ہے  
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کا سبب اور وہی  
 راہ انہی





اُس کے برعینے اُس کے مثل ایک جس نے کی ہے بہلانی مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکھتا ہو سو وہ لوگ جاوینگو بہشت میں روزی پاوین گے وہ ان بے شمار بیٹے جزا کے ساتھ اسکا اندازہ نہ کیا جاوے گا بلکہ اللہ عزوجل اسکو ایسا بہت سا ثواب دے گا جسکو نہ تمام ہونا ہے نہ نہٹنا واللہ تعالیٰ ہوا لائق للصلاب کذا فی ابن کثیر اللہ پاک ہم کو تم کو عمل صواب کی توفیق دے صواب یہ ہے کہ عمل موافق سنت کے ہو اور خلاص کے ساتھ ہو اس کے خاص اللہ پاک کی ذات مقصود ہو ریاء وسمہ یا اور کوئی غرض نہ ہو ایسے عمل کا ثواب بجا صواب ملتا ہے اللہ ہم وحقاً آمین

**ف** ادلی یہ قول ہے کہ یہ آیت بخملاً نقل فرمیں کہ کسی نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قول کے ہر اتبعون مصحف میں بدون یا ملق ہو اسکا ورا سی طرح ابو عمر و نافع نے وقت میں بکثرت یا اور وصل میں باثبات یا پڑھا ہے اور یعقوب وابن کثیر نے وصل وقت میں باثبات یا باقی قرارنے وصل وقت میں بکثرت یا اثبات و حذف یا دونوں قرارت سبعہ میں یہ اثبات و حذف تو نظر لفظ ہو اور رسم میں مخدوف ہی ہے اس لیے کیا آت ز و اللہ سے ہے پس جس نے یا کو ثابت رکھا ہے تو بنا بر اصل ہے اور جس نے حذف کیا ہے سو اس لیے کہ وہ مصحف میں مخدوف ہے رشاد کو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بکثرت یثین پڑھا ہے چنانچہ مغربی فرعون کے قول میں گذر چکا ہے معنی یہ ہیں اے قوم تم میرا اقتدار کو دین میں اور عمل کو میری نصیحت پر پہنچا دوں گا تم کو راہ ہدے و صواب پر رشاد ضد جو غی کی غیبتی گراہی ہے اس میں تعویض شبیہ تصریح ہے طرف اسکو کہ فرعون اللہ کی قوم جس طریق پر ہیں وہ گمراہی کی راہ ہے متاع کی تنوین واسطے تعیل کے ہو یعنی اے قوم یہ جو زندگی دنیا کی ہے سو ایک فراسی جتنے کی تھے ہر جس سے چند دن بڑت لیا جاتا ہے پر وہ قطع و زائل ہو جاتی ہے پس اسکی طرف جیکنا اصل ہے شر کی اور منیع ہے فتنوں کا اور رسم ہے ہر بلا و آفت کا آدھ پہلا گھر وہی ہے گھر تفرار و ثبات کا پس اُس سے کسی طرح کا انتقال نہیں ہے کیونکہ وہ تو دائم ہے قطع نہ ہو گا اور ستر ہے زائل نہ ہو گا اور باقی بہتر ہے فانی سے بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ اگر دنیا سونا فانی ہوئی اور آخرت خنزیر فانی تو یہی خست دنیا سو بہتر ہوتی پیر کیونکہ بہتر نہ ہوگی حالانکہ دنیا تو خنزیر فانی ہو اور آخرت سونا فانی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دنیا ایک جمے ہو آخرت کے جموں کو سات ہزار برس کا ابن مردود نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے دنیا کی حیات دنیا ایک متاع ہے اور زمین ہے اسکی متاع سے کوئی شے افضل صالح عورت سے کہ جب کو نظر کرے طرف ان کے تو وہ تجھے خوش کرے اور جب تو اُس سے غائب ہو تو وہ تیری حفاظت کرے اپنی جان مال میں من عمل سیدۃ الخ نبیہ کلام مرد مومن ہے یعنی جو کوئی کرب دار دنیا میں کوئی گناہ گنا ہو نہ

کوئی ساکن ہو تو وہ جزا دیا جائے گا مگر مثل اس کے اور عذاب کیا جائے گا مگر بقدر اس کے ظاہر شمول آیت کا ہے ہر  
 اس کو جس پر کسم سیدہ اطلاق کیا جاتا ہے کسی نے کہا کہ شرک کے ساتھ خاص ہے حالانکہ انکی کوئی وجہ نہیں ہے  
 اور جس نے کہا کوئی عمل صالح مرد ہو یا عورت اور وہ عمل صالح کرے والا مومن بھی ہو یعنی ایمان لازم والا اللہ پر اور  
 اٹھے پر جس کو اس کے مثل لے تو یہ لوگ جنہوں نے صحیح کیا در بیان ایمان و عمل صالح کے داخل ہیں جنہوں نے  
 میں زرق و پے جائیں گے وہ ان زرق و اس بغیر اندازہ و محاسبہ متقابل نے کہا کہ ان پر کسی طرح کا مواخذہ نہ  
 ہو گا اس غیر مین جو انکو جنت میں عطا کی جائے گی کسی نے کہا کہ عمل صالح سے مراد لا الہ الا اللہ ہے چہو  
 نے یہ ضلوع کو بقیع یاے تجزیہ نصیغہ معروف پڑا ہے اور ابن کثیر وغیرہ نے نصیغہ محبوب یہ دونو سببہ ہیں پہر  
 مرد مومن نے مکر اپنی قوم کو اللہ پاک کی طرف بلایا اور اپنے ایمان کی تصریح کی اور اگلی راہین نہ چلا وہ یہ نہیں  
 کہ اپنی قوم کے وہم مین یہ بات ڈالتا تھا کہ وہ انہیں مین سے ہوا اور انکے وعظ و نصیحت کو درپے جو ہوا ہے  
 سو صرف اس غف سے کہ جن بات کی موسیٰ علیہ السلام انکو وعید سناتے ہیں کچھ اس مین کہ مین انکو پہنچ  
 جائے جس طرح کہ اپنی قوم سے دوست آدمی کہتا ہے انکو درانا ہے اس شے مین واقع ہونے سے جس مین  
 واقع ہونے کا ان پر خوف کرنا ہے اب کی بار ایسا نہ کیا بلکہ اپنے ایمان کا ذکر تصبیح کر دیا پس کہا وَتَقَوْمُ قَاتِ  
 اَدْعُوهُمْ اِلَى الْجَوْفَةِ وَتَدْعُوْنِی اِلَى النَّارِ تَدْعُوْنِیْ لَکُمْ بِمَا لَکُمْ بِاللّٰهِ وَاسْمٰیْکُمْ بِاللّٰهِ اَلِیْ یٰہِ عٰلَمِ  
 وَاَنَا اَدْعُوْکُمْ اِلَى الْعَرِیْزِ الْغَفَارِ لَاجْرَمِ اَسْمَا تَدْعُوْنِیْ اِلَیْہِ لَیْسَ لَکُمْ دَعْوٰی فِی الدُّنْیَا وَاَلَا  
 فِی الْاٰخِرَةِ وَاَنْ مَّرَدُّکُمْ اِلَی اللّٰهِ وَاَنْ الْمُسْرِیْنَ ہُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ فَسَتَذِکَّرُوْنَ مَا قَوْلُ  
 لَکُمْ وَاَوْفَوْضَلْ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰهِ لَآ اَنْ یَّصِیْرَ لَیْلَ الْعِبَادِہٖ فَوَقَّعَہُ اللّٰہُ سَنَیَاتٍ مَا مَکْرُوْا  
 وَاَحٰی بِاٰلٍ فَوْزَعُوْنَ سُوْرَ الْعٰذٰیۃِ النَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْہَا عُدُوْا وَعَشِیَّۃً وَیَوْمَ یَقُوْمُ  
 السَّاعَۃُ تَفْزَعُ اَدْخِلُوْا اِلَی فِرْعَوْنَ اَسَدَ الْعٰنِ ابِہٖ اور سے قوم مجھ کو کیا ہوا ہے بلانا ہوں مین تمکو  
 بجا و کی طرف اور تم بلاتے ہو مجھ کو آگ کی طرف تم بلاتے ہو مجھ کو کہ منکر ہوؤں اللہ سے اور شرک ٹہراؤں  
 اسکا جسکی مجھے خبر نہیں اور مین بلانا ہوں تم کو اس بر دست گناہ بخشنے والے کی طرف آپ ہی ہوا کہ  
 جسکی طرف مجھ کو بلاتے ہو اسکا بلانا کہ مین نہیں دنیا مین نہ آخرت مین اور یہ کہ مجھ پر جانا ہے اللہ کے پاک  
 اور یہ کہ زیادتی دے وہی بہن و فرخ کے لوگ سوات گے یا و کرو گے جو مین کہتا ہوں تمکو اور مین سو پنتا  
 ہوں اپنا کام اللہ کو بیشک اللہ کی نگاہ مین ہمین سب بندے پر بھرا لیا موسیٰ کو اللہ نے بڑے داؤد  
 سے جو کرتے تھے اور اٹ پڑا فرعون والوں پر بڑی طرح کا عذاب آگ سے کہ دکھا دیتے ہیں انکو جہم اور  
 شہم اور جس مین اُسے کی قیامت داخل کرو فرعون والوں کو سخت سخت عذاب میں ف اپنے

یعنی جنہوں نے  
 دو سببہ در پیغ  
 در پیغ مین عام  
 دانہ

تصویر



دریامین ہر دو دن سے نقل کرنا ہے طرف دفع کے اس لیے کہ انکی روحین پیش کی جاتی ہیں آگ پر جسم و شام  
قیامت قائم ہونے تک پیر جب قیامت کا دن ہوگا تو انکی روحین اور جسم آگ میں جمع ہو جائیں گے اسی لیے یوں  
فرمایا ہے اور جس دن قائم ہوگی قیامت داخل کرو فزعون والون کو اند غذاب میں یعنی ایسا غذاب جو کہ سخت  
تر ہے درود المؤمن اللہ بزرگ تر ہے کمال میں اہل سنت کثر ہم اللہ تعالیٰ نے جو ہر استدلال کیا ہو  
غذاب برزخ قبر پر مین سو ایت یعنی تو لہ تعالیٰ انکار یحضر صون علیکھا غدا و اذ عشیئا اس میں  
ایک صل کبر ہے لیکن بیان ایک سال ہے وہ یہ ہے کہ بیشک آیت ملی ہے اور اس سے استدلال کیا  
ہے غذاب قبر پر برزخ میں امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک یودی  
سورت انکی خدمت کیا کرتی تھی پس نہیں کرتیں حضرت عائشہ طرف اس کے کوئی نیکی مگر وہ ان سے کہتی  
وفاک اللہ غدا البقبر یعنی اللہ تمکو غذاب قبر سے بچائے طلب ہے جب ہ اس کے ساتھ کچھ احسان کر میں تو  
وہ بھی دعا دیتی تھی حضرت عائشہ فرماتی ہیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر داخل ہوئے تو  
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آیا ہے واسطے قبر کے کوئی غذاب قبل روز قیامت کو آپ نے فرمایا نہیں  
اسکا زعم کیا عرض کیا کہ اس یہودی نے میں نہیں کرتی ہوں طرف اسکو کوئی نیکی مگر وہ کہتی ہے وفاک اللہ غدا  
البقبر آپ نے فرمایا جھوٹ کہا یہود نے اور وہ اللہ پر بے جھوٹ باندھنے والے ہیں نہیں ہے کوئی غذاب  
ورے روز قیامت کے پیر آپ نہیں سے بعد اس کے جب در چاہا اللہ نے کہ پیغمبر میں پیر آپ نکلے ایک دن  
دو پیر کے وقت اپنا کپڑا اوڑھے ہوئے بیٹھ ہو رہی تھیں آپکی دونوں آنکھیں اور اپنی بلند آواز سے  
نہا فرماتے تھے کہ قبر مثل نکو دن اندھیری رات کے ہے لے لو کہ اگر تم جانو جو میں جانتا ہوں تو روؤ  
بہت اور مہسو تھوڑا لے لو کہ پناہ مانگو اللہ کے ساتھ غذاب قبر سے پس بے شک غذاب قبر کا حق ہے و  
هذا الاستاذ یصحیح علی شرط البخاری و مسلم و ذکر بخاری و مسلم امام احمد کا دوسرا لفظ حضرت  
عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ہے کہ ایک یہودی عورت نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے انکو دیا پس اس نے  
ان سے کہا وفاک اللہ من غذاب البقبر تو حضرت عائشہ اسکو اوپر سمجھا پیر جب انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم کو دیکھا تو آپ سے عرض کیا پس آپ نے فرمایا نہیں حضرت عائشہ نے کہا پیر ہم سے فرمایا رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد اس کے اور بیشک شان یہ ہے کہ وحی کی گئی طرف سیری کہ بیشک تم مفتون ہوئے  
ہو اپنی قبروں میں و هذا ابضا علی شرطہما پس میں پیر کیا جمع ہے در بیان اس حدیث کو اور اگر  
کہ آیت ملی ہے اور اس میں دلالت ہے غذاب برزخ پر سو ہکا یہ جواب ہے کہ آیت اس بچہ دال ہے  
کہ روحین صبح و شام آگ پر پیش کی جاتی ہیں برزخ میں اور اس میں اس بات پر دلالت نہیں ہے

کہ ارواح کا درند ہونا اس روئندی کا اتصال انکے جسوت کے ساتھ ہونا ہرگز کہ قبروں میں ہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ روح کے ساتھ مختص ہو جب حصول اس کا واسطے جسم کے برزخ میں اور درند ہونا جسم کا جو سمیتا تم روح کو سو اسہر وال نہیں، مگر سنت جو کہ احادیث مرثیہ میں مذکور ہے جبکہ ذکر آگے آتا ہے کہ یہی یون کہتے ہیں کہ یہ آیت جو ال ہے سو صرف عذاب کفار و برزخ میں اور اس کے یہ نہیں لازم آتا ہے کہ مومن عذاب کھا جائے اپنی قبر میں پس کسی گناہ کو اس کی اولاد میں کو ایک حدیث ہے جو امام احمد سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہر دخل مہجے اور انگوٹھا پس ایک مرتبہ یہی یہود کی اور وہ کہہ رہی تھی کیا تو نے جانا کہ تم مفتون ہوتے ہو اپنی قبروں میں پس سوال اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ لے اور فرمایا انما یفتن یہود یعنی مفتون تو یہود چھوٹے ہیں حضرت عائشہ نے کہا پس ہم کئی رات بھر سے پیر اٹکے فرمایا خبردار بیشک تم مفتون ہوتے ہو تم قبروں میں حضرت عائشہ نے فرمایا پیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد اسکے پناہ مانگتے تھے جو عذاب تیرے دھکڑا دواہ مسلمہ لیسندہ عن الذہری بہ کہ یہی یون کہتے ہیں کہ یہ آیت ال ہے عذاب ارواح پر برزخ میں اور اس کے یہ نہیں لازم آتا ہے کہ وہ متصل ہو ساتھ جسموں کو جو کہ اپنی قبروں میں ہیں یہ طریق بات میں بخصوصہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی گئی تو اپنے اس پناہ مانگی واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم بخاری کا لفظ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ہو کہ ایک یہود نے انہر داخل ہوئی تو کہا لغو باللہ من عذاب ابقر پس حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عذاب قبر کا پوچھا تو اپنے فرمایا مان عذاب قبر کا حق ہے حضرت عائشہ نے فرمایا پھر یہی نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعد اسکے کہ کوئی ناز پڑ ہی مگر پناہ مانگی عذاب قبر سے پس اس پر کہ اپنے مبادت فرمائی طرف تصدیق یہود کی اس خبر میں اور اس پر نفیر کی اور سابق حدیثوں میں یہ ہو کہ اپنے اسکا انکار فرمایا بیان تک کہ آپ کے پاس وحی آئی پس شاید یہ دونوں دو حقے ہوں واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حدیث عذاب قبر کی بہت سی ہیں قتاد نے غزوہ عینہ کی تفسیر میں کہا ہر صبح و شام جب تک کہ دنیا باقی ہوگی انکی توبیخ و سرزنش کے واسطے اور انکو ذلیل کرنے کو ان سے کہا جائیگا اے آل فرعون یہ تمہارے سنا زلی ہز ابن زید نے کہا وہ اس میں ہیں تاج یعنی انکو صبح لے جلے ہیں اور شام کو لے جاتے ہیں بیان تک کہ کھیت قائم ہو ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ یہ کہ بیشک شہیدوں کی روئے سبز پرندوں کو جو فون میں ہیں جہنم جہنم میں جہان چاہتی ہیں اور بے شک مومنین کو بچوں کی رو میں چنیلوں کے جو فون میں ہیں چہنم جہنم میں جہان چاہتی ہیں کچلے بچہ البتہ ہیں طرف قدیلوں کے جو کہ عرش میں انکی پہلی ہیں اور بیشک مومنین مال فرعون کی سیاہ پرندوں کو جو فون میں ہیں صبح کو جاتی ہیں جہنم پر اور شام کو جاتی ہیں اس پر سو یہ ہوا کا عرض اور ہندی نے ہی اس طرح کہا ہے حدیث اسرا

میں بروایت ابو ہریرہ عن عبدی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مروی ہے کہ میں فرمایا ہے پہرے چھپے گئے ایک خلق کثیر کے خلق اللہ سے کہہ رہے ہیں ہر مردان میں کا شکم اسکا مثل جائے سطح کے بند ہے جکڑے ہوئے طوقوں سے آل فرعون کی گذرگاہ پر اور آل فرعون پیش کیے جاتے ہیں آگ پر صبر و شہادت اور جس میں قیامت قائم ہوگی داخل کرواکی فرعون کو سخت تر عذاب میں اور آل فرعون مثل آل اذھون کو ہیں جیسا کہ آگاہ میں جبرے کو چھوڑتے ہیں مانتے پانوں مارے ہیں بہرہ پر اور درختوں پر اور عقل نہیں کہتے۔

**ابن ابی حاتم** نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہیں فرمایا میں احسان کیا کسی محسن نے مسلم ہو یا کافر مگر اللہ تعالیٰ اس کو ثواب کا کما کہا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہے ثواب دینا اللہ کا کافر کو تو فرمایا اگر اس نے صلہ رحم کیا کوئی صدقہ دیا یا کوئی نیکی کی تو ثواب دیا گا اس کو اللہ تبارک و تعالیٰ مال و اولاد و صحت اور مثل اس کے ہم نے عرض کیا پہر کیا ہے ثواب دینا اسکا آخرت میں فرمایا غدا بادون العذاب یعنی عذاب کی کمی ہوگی اور یہ آیت پڑھی اذھنوا آل فرعون اللہ العذاب رواہ البیہقی مسند عن زید بن اخدرم نقی قال لا نعلم لہ اسناد اغیر ہذا ابن جریر نے حماد بن محمد فراری بخنی سے روایت کیا ہے کہا میں نے اوزاعی کو سنا اور ان سے ایک شخص نے پوچھا پس کہا اللہ تجھ پر رحم کرے ہم نے پرندوں کو دیکھا ہے کہ وہ دریا کنارے پہنچتے ہیں ناحیہ بحر غرق کو سپید گروہ گروہ ہو کر نہیں جانتا ہے انکی گنتی کو مگر اللہ عزوجل بھیہ جب شام ہوتی ہے تو لوٹتے ہیں مثل انکے سیاہ قال وقطعتنہم الی ذلک قال نعم یعنی تو نے اس بات کو جانتا ہے اس شخص نے کہا ان اوزاعی نے فرمایا بیشک یہ پرندے انکے پوتوں میں آل فرعون کی رو میں ہیں پیش کیے جاتے ہیں آگ پر صبر و شہادت پر لوٹتے ہیں اپنے گھونسلوں کی طرف اس حال میں کہ ان کے پر جل چکے اور سیاہ ہو گئے ہیں پر رات کو سفید پر انپر آگ آتی ہیں اور سیاہ ہنر جاتے ہیں پر وہ صبح کو جاتے ہیں عند و اعشیا رہیں

لوٹ آتے ہیں طرف اپنی گھونسلوں کے سویہ ان کا طریقہ ہے دنیا میں پس جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمے گا اذھنوا آل فرعون اللہ العذاب کہا اور کہتے ہیں کہ وہ چہرہ لاکہ آدمی لڑنے والے تھے امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک ایک تہماڑ جھکڑا تو پیش کیا جاتا ہے اس پر تہکانا اسکا صبح اور شام اگر وہ اہل جہنم کے ہے تو اہل جہنم کے اور اگر اہل نار سے ہے تو اہل نار سے پہر کہا جاتا ہے یہ تہا تہکانا ہے یہاں تک کہ اٹھتا دے جھکڑا اللہ عزوجل طرف اس کو قیامت کے دن آخر جاف فی الصحیحین میں حدثنا مالک بہ کذا فی ابن کثیر ففتح البیان کا بیان فاتح یہ ہو کہ تہکانا ثانی میں حرف عطف کو ترک کیا اس لیے کہ وہ تفصیل ہے اجمال لول کی اور یہاں حرف عطف کو ترک کیا اس واسطے

لے نہ ایسی زمین ہے کہ یہ کہہ کہ یہ کلام اول و ثانی کے مابین ہے جس اس میں واو عاطفہ کا لانا حسین ہوا اسی کو مشن غفری نے بھی فرمایا ہے یا فقوم مکاریٰ میں ندا کے مکرلانے کا یہ قائدہ ہے کہ قوم کے ہوشیار کرنے میں اور خواب بھٹکتے ان کے بیدار کرنے میں زیادتی ہو جائے اور اس میں یہ ہو کہ مرد مومن آل فرعون سے ہو اور وہ انکی قوم ہیں معنی یہ کہ تم مجھے اپنی خبر دو کہ یہ کیا حال ہے کہ میں ٹھک رہا ہوں اس طرف کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لا کر اور اس کو قبول کرنا کہا نا کرنا کہ یہ بچہ اور جنت میں داخل ہو اور تم مجھے بتاتے ہو طرف الگ کہ یہ سبب شرک کہ جسکو تم مجھے چاہتے ہو کسی نے کہا ہے یہ ہیں ماکم وادھو کہ جیسے تو کہتا ہے مانی اراک حزین اسے مالک پہرہ دونوں کی نفیس کی پس کہا کہ تم بتاتے ہو مجھ کو کہ میں منکر میوتوں اللہ کا اور شرک کروں اس کے ساتھ اس کے جو جسکا مجھے یہ علم نہیں یعنی جسکو شرک پہنچاؤ کا واسطہ اللہ کے مجھ کو کسی طرح کا علم نہیں مگر ادنیٰ علم سے نفی معلوم کی ہے بالکل مگر اولیٰ و بعد ہر اسکی عبادت کا کیا ذکر ہے دوسرا دعوتی بدل ہے پہلے سے بطور بیان کے جملہ نفعیہ میں بہرہ دلا ہے کہ انکا بلانا باطل ہے اس کے واسطے کوئی ثبوت نہیں ہے اور انا ادعوکم میں جملہ اسماء اس لیے ہو کہ انکی دعوت کے ثبوت و تقویت پر دل ہو معنی یہ ہیں اور میں بلانا مکر طرف اس ات مقدس کے جو کہ غالب ہے اپنا کام پر اور اپنے انتقام لینے میں کافروں سے اور بڑا بخشنے والا ہے مومن و تابع گناہ کو لا جوہر کی نفیس سجدہ ہو دین گز چکی ہے جرم فعل ماضی معنی حق ہو اور حرف لا جوہر پڑا فعل ہے واسطے نفی و رد کرنے اس شرک کے جو جسکا انہوں نے دعویٰ تو کر لیا ہے قائل انفسہ کا قول انما ندعوہنّی الیک لیس کہ ادعو فی الذلّیٰ والذلّیٰ کا لفظ یعنی تہارا مجھ کو بلانا اور تہارا دعویٰ و خیال مرد و صہ حق و واجب ثابت یہ بات ہو کہ بیشک جس شے کی طرف تم مجھے بلاتے ہو اس کے واسطے کوئی بلانا نہیں دنیا میں و آخرت میں مطلب کہ اسکی دعوت کا بطلان حق و واجب سے زجاجہ لے کہا معنی یہ ہیں نہیں ہے واسطے اس کے قبول کرنا کسی دعا کا جو نفع دے کہتی لے کہا نہیں ہو اسکی لیے کوئی بلانا جو اس کے واسطے اہمیت کا موجب ہو کہتی لے کہا نہیں ہے واسطے اسکو کوئی نفع کلمہ مانع الذی ہو تو اسکا حق یہ تھا کہ نوح جدا لکھا جانا جیسا کہ قاعدہ ہے لیکن مصحف الامم میں نون کے ساتھ ہی لکھا ہوا ہے جیسا کہ ابن جریر نے اسطر اشارہ کیا ہے وَاِنَّ مَرَدُّکُمْ لَیْسَ اِلَّا اِلَیَّ مَطْلُوْفٌ اِنَّمَا بِرِئَیِّ اِدْحَقُّ وَاَوْجِبُ بَابِکُمْ اَمَّا بَرِیِّیْ وَصِیْرٌ پھر جانا طرف اللہ کے متبادل قوم کر پیر آخر کو مبعوث ہو کر پس وہ جزا دیدگا ہر ایک کو اس غیر دشر کی جبکا وہ حق ہے وَاِنَّ الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ اَخْطَا بِلَا لَتَا رِیْیِیْ اِنَّمَا بِرِیْیِیْ اِدْحَقُّ یعنی اور حق و واجب بات کہ بیشک کثرت سے کرنے والے مباحی اللہ کے وہی ہیں و فرج کے صحابہ قنادہ و ابن سیرین نے کہا کہ مرد و سرفین سرفین میں مجاہد و شبی نے کہا کہ سفہا کثرت سے ناحق خوشنری کر کے والا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول یہی ہے حکم لے کہا کہ جبارین منکر میں ہیں کسی نے کہا وہ ہیں جو کہ اللہ پاک کو مدد سے آگاہ ہے جس میں

ایک ایسا کلمہ ہے کہ یہ سب نبیؑ کی اس میں داخل ہیں پہر چہ مرد و مومن و کافر کرتے کرتے بیان تک پہنچا تو اپنی بات کو ایک خاتمہ لطیف سے ختم کیا پس کہا **فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ** یعنی اب آئندہ تم یاد کرو گے اس بات کو جو میں تم سے کہتا ہوں جبکہ تم پر عذاب نازل ہو گا اور جان لو گے کہ میں تمہارے وہ خط و نصیحت میں مبالغہ کیا یہ ایک عجیب و مبہم کلام ہے اس ابہام و اجمال میں وہ تخیلیت و تہدید ہے جو محض نہیں ہے قولہ **وَأَقْوَصُ** آخر حد تک اللہ کلام متانفہ ہے یعنی میں توکل کرنا ہوں اللہ پر اور اپنا کام اس کو سونپتا ہوں کہتے ہیں یہ اس نے جب کہا کہ انکو اندامینہ کا ارادہ کیا متاقل نے کہا کہ یہ مومن پہاڑ کی طرف بھاگا تو اس کو طلب کیا پس اُس پر قابو نہ پا یا کسی نے کہا کہ فاعل اس قول کے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں والا اولیٰ ولیٰ ربک اللہ بھینڈا یا اللہ بکا بد بیشک اللہ پاک کو بند فکلی خوب خبر ہے حق کو بطل سے جانتا ہے **فَوَقَّاهُ اللَّهُ سُوءَ بَيِّنَاتٍ** مَا مَكَرُوا بِيَوْمِي جہنم سے لڑکا اس کے ساتھ ارادہ کیا اور جس طرح طرح کے عذاب کرنے کا اپنے مخالف کے ساتھ قصد کیا اللہ پاک نے اس سب کے انکو بچا یا قنادہ نے کہا کہ نبیؑ کے ساتھ غرق سے اللہ تعالیٰ نے انکو نجات دی **وَكَاذِبًا يَلِي** **فَرُوعُونَ سَوْءَ الْعَدَاِبِ** یعنی احاطہ کیا آل فرعون کا بوسے عذاب نے اور ان پر نازل ہو اکتائی نے کہا جب کوئی شے نازل ولازم ہو تو محاورے میں بولتے ہیں **حق یقین حقیقا** و **حقو کا بقی** نے کہا کہ ڈوبے دریا میں اور داخل ہوئے آگ میں تو **دال فرعون** و **فرعون** اندھ کی قوم ہے انکی تصریح نہ کی اس لیے کہ قوم کے ذکر سے اُس کے ذکر کا استغناء ہو گیا کیونکہ وہ قوم سے بڑھ کر عذاب کا مستحق تھا یا **مادال فرعون** خود فرعون ہے قول **وَلِی** ہے اس کے کو دنیا میں وہ سب غرق کے ساتھ خدا بد ہو گئے اور آخرت میں آگ کو ساتھ مغرب ہوں گا اول اللہ پاک نے سورہ العذاب کو مجمل فر کر کیا پھر انکو بیان فرمایا **أَلَا تَذَكَّرُونَ** علیکھا **عَذَابًا وَهَبْنَا** پس رفع النار کا بنا بر بدل ہے سورہ العذاب سے کسی نے کہا خبر ہے مبتدئے محذوف کی یا مبتدئہ خبر انکی پر ضوابط لیکن اول ولی ہے اور اسی کو تہجیل سے راجع کہا ہے آخر کی دو وجہ پر جہل متانفہ جواب ہو گا سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ سورہ العذاب کیلئے سو یہ نکاح جواب ہے کہ النار کسی نے النار کو بر حسب پڑنا ہے بر تقدیر فعل جسکی تغیر یہ ضلوت کرتا ہے من حیث المعنی ہے لیکن النار بر ضنون علیہا یا بنا بر تھماص قرآن مجرب ہی جائز کہا ہے اس بنا پر کہ عذاب بدل ہو معنی یہ ہیں کہ پیش کی جاتی ہیں روضین انکی نار بر صبح و شام ان کے مرنے سے لے کر قیامت قائم ہونے تک تعرض سے مراد ان کا جلنا ہے آگ سے محاورے میں یوں ہے کہ جس وقت امیر قیدیوں کو تلواریں قتل کرے تو اس وقت کہتے ہیں عرض الامیر الاساری علی السیف طلبتہم **وَمَنْ مِّنْهُمْ مِّنْ آگ** سو انکو عذاب کیا جاتا ہے اور ان کے مابین میں یا تو اور جنس کے عذاب سے مغرب ہوتے ہوں یا انکو چٹی ملتی ہو یہی جائز ہے کہ صبر و شام سے مراد دوام ہو بعض اہل علم نے اس آیت سے عذاب قبر پر استدلال کیا ہے **وَعَذَابُ**



تعالیٰ نے بہنو کر کے زمین و بہ قال ہما بدو مکرتہ و محمد بن کسب کلمہ صاحب فتح البیان و ترجمان القرآن رحمہ اللہ نے کتاب ہذا التکلیف فی شرح آیات التہنیت میں اس کی خوب تفسیر فرمائی ہے جزاء اللہ تعالیٰ خیر الجزاء اور حدیث حدیث  
 پہر چہ ہوا سطر گنو میں کہ یہ عرض برزخ میں ہے کسی نے کہا کہ آخرت میں فرار نے کہا کہ آیت میں تقدیر و تاخیر ہو گیا  
 ایا و خلوا آل فرعون اشد الغذاب لئلا ریع رضوان علیہا فدا و عشا حالانکہ اس تکلف کی طرف کوئی طبعی نہیں ہے  
 اسو اسطر کہ توہ تعالیٰ و یوم کفوم الشاکعہ اذ خلوا آل فرعون اشد الغذاب میں وضع دلائل  
 اسہر کہ یہ عرض جو ہو برزخ میں ہے یعنی جسد فیض قائم ہوگی تو فرشتوں کی کہا جائیگا کہ داخل کر دال فرعون  
 کو اشد الغذاب میں عدا و غذاب مارے کیونکہ یہ زیادہ تر سخت ہے اس غذاب جو حسین وہ ہے کسی نے کہا کہ عدا  
 انواع غذاب میں بعض انواع بعض سے سخت تر ہیں سو ای ان نوعین کے جن کے ساتھ وہ مغرب ہوتے ہے جبے  
 کہ عرق کیے گئے حرمہ و کسائی و نافع و حفص نے اذ خلوا تعلق ہزارہ و کسنا پڑھے ہے قرارت بر تقدیر فعل ہے جیسا  
 کہ ترجمہ میں گذرا ہے باقی قرار نے اذ خلوا بہرہ وصل پڑھے و حل یہ صل سے اس میں امر ہے آل فرعون کو  
 و حل کا بقدر حرمت ندا سے اذ خلوا یا آل فرعون اشد الغذاب یعنی داخل ہو اسے آل فرعون سخت غذاب  
 میں بالکل جیکہ اللہ پاک نے آل فرعون کے تھکے کو آیت مذکورہ پر ختم کیا اور اس میں احوال مار کا بیان آگیا تو  
 جسد اس کے ان مناظر وں کا قصہ ذکر فرمایا جو در بیان رؤسا و اتباع کے ہوں گے پہلے رشا و کیا و اذ یخاکون  
 فی النار کیف قول الضعفاء الذین استکبروا ولما کانوا لکم تبعاً فهل انتم مغنون عنا نصیباً  
 من النار قال الذین استکبروا لا تاكل فیہا لان الله قد حکم بہن اوجادہ و قال الذین  
 فی النار کذبت جہنم اذ عورت بکلمہ مخفی عن عتاکو ما من العذاب قالوا اولکم تک تانیکم رسولکم  
 یا لکیثک قالوا بلی قالوا فاذعونا و ما دعوا الیکم من الا فی حلیلہ اذ جبہ جس میں جگہ ہیں آگ  
 میں پہر کہیں گے کہ زور غور کرے والوں کو ہم تھے تمہا پہر کہیں گے کہ تم پہر سے انہما لگے حصہ آگ کا کہیں گے جو غور کرے  
 تھے ہم سب ہی پڑو ہیں انہیں اندر فیصلہ کر چکا بندوں میں اور کہیں گے جو لوگ پڑے ہیں آگ میں و فرخ کے  
 دار و غون کو مانگو اپنے رب کے ہم پہر لگا کرے ایک تن ہوڑا غذاب وہ بولے کیا دے تھے تم پاس تمہا کہ رسول  
 پہلی نشانیاں لے کر کہیں گے کیوں نہیں بولے بہر کجا واد کہ نہیں پکارنا کافروں کا مگر ہیئت اف یعنی اب  
 جگہ نہیں رہی کہ کوئی کسی کے کام آویف و فرخ کے کہیں گے سفارش کرنی ہمارا کام نہیں ہم تو  
 غلاب پر ہر بہرین سفارش کام ہے رسولوں کا سو رسولوں سے تم بخلان رہے تھے انتہی ف اللہ پاک  
 خبر دیتا ہے اہل نار کے باہم حجت کرنے کی مار میں اور ان کے جگہ لنگی فرعون اور اس کی قوم ہی انکو جیلے سون  
 پس اتباع کہیں گے اپنے مشیواؤں اور مرداروں اور برون سے کہ ہم تو تمہاری تابع تھے یعنی دنیا میں جس کو غور کری



کسانی کو فراموش کیا کہ ان کی تائید ہے یعنی کلمۃ اور تمہیں عوام سے صاف ایسے  
 کہتی تھیں کہ ان کو منصوب بنا بر حال سچا بن مالکے اسکو ترجیح دی ہے معنی یہ ہیں کہ بیشک ہم اور تم جیسے جہنم میں  
 پہرہم کیونکر تم سے دفع کریں اور اگر ہم قادر ہوتے تو ہم اپنی ہی جانوں سے دفع کرتے بیشک اللہ فیصلہ کر چکا  
 ہے درمیان بندوں کو باین طور کہ ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں سو اب کوئی کسی  
 سے کچھ دفع نہیں کر سکتا ہے پس اسوقت تا بعین کو مقبوعین سے یا س حاصل ہوگا تو سب کے حسب نہ جہنم  
 کی طرف رجوع کریں گے ان سے سوال کریں گے جیسا کہ اللہ پاک نے ذکر فرمایا ہے وَقَالَ الْاَنۡبِیَیَۃُ فِی النَّارِ  
 الْاٰیۃِ یعنی وہ کافر استین جو نار میں ہیں ان کے متبرک و ضعیف سب بلکہ خزانہ جہنم سے کہیں گے کہ تم بچار و اپنی  
 رب کے ہلکا کر کے ہتم سے ایک دن عذاب کمر اور دوزخ سے یہ ہے کہ کچھ عذاب بقدر ایک دن کرایام دنیا  
 سے کیونکہ آخرت میں نہ رات ہونہ دن خزانہ جمع ہے خازن کی یہ وہ فرشتے میں جو تعذیب اہل نار کے  
 منظم ہیں یہ بات کو خزانہ نہا کہا بخزانہ جہنم کہا سو اس لیے کہ جہنم کے ذکر میں تعذیل و تقطیع ہے یا اس واسطے کہ نار  
 میں جو انکا محل ہے سکایان کرنا منظور ہے کیونکہ جہنم بعید تر مار کا ہے نہ میں ماخوذ ہے اس فعل سے جو ہر  
 کنوین کی یہ بعید ہوتی ہے اسکو پڑ جہنم بولتے ہیں اور جہنم میں بُرے عالمی طاغی سرکش کافر میں پیش  
 جو فرشتے ان لوگوں کے عذاب پر مقرر ہیں انکی دعا زیادہ تر قبول ہوتی ہو بسبب انکی زیادہ قریب اللہ  
 پاک سے سو اس واسطے اہل نار نے ان سے دعا طلب کرنے کا قصد کیا جملہ قائلو اذ کہ تِلْكَ نَیۡمُکُمْ رُّسُلُکُمْ  
 یَا لَیۡقَاتِیۡ سَاۡفَہُ جَوَابِ سَوَالِ مُقَدَّرِہٖ اوستہ قہام واسطے تفریع و توجیح کے ہے یعنی فرشتوں نے توجیح و تفسیر  
 کر کے انکو جواب دیا کیونکہ جی کیا نہیں آتے تھے تمہارے پاس سول تمہاری پہلی نشانیاں لے کر قالو اٰیۃِ یعنی  
 بولے کیونکہ نہیں وہ انکو لے کر ہمارے پاس آئے سو ہم نے انکو پہلایا اور جہنم ابھرا یا ان لائے اور ان واضح  
 جہنم پر چنگو دھ لے کر آئے تھر جہاں قرار کیا تو غازی جہنم نے ان کو ٹھنک کر کے کہا قَادِحُوۡا یعنی حبیبات  
 یون ہے تو خود تم بچار کو کو نکم ہم دعا نہیں کرتے ہیں اس کے واسطے جو اللہ کا شکر ہو اور اس کے رسولوں کو پہلایا  
 بعد اسکے کہ واضح دلیلین سیکر آئے پھر انکو یہ خبر دی کہ انکی دعا کچھ نفع نہ دیگی پس کھا وَمَاۡدَعَاۡکُمۡ اَلۡکَاۡفِرِیۡنَ  
 اَلَا فِیۡ صَلٰۤیٰتِیۡ اَسۡفٰیۡۤ اِیۡ ضِلٰۤعَ وَاۡبۡطُلَانِ وَاۡسَارِ وَاۡتِبَارِ وَاَلۡغَدَامِ یعنی دعا کافروں کی ضلّٰع و باطل و منعد ہے  
 اس میں انکو ناسید کرنا جو قول دعا سے کسی نے کہا کہ یہ آیت اللہ پاک کو فعل سے ہو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو خبر دیتے و قول مابعد کے ساتھ زیادہ تر ناسب اسی پر عملی و شہادیہ ہی ہے میں اِنَّا لَنَنۡصُرُکَ وَاَنۡتَ لَنۡکٰثِرٌ  
 وَاَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا فِی الْحَیٰوَةِ الدُّنْیَا وَیَوۡمِ یَقُوۡمُ اَلۡاَشۡہَادُ یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ الظَّالِمِیۡنَ مَعۡلَمُہُمۡ وَلَکُمُ  
 اللّٰعَنَةُ وَلَکُمُ سُوۡءُ الدَّارِیۡہِ وَلَقَدْ اٰتٰیۡنَا مُوسٰی اَلۡھٰدٰی وَاَفۡرَہُنَا نَبِیَّیۡنَا سُلَیۡمٰنَ وَاٰلِیۡہِہٖ السَّلٰمُ ۝

هَذَا يَوْمَ تَرْجَى لَا دُولَى الْاَكْبَرِ فَاَصْبِرْ مَا كُنْتَ تَعِدُ اللَّهُ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ لَكَ نِيكَ وَمَسْخَرٌ مَكْلُوكٌ  
 يَا الْعَزِيزِ وَالْاَكْبَرِ هَذَا الْاَكْبَرِ الْاَكْبَرِ الْاَكْبَرِ الْاَكْبَرِ الْاَكْبَرِ الْاَكْبَرِ الْاَكْبَرِ الْاَكْبَرِ الْاَكْبَرِ الْاَكْبَرِ  
 الْاَكْبَرِ الْاَكْبَرِ الْاَكْبَرِ الْاَكْبَرِ الْاَكْبَرِ الْاَكْبَرِ الْاَكْبَرِ الْاَكْبَرِ الْاَكْبَرِ الْاَكْبَرِ الْاَكْبَرِ  
 اور ایمان و انوکھی دنیا کے جیسے اور جسدِ نہرے ہو گا گواہ جس کا کام نہ آوے گا نہ سکون کو ان کو بے گناہ اور ان کو  
 بیشک اسے سزاور انکو بڑا کر اور ہم نے دی ہوئی کوراہ کی سوجھ اور وارث کیا ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب کا سبھائی  
 اور سبھائی عقل مند کو سو تو نہیں رہے بیشک عدہ اللہ کا نہیں ہے اور بخشہ الیہ گناہ اور باکی بول اپنے رب  
 کی خوبیاں تمام کو اوجھ کو جو لوگ جبر کرتے ہیں اللہ کی باتوں میں بغیر کچھ نہ ہو انکو اور کچھ نہیں انکو  
 جی میں غرور ہو کہ کہی نہ ہو بغیر جگے اس تک سو تو پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہ ہر ستاد یکہ تبارق حضرت رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن میں سو سو بار استغفار کرتے گئے ہر جگہ سے قصور ہر اس کے موافق ہر کسی کو ضرر دینے  
 مستغفار فرماتا اور یہ کہ اس غیر سے ہم اور ہمیں یہ ہونا نہیں انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہیں  
 ابو جعفر ابن جریر رحمہ اللہ تعالیٰ نے انا لنصر رسلنا الا یہ کی تفسیر میں ایک سے ال وار کیا ہے پس کہا ہے  
 کہ یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تو انکی قوم نے بالکل ماری تھی اللہ جیسے حضرت یحییٰ  
 و حضرت زکریا و حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور بعض اپنی قوم کے درمیان سے نکل گئے یا تو ہجرت کر کے جیسے  
 حضرت ابراہیم علیہ السلام یا طوفانِ آسمان کے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو انہیں نصرت کہا جاتی تھی  
 چہرہ اس کے دو جانبے ایک تھو کہ خبر عام خارج ہوئی اور مراد اس کے بعض میں کہا اور یہ بات لعنت میں جائز ہے۔  
 دوسرے جواب یہ کہ اگر دھڑک انکے وسطے بدل لیں گے اس کے جس نے انکو ایذا دی اور برابر ہو کہ یہ بدل لیں انکے  
 حضور میں ہوا انکی غیبت میں یا بعد انکی موت کے جیسا کہ حضرت یحییٰ و حضرت زکریا و حضرت عیسیٰ علیہم السلام  
 کے قاتلوں کے ساتھ کیا کہ ان دشمنوں سے ان پر اس شخص کی تسلط کیا جس نے انکو ذلیل کیا اور ان کے خون بہا  
 اور ذکر کیا ہے کہ فرود کو اللہ تعالیٰ نے عزیز مقتدر کا پڑنا پڑا۔ رہے وہ لوگ یہودیہ میں جنہوں نے حضرت مسیح  
 علیہ السلام کو سولی دینے کا قصد کیا سو ان پر اللہ تعالیٰ نے روم کو مسلط کیا پس انہوں نے انکی امانت کی اور انکو  
 ذلیل کیا اور اللہ تعالیٰ نے روم کو ان پر غلبہ فرمایا یہ یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام قتل ہوئے قبل غفریب نام  
 عادل و حکم مقرر ہو کر نازل ہو گا تو مسیح دجال کو اور اس کے لشکر دن کو جو کہ یہود سے ہوں گے قتل کر دیں گے اور  
 خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے پھر قبول کریں گے مگر سلام اور یہ ایک  
 نصرت عظیم ہے یہ زمانہ قدیم و جدید اللہ تعالیٰ کی نعمت جاری ہو اپنی خلق میں کہ وہ اپنے مومن بندوں کو  
 دنیا میں نصرت دیتا ہے اور جس نے انکو ایذا دی ہو اس کے ان کی آنکھوں کو بند کرے تاکہ وہ دیکھ نہ سکیں صحیح بخاری



یوم کو برف پڑا ہے گویا یوم لایق سے یوم تقوم الاستہاد کی تفسیر کی ہو یعنی یوم تقیم الاستہاد وہ دن ہو جس میں ظہر نہ دیکھی ظالموں کو مرد مشرکین میں محدث اُمّی یعنی اُن سے کوئی عذر قبول نہ ہوگا اور نہ کچھ دیر اور انکو واسطے نصرت کی ہو یعنی دور کرنا اور بیگانا کرنا سے اور واسطائے کو بڑا کہہ رہے یعنی آگ قالہ السدی نار بُری منزل اور بُری خوبگیا ہے قلی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ہم سورہ الدار سورہ العاقبہ یعنی بدر انجام ہدلی سے مراد وہ پاریٹ نور ہے جسکو دیکر اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا وَاذْكُرْ تَابِعِيْ اَمْرًا يَّسِّرُ لَكَ الْكِتَابَ یعنی ہم نے اُنکے واسطے نیک انجام کیا اور فرعون کے بلا و اموال و حوصلہ فرین کا انکو وارث بنا یا بسبب اسکے کہ انہوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی طاعت پر اور اُسکے رسول موسیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام کو اتباع پر رکھا اور جس کتاب کو وہ وارث کیوں گئے یعنی قریت شریف انہیں پڑی و ذکر کی ہے واسطے اولی الاسباب کہ ہم نے اُنکے لیے جن کے عقول صحیح و سلیم ہیں قواعد و اصول قاصِدْنَ وَاَعَدَّ اللّٰهُ حَقًّا یعنی اہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو صبر کر بیشک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے ہم نے تجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جو قرب تیرا قبول بالا کریں گے اور تیرے واسطے اور اُن کے جنہوں نے تیری پیروی کی انجام نیک نہیں آئیگے اور اللہ خلات وعدہ نہیں کرتا ہے یہ بات جبکہ ہم نے تجھے خبر دی حق ہے اس میں کسی طرح کا شک نہ ہو نہیں ہے قولہ تعالیٰ وَاَسْتَغْفِرْ لِّذُنُوبِكَ یعنی مغفرت مانگنا پھر گناہ کی یہ بہت کو آمادہ کرنا ہے استغفار پر عشی سے مراد او آخر نہاد و ادا کُل پہل ہے اور ابکار و ادا کُل نہاد و ادا کُل ہے قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِيْنَ يُّجَادِلُوْنَكَ الْاَيُّہ کے یہ معنی ہیں کہ بیشک وہ لوگ جو دفع کرتے ہیں حق کو باطل سے اور صحیح جھوٹوں کو رد کرتے ہیں فاسد شہدوں سے بغیر کسی بُرائی و محبت کے جو اللہ پاک کی طرف سے ہو نہیں سکتے اُن کو سینوں میں مگر تیرے حق کی پیروی کرنے پر اور حقیر جاننا اس شخص کو جو کہ اُس حق کو اُن کو پاسل یا حالانکہ حق کے بہت کرنے اور باطل کے بلند کرنے کا جو وہ قصد کرتے ہیں ہرگز انکو حاصل ہو نہ والا نہیں ہے بلکہ حق ہی بلند ہوگا اور اُنکا قول و قصد بہت پس تو پناہ مانگ ساتھ اللہ کے ایسے لوگوں کے حال سے بیشک وہ بڑا سُنتے والا دیکھنے والا ہے یا ان جیسے مجاہدین کے شر سے پناہ مانگ جو کہ جھگڑتے ہیں اللہ کی باقون میں بدو کسی دلیل کے یہ تو تفسیر ابن جریر کا بیان ہے اکعبہ ابو العالیہ نے کہا کہ ان الَّذین یجادلون الایہ یہود کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ ابو العالیہ نے کہا یہ اس لیے ہے کہ یہود ذبیہ دعویٰ کیا کہ وہ جال اُن میں سے ہے اور وہ اسکی وجہ سوز میں کو ملک ہو گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ امر فرمایا کہ فتنہ و جالی سے پناہ مانگین اور اسی پر اللہ پاک کو فرمایا یا فاستغفر باللہ الایہ اور یہ قول غریب ہے اس میں نفع بعید ہو یعنی دو رکہ تکلف گو ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب میں لکھا روایت کیا کہ یہ وہ شخص تھا تعالیٰ علم فتنہ البیان کیا ان فتنہ یہ ہو کہ جلالنا لفسخ رسولنا و الذین امنوا

مستأنفہ ہر طرف سے اللہ پاک کے توسل محل نصب ہیں ہر مخلوق ہے رسلنا یعنی البتہ ہم فتح دیتے ہیں اپنی رسولوں کو اور فتح دیتے ہیں ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے مطلب یہ کہ ہم انکو غالب و قاهر کرتے ہیں انکے دشمنوں پر زندگی دنیا میں مابین طور کہ اللہ پاک لو ان کو جو کر کر کہاہے ہسکا کہ انکا انتقام لیتا ہے ان کو دشمنوں سے ساتھ قتل و غلبہ داسر کے تھے کہ اساتہ غلبہ قہر کے کسی نے کہا ساتھ توجت کو کسی نے کہا یوں انتقام لیتا ہے کہ دشمنوں کا بالکل استیصال کر دیتا ہے اگر بعض وقت بطور امتحان اللہ عزوجل کی طرف سے دنیا میں مخلوق ہو جاتے ہیں اور انجام نیک انہیں کو ہوتا ہے جس طرح کہ اللہ پاک (حضرت یحییٰ بن زکریا علیہا السلام کی نصرت فرمائی جبکہ وہ قتل ہونے سے اس لیے کہ ان کے بڑے ستر ہزار کو قتل کیا اور حطرح کہ حضرت احمق بن علی کی نصرت فرمائی کہ انکی شہادت کے بعد ہی ستر لاکھ قتل کیا ہوا اللہ عزوجل نے انکی نصرت فرمائی کہ اپنے فرمایا جو شخص ذکر و زیور بہائی کی آبرو منور کر لگا اللہ پاک کے جہنم کی آگ کو قیامت کے دن پر ہیارت پڑی ہی انانصر الایہ اخذ حجتہ احمد والزمندی وحسنہ و

ابن ابی الدنیا والطبرانی وابن مردودہ واللہ تعالیٰ فی الشعب اخذ ابن مردودہ فی حدیث ابی ہریرہ مثله قوله تعالیٰ یُؤَیِّقُوْمُ اَکْثَھُمْ اَمْسَ مراد ورنیاس کے زید بن سلم نے کہا کہ اشہاد ملائکہ ونبیین ورسولین میں مجاہد و سدی نے کہا کہ ملائکہ میں گواہی دینگے واسطہ نبیا کے رسالت پہونچانگی اور امتوں پر تکذیب کی کسی نے کہا کہ ملائکہ حافظین گواہی دینگے نبی آدم پر ان اعمال کی جو انہوں نے کیے اسی طرح جوارح و اعضا انہی گواہی دینگے اُس کام کی جو کیا زجاج نے کہا اشہاد مجمع ہے شہاد کی جیسے صاحب اصحاب نحاس نے کہا کہ باب فاعل کا نہیں ہر کہ افعال پر جمع کیا جائے اللہ انہی قیاس کیا جاتا ہے لیکن جو اس سنا ہوا آیا ہے وہ اسی مجمع پر ادا کیا جائے گا پس اس بنا پر ہم شہید کی ہوگی جیسے شریف نے اُتُر بالجلال اللہ پاک رسولوں کی اور نبیین کی مدد کرتا ہے دنیا میں اور قیامت کو قیامت میں مدد کرتا ہے یعنی ہیں کہ انکو جنت میں داخل کرے گا اور انکی امتوں سے انکا اکرام فرمایگا اور کفار کو انکے اعمال کا بدلہ دیگا پھر لعنت کر لگا اور دوزخ میں داخل کر لگا یعنی ہیں یوم لا ینفع الایہ کے کہ لعنت تو دوسری ہے رحمت کے اور سورہ وار دوزخ ہے معذرت جو انکو نفع نہ ملے گی سو اس لیے کہ وہ ایک طر باطل و پھانسی بیکار و شبہ مہمل پر جمع ہوئے تنفع بتائے فوقیہ پڑ ہے اور نافع اور کو فین نے بیائے تحذیر اور لغت میں یہ سب جائز ہے مکتہ اللہ پاک نے جو بجائے فی الآخرۃ کے یوم یقوم الاشہاد فرمایا سو اس لیے کہ منظور ہں بات کا بتا ہے کہ بادشاہ عظیم جب کہ اپنے بعض ولیاے دولت کو حاضرین و جمع کثیر کے سوبر و باگرام و تعظیم خاص کرتا ہے اور خلعت کھانیت فرماتا ہے تو اس میں زیادہ تر لذت و سببت ہوتی ہے پر نسبت اُس کے کہ تنہائی میں اعزاز و اکرام کے اشہاد سے مراد وہ شخص ہے جو کہ قیامت کے دن اعمال عباد کی گواہی دیگا ملائکہ و

۱۰  
فی حدیث ابی ہریرہ  
سازدسان میں  
بیاض و زرد و کھنڈ





وعدہ جو اپنے رسولوں سے کیا ہے حق ہے اُنہیں کچھ خلاف نہیں ہے اور نہ اُس کے دفع میں کچھ شک ہے  
 جیسا کہ اس آیت میں ہے **وَلَا تَكُن مِّنَ الْمُنْظَرِينَ** اور اس آیت میں **وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا أَنَّا الْمُهْلِكُونَ**  
**لَهُمْ فِي النَّارِ مُصْرَقُونَ** اور **وَلَا تَكُن مِّنَ الْمُنْظَرِينَ** کا کہہ کر اُن کی آیت قتال نے آیت صبر کو منسوخ  
 کر دیا ہے اور اللہ پاک نے آپ کو ہر تنہا رکھ دیا اور ارشاد فرمایا **وَإِن تَعَفَى لَأَنتِ يَا كَاذِبَةٌ** کہ جسے کہہ کر صبر کو منسوخ  
 اسے لہذا نہ تنہا رکھیں مگر ہر گاہ کہ اسے گناہ اپنی ہمت کی گئی ہے کہہ کر ذنب ملو و صغائر میں اس شخص کے  
 نزدیک جو کہ صغائر کو انبیاء پر جاننا رکھتا ہے اور جو شخص صغائر کو اپنے جاننا نہیں رکھتا تو اس کے نزدیک یہ امر مجرب  
 تعبہ استغفار ہے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تاکہ اس سے تنہا کی عبادت سے زیادہ ثواب ملے یہ اس لیے  
 ہے کہ اللہ پاک تو آپ کے اگلے و پچھلے سب گناہ بخش چکا ہے **وَسَيَعْلَمُ كَلِمَاتُكَ يَا آلِ الْإِنسَانِ** کو یہ معنی ہیں کہ  
 بیشکی کر اللہ کے غنیمت پر آپ کو کہہ کر سزا تسلیم کرنا صریح مطلب ہے کہ جو ہمیشہ تسبیح کو سزا دے کہ جان اللہ محمد رسولہ اللہ اللہ  
 واللہ اگر اللہ جانہ ساری برائیوں سے پاک اور ساری خوبیوں کے ساتھ موصوف بہترین جمیع نقصانوں سے  
 اس کو مبرا و منزه سمجھنا اس کی پاکی کو بتا دینا ہے اور کل کمالات کے ساتھ اس کا وصف کرنا محمد ہے بحمد اللہ  
 نہ کہا بھلا کہ فرمایا اس لیے کہ اس کی ربوبیت علت ہے محمد کی کیونکہ جو منعم حقیقی ہے جس کی تربیت شب و  
 روز ہر لمحہ پورے طور پر سارے عالم کی عموماً اور خواص کی خصوصاً ہو رہی اس کی حمد تو ضروری ہے اور  
 موجب مزیہ انعام و اکرام ہے پس جیسا کہ انعام و دوام ہے تو تسبیح و حمد یہی مدام چاہیے کسی نے کہا کہ ملو  
 یا بخون نمازین میں غشی کو بعد زوال سے ہوتی ہے اسمین چار نمازین میں اور اب تک اگر جسے زوال تک اسمین  
 ایک ٹانگہ ہے کسی نے کہا ملو یہ ہے کہ نماز بڑھ ان دو وقتوں میں نماز عصر کی اور فجر کی یہ قول حضرت حسن  
 وقتا دہ کل ہے کسی نے کہا کہ یہ دونوں زمین ہیں دو رکعت تو صبح کو اور دو رکعت عشاء کو یہ نماز قبل فرض ہوتے  
 نماز پنجگانہ کے تہی بالجمہ جیسا کہ اللہ پاک نے مجادلین فی آیات اللہ پر رد کرنے کے ساتھ ابتدا کی تہی اور کلام  
 بعض بعض کے ساتھ برزیت مقدم بیان تاکہ متصل جلا آیا ثواب اُس علت پر تنبیہ فرمائی جو کہ اُس مجاہدے پر کیا  
 کو باعث ہوتی ہے پس ارشاد فرمایا **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** یعنی جو لوگ جہکرتے ہیں اللہ کی آیتوں میں اُن  
 قرآن شریف سے بیکر کسی ظاہر و واضح جمع کیے جو اللہ پاک کی طرف سے ان کو ایسا ہی ہو زمین پر ان کو دونوں میں مگر تکبر حق  
 سے جو کہ گناہہ کو تپا ہے اُن کو تیری کذبیت ایسا تکبر سکودہ ہو چکنے والے زمین میں زجاجہ نے بیاغیہ میں صفا  
 مخدوف مانا ہے ای یعنی ارادہ تم فیہ یعنی نہیں ہو چکنے والے میں اپنا ارادہ کو اُس تکبر میں وہ ارادہ یہی تعالم  
 اور یا ست مقدم ہو خصوصاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سو یہ ہونا نہیں غیر زجاجہ نے کہا تقدیر یہ ہو بالفی کہ ہم ابن قتیبہ نے  
 کہا یعنی تکبر ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور طبع اس کی کو اپنے غالب ہونے حالانکہ وہ اس کو پہنچنے والے

۱۹۳  
 اور یہ جو چکا ہوا ہے  
 خدوں کے حق میں تو  
 رسول جن کی تکذیب کو  
 وہ دونوں سے اللہ پاک  
 جو ہے بیکر ہی رہے

نہیں ہیں کسی نے کہا کہ مراد فیکر سے کم نہیں ہے یعنی نبوت طلب کرنے میں یا طالب ہیں کسی کو فیکر قتل وغیرہ کے کہ جس کو  
 سمجھے ہو چنانچہ ان اور وہ انکو نہ پہنچیں گے تھا پڑنے کہا معنی یہ ہیں کہ ان کے سینوں میں ایک عکس ہے کہ وہ اس کو  
 پہنچنے والے نہیں ہیں مجاہد کہ جو بغیر سلطان آنا ہم کے ساتھ عقید کیا باوجود اس کے کہ اس سلطان کا نا محال ہو مگر سلطان  
 اس بات کا بتانا ہے کہ امر دین میں جو کلام کرنے والا ہے ضرور ہے کہ اس کا استناد سلطان ہیں کی طرف ہو مگر اس  
 آیت کریمہ سے مشرکین میں کسی نے کہا یہ بود ابو العالیہ سی کے قابل ہیں کعبے کہا کہ یہود کو حق میں نازل ہو  
 امر و جال کے باب میں جس کا وہ انتظار کرتے ہیں ابو سعود فرماتے ہیں ہر مجاہد کے حق میں عام ہے  
 گو مشرکین مکہ کے بارے میں نزول ہوا ہے بالکل احباب اللہ کے حضور صلے اللہ علیہ آد وسلم کی حلی فرمادی  
 کہ جیکر نے والے اپنی مرد کو نہ پہنچیں گے تو اب آپ کو حکم دیا کہ ان شروں سے اللہ کے ساتھ پناہ مانگیں  
 پس نہ رہا یا کا سک عیذ باللہ الا یہ یعنی بھتیجی ہو طرف اللہ کے ان کے منکر و کید و بغی سے جو تہہ پر کرتے  
 میں میں اللہ خوب سننے والا ہے انکی باقون کو اور خوب دیکھنے والا ہے ان کے کاموں کو ان میں  
 سے اس پر کوئی چھپی شے چھپی نہیں ہے چونکہ امر بعث و نشر ان امور میں سے تھا جن میں کافر  
 لوگ جھگڑتے تھے اور جن کا انکار کرتے تھے بلکہ ان کے ہر جھگڑے کی بنا اسی پر تھی اسلئے اللہ پاک  
 نے نبی کے حق ہونے پر حجت قائم کی پس ارشاد فرمایا یَا خَلْقُ السَّمٰوٰتِ اَلَا کُنْتُمْ خٰلِقِیْنَ النَّاسِ لَکِنَّا

لے مدد سے لفظ چاہیہ  
 کا یہ ہے اللہ کم سے مخلوق  
 نہیں ۱۲۸

اَلَا کُلُّ النَّاسِ لَکَ یَعْبُدُونَ ۚ فَاَعْلٰی سُبْحٰنَکَ اَعْنٰی وَالْبَصِیْرُ ۚ وَاَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ لَکَ الشُّعْبُ ۚ وَکَلِیْلًا  
 تَنْذِرُکُمْ مِّنْ عَذَابِ السَّعٰۃِ ۚ لَا یَذِیْقُہَا ذَکَۃً ۚ فَاَعْلٰی سُبْحٰنَکَ اَعْنٰی لَکَ تَسْمِیْعُ ۚ وَاَقَالَ رَبُّکُمْ مَّا

سج  
 ۱۱

اَسْتَجِیْبُ لَکُمْ ۚ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَعِیْزُونَ عَنَّا ذِیْنَ سَخٰوٰتٍ خَلُوْنَ جَهَنَّمَ ۚ اَذِیْرُیْنَ ۚ اَلْبِتَّ بِہِ اَنَا  
 آسمانوں کا اور زمین کا بڑا ہے لوگوں کے بنانے سے لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے اور برابر نہیں اندازہ اور دیکھتا اور  
 نہ ایماندار جو پہلے کام کرتے ہیں اور نہ بدکار تم تو اسوج کرتے ہو تحقیق وہ گہری آبی ہے اس میں ہو کا نہیں ولیکن بہت  
 لوگ نہیں مانتے اور کہتا ہے تمہارا مجھ کو چکاؤ کہ ہو چون تمہاری پکار کو بینک جو لوگ برائی کرتے ہیں میری بندگی  
 سے ایسے نہیں گئے دفع میں لیل ہو کر فتن یعنی دوسری بار یہاں ہونا محال جانتے ہیں فتن یعنی ایک  
 دن چاہیے کہ ان کافر فتنے کی بندگی کی شرط ہے اپنے رب مانگنا نہ مانگنا غور ہے اگر دینا مانگے  
 تو مغفرت ہی مانگے اور اس سے معلوم ہوا کہ اللہ بکار کو پہنچتا ہے سو برحق راستہ مگر یہ نہیں کہ ہر بندے کی ہر  
 دعا قبول کرے بلکہ مرضی موافق مانگے اپنی خوشی کرتا ہے انتہی فتن اللہ پاک آگاہ فرماتا ہے اس پر کہ وہ  
 دوہرا دیکھا خلق کو تیار کچن ادنیہ کام اس پر پہنچل و آسان ہی مابین طور کہ کہ اس آسمانوں کو اور زمین  
 کو بنا یا اور ان کا پیدا کرنا بڑا ہے لوگوں کے اول بار اور دو بار بار بنانے سے پس جو ذات پاک اُس پر

تاکر ہوا ہے تو وہ اُس سے ادنیٰ پر بطریق اولیٰ و آخری تا وہ ہے کا قال تعالیٰ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ  
وَالْاَرْضَ وَكُلَّ شَيْءٍ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَفْقَاهُ عَلَىٰ اَنْ يَخْتِيَهُ الْمَوْتٰى بَلٰى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور بیان  
فرمایا مخلوق السموات والارض الایہی اکثر انکو نہیں جانتے ہیں سو اسی لیے اس حجت کو سوچتے نہیں ہیں  
جس طرح کہ پہلے عرب تھے اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو بنایا ہے اور ستم باد و کفر  
و عناد کی راہ سے سعاد کا انکار کرتے تھے حالانکہ جبر بات کا اقرار کر چکے وہ اولیٰ ہی اُس سے جبکا انکار کیا پھر  
اللہ پاک نے فرمایا و ما یستوی الاہمی الایہی یعنی جس طرح برابر زمین ہوتا ہے اندھا کو کچھ نہیں کہتا بلکہ جو کہ کچھ کہتا  
تھے کو جس تک اُسکی گاہ پہنچتی ہے بلکہ ان دونوں میں بڑا فرق ہے اسی طرح برابر زمین چھوٹے زمین کی کارور کفار  
بدرکار کیا کم سچ کرتے ہیں بہت سو لوگ تپہ فرمایا بیشک قیامت آنے والی ہے یعنی ہو پڑے والی ہے امین  
کچھ بیشک نہیں ہے لیکن اکثر لوگ اُسکی تصدیق نہیں کرتے بلکہ اُس کے ہونے کو جھٹلاتے ہیں مالک  
اہل یمن کے ایک شیخ قدیم سے راوی ہیں کہ وہ وہاں سے آیا اُس نے کہا میں نے یہ سنا ہے کہ قیامت  
جب قریب ہوگی تو لوگوں پر بلبلاخت ہوگی اور سورج کی گرمی سخت ہو جائے گی واللہ اعلم بحجۃ اِن اِنی  
حَاقِبُوْا اللہ سب جہان کے فضل و کرم کو تو دیکھو کہ اُس نے اپنے بندوں کو اپنی دعا کی طرف بلایا اور اُنکے  
واسطے دعا قبول کرنے کا ضامن ہوا پس فرمایا ادعونی اتجب کم جس طرح کہ سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرمایا  
کرتے تھے یا مَن اَحَبَّ عِبَادَہٗ لَیْکُمْ مِّنْ سَآئِلَہٗ فَالْکَثْرَ سُوْا لَکَ و یا مَن اَبْغَضَ عِبَادَہٗ لَیْکُمْ مِّنْ کَلِمَۃٍ لَّکَ یَسْأَلُہٗ  
و لَیْسَ اَحَدٌ کَذٰلَکَ عِنْدَکَ یَا کُوْبَ یعنی اسے وہ ذات کہ سب بڑے کر محبوب بندہ ہو کہ وہ جس نے اُس سے  
مانگا پھر خوب ہی مانگا اور اسے وہ ذات کہ سب سے زیادہ مبغوض بندہ ہو کہ وہ جس نے اُس سے مانگا اور اسے  
میرے رب تیرے سو کوئی ایسا نہیں ہے اسی معنی میں کوئی شاعر کہتا ہے  
اِنَّہٗ یَحْضَبُ لَیْنٌ مِّنْکَ سُوْا لَکَ وَ یُغْنِیْ اَدَمَ حَیْنٌ لِّیْسَ لَیْضَبُ  
یعنی اللہ تو خفا ہوتا ہے اگر تو اس سے مانگنا چہوڑ دے اور بنی آدم سے جب کوئی مانگے تو خفا ہوتا ہے قنواؤ  
کہتے ہیں کہ عباد جہان کے کہا ہے کہ اس امت کو نہیں چہنیں اسی ملی ہیں کہ اس کے پہلے کسی امت کو نہیں ملین  
مگر بنی کو جس وقت اللہ تعالیٰ کسی نبی کو بھیجا تھا تو اُس سے فرمایا کہ تو گواہ ہے اپنی امت پر اور تو اُس کے گواہ بنایا  
ہے لوگوں پر اور اُس سے کہا جاتا تھا کہ دین میں تمہیں کچھ چیز نہیں ہے اور اُس نے اس کے واسطے یون فرمایا۔  
وَمَا جَعَلَ عَلَیْکَ مَوْنٌ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَیْجٍ اور اُس سے کہہ دیا جاتا تھا اُدْعُنِیْ سَتَجِبَ لَکَ یعنی تو مجھ سے دعا مانگا  
میں تیرے واسطے قبول کروں گا اور اُس نے اس امت کے فرمایا ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ  
اِنَّہٗ اِنِّیْ حَاقِبٌ اِلَیْہِمْ عَزَّ وَجَلَّ نے فرمایا ہے چار فصلتین میں ایک اِن میں سے

۱  
کیا نہیں دیکھتے کہ وہ اسے  
جس طرح کہ سفیان ثوری  
رضی اللہ عنہ نے کہا ہے  
میں وہ سنا ہے کہ قیامت  
جب قریب ہوگی تو لوگوں  
پر بلبلاخت ہوگی اور سورج  
کی گرمی سخت ہو جائے گی  
واللہ اعلم بحجۃ اِن اِنی  
حَاقِبُوْا اللہ سب جہان کے  
فضل و کرم کو تو دیکھو کہ  
اُس نے اپنے بندوں کو اپنی  
دعا کی طرف بلایا اور اُنکے  
واسطے دعا قبول کرنے کا  
ضامن ہوا پس فرمایا ادعونی  
اتجب کم جس طرح کہ سفیان  
ثوری رضی اللہ عنہ فرمایا  
کرتے تھے یا مَن اَحَبَّ  
عِبَادَہٗ لَیْکُمْ مِّنْ سَآئِلَہٗ  
فَالْکَثْرَ سُوْا لَکَ و یا مَن  
اَبْغَضَ عِبَادَہٗ لَیْکُمْ مِّنْ  
کَلِمَۃٍ لَّکَ یَسْأَلُہٗ و لَیْسَ  
اَحَدٌ کَذٰلَکَ عِنْدَکَ یَا کُوْبَ  
یعنی اسے وہ ذات کہ سب بڑے  
کر محبوب بندہ ہو کہ وہ جس  
نے اُس سے مانگا اور اسے وہ  
ذات کہ سب سے زیادہ مبغوض  
بندہ ہو کہ وہ جس نے اُس سے  
مانگا اور اسے میں تیرے  
سو کوئی ایسا نہیں ہے اسی  
معنی میں کوئی شاعر کہتا ہے



قیامت کو دن مثل چوٹی چونیوں کو آدمیوں کی صفوں میں جڑ مٹی ہوگی لہٰذا ہر شے ذلت سے بہان ہوگی  
داخل ہوں گے ایک قید خانہ میں جہنم کے اندر جکو دوس کہتے ہیں چھبے گی انکو آگوں کی آگ پلاؤ جائینگے  
طینہ الجبال و دوزخیوں کے بخور سے ابن ابی حاتم نے وہیب بن ورد سے روایت کیا ہے کہ اچھا ایک  
شخص نے حدیث کی اُس نے کہا میں ایک دن جارہا تھا ارض روم میں نے ایک ہفت کو سننا کسی بہار  
کی چوٹی سے اور وہ کہہ رہا ہے یَا رَبِّ عَجِبْتُ لِمَنْ عَمَّرَكَ كَيْفَ يَرْجُو أَحَدًا غَيْرَكَ يَا رَبِّ  
عَجِبْتُ لِمَنْ عَمَّرَكَ كَيْفَ يَطْلُبُ حَوَائِجَهُ إِلَّا أَحَدًا غَيْرَكَ اے میرے پروردگار پاؤں ہار  
میں تعجب کرتا ہوں اُس شخص سے جس نے تجھے بچا نا وہ کیونکر امید رکھتا ہے کسی سے تیرے سوا  
اے میرے رب میں تعجب کرتا ہوں اُس شخص سے جس نے تجھے بچا نا وہ کیونکر طالب ہوتا ہے اپنی  
حاجتوں کا طرف کسی کے سوا تیرے کہا بہر میں چلا بہر طامہ کبریٰ آئی بہر دوبارہ اُس نے کہا یَا رَبِّ  
عَجِبْتُ لِمَنْ عَمَّرَكَ كَيْفَ يَتَعَرَّضُ لِقَضَائِهِمْ سَخَطَكَ يَوْضَعِي عَذْرَتَكَ لِي أَسْأَلُ رَبِّ مِّنْ تَعَجُّبِ  
کہتا ہوں اُس شخص سے جس نے تجھے بچا نا وہ کیونکر تعرض کرتا ہے واسطے کسی شے کے تیری غفلت  
سے راضی کرتا ہے تیرے غیر کو تو یہی ہے کہا وہ طامہ کبریٰ بھی کلید ہے کہا بہر میں نے اسکو بچارا کو تو  
کیا جہنم میں کا ہے یا انسانوں میں کا اُس نے کہا بلکہ میں انسانوں میں کا ہوں تو مشغول کرے  
نفس کو ساتھ اُس چیز کے جو تجھے نفع دے اُس شے سے جو تجھ کو نفع نہ دے کذا فی ابن کثیر  
فتح البیان کا بیان فاتح ربے کہ پہلے پہل بدون سبق مادہ کے آسمان زمین کا پیدا کرنا اعظم ہے  
نفوس میں اور بزرگتر ہے سینوں میں لوگوں کے دوبار پیدا کرنے سے اس لیے کہ زمین و آسمان کا  
جرم بڑا ہے اور بدون ستون کے قرار پذیر ہیں اور افلاک نارون کو لیے چلتے ہیں بدون کسی  
اور زیادہ تر دشوار ہے باعتبار لوگوں کی عادت کہ کاموں کے کرنے میں کو بڑی شے کے بنانے میں  
چوٹی چیز کے بنانے سے شقت زیادہ ہوتی ہے گو بہ نسبت اللہ پاک کی بڑی چوٹی چیز کے بنانے میں  
کچھ تفاوت نہیں پس جیسا ایسی بڑی بڑی چیزیں اللہ پاک کی بنا ئی رات دن دیکھ رہے ہیں بہر کہیں  
بعث کا انکار کرتے ہیں اور اس شے کو زندہ کرنے کا جو کہ ہر طرح آسمان زمین سے کمتر ہے کہا قال تعالیٰ  
أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مَا يَشَاءُ وَهُوَ الْعَلِيمُ ذِكْرُنَا  
بن سلام نے کہا یا رب حجت قائم کرنا ہے منکرین بعث پر یعنی آسمان زمین کا پیدا کرنا کہ ہے لوگوں  
دوبارہ پیدا کرنے سے لیکن اکثر لوگ کفر کفار کہہ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کو اور اس بات کو  
کو کوئی شے اسکو عاجز نہیں کرتی ہے ہم وہ تو مثل اندھے کے ہیں اعدا جو شخص اسکو جانتا ہے وہ مثل

۱۷  
سب جہنم بنائے گئے  
زمین نہیں  
کرنا دے اسکا  
کیون نہیں اور وہ ہے  
اصل بنائے والا ہے  
جانتا ہے

میںاے کہ ہے اسی لیے یوں فرمایا **وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ** اَلَا جَوْنُكَ اَللّٰهُ پاكے جلال بالباطل كا ذكر فرمایا اس لیے بطل محن کی ایک مثال بیان فرمائی اندھا اور دیکھتا دونوں برابر نہیں ہوتے ہیں اندھا وہ ہے جو باطل کے ساتھ جگڑتا ہے اور دیکھتا وہ ہے جو حق کے ساتھ جدال کرتا ہے یا اعمیٰ وہ ہے جو کہ اپنے مبدا و مآد میں حق کے پہچاننے سے غافل ہے اور بصیر وہ ہے جو ان دونوں کے پہچاننے میں بصیرت والا ہے اور اسی لیے اعمیٰ کو مقدم ذکر کیا ہے کہ نہ کہ قبل میں جو کہ نفی نظر و مائل کی فرمائی ہے اس کے مناسب اعمیٰ ہے اور بعد اس کے جو **وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَاللَّهُمَّ** میں مومنین کو مقدم کیا کیونکہ وہ سب سے ایک تو قرب بصیر کا دو سب کا شرف تسمیٰ کا مقابل محسن ہوتا ہے محسن نیکو کار کو اور سعی بدکار کو کہ تو یمن یعنی اور برابر نہیں ہوتا ہے وہ شخص جو ایمان لا کر اور نیک کام کر کے نیکو کار ہو اسے اور دشمن جو کفر و معاصی کر کے بدکار ہو اسے یہاں تقابل اعمیٰ کا ہے بصیر سے اور محسن کا یہی سے تقابل تین طریق پر آیا کہ تا ہے۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ مناسب کے قریب دہشتہ آئی جو اس کے مناسب ہو جیسے یہ آیت ہے کہ بصیر کی نسبت سے محسن کو اُس کے بعد ذکر کیا جس طرح کہ اعمیٰ کو لا یعلون کی نسبت سے بصیر بر مقدم کیا ورنہ لا یستوی البصیر والاعمیٰ و المحسن لا المیس ہوتا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دونوں متقابل متاخر ہوں مگر یہ آیت **مَثَلُ الْفَرِحِیْنِ كَالْأَحْمَرِیْنِ وَالْأَحْمَرِیْنِ كَالْبَصِیْرِ وَالْبَصِیْرِ كَالشَّمِیْعِ** تیسرا یہ ہے کہ اول کا مقابل مقدم اور آخر کا مقابل متاخر کیا جائے جیسے یہ آیت **وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَلَا الظُّلُمُ** کا لفظ اور یہ سب نقصان ہے بلاغت میں کلر لا کو جو دلا سی میں زیادہ کیا سو اس لیے کہ جب کلام پر سبب صیغہ طویل ہو گیا تو محسن کا قسیم دور جا پڑا پس کلر لا کو تاکید کے لیے اُس کے ساتھ عود کر دیا **كَلِمَةً** لا جو در میان حوفاً فعل استواء کے واقع ہوتا ہے اس میں دو مذہب ہیں تحفیش کا یہ مذہب ہو کہ زائد ہوتا ہے جہاں کہیں واقع ہوا اور پس یوں استدلال کیا ہے کہ فعل استواء کا مثبت ہو چکا نفی نہیں ہوتا ہے مگر در میان دو کے یا زیادہ کے اور اسی جہ سے اس کے فاعل پر عطف اور اُس کے اسناد و طرف تثنیہ کے یا جمع کے لازم ہوئی ہے اور دو متقابل میں سے ہر ایک کی طرف اُس کے اسناد و طرف تثنیہ نہیں ہے اس لیے کہ نہ اس کا قیام محال ہے پس اگر یوں کہا جائے کہ لا یستوی زید و عمرو تو واجب ہے کہ لا زائد نہیں آیا جائے اور جمہور اس طرف گئے ہیں کہ وہ زائد نہیں ہے بلکہ اس کو اس لیے لاتے ہیں کہ فاعل دے نفی مساوات ہر ایک کا دو متقابل میں سے واسطے دوسرے کے اُن معانی و اوصاف میں جو اس کے ساتھ خاص ہیں اور آیت میں نفی مساوات محسن کی سب سے مراد ہے اُس حقارت و خواری میں جس کا وہ متغی ہے اور نفی مساوات میس کی محسن سے اُس فضل و کرامت میں جو اُس کے واسطے ہو گیا یوں کہا

۵۷  
قتل دونوں فرعون کی  
چلیے ایک خدا صبر اور  
ایک دہن اور شفا دے  
اور بیمار بنی اسرائیل  
دیکھا اور منہ

گیا کہ نہیں برابر ہوتا ہے وہ مومن جس نے عمل صالح کیا اور نہ کسی اور مومن برابر ہوتے ہیں اگر کوئی  
 کہے کہ معطوف و معطوف علیہ میں سفارت ہوتی ہے حالانکہ بیان اعمیٰ و بصیر اور محسن و مبین بالذات متحد ہیں  
 پس عطف الذین کا کوئی نہ ٹھیک ہے گا تو کہیں گے کہ اگر اعتبار ذات متحد ہیں لیکن بحسب وصف متغایر ہیں اگر  
 تو بصیر کا اعمیٰ پر عطف خود بر فر ذکر کے دونوں کی برابری کی نفی کی پر مجموع موصول کا اور جو اس پر عطف خود بر فر  
 کر کے معطوف سے مجموع اعمیٰ بصیر پر عطف کیا عطف شفع بر شفع کر کے تو اس نے یہ فائدہ دیا کہ اصل خود  
 خود برابر نہیں ہیں اسی طرح شفع شفع بھی برابر نہیں ہیں اس لیے کہ مجموع ثانی متغایر ہے مجموع اول  
 کا بحسب وصف کو بحسب ذات متحد ہیں کیونکہ مجموع فاعل و متبصر وہ بعینہ مجموع محسن و مبین ہے مگر بحسب  
 وصف متغایر ہیں اس واسطے کہ جن دو گروہ کے درمیان برابری کی گئی ان کی تعبیر اولیٰ تو اعمیٰ و بصیر کے ساتھ  
 کی اور ثانیہ پر یہ مومن و مبین فاجرین انکو ادا کیا اور باہر ان کے تغایر نہیں ہے مگر بحسب وصف اس بنا پر  
 کہ مقصود و مضمین اولین متغایر مقصود و مضمین اخیرین ہے مابون کہیں گے کہ ایک شفع تو دل ہے وصف  
 مقصود پر صبر بجا اور دوسرا مثیلاً قولہ تعالیٰ (مَنْ تَتَذَكَّرْ) کو جو مومن نے بیائے عقیدہ پڑھا ہے اوجہ  
 و ابو عبیدے انکو اختیار کیا ہے اس لیے اس کے قبل و بعد کلام کی بنا فیت پر ہے خطاب پر نہیں ہے اور  
 ضمیر راجع ہے طرف الناس کے جنکا ذکر و لکن اکثر الناس لا یعلمون میں ہے یا طرف کفار کے جہاں الذین  
 بجا دونوں سے سمجھے جاتے ہیں قلیل صفت ہو مصدر محذوف کی اور کلمہ ما واسطے تاکید معنی قلت کے ہو  
 یعنی اگرچہ وہ یہ جانتے ہیں کہ تفسیر غفلت سے بہتر ہے اور یہ دونوں برابر نہیں ہیں اور اسی طرح عمل صالح بہتر  
 ہے عمل فاسد سے مگر وہ اس کو بہت ہی کم سوچتے ہیں مراد یہ ہے کہ بالکل نہیں سوچتے کہ فوہ  
 نے بتائے فوہ پڑا ہے بنا برخطاب بطور انکشاف اس کا فائدہ بہ نسبت اور وجہ کے تمام تر ہے  
 اور مقام سے ہی اس کو زیادہ تر مناسبت ہو کیونکہ مقام توحیح میں ضمیمت و خطاب کی طرف مائل ہونا  
 دال ہوتا ہے دشمنی شدید و انکار بلیغ پر گہا فال اکثری و یکم و ما یستوی لای علی الا یہ میں کیا تفسیر و سن  
 اداسے مضمون حرف اتنا ہے کہ اعمیٰ و بصیر و محسن و مبین برابر نہیں ہیں اول تو لا یعلمون کی مناسبت  
 سے اعمیٰ کو مقدم کیا پر بصیر جو نکر الذین اسنو کے مناسب تھا اس لیے اس سے متصل اس کو ذکر فرمایا  
 چنانچہ اول اس طرف اشارہ ہو چکا ہے پر محسن کو الذین اسنو او عملوا الصالحات کے پہرہ میں ادا  
 کیا اگو یا محسن کے معنی مجاہد اے کہ محسن وہ ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ کرے عمل صالحہ  
 وہ ہے جو سنت کو موافق اور خاص خدا کے واسطے ہو رہا و سمحہ سے پاک صاف ہو معنی محسن کے فوہ پڑے  
 اور لفظ محسن کا معنی کے مقابل سے مخدوم معلوم ہو گیا پر والذی آمن وعمل صالحا کہا بلکہ بصیرت جسم فرمایا

سوئی یا اس لیے کہ ایمان و عمل صالح ایسی نفیس شے ہے کہ ہر کسب کرین کوئی اس سے باز نہ رہے کہ کوئی  
 اللہ پاک کے سوا جو کچھ ہے وہ سب اُس کی مخلوق ہے اور مخلوق کا کام یہی ہو کہ اپنے خالق پر ایمان لائے  
 اور اُس کے مطیع ہو صالحات کی جمع لانے سے معلوم ہوا کہ محسن کی شان یہ ہے کہ کثرت اعمال صالح  
 کرے ولا ایسی کے اختصار کو دیکھو کہ بجائے ولا الذین کفروا و عملوا السيئات یا ولا الذین مساوا بالکفر  
 المعاصی کہ یہ ایک لفظ منفرد کس حسن و خوبی کے ساتھ کام ہے دوسری یہ ہے کہ بُرائی کے ذکر میں  
 قصور پہلانی کے بیان طول بہتر ہوتا ہے پیرا معنی اول میں اور سبب آخر میں واقع ہوا اور بصیرت محسن  
 وسط میں و غیر الامور و اساطیر و کما فیل مصحح و کما کھڑے قصداً ان کما ویرذ ویدم و لا اللہ سبحا  
 و تعالیٰ اعلم باسرار کلام و حسن ہجاء و طوق البشر قاصد عن بلوغ مرادہ فالاولیٰ ان نقول ما قال الملک  
 الکرام سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم و فصلی و سلم علی سیدنا ید العرب والعجم و علی  
 آلاکرام و اصحاب العظام بالجملة ان الذین یکاد لون الایہ کی شان نزول میں ابو العالیہ سے مروی ہے  
 کہ نبی صلی اللہ علیہ آہ وسلم کی خدمت شریف میں یہود حاضر ہوئے پیر عرض کیا کہ دجال ہم میں سے ہوگا  
 آخر زمانے میں اور ہوگا اُس کے امر سے پیر اُس کے امر کی عظمت بیان کی اور کہا وہ ایسا ایسا کرے گا  
 اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وہ نہ پہونچے گا اُس شے کو جو کہے گا فاستغاث اللہ بیل بنون  
 کو امر فرمایا کہ فتنہ دجال سے ہٹا دے فاکین البتہ ابتدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا بڑا ہے دجال کے پیدا کرنے  
 سے آخر جہاد عبد بن حمید قال انی سآکھ قال الشیخون یسند صحیحہ دجال کے ذکر و صفت  
 میں اور اس میں کہ رسولوں نے اپنی امتوں کو اُس سے ڈرایا اور آخر زمانے میں نکلے گا اور وہ امو  
 جو اُس سے واقع ہوں گے اور یہودی لوگ اُس کے پیرو ہوں گے اس سبب میں بہت صحیح حدیثیں  
 وارد ہوئی ہیں جس طرح کہ صاحب تصحیح البیان رحمہ اللہ نے اپنی کتاب حج الکرامہ فی آثار القیاس میں اس  
 کی خوب تفسیر فرمائی ہے یہ جگہ ان سب حدیثوں کے ذکر و ضبط کی انہیں ہے سارے اہل سنت و متحدہ  
 و فقہاء دجال کے قاتل ہیں بخلاف اُس کے جس نے اُسکا انکار کیا ہے اور اُس کے امر کو باطل کہا ہو  
 خوارج و جہیدہ و بعض معتزلہ میں سے جہابی اور اُس کے موافق لوگ مخالف ہیں اس میں کہ اُسکا جو  
 تو صحیح ہے لیکن یہ دعویٰ کیا ہے کہ جو ہشیار وہ لائے گا وہ مخاریق و خیالات ہیں ان کی کوئی حقیقت  
 نہیں ہے اخبار صحیحہ متواترہ اس قول کو خوب دفع و رد کرتے ہیں قارئین نے اس جگہ نے الجملہ بطور کیا  
 ہے عرض ملک اول اللہ پاک نے خلق السموات والایہ سے بعث کا جواز وقوع ذکر کیا پیر اللہ سبحانہ و تعالیٰ  
 و البصیر الایہ سے یہ بات بیان فرمائی کہ محنت اُس کی وقوع کی مقتضی ہے کیونکہ جب اعمیٰ.....





سے بھی تکبر کیا دوسرا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مراد عبادتِ سرود دعا ہی ہو دعا کی تعبیر عبادت کے ساتھ اس لیے کہ تاکہ سنا کر ہو جائے کہ دعا ایک باب ہے ابواب عبادت سے جیسا کہ وارد ہوا ہے الدعاء ریح العبادۃ کیونکہ دعا تو یہی تضرع و نراہی کرنا ہے روبرو باری تعالیٰ کے مع نظار افتخار و شکانت اور عبادت سے یہی مقصود ہوتا ہے اور یہی اس میں ایک ٹیری عمدہ شے ہے فتح البیان میں فرمایا ہے کہ ہے کہ قول اول اولیٰ ہے اس لیے کہ کتاب عزیز کے اکثر متکمالا میں عبادت عبادت سے صاحب فتح البیان فرماتے ہیں بلکہ قول ثانی اولیٰ ہے اس واسطے کہ حقیقۃً و شرعاً دعا کے معنی بھی طلب کے ہیں بزرگ اس کا استعمال اس کے غرض میں کیا گیا تو وہ مجاز ہے علاوہ یہ ہے کہ دعا کی لغت بہ باعتبار اپنے حقیقی معنی کے خود ایک عبادت ہے بلکہ عبادت ہی جیسا کہ ترمذی اور حکیم ترمذی نے نوادر اصول میں بروایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کیا ہے کہ الدعاء ریح العبادۃ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فضل عبادت دعا ہے اور بخاری نے ادب المفرد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا کون سی عبادت افضل ہے تو فرمایا کہ دعا مگر کے واسطے اپنے نفس کی اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ دعا استغفار ہے اور امام احمد والبیہقی و طبرانی نے حضرت سحاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ نفع نہیں دیتا ہے حذر قدر سے و لیکن دعا نفع دیتی ہے اس شے سے جو نازل ہوئی اور اس شے سے جو نازل نہیں ہوئی پس لازم پڑو دعا کو چونکہ دعا ایک نعمت عظیم و موہبت جسم ہے اس لیے اللہ پاک نے اپنے بندوں کو امر فرمایا ہے کہ اس سے دعا کریں۔ اور ان کو قبول دعا کا وعدہ دیا ہے اور اس کا وعدہ حق ہے اور اس کے نزدیک بات بدلی نہیں جاتی ہے اور نہ وہ خلاف وعدہ کرتا ہے پھر خود اسی نے تصریح فرمائی کہ یہ دعا باعتبار اپنے معنی حقیقی کے جو کہ طلب کے ہیں اس عبادت سے ہے پس فرمایا ان الذین الایہ یعنی بیشک وہ لوگ جو تکبر کرتے ہیں میری عبادت سے عنقریب اخل ہوں گے جہنم میں ذلیل ہو کر یہ ایک سخت وعید ہے اس کو جس نے دعا کرنے سے تکبر کیا اور اس میں ایک لطف عظیم و احسان جلیل ہے اس لیے کہ جس نے خیر کا طلب کرنا اور شر کا دفع چاہنا اس سے ترک کیا اس کو ایسی سخت وعید سنائی اور ایسی حقو رب عظیم کے ساتھ اس کو معاقب کیا سوائے اللہ کے بند و تم اپنی مرغوب کو متوجہ کرو اور اپنے کل مطالب میں اعتماد کرو اس ذات پاک بد جس نے ان کے متوجہ کرنے کا اپنی طرف تم کو امر کیا ہے اور اس پر اعتماد کرنے کا تم کو ارشاد فرمایا ہے اور عطا سے طلب کے ساتھ دعا قبول کرنے کا تمہارے واسطے ضامن ہوا ہے سو وہ تو ایسا کریم مطلق ہے کہ پکارنے والے کی پکار کو پہنچتا ہے جبکہ اس کو پکارے اور جو کوئی اپنے محتاج الیہ امور دنیا و دین اس کے فضل عظیم و ملک واسع سے نہیں مانگتا ہر





احمد نے بسند خود روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بعد ہر نماز کے کہتے جبکہ سلام پیر  
 لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولا الحمد ہو علی کل شئی قدیر لاجل ولا قوۃ الا باللہ لا الہ الا اللہ ولا  
 ضمد الا ایاہ لا نعنتہ ولا افضل ولا انتہار الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لا الدین ولو کرہ الکافرون کہا اور رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہلیل کرتے تھے ساتھ ان کلموں کے بعد ہر نماز کے وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ وَابُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ  
 مِنْ طَرِيقٍ غَيْرِہُمْ بَنُ عُمَرَ وَجَعْلَجُ بْنُ عُمَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَقْبَةَ فَلَا تَنْهَمُ عَنْ لَيْسَ الرَّبِّ بِعَمَلِ اللّٰہِ  
 بَنُ الزُّبَیْرِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یَقُولُ فِی بَرِّ الصَّلٰوۃِ کَلَامَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہُ کَا  
 شَرِّ لَیْلَہُ لَہُ وَذَکُوْرُ تَمَامَہُ کَلْبًا فِی بَرِّ خُیْرُ ف چونکہ اول اللہ پاک نے اول آیت میں بندوں کو امر فرمایا  
 کہ اس کی عبادت کریں اس سے دعا مانگیں تو بعد اس کے بعض دلائل آفاقی ذکر فرمائی جو کہ دال ہیں اس  
 وجود و توحید و قدرت تام و فضل عام پر پھر چونکہ دعا کو رات سے زیادہ ترنا سبب ہے اس لیے رات کا ذکر مقدم  
 کیا پس فرمایا اللہ الذی جَعَلَ لَکُمُ الْیَلَّ الْیَلَّ اَلَا یہ یعنی تم اللہ ہی کو جو اسی کو پکارو اسی سے دعا مانگو کیونکہ اللہ  
 تو وہ ہے جس نے اپنی قدرت و فضل و انعام سے تمہارے واسطے رات بنائی تاکہ اُس میں چین پڑو حرکتوں  
 سے جو کہ معاش کی طلب میں دن کو کیا کرتے ہو اس لیے کہ اُس کو تاریک و سرد بنایا ہے جس کے مناسب جہت  
 ظاہری ہے بسکون و خواب جو کہ چوٹی موت ہے اور راحت حقیقی ساتھ عبادت کہ جو کہ دائمی حیات ہے۔  
 اور دن کو روشن بنایا تاکہ اُس میں اپنی حاجات کو دیکھو اور طلب معاش میں جلوہ پرو نکستہ ظاہر یہ تاکہ  
 والہند لمتھر وانیہ ہوتا مگر یوں نہ کہا بلکہ النہار سبھ فرمایا دیکھو ایک تو اُس میں مبالغہ ہے اس لیے کہ نسبت  
 ابصار کی نہار کی طرف مجاہدی ہے کیونکہ فی حقیقت البصار واسطے اہل نہار کے ہے دن میں دیکھتے ہیں دن  
 نہیں دیکھتا ہے بلکہ یہ ہوا کہ گویا دن کو ایسا روشن بنایا کہ مارے روشنی کے وہ خود دیکھتا ہے دوسرے  
 اختصار اور باوجود اختصار کے لتبصر وانیہ کا مضمون نہایت خوبی و مبالغہ سے ادا ہو گیا تیسرے تغیر اسلوب کلام  
 کی اسلوب بدلنے سے تازگی و خوبی بڑھ جاتی ہے غرضکہ رات اور دن عجیب نعمتیں ہیں کہ دین و دنیا کے سب  
 کام نہیں میں ہوتے ہیں کار و بار عالم کے یہ دو بڑے طرف ہیں قدرت یہ ہے کہ ایک کو دوسرے کی ضد بنایا  
 ایک تاریک دوسرا روشن پھر فرمایا اِنَّ اللّٰہَ لَذُو فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ مَنۢ یَّحِبُّ اللّٰہَ الْبَتَّ صاحب فضل و مہر ہے لوگوں  
 پر اپنی بے حد و بے شمار نعمتوں کا اُن پر تفضل و انعام فرمایا کرتا ہے لیفضل یا لیفضل نہ فرمایا اس لیے کہ منظور  
 فضل کی تعظیم ہے یعنی ایسے بڑے عظیم الشان فضل والا ہے کہ اُس کے شل کوئی فضل نہیں ہے یہ مضمون باوجود  
 اختصار کے اور ترکیب سے ادا نہیں ہو سکتا ہے بالجملہ اگر کوئی کہے کہ اللہ پاک کی تو یہ نعمتیں اور فیض پر لوگوں کا  
 کیا حال ہے تو فرمایا وَلَٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ یعنی لیکن اکثر لوگ ان نعمتوں کا شکر نہیں کرتے ہیں اور





جس نے بنایا تم کو خاک سے پہر بلونی کی ہوند سے پہر لہو کی پہنکی سے پہر نکالتا ہے اڑکے پہر جب تک پہونچو اپنے زور کو پہر جب تک ہو جاؤ پوڑ ہے اور کوئی ہے تم میں کہ بہر لیا پہلے اس سے اور جب تک کہ پہونچو لگے وعدہ کو اور شاید تم پہونچو وہ ہی جو جلاتا ہے اور مارتا ہے پہر جب حکم کرے کسی کام کو تو یہی کہ اس کو کہو وہ ہو جاتا ہے قسط یعنی اتنے احوال تم پہر گزرے شاید ایک حال اور بھی گذرے وہ مگر جینا انتہا **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محمد صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم تو ان مشرکوں سے کہہ دے کہ اللہ عزوجل منع فرماتا ہے کہ صنم و انداد و ادنان میں سے کوئی اس کے سوا پوجا جائے اور یہ بات کہ اس کے سوا کوئی مستحق عبادت کا نہیں ہے سوا اپنے اس قول میں بیان فرمائی ہوالذی خلقکم من تراب الایہ یعنی وہ اللہ وحدہ لا شریک لہی ہے جو تم کو ان حالتوں میں لٹوٹا پوڑتا ہے اسی کے اور تدبیر و تقدیر سے یہ سب کچھ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ و منکم من یتوئی من قبل کا یہ مطلب ہے کہ کوئی تو تم میں کا مارتا ہے پہلے اس سے کہ موجود ہوا و اس عالم کی طرف نکلے بلکہ اس کی مان اسے ادھر اگر ادیتی ہے اور کوئی صغیر مارتا ہے کوئی جوان ہو کر کوئی ادھر ہو کر قبل بڑا ہے کہ مارتا ہے کما قال تعالیٰ **لَیْسَ کَمَنْ یَفْهَمُ کَلِمَۃً وَّ یَفْهَمُ خَیْرًا کَرَّ حَکَامَ مَکَانِکَ اِلٰی اَیَّ حِجَّتَیْ** اور اس جگہ یون فرمایا ہے **وَلتنبھوا اجملا کسی وعلکم لتقولن ابن حجاج نے کہا تہ کرو ان البعث یعنی شاید تم یاد کرو بعث کو پہر فرمایا ہوالذی کلمی و یست یعنی جلاتے مارنے کے ساتھ وہی متفرد ہے اس کے سوا کوئی اسیر قادر نہیں ہے فاذا اھضی الامر الایہ کا یہ مطلب ہے کہ کوئی اس کی مخالفت و مانعت نہیں کر سکتا ہے بلکہ جو کچھ اس نے چاہا وہ ضرور ہی ہو گیا **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ مشرکین جو اپنے مسمودوں کو پوجنا سمجھتے تھے چاہتے تھے کہ سو تو اس بارے میں ان پر رد کر کے کہہ دے کہ مجھے تو یہی عام کی گئی ہے ساتھ ہرگز ان عقول کے اور نہی خاص ساتھ دلائل نقول کے اس سے کہ میں ان کو پوجوں جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا اور صنم میں بہر وجہ نہی کی جبکہ آچکے مجھ کو بنیات میرے رب سے مراد اللہ علیہ وعلیہ میں کیونکہ یہ واجب کرتی ہیں توحید کو اور مجھے یہ حکم ہے کہ میں تابع رہوں رب العالمین کا ساتھ انقیاد و خضوع و عاجزی کیے باظہار کے پہر بعد اس کے ایک میل ذکر کی ان دلیلوں سے جو کہ دل میں توحید پر فرمایا وہی ہے جس نے بنایا تم کو یعنی تمہارے اول باب آدم کو مٹی سے جو کہ متلزم ہے اس کی ذریت کو بنانے کو مٹی سے بہر نطفہ سے بعلاقہ سے اس کی تفسیر کئی جگہ گزر چکی ہے پہر نکالتا ہے تم کو طفل مراد اطفال ہے مفرد اس لیے کہ اس طفل ہم منبر ہے مفرد و جمع دونوں پر بولا جاتا ہے یا باین معنی کہ نکالتا ہے ہر ایک کو تم میں سے طفل پہر تاکہ پہونچو اپنے اشد کہ یعنی اس حالت کو جس میں فوت و عقل جمع ہوتی ہے تیس برس سے لیکر چالیس تک اشد کا بیان پورے طور پر انجام میں گذر چکا ہے تقدیر یہ ہے تاکہ تم بڑے ہو ذرا دیکھو کہ پہر تاکہ پہونچو غایت کمال**

اسی طرح  
نہ کوئی کھول سکا دین  
اور نہ کھول سکا دین  
چاہے میں کوئی کھول  
چاہے میں کوئی کھول  
نہ کوئی کھول سکا دین









واسطے جس کے ہوا بانی کتب اگر کتاب سے مراد قرآن ہو غرض کہ پیر اللہ پاک نے وہ وعید شد بد ذکر کی جو کہ  
 حدال فی آیات اللہ وکذیب کتاب پر مرتب ہو پس فرمایا کَسُوفَ يَعْلَمُونَ لَمَّاذَا الْاِغْلَالُ وَالْعَمْدَارُ قِطْمُ  
 الایہ کلمہ اذ متعلق ہے کُتُبُکُمْ سے یعنی یہ مجاہدین مکذبین عنقریب جان لین گئے انجام بدلنے کام کا اور وبال  
 اپنے حدال وکذیب کفر کا وقت ہونے طوقوں کے اُن کی گردنوں میں یا اذ متعلق ہے اذکر ممدوف سے یعنی  
 ذکر کر اُن سے وقت اغلال کا تاکہ ڈرین اور منزع ہوں سلاسل جمع ہے سلسلہ کی بمنی زنجیر راغب نے کہا  
 تسلس الشیء اضطرب کا نہ تصور نہ تسلس مترود فتر ولفظ تنبیہ علی تردد معناه واما سلسل مترود فی مفرہ ولسلاسل  
 معطوف ہے الاغلال پر تقدیر یہ ہے اذالاغلال ولسلاسل فی اعنائہم یہی جائز ہے کہ سلاسل مرفوع ہو اس  
 بنا پر کہ مبتدا ہوا اور خبر اسکی ممدوف اس لیے کہ فی عنائہم اُس پر وال ہے یعنی ولسلاسل فی اعنائہم یہ بھی  
 جائز ہے کہ خبر اُس کی ہے سمعون فی حمیم ہو بخذف عائدے سمعون ہمانی حمیم یہ بات مہجور کی قرات پر ہے  
 جو کہ برفع سے اسل ہے حضرت ابن عباس و حضرت ابن مسعود و مکررہ والو الجوزاء نے بنصب سلاسل پر اُجڑ  
 اور سمعون کو بفتح یا بصیغہ معروف اس صورت میں سلاسل مفعول مقدم ہو گا یعنی اور سلاسل کو کہیں نہیں گئے  
 حمیم میں بعض نے سلاسل کو بکسر پڑھا ہے فرار نے کہا یہ قرات محمول ہو گی معنی پر کہیں کہ معنی یہ ہیں عنائہم  
 فی الاغلال ولسلاسل زجج سے نہ کہا معنی اس قرات پر یہ ہیں فی السلاسل سمعون آہن بناری نے اس پر  
 یون اعتراض کیا کہ یہ بات عربیت میں جائز نہیں ہے محل سمعون کا اس تقدیر پر کہ سلاسل معطوف ہو  
 اغلال پر اور اس تقدیر پر کہ مبتدا ہوا اور خبر اُس کی فی عنائہم نصب ہے بخذ حال یا کوئی محل نہیں ہے بلکہ  
 کلام متالف جو اسے ہوال تقدیر کا مستحب کہتے ہیں سختی سے کہیں گے کو اسی معنی سے لفظ صحابہ  
 اس لیے کہ ہوا اُس کو کہیں نہیں ہے یا اس واسطے کہ وہ بانی کو کہتے ہیں جبکہ حمیم وہ پانی ہے جو انتہا کو پہنچا ہو گرنی  
 میں کسی نے کہا بمعنی صید ہے یعنی پیپ کسی نے کہا جہنم کسی نے حمیم کے معنی کو کیا بلیغ عبارت میں  
 ادا کیا ہے المار الحار الذی یکسب الوجہ سوادا والاعراض حارا والارواح عذابا دالاجسام ناراً اس کی  
 تفسیر اول گزر چکی ہے سحجر حار سے میں بولتے ہیں ہجرت التوفای او قد تہ یعنی مجھ کو کہ میں نے تیرے  
 کو و سحجر تہ ملا تہ بالوقوف یعنی پر کر دیا میں نے اُس کو ہیز مہ سے اسی معنی سے الجمع السجور ہے ای الملوء  
 پس تم نے النار سجرون کے یہ معنی ہو گئے کہ اُن سے دہکائی جلے گی یا اُن سے پر کی جائے گی  
 مراد ہے کہ صحر طر کے عذاب سے معذب ہوں گے اور ایک باب کے طرف دوسرے باب کے نقل کیے  
 جائیں گے عذاب و مقاتل نے کہا تو قد ہم النار فصاروا دوداً یعنی دہکائی جائے گی اُن سے لگ  
 تو وہ اُس کے اندر ہیں ہو جائیں گے حضرت ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ کیسے

جائیں گے جلتے پانی میں تو مسلخ ہو جائے گی ہر چیز جو ان پر ہوگی کمال و گوشت اور زمین بیانتک کہ  
یہ سب آجائے گا اس کی بناڑی میں بیانتک کہ گوشت کا فرق کا بقدر اس کے طول کے ہوگا اور طول اس کی  
ساتھ گزکا ہوگا پر دوسری کمال پہنایا جائے گا پر کھینچا جائے گا حیم میں حضرت عبداللہ بن عمرو  
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِذَا الْفُلُال تَمَّ بِحِرْدٍ پڑھا پر  
فرمایا کہ اگر رخصتہ شل اس کے اور اشارہ فرمایا طرف ایک کو پری کے لینے اگر کوئی سیسے کا گولہ  
شل کو پری کے چوڑا چائے آسمان سے طرف زمین کے حالانکہ ہاں سو برس کی راہ ہے تو البتہ وہ پہنچ  
جائے گا زمین کو قبل رات کے اور اگر وہ چوڑا جائے زمین کے سرے تو البتہ وہ چلے چالیس برس رات  
اور دن قبل اس کے کہ پہنچے اصل اس کی کو یا اس کے قمر کو اُخْرَجَ اَحْمَدُ وَكَانَ مَدِينَتِي وَحَسَنَةُ  
وَالْحَاكِمَةُ وَصَحْبَةُ وَابْنُ مَرْدُودِيَّةٌ وَالْبَيْتُ تَحْتَ الْبَعَثِ وَالشُّوْرُ قَوْلُهُ تَعَالَى شَمَّ قِيلَ لَهُمْ اَلَا يَهْدِيهِ  
مَاضِي كَمَا اس لیے فرمایا کہ تحقق پر دال ہوسنے یقال لہم ہین اور کلمہ این ماسے جدا لکھا جاتا ہے جیسا کہ جز  
نے اس طرف اشارہ کیا ہے سینے یہ ہین کہ ہر زبرد تو پہنچ کے واسطے ان سے کہا جائے گا کہ ان ہین ہ  
شرکا جن کو تم پوجتے تھے اللہ کے سوا مرد اہنام وغیرہ ہین کہیں گے وہ تو جاتے سہ غائب ہو گئے ہم سے  
اور ہم نے ان کو تم کیا سو ہم ان کو نہیں دیکھتے ہین ہر اس باسے اعراض کیا اور اس طرف منتقل ہوئے کہ  
ان کے دم کی خبر دی اور اس کی کہ ان کے لیے کوئی وجہ نہیں ہے پس کہا بلکہ تم تو پکار رہے تھے پہلے  
کسی شے کو لینے کم کسی چیز کو پوجتے نہ تھے یہ بات جب کہی کہ جس گراہی و نادانی میں تھے وہ اپنا کھل  
گئی اور ظاہر ہو گیا کہ وہ ایسی شے کو پوجتے تھے جو نہ دیکھتی ہے نہ سنتی ہے نہ ضرر پہنچاتی ہے نہ نفع اور  
یہ کچھ ان کی طرف سے وجہ دہنام کا انکار نہیں ہے جن کو وہ پوجتے تھے بلکہ ان کی طرف سے اقرار ہے  
اس کا کہ ان کا پوجنا ان کو باطل و بیکار تھا جس طرح کہ عا دے میں تم کہتے ہو کہ جنتہ شیافلم یمن لینے میں  
فلان چیز کو خیال کیا تھا کہ وہ ایک شے ہے سو وہ شے نہ تھی یعنی کوئی معتدبہ شے نہ نکلی تھی نے بل لم یمن  
نہ عوالا یہ کی تفسیر میں کہا ہے کہ انہوں نے انکار کیا اپنے پوجنے کا ان کو ہر وہ بت حاضر کیے گئے لینے  
ان کے پاس تو ان کو دیکھ لیا اللہ پاک ہے اَللّٰهُ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصْبٌ جَهَنَّمَ  
اے وَتُؤْتُوْنَ اَسْتِیٰ لیکن یہ بات کہ انکار عبادت کا کیا بعید ہے مقام حساب میں اور ربکاری رب العین  
میں اسی لیے ابو سعید نے کہا کہ سنئے یہ ہین بلکہ ظاہر ہو گئی ہم کو یہ بات کہ ہم نہیں پوجتے تھے کسی شے کو  
بسبب ان کے پوجنے کے جبکہ آج ہم پر یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ کوئی شے معتدبہ تھی کَذٰلِكَ يَضِلُّ اللّٰهُ اَكْثَرُ  
میں شل اس گراہی سے رو کر لے والی اور حد سے بڑھی ہوئی کے گمراہ کرتا ہے اللہ کا فروں کو جبکہ انہوں نے

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِذَا الْفُلُال تَمَّ بِحِرْدٍ پڑھا پر فرمایا کہ اگر رخصتہ شل اس کے اور اشارہ فرمایا طرف ایک کو پری کے لینے اگر کوئی سیسے کا گولہ شل کو پری کے چوڑا چائے آسمان سے طرف زمین کے حالانکہ ہاں سو برس کی راہ ہے تو البتہ وہ پہنچ جائے گا زمین کو قبل رات کے اور اگر وہ چوڑا جائے زمین کے سرے تو البتہ وہ چلے چالیس برس رات اور دن قبل اس کے کہ پہنچے اصل اس کی کو یا اس کے قمر کو اُخْرَجَ اَحْمَدُ وَكَانَ مَدِينَتِي وَحَسَنَةُ وَالْحَاكِمَةُ وَصَحْبَةُ وَابْنُ مَرْدُودِيَّةٌ وَالْبَيْتُ تَحْتَ الْبَعَثِ وَالشُّوْرُ قَوْلُهُ تَعَالَى شَمَّ قِيلَ لَهُمْ اَلَا يَهْدِيهِ مَاضِي كَمَا اس لیے فرمایا کہ تحقق پر دال ہوسنے یقال لہم ہین اور کلمہ این ماسے جدا لکھا جاتا ہے جیسا کہ جز نے اس طرف اشارہ کیا ہے سینے یہ ہین کہ ہر زبرد تو پہنچ کے واسطے ان سے کہا جائے گا کہ ان ہین ہ شرکا جن کو تم پوجتے تھے اللہ کے سوا مرد اہنام وغیرہ ہین کہیں گے وہ تو جاتے سہ غائب ہو گئے ہم سے اور ہم نے ان کو تم کیا سو ہم ان کو نہیں دیکھتے ہین ہر اس باسے اعراض کیا اور اس طرف منتقل ہوئے کہ ان کے دم کی خبر دی اور اس کی کہ ان کے لیے کوئی وجہ نہیں ہے پس کہا بلکہ تم تو پکار رہے تھے پہلے کسی شے کو لینے کم کسی چیز کو پوجتے نہ تھے یہ بات جب کہی کہ جس گراہی و نادانی میں تھے وہ اپنا کھل گئی اور ظاہر ہو گیا کہ وہ ایسی شے کو پوجتے تھے جو نہ دیکھتی ہے نہ سنتی ہے نہ ضرر پہنچاتی ہے نہ نفع اور یہ کچھ ان کی طرف سے وجہ دہنام کا انکار نہیں ہے جن کو وہ پوجتے تھے بلکہ ان کی طرف سے اقرار ہے اس کا کہ ان کا پوجنا ان کو باطل و بیکار تھا جس طرح کہ عا دے میں تم کہتے ہو کہ جنتہ شیافلم یمن لینے میں فلان چیز کو خیال کیا تھا کہ وہ ایک شے ہے سو وہ شے نہ تھی یعنی کوئی معتدبہ شے نہ نکلی تھی نے بل لم یمن نہ عوالا یہ کی تفسیر میں کہا ہے کہ انہوں نے انکار کیا اپنے پوجنے کا ان کو ہر وہ بت حاضر کیے گئے لینے ان کے پاس تو ان کو دیکھ لیا اللہ پاک ہے اَللّٰهُ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصْبٌ جَهَنَّمَ اے وَتُؤْتُوْنَ اَسْتِیٰ لیکن یہ بات کہ انکار عبادت کا کیا بعید ہے مقام حساب میں اور ربکاری رب العین میں اسی لیے ابو سعید نے کہا کہ سنئے یہ ہین بلکہ ظاہر ہو گئی ہم کو یہ بات کہ ہم نہیں پوجتے تھے کسی شے کو بسبب ان کے پوجنے کے جبکہ آج ہم پر یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ کوئی شے معتدبہ تھی کَذٰلِكَ يَضِلُّ اللّٰهُ اَكْثَرُ میں شل اس گراہی سے رو کر لے والی اور حد سے بڑھی ہوئی کے گمراہ کرتا ہے اللہ کا فروں کو جبکہ انہوں نے

پو جان تبون کو جنون نے اُن کو اُل کی طرف پھونچا دیا اور یہ بھی بطور توجہ و سرزنش کے اُن سے کہا جائے گا کہ ذَلِكُمْ دَرَمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ الایہ اشارہ ہے طرف ملامت کے جو کہ فیصل سے معلوم ہوتا ہے یا طرف عذاب کے یعنی یہ گمراہ کرنا یا عذاب اس سبب ہے کہ تم دنیا میں اللہ کے معاصی اور اُن کے رسولوں کی اور کتابوں کی مخالفت کر کے فرج و سرور کا اظہار کرتے تھے کسی نے کہا سبب اس کے کہ تم مال و اتباع و صحت و منافیت خوش ہوتے تھے کسی نے کہا جو اس کے کہ تم بعث و عذاب کا انکار کر کے سرور ہوتے تھے کسی نے کہا کہ مراد فرج سے اس جگہ بطور تکبر ہے اور مراد فرج سے مراد زیادتی ہے بطورین عجب و غیرہ نے کہا ہے کہ مرعون کے معنی ہیں تبطرون و تاشرون مخاکتے کہا کہ فرج تو سرور ہے اور سرخ عدوان ہے مقاتل نے کہا فرج بطور و خیلا ہوئی کسی نے کہا کہ فرج اسد ہے فرج سے مطلب یہ کہ کہ انتہا درجہ کی خوشی مرع ہے اور یہی موجب تکبر کی ہوتی ہے اُدْخُلُوا ابوابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيْهَا اَللّٰهُ يَبْغِيْهَا لِيُكَلِّمَ سَبْعَةَ ابْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْشُوْمٌ یعنی داخل ہوتے جہنم کے ساتوں دروازوں میں جو کہ تمہارے واسطے بنائے گئے ہیں اس حال میں کہ تمہارے لیے ہمیشہ ہمیشہ کا رہنا اس میں مقدر کیا گیا ہے فَهَلْ مَنّٰى اَللّٰهُ عَلَیْكُمْ سَوَیًّا مَّا وُیِّدُ سَمَنَ وَمَقَامِ دَائِمِیْ ہے اُن کا جو کہ حق سے تکبر کرنے والے ہیں وہ مادی جہنم ہے نعوذ باللہ منہا ظاہر یہ تھا کہ داخل کیا جاتا لیکن اس کو مشوی کہیرا یہ میں اس لیے ذکر کیا کہ اُن کا دخول بطور خلود ہے کما قالہ ابو السعد سمین نے کہا کہ داخل اس واسطے نہیں فرمایا کہ دخول دائم نہیں ہوتا ہے دائم جو ہوتا ہے سو وہ ثواب ہے پس اسی لیے اس کو مخصوص بدم کیا گو دخول ہی مذوم ہے پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر کا حکم دیا واسطے اُن کی تسلی کے پس رُشاد فرمایا فَاصْبِرْ لَّنْ وَعَلَىٰ لَحْقٍ ۖ فَاِمَّا نُرَبِّتْکَ بِعَقْلِ الَّذِیْ نَبِیْتُہُمْ اَوْ نَنْزِلَ عَلَیْکَ فَاَلِیْنَا یَرْجِعُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِکَ وَمِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْکَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْکَ ۚ وَمَا کَانَ لِرُسُوْلٍ اَنْ یَّبَیِّنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَلَا حَاجَۃَ اَمْرِ اِلٰی شَیْءٍ مِّنْ حَقِّیْ وَحِیْرِ هَٰذَا لَکَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَنْعَامَ لَیْسَ لَہَا وَاٰلَہَا وَاَصْنَٰفُہَا مِثْلُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝ وَلَکُمْ فِيْہَا مَسَاعِیْ ۚ وَتَسْبَحُوْنَ عَلَیْہَا حَاجَجًا فِیْ صُدُوْرِکُمْ وَعَلِیْہَا وَعَلَی الْعُلَاقِ تَحْتَمِلُوْنَ ۝ وَیَرِیْہُمْ اَلِیْمٌ فَاَنْیٰی اللّٰهُ تَنْکُرُوْنَ ۝ سو تو ٹھہرا رہ بیشک عدہ اللہ کا شیک ہے پھر کہی ہم وہاں تہہ کو کوئی وعدہ جو ان کو میسے ہیں یا بھر لین تجھ کو پھر ہماری طرف پھر سے آوین گے اور ہم نے بھیجے ہیں بہت رسول تجھ سے پہلے کوئی اُن میں ہیں کہ سنایا تجھ کو ان کا احوال اور کوئی ہیں کہ نہیں سنایا اور کسی رسول کو مقدمہ در نہ تھا کہ لے لے لے کوئی نشان گرا اللہ کے حکم سے پھر جب

اس سکاٹ  
دو اڑس  
ہیں اور وہ دارہ  
کو ان میں ایک  
نویسٹا  
۱۲۷

ج  
۱۳

آیا حکم اللہ کا فیصلہ ہو گیا انصاف سے اور ٹوٹے میں آئے اس جگہ جو ٹپٹ اللہ ہے جس نے بنائے  
تم کو جو پائے تا سواری کرو کتوں پر اور کتوں کو کھاتے ہو اور تم کو ان میں بہت فائدہ ہے میں اور تم  
ہو بخیر ان پر چڑھ کر کسی کام تک جو تمہارے ہی میں ہو اور ان پر اور کشتی پر لدے پرتے ہو اور دکھاتا ہو  
تم کو اپنی نشانیاں پھر کون نشانی اپنے رب کی نہ مانو گے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تعالیٰ  
اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر کا امر فرماتا ہے کہ جس نے قوم میں سے ان کی تکذیب کی اس پر  
صبر کریں پس بیشک اللہ تعالیٰ غصہ قریب پورا کرے گا تیرے واسطے وہ نصر و ظفر تیری قوم پر جس کا  
اس نے تجھ سے وعدہ کیا ہے اور انجام نیک تیرے واسطے کرے گا اور ان کے واسطے جنہوں نے تیری پیروی  
کی دنیا و آخرت میں پھر یا تو تم تجھ کو دکھادیں گے کوئی وعدہ جو ہم ان کو دیتے ہیں یعنی دنیا میں اور اسی طرح  
واقع ہو کیونکہ اللہ پاک نے مومنین کی تکمیل میں شکرین کے کبار و عظام سے ٹھنڈی کر دین بد کے دن ہلاک کر دیے  
گئے پھر اللہ تعالیٰ نے مکہ کو آپ پر فتح فرمادیا اور باقی جزیرہ عرب کو آپ کی حیات شریف میں مفتوح کر دیا قولہ تعالیٰ  
اَوَلَمْ يَفْعَلْ يَدَيْهِ اَيُّ مَنَاجِدٍ يٰ اَيُّ مَنَاجِدٍ كُوْنَهُمْ يَوْمَ يَدْعُوهُمْ فَيَقُولُ لَا مَحْرَمَ يٰ اَيُّ مَنَاجِدٍ  
سخت چکھائیں گے آخرت میں پھر آپ کی تسلی کے واسطے فرمایا وَلَقَدْ ارْسَلْنَا رُسُلًا فِيْ سَبْعِ مِائَةٍ  
مِائَةٍ مِّنْ بَيْنِ اُولٰٓئِكَ لِيُزَكِّیْنَہُمْ وَلِيُخْرِجَہُمْ مِّنْ ظُلُمٰتٍ اَظْلَمَ لَیْلٍ سَوْدًی اَوَلَمْ یَرَوْا  
کِی وہ قہقے جو ان کو اپنی قوموں کے ساتھ پیش آئے کس طرح ان کی تکذیب کی پھر انجام نیک اور نصرت رسول  
کے واسطے ہوئی اور انہیں سے وہ ہیں جن کے قہقے ہم نے تجھ سے بیان نہیں کیے یہ رسول نسبت مذکورین کو  
بکثرت کثیر ہیں چنانچہ سورہ نسا میں اس بات پر تنبیہ گزر چکی ہے وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَلِلّٰہِ الْقَوْلُ تَعَالٰی وَہَا کَانَ  
لِلّٰہِ سُبْحٰنُ الْعِزِّ اَوَلَمْ یَسْئَلِہٖٓ مَا یَسْئَلُہٗہَا کِی ایک رسول کے واسطے بات نہیں ہوئی لہذا ہی قوم کے پاس کوئی خارق  
عادات بات لائے یعنی سچو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس باب میں اس کو اذن دے تو یہ دلالت کرے اس کے  
صدق پر اس شے میں جس کو وہ میکر قوم کے پاس آیا ہے پھر جب آیا امر اللہ کا یعنی اس کا عذاب و کمال مکذبین  
کا احاطہ کرنے والا تو فیصلہ ہو گیا انصاف سے یعنی مومنین کو بچا لیا اور کافروں کو ہلاک کر ڈالا اسی لیے یوں فرمایا  
وَضَرَبْنَا لَکَ الْاٰیٰتِ الْکُبْرٰی لَعَلَّہُمْ یَرْجِعُوْنَ اِلٰی اللّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَنْعَامَ  
اٰیٰہ اللہ پاک اپنے بندوں پر منت رکھتا ہے اس انعامِ عظیم کی کہ انہوں نے ان کے نفع کے واسطے انعام بیچے  
یعنی اونٹ اور گائے اور کربان سواں میں سے کوئی توان کی سھوی ہے اور کسی کو کھاتے ہیں بیل و نٹ پر  
تو سوار ہوتے ہیں یا اور اس کا گوشت کھاتے ہیں اور وہ دھبتے ہیں اور اٹھ پر بوجھ لاد کر دور دراز ملکوں  
کا سفر کرتے ہیں اور گائے کا گوشت کھاتے ہیں دودھ پیتے ہیں اور سیلون سے کھیتی کرتے ہیں اور بکری کا

گوشت کھاتے ہیں دودھ پیتے ہیں امدان سب کے صوف اور بال دریشم کاٹے جاتے ہیں بہر ان سے ناث  
 وجہ اور بہتے کی بجزین بانی عبادی ہیں چنانچہ سورہ انعام و سورہ نحل وغیرہ میں کہی جگہ اس کی تفصیل پائی  
 کی گئی ہے اسی لیے اللہ عزوجل نے اس جگہ یون فرمایا ہے لَقَدْ كَذَّبْنَا عَنْكَ آيَةً كَذَّبْتَ اَيَّاهُ قَوْلَهُ تَعَالٰى  
 وَيُؤْتِيكَمُ الْاٰلِهَ يٰسَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَّمْ كُوْدَمَا تَابَ اِبْنِ عَجْتِيْنَ بَرَّانِيْنَ اَفَاقْ مِيْن مِيْنِيْ زَمِيْنِ وَاَسْمَانِ مِيْنِ اَوْخُوْدَمَلِكِيْ  
 جَانِ مِيْنِ بِرْكَوْنِ كُوْنْسِيْ اللّٰهُ كِيْ نَشَانِيُوْنِ كَا الْكَارْ كُوْگَ مِيْنِيْ اُسْ كِيْ نَشَانِيُوْنِ مِيْنِ سَ كَسِيْ شَسْ كَ الْكَارِ بِرْ  
 تَمْ قَاوَرِ هُوْگَ مَكْرِيْہَ كَ مَعَاذَہْ وَاَكْبَارَہْ كَرُوْهْ وَاِهْرِيْ كَرَكَ نَ مَا نُوْفَ نَحْ الْبِلْيَانِ كَا بِيَانِ مَعَ تَوْضِيْحِ وَا  
 اَصَافَہْ يَہْ ہِہْ ہِہْ تَوْصِيْرَ كَر مِيْنِيْكَ لَمَّا كَا وَعْدَہْ حَقْ ہِہْ مِيْنِيْ اُسْ كَا وَعْدَہْ اُنْ سَ اَتَقَامْ لِيْنِہْ كَا خُوْرُ ہُوْنِ  
 وَاَلَا يَآ تُوْدِيَانِيْنَ يَآ اَخْرَتِ مِيْنِ اِسِيْ يُوْنِ فَرَمَا يَآ قَا مَآ نَرُيْنِيْكَ بَعْضًا لِّذِيْ نَعْدُ مُمْ يٰسَ بِرْ كَسِيْ ہِمْ دَكَايِزِ  
 تَحْمَدُ كُوْدِيَانِ مِيْنِ بَعْضِ اُسْ عَذَابِ كَا جِسْ كَا ہِمْ اُنْ كُوْدَعْدَہْ دِيْتِہْ ہِہْ مَاتَحْ قَتْلِ وَاَقِيْدَہْ قَتْلِ كَہْ اُنْ كُوْمَقْتُوْلِ وَا  
 مَقِيْدَہْ مَقْتُوْرَ كَر دِيْنِ اَوْ تَوْفِيْكَ مَعْطُوْسَہْ نَزِيْكَ پَر لِيْنِہْ يَآ مَ تَجْہَدُ كُوْدَوَا تِ دِيْنِ قَبْلِ نَازِلِ كَرْنِہْ عَذَابِ  
 كَہْ اُنْ ہِمْ ہِرْہِہْ ہِمَارِيْ ہِہْ طَرَفِ لُوْثِ كَر اَمِيْنِ گَ قِيَا مَتِ كَہْ دِنِ تُوْمِ اُنْ كُوْخَتِ تَرْ عَذَابِ كَرِيْنِ كُوْكَلْمَا  
 مَرْكَبَہْ اِنْ اَوْرَ مَآ سَہْ فُوْنِ كُوْمِيْمِ مِيْنِ اَدْعَامِ كَر دِيَا ہِہْ سِرْ دُوْرِ جَاجِ كَہْ نَزْدِيْكَ كَلْمَا مَآ رَئِدَہْ ہِہْ اِنْ نَزْكَ  
 ہِہْ اَوْرِ فُضْلِ كَہْ اَخْرَمِيْنِ فُوْنِ تَاكِيْدَہْ كَا رِ لَ گِيَا ہِہْ اَبِہِہْ اَنِ دُوْآ لَہْ تَاكِيْدَہْ كَہْ حِجْ ہِہْ اِيْكَ تُوْمَا رَئِدَہْ اَوْلِ فُضْلِ  
 مِيْنِ يَہْ تُوْمَا كِيْدَہْ كَر تَا ہِہْ شَرْطِ كِيْ دُوْسَرَا فُوْنِ اَخْرَمِيْنِ يَہْ تَاكِيْدَہْ كَر تَا ہِہْ فُضْلِ شَرْطِ كِيْ اِنْ تَاكِيْدَہْ دِنِ سَ مَعْلُوْمِ ہِہْ  
 كَر اَلْمَرْكَبِ كَا تَا ہِہْ عَذَابِ كَفَا رِ كَا خُوْرُ دِيَا مِيْنِ دَكَايِيْكَ گَا چُنا چُہْہِہْ دِنِ دَكَا دَكَا كَفَا رِ قَتْلِ ہُوْنِ اَوْرِ  
 قِيْدَہْ كَہْ گِيَہْ اَوْرِ مَقْتُوْرَ ہُوْنِ ہِہْ سِيْ يَہْ بَا تِ كَر اَوْ تَوْفِيْكَ مَعْطُوْسَہْ نَزِيْكَ پَر تُو دُو شَرْطِيْنِ اِيْكَ جَزَا مِيْنِ  
 شَرْكَ ہِہْ مِيْنِ وہْ جَزَا فَا لِيْنَا يَہْ جُوْنِ ہِہْ پَر لِسَ سَہْ يَہْ بَا تِ لَازِمِ آ تِي ہِہْ كَہْ دُو فُوْنِ شَرْطُوْنِ مِيْنِ سَ ہِہْ اِيْكَ  
 سَبَبِ ہِہْ سَلَطِ جَزَا كَہْ مَذْكُوْرَہْ كَہْ وہْ چَہَا يَہِہْ اللّٰهُ كَا اَتَقَامْ لِيْنِہْ اُنْ سَ اَخْرَتِ مِيْنِ حَالَا نَكْمَ سَبِيْلِيْ شَرْطِ كَا اِسْ  
 جَزَا كَہْ وَاَسَلِہْ سَبَبِ ہُوْمَا مَعْقُوْلِ نِيْسِيْنِ ہِہْ كُوْدَمَا دِيَا مِيْنِ سُوْبَرْدِيْ صَلِيْ سَلَامَہْ عَلِيْہِہْ وَاَلَا كَہْ سَلَمَہْ كَہْ اُنْ كُوْعَذَابِ  
 كَر نَا كُوْدَمَا سَبَبِ ہُو سَكْتِہْہِہْ وَاَسَلِہْ اَتَقَامْ لِيْنِہْ اللّٰهُ تَعَالٰى كَہْ اُنْ سَ اَخْرَتِ مِيْنِ اَوْرَا كَر فَا لِيْنَا يَہْ جُوْنِ كُو  
 صَرَفِ شَرْطِ ثَانِيْ كَا جَوَابِ تَحِيْرَا مِيْنِ تَوَاوُلِ شَرْطِ غَيْرِ جَوَابِ كَہْ ہِہْ جَاتِي ہِہْ سَوَا كَلِہْ يَہْ جَوَابِ دِيْنِ گَہْ كَہْ شَرْطِ  
 اَوَّلِ كَا جَوَابِ مَذْدُوْفِ ہِہْ اَسَہْ مَذْكُوْرَہْ اَوْرَ دُوْسَرِہْ كَا جَوَابِ فَا لِيْنَا يَہْ جُوْنِ ہِہْ جَوَابِہْہِہْ كَہْ دُو فُوْنِ كَہْ  
 جَوَابِ ہِہْ كَہْ ہُو گَہْہِہْ يٰسَہْ اگر ہِمْ تَحْمَدُہْ كُوْدَمَا دِيْنِ بَعْضِ عَذَابِ جِسْ كَلِہْ ہِمْ اُنْ كُوْدَعْدَہْ دِيْتِہْ ہِہْ تُو فُہْمَا اَوْرَا كَر ہِمْ  
 تَحْمَدُہْ كُوْدَوَا تِ دِيْنِ قَبْلِ اُنْ كِيْ تَحْمِيْدِہْ كَہْ دِيَا مِيْنِ تُو دُو ہِمَارِيْ ہِہْ طَرَفِ لُوْثِ كَر اَمِيْنِ گَہْ قِيَا مَتِ كَہْ دِنِ  
 ہِمْرُوْمِ اُنْ كُوْخَتِہْ سَخْتِ عَذَابِ كَرِيْنِ گَہْ قَا صَعِيْ صَا حِبِہْ حُوْمِ لَہْ بَعْدِ اِسِيْ قِسْمِ كِيْ تَقْرِيرِہْ كَہْ فَرَمَا يَہِہْ



ہو سکتا ہے کہ قالیستائے جہنم دونوں شرطوں کا جواب ہو باین سنے کہ اگر ہم اُن کو عذاب کہیں تیری  
 حیات میں یا اُن کو عذاب نہ کریں تو ہم اُن کو آخرت میں سخت تر عذاب کریں گے مطلب یہ ہے کہ  
 دنیا کا عذاب نسبت عذاب آخرت کے پیچھے ہے بیان عذاب ہو یا نہ ہو وہاں کا عذاب جو سخت تر  
 ہے وہ تو ضرور ہی ہو گا قولہ تعالیٰ وَلَقَدْ ارسلنا رسلاً من قبلک اٰیہ کا یہ مطلب ہے کہ تجھ سے پہلے  
 ہم نے بہت رسول ذہبی بھیجے طرف اُن کی قوموں کے اُن میں سے بعض کی خبر تو ہم نے جہنم  
 قرآن میں دی اور اس ایزد و تکلیف کی جو اُن کو اپنی قوموں سے پیش آئی یہ رسول پچیس ہیں اور  
 اُن میں سے وہ ہیں جن کی خبر ہم نے تجھے قرآن میں نہیں سنائی اور نہ اُس قصے کا علم ہم نے  
 تیری طرف پہنچایا جو درمیان اُن کے اذوقوں کے گزرا محملی نے ذکر کیا ہے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ  
 نے آٹھ ہزار نبی مبعوث فرمائے چار ہزار تو نبی اسرائیل میں سے اور چار ہزار باقی لوگوں میں سے  
 انتہی محملی نے تو بلفظ روئی ذکر کیا ہے اور صاحب کشاف نے اس کو بلفظ قیل کہا ہے طبعی نے کہا  
 صحیح وہ ہے جو ہم کو روایت کی گئی ہے امام احمد سے بروایت حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہ یہ سب  
 عرض کیا یا رسول اللہ انبیا کی گنتی کتنی ہے فرمایا ایک لاکھ جو میں ہزار رسول اُن میں سے تین سو  
 پندرہ ہیں جماعیہ اذکرہ الکرخی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ومنہ من لم نقصص  
 علیک کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک غلام حبشی کو مبعوث فرمایا سو یہ منجملہ اُن کے ہے  
 جن کا قصہ حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہیں کیا ہے اَشْجَاہُ الطَّيْرِ کَفِیْ اَکَاوِیْطٍ وَابْنُ  
 مَرْکُؤَیْنِہ قولہ تعالیٰ وَمَا کَانَ لِرَاسُوْلِیْ اٰیہ کا یہ مطلب ہے کہ راست و درست نہیں ہوا واسطے کسی  
 رسول کے اُن میں سے یہ کہ لائے کوئی معجزہ جو دال ہو اُس کی نبوت پر مگر ساتھ اذن اللہ کے بخود اپنی  
 طرف سے اس لیے کہ معجزات عطا یا ہین اللہ تعالیٰ نے اُن کو بانٹ دیا ہے درمیان اُن کے مولات  
 اپنے مقتضائے حکمت کہ مثل بانٹنے باقی چیزوں کے اُن کو کوئی اختیار نہیں ہے اختیار کرنے میں بعض  
 معجزات کے اور تبدل و متعل ہونے میں ساتھ لائے اُس معجزے کے جس کی فرمائش کی گئی اس لیے کہ رسول  
 تو بندے مرلوب ہیں یعنی تو بھی مثل اُن کے ہے سو تو اس پر قادر نہیں ہے کہ کوئی شے لے آئے معجزات  
 میں سے مگر اللہ کے اذن سے پس یہ رد ہے قریش پر معجزات کے بارے میں جن کی انہوں نے آپ سے  
 فرمائش کی تھی جیسے اُن کا یہ قول ہے کہ تو ہمارے واسطے صفا کو سونے کا کر دے قولہ تعالیٰ فَاِذَا  
 جَاؤْکُمْ اَمْرًا فَکَلِّمُوْہِ اٰیہ کے یہ معنی ہیں کہ ہر جب آیا امر اللہ کا لینے وہ وقت جو عین تھا واسطے اُن کے  
 مذاکے دنیا میں یا آخرت میں تو فیصلہ کیا گیا ساتھ حق کے درمیان رسولوں کے اور اُن کے

جہلائے والوں کے پس نجات دی اللہ نے اپنی قضا ہے حق کے ساتھ اپنے عباد متقین کو اور  
 زیادہ رکھ رہے اُس وقت بطل جگہ پیری کرتے تھے باطل کی دوائی کے ساتھ عمل کرتے تھے محلی نے  
 کہا پھر جب آیا امر اللہ کا ساتھ نزول عذاب کے کفار پر تو قضا کی گئی دہیان رسولوں کے اور ان کو کفرین  
 کے ساتھ حق کے اور خاسر ہوئے وہاں بطل یعنی قضا، وخران ظاہر ہوا واسطے لوگوں کے اور وہ  
 خاسر تھے ہر وقت میں قبل اس کے یعنی اس لیے کہ اس قضا، وخران کا حکم تو پہلے سے ہو گیا تھا بلکہ  
 ازل میں لکھا ہوا تھا لیکن ظہور اس کا اب ہوا کر مخفی نے کہا کہ اس آیت کو بطلوں سے ختم کیا اور سورت  
 کا فردن سے ختم فرمایا اس لیے کہ یہاں تو متصل ہے قضا بالجہ سے اور نقیض حق کا باطل ہے اور وہاں  
 متصل ہے ایمان غیر نافع سے اور نقیض ایمان کا کفر ہے تو جو کلمہ جس جگہ کے مناسب تھا اس کو وہیں ذکر  
 فرمایا قد احسن ادا تک یاسیدی و مولائی پھر اللہ پاک نے اپنے بندوں پر احسان جنما ایک نفع کا اپنے احوال  
 سے جن کا شمار نہیں ہو سکتا ہے پس ارشاد فرمایا اللہ ہے جس نے پیدا کیے تمہارے واسطے انجام زحاج نے  
 کہا انعام اس جگہ خاصۃً اونٹ ہیں کسی نے کہا کہ ازواج ثانیہ یعنی شتر و گاؤں و میش و بز لیکن ظاہر قول  
 اول ہے اس لیے کہ جو نافع آگے مذکور ہیں وہ سب اونٹ میں پائے جاتے ہیں پھر اس حال کی تفصیل  
 فرمائی کہ رکبوا منہا و منہا تاکلون کلہ من ددونن جگہ تبصیر کہ کسی نے کہا ابتدا سے غایت کا م و ابتدا  
 رکوب و ابتدا سے اکل ہے لیکن قول اول اولیٰ ہے سنہ یہ بین تاکہ تم بعض پر تو سوار ہو اور بعض کو کماؤ  
 اور واسطے تمہارے ان میں اور نفع میں سوا سوار ہونے اور کمانے کے جیسے دبر و صوف و شعر اور مسک  
 اور گمی اور نیز اور دودھ اور نسل وغیرہ اور تاکہ جو بچو ان پر حاجت کو جو تمہارے سینوں میں ہے مجاہد  
 مقاتل وقتادہ نے کہا کہ لاد سے بھرتے ہیں تمہارے بوجہ ایک شہر سے طرف دوسرے شہر کے سوار  
 نخل میں اس کل بیان پورے طور پر گزر چکا ہے اور انہر اور کشتیوں پر لے بھرتے ہو یعنی اونٹوں پر تو  
 خشکی میں اور کشتیوں پر دریا میں کسی نے کہا کہ اس جگہ مراد حمل علی الانعام سے لادنا یعنی اونٹوں  
 کا ہے ان پر ہو و جن میں اور بھی ہمید ہے اس کے جدا کرنے میں رکوب سے اوجھ کوئے میں بیان  
 انعام کے اور فلک کے اس لیے کہ باہر ان کے پوری مناسبت ہو یا نیک کہ اونٹوں کا نام سفائن البر  
 رکھا گیا ہے اس کی نظیر یہ آیت ہے سورہ نخل میں وَ لَکُمْ مِمَّا خَلَقْنَا لَکُمْ فِیْہَا دِفْءٌ وَمَنْعٌ  
 وَ فِیْہَا تَاکُلُوْنَ وَ لَکُمْ فِیْہَا جَاۤءُ الْآلِیَہِ لَیْکِنْ یَاۤءُ اِسْ سے زیادہ ترجیح ہے قولہ تَعْلٰی وَ رُبُّکُمْ  
 اٰیَاتِہِ الْآلِیَہِ یعنی وہ کما تا ہے تم کو نشتہ اپنی دلائل میں جو کہ دل میں اس کے کمال قدرت و وحدانیت پر  
 پھر کون سی آیت کا اللہ کی آیتوں سے انکار کرو گے کیونکہ وہ تو سب کی سب ایسی ظاہر و باہر ہیں کہ کوئی

اور جو باہر  
 بنایا گیا ہو  
 انہوں پر و اول  
 ہے اول سے فائدہ  
 اور بعضوں کا کہی  
 ہوا اور تم کو نشتہ  
 دلائل ہے ایا

منکر و جاحلین کا انکار و حمد نہیں کر سکتا ہے اسی میں اُن کے واسطے ایک بڑی تفریق و توبیخ ہے۔  
 کلمہ اُمّی کی تذکیر اس کی تائید و زیادہ تر مشہور ہے اسی لیے فایۃ آیات اللہ نہیں فرمایا کیونکہ تفرقہ  
 درمیان مذکور و مؤمنان کے اسمائے جاد میں مثل عمار و حمارہ کے غریب اور یہ تفرقہ ای میں اور بھی  
 زیادہ غریب، بسبب اس کے ابہام کے تعصبی کا شکوک سے ہے حامل پر جو اس کو مقدم کیا ہے  
 سو اس لیے کہ اس کے واسطے صدر کلام ہے پھر اللہ باریک اُن کو ارشاد کیا کہ اس کی نشانیوں میں  
 اعتبار و تفکر کریں پس فرمایا اَلَمْ یَسِّرْ وَاِنِیْ لَآ اَرْضُ فِیْ نَظَرٍ وَاَیْکَفَ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ  
 قَبْلِهِمْ مَّا کَانَ اَکْثَرُ مِنْهُمْ وَاِنَّ اَرْضَ فُلْکَ اَعْدَیْ عَدُوْلَہُمْ مَّا کَانَ اَوْ اَکْثَرُ مِنْہُمْ ۝  
 فَلَمَّا جَاءَتْہُمْ رُسُلُہُمْ بِالْبَیِّنَاتِ وَرِجَالٌ بِاَعْیُنِہُمْ مِّنْ اَعْلَامٍ وَحَاقَ بِہُمْ مَّا کَانَ اَوْ اَکْثَرُ مِنْہُمْ ۝  
 فَلَمَّا رَاَوْاْ بَاسَنَا قَالُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَحَدَّیْ وَکَفَرْنَا بِمَا کُنَّا یَعْمَلُوْنَ ۝ فَمَنْ یَنْفَعُہُمْ  
 اِیْمَانُہُمْ لَمَّا رَاَوْاْ بَاسَنَا ۙ سُنَّتَ اللّٰہِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِہٖ ۙ وَخَیْرُ مَا لَکَ الْکُفْرُ ۚ وَنَ ۝  
 کیا پھر سے نہیں ملک میں کر دیتے آخر کیا ہوا اُن سے پہلوں کا وہ تھے اُن سے زیادہ اور زور میں  
 سخت اور نشانیوں میں جو چوڑ گئے ہیں زمین پر پھر کام نہ آیا اُن کو جو وہ کھاتے تھے ہر جب پہنچے  
 اُن پاس رسول اُن کے کھلے نشانیاں لیکر رہتے تھے اُس پر جو اُن کے پاس تھی خبر اور اُنٹ بڑی  
 اُن پر جس چیز پر ٹھٹھا کرتے تھے ہر جب دیکھی اُنہوں نے ہماری فت بولے ہم یقین لائے اُنکی  
 پر اور چوڑ میں جو چیزیں خربک بناتے تھے پس نہ تھا کہ کام آوے اُن کو یقین لانا اُن کا جبروت  
 دیکھ چکے ہمارا عذاب رسم بڑی ہوئی اللہ کی جو جلی آتی ہے اُس کے بندوں میں اور خواب ہوئے  
 اُس جگہ منکران تھے ف حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ پاک خیر دیتا ہے اگلی مہوں کی جنہوں نے  
 زمانہ قدیم میں رسولوں کی تکذیب کی اور کیا کچھ سخت عذاب اُن پر نازل ہوا باوجود اس کے کہ  
 قوی اُن کے سخت تھے اور بہت کچھ نشانیاں زمین پر چوڑ گئے اور مال جمع کیے پھر یہ سب کچھ اُنکے  
 کام نہ آیا اور نہ ذرہ برابر اللہ کا عذاب اُن سے روکیا یہ اس لیے ہوا کہ جس وقت رسول کھلی کھلی  
 نشانیاں اور پکی پکی حجتیں اور شرکین پر مبین لیکر اُن کے پاس آئے تو اُن کی طرف التفات نہ  
 کیا اور نہ اُن پر توجہ ہوئے اور جو علم اپنے خیال میں اُن کے پاس تھا اُس کے ساتھ اُس علم سے  
 مستغنی ہوئی جس کو رسول لیکر اُن کے پاس آئے مجاہد کہتے ہیں یوں کہ ہم تو اُن سے بڑے عالم  
 ہیں ہم پر کومبعوث نہ ہوں گے اور نہ ہرگز ہم کو عذاب کیا جائے گا نہ ہی کہتے ہیں خوش ہوئے  
 اُس علم سے جو اُن کے پاس تھا بسبب اپنی جہالت کے پھر اُن پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے وہ عذاب

آیا جس کے مقابلے کی ان کو کچھ طاقت نہ ہوئی و حاق ہم نے گمیر لیا ان کو اس نے جس کا ٹھٹھا کرتے تھے یعنی تکذیب کرتے اور اس کے وقوع کو بعید جانتے تھے فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا الْاٰیۃِ یُنۡسَوْنَ بِہِمْ جب معاینہ کیا اپنے اوپر وقوع عذاب کا تو بولے ہم ایمان لائے اکیلے اللہ پرادر منکر ہوئے اس شخص کے جس کو اس کے ساتھ شریک کرتے تھے یعنی اللہ عزوجل کی توحید کے اور طاغوت کے منکر ہوئے لیکن ایسی جگہ جہاں کہ لغزشوں سے درگزر نہیں کی جاتی ہے اور وہ عذر و مخذرت نفع دیتی ہے یہ ویسی بات ہے جو فرعون نے کہی جبکہ غرق نے اس کو اَلِیَآ اَیُّمُنْتُ اِنَّہٗ لَا اِلَہَ اِلَّا الَّذِیۡ اٰمَنْتُ بِہِمْ یَبۡتَوٰلُہُمُ الرَّسُوۡلُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیۡنَ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ وَاٰلَہٗٓ اٰلِہٖٓ عَظِیۡمٌ وَکَذٰلَکَ عَصٰیۡتَ قَبۡلَ وَکُنْتَ مِنَ الْمُفۡسِدِیۡنَ یعنی پھر اللہ پاک نے وہ ایمان اس سے قبول نہ کیا کیونکہ وہ اپنے نبی موئے علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا قبول کر چکا تھا جبکہ انہوں نے یون دعا کی تھی وَاَسۡتَوۡذِعُکُمۡ عَلٰی قُلُوۡبِہُمۡ فَلَا یُؤۡمِنُوۡا حَتّٰی یَرُوۡا الْعَذَابَ لَا کَلِمَۃَ اَسٰی طرَحَ اللہ سجاد نے بیان فرمایا ظلم یک نفعہم تا عبادہ یعنی یہ اللہ کا حکم ہے اُن سب لوگوں میں جنہوں نے وقت معاینہ عذاب کو توبہ کی کہ وہ قبول نہیں ہوتی ہے اور اسی لیے حدیث شریف میں آیا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے توبہ بندے کی جب تک کہ اس کو غرہ نہ نہیں لگائے پھر جب اس کو غرہ لگ گیا اور رج حلق میں پہنچی اور فرشتے کا معاینہ کر لیا تو اب اس وقت توبہ نہیں ہے اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا ہے وَخَرَجَہُمۡ مِّنَ الْاَکَافِرِیۡنَ فَفَتَحَ الْبَلٰیۡنَ کَیۡلَانَ مَعَ تَفۡغِیۡۃٍ یَّہِہٖۤ ہَا ظَلَمَ سِیۡرَہٗ وَاَسۡطَوۡفَہٗ ہَا مَقَدَّرَہٗ بِرَاسِہٖ عَجَبَہٗ وَاَفۡلَمَ سِیۡرَہٗ وَافِی الْاَرۡضِ یُنۡسَوْنَ کَیۡا عَاجِزَہٗ کَیۡ سَوَیۡحَرِہٗ نَہِیۡنَ زَمِیۡنَہٗ کَیۡ اطۡرَافَہٗ دَنَوٰجِیۡ مِیۡنَہٗ تَوَکِیۡمَہٗ تَہِہٗ سَرِکِہٗ اَوۡرَدَہٗ کِیۡ اَنۡکُہۡنَ سَہٗ کَیۡ سَہٗ ہُوۡا اَنۡجَامُ اِنۡ سَہٗ اَکۡلِیۡ مَہۡنَہٗ کَیۡ جَہۡنَہٗ نَہِیۡنَ اَلۡلَہٗ کِیۡ نَافَرَمٰنِیۡ کِیۡ اَوۡرَپَہٗ رَسُوۡلُوۡنَ کَیۡ جَہۡلَا یَا کِیۡوَنَہٗ جَوۡ اَنَارَ وَنَشَاۡیَاۡنَ اِنۡ کَیۡ شَہۡرُوۡنَ اَوۡرَگَہۡوۡنَ مِیۡنَہٗ مَہۡجُوۡدِہۡوۡنَ وَاہِہٗ اَسۡعَاقِیۡہِہٗ کِیۡ جَوٰۡنَہٗ بَرَاۡزِلَ ہُوۡیَ اَوۡرَاسَہٗ بَدَاۡنَہٗ کَیۡ حَظَرِہٗ کِیۡ طَرَفِہٗ وَاہِہٗ بَہِہٗ اَلۡلَہٗ پَکَہٗ نَہِیۡنَ کِیۡ اہِہٗ اِنۡ لَوُۡکُوۡنَ سَہٗ بَرِہِیۡ ہُوۡیَ تَہِہٗ کَثَرَتِ قُوۡتِہٗ مِیۡنَہٗ پَسۡ فَرَمٰی کَاۡذَۡاۡکَ اَلۡکَرۡمَہٗ اَلۡاَیۡہِہٗ بَیۡعَہٗ وَاہِہٗ اَلۡکَرۡمَہٗ سَہٗ کَیۡ مِیۡنَہٗ اَوۡسَرَتِ تَرَقُوۡتِہٗ مِیۡنَہٗ حَلَبِہٗ یَہِہٗ کَاۡنَہٗ کَیۡ جَہۡمِہٗ سَہٗ قُوۡیَ تَرۡہَہٗ اَوۡرَالَ مِیۡنَہٗ بَہِیۡ اِنۡ سَہٗ بَہِہٗ ہُوۡئَہٗ تَہِہٗ اَوۡرَاۡنَہٗ نَشَاۡیَاۡنَہٗ سِیۡ زَمِیۡنَہٗ مِیۡنَہٗ اِنۡ سَہٗ ظَہَرِہٗ تَرۡہِہٗ بَرِہٗ بَرِہٗ عَمَارِہٗ اَوۡرَپَاۡنِہٗ کَیۡ حَظَرِہٗ اَوۡرَطِہٗ مِیۡنَہٗ بَہِہٗ مَضۡبُوۡطِہٗ اَوۡکِیۡتِیۡاۡنَہٗ جَہۡہٗ کَاۡنَاۡ اِنۡ کَلَامِہٗ مَسَاۡنِفِہٗ ہُوۡ مَنۡظُوۡرِہٗ اَسَہٗ بَیۡاۡنَہٗ کَرۡنَاہِہٗ اُنۡ کَیۡ اَبۡتَدٰۡیَ اَحَالَہٗ کَاۡ اَوۡرَاۡنَہٗ کَاۡ سَوَاۡنِہٗ کَاۡ اَعۡمَازِہٗ تَوِہِہٗ ہُوۡہِہٗ کَیۡ کَیۡ مِیۡنَہٗ کِیۡ شَرِہٗ تَہِہٗ اَوۡرَہٗ ہُوۡہِہٗ مَالِدَارِہٗ دَوۡلَہٗ مَہۡنَدِہٗ تَہِہٗ اَوۡرَہٗ جَہۡمِہٗ کِیۡ قُوۡتِہٗ مِیۡنَہٗ نَہَاۡیَہٗ زَہَرِہٗ دَہۡسَہٗ کَیۡ کَیۡ شَرِہٗ تَہِہٗ اَوۡرَہٗ ہُوۡہِہٗ

یعنی جہاں میں  
ملا کوئی توبہ نہیں  
نہیں کر چکے ہیں  
لے لے لے لے لے لے  
اور توبہ کرنے والے  
پیدا اور توبہ کرنے  
والوں میں ۱۲  
سے اور توبہ کرنے  
والوں میں ۱۲  
سے اور توبہ کرنے  
والوں میں ۱۲  
سے اور توبہ کرنے  
والوں میں ۱۲

و نقل سے معلوم ہوتی ہے اور قوت اُن کی آثار سے پائی جاتی ہے جو زمین میں باقی ہیں اور  
انجام اُن کا یہ ہوا کہ اَعْلَمُ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ہو سکتا ہے کہ پہلا کلمہ مانافیہ ہو یا استغما سیہ  
اغنی کا مفعول اور دوسرا موصولہ یا مصدر یہ افنی کا فاعل سے علم نہیں بخشم اواسے شے اُن نے عنہم  
مکسبہم اور کسبہم یعنی بہرہ کفایت کی اُن سے اُس شے نے جس کو کماتے تھے یا اُن کے کماتے نے  
یکس شے کی کفایت کی اُن سے اُن کے کماتے ہوئے نے یا اُن کے کماتے نے مطلب یہ ہے کہ یہ  
کثرت عدد شدت قوت و فراخی مال و کثرت ساز و سامان اُن کے کچھ کام نہ آئے فَكَلَّمَا  
جَاءَتْهُمْ نُسُكُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ اَللّٰہِ کا مطلب یہ ہے کہ بہر حسب آئے اُن کے پاس رسول  
اُن کے واضح و اضمحتمین اور ظاہر و باہر معجزے لیکر تو کا فرزون نے فرج و سرور ظاہر کیا ساتھ  
اُس شے کے جو اُن کے پاس تھی اُس قسم سے جس کے علم ہونے کا دعویٰ کرتے تھے مراد  
زائل شبہ اور حق سے مائل دعوے اور فاسد فزون اور کاسد علوم ہیں آن سب ہو کر جو علم  
کے پیرایہ میں ادا کیا سو یا تو اس لیے ہے کہ اُن سے ٹھٹھا کیا ہے یا برابر اُن کے اعتقاد کے کہ وہ  
اپنے خیال میں اُن کو علم اعتقاد کرتے تھے درند اُن سے اور علم سے کیا نسبت کسی نے کہا کہ مراد  
اس علم سے علم احوال دنیا ہے نہ دین کا علم جس طرح کہ اس آیت میں ہے لَعَلَّكُمْ تَخْشَوْنَ  
مَنْ اَنْصَبَ الدُّنْيَا نَفْسِي نے کہا یا مراد علم سے فلاسفہ و وہر یہ کا علم ہے کیونکہ یہ لوگ جس وقت  
اللہ کی وحی کو سنتے تو اُس کو دفع کرتے اور بہ نسبت اپنے علم کے علم انبیاء علیہم السلام کو صغیر و حقیر  
سمجھتے تھے سقراط سے مروی ہے کہ اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حال سنا اور اُس سے  
کہا کیا کاش تو اُن کی طرف ہجرت کرنا تو بولا کہ ہم تو ایک قوم مہذب ہیں سو ہم کو اُس شخص کی  
احتیاج نہیں ہے جو ہم کو مہذب کرے یا یہ مراد ہے کہ خوش ہوئے اُس علم سے جو نزدیک رسولوں کے  
تھا خوش ہونا ضحک و ہتہزاکا گویا یوں کہا کہ ہتہزاکا ساتھ بیانات کے اور ساتھ علم وحی کے  
جس کو وہ لائے خوش ہوتے اترتے ہوئے استہزیائی کسی نے کہا کہ الذین فرحوا بما عندہم من العلم سے  
مراد خود رسول ہیں یہ یوں ہے کہ جب رسولوں کو اُن کی قوم نے جٹھلایا تو اللہ پاک نے  
اُن کو یہ خبری کہ وہ کافرون کو ہلاک کرنے والا اور مومنوں کو نجات دینے والا ہے تو وہ اس سے خوش  
ہوئے وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا يَسْتَعْجِلُونَ یعنی گمیر لیا اُن کو اُن کی جزلے استہزائے فَكَلَّمَا  
رَاَوْا بَاسًا اَللّٰہِ کا یہ مطلب ہے بہر جب سمانہ کیا ہمارے عذاب کا جو دنیا میں اُن پر نازل ہوا تو کہا ہم  
ایمان لائے لیکے اللہ پرادرشکر جوئے اُس شے کے جس کو ہم اُس کے ساتھ شریک کرنے والے تھے

مادہ نبوت میں جن کو پوجا کرتے تھے پر نفع نہ دیا ان کو ان کے ایمان نے وقت معائنہ کرنے ہمارے  
عذاب کے اس لیے کہ یہ وہ ایمان نہیں ہے جو اپنے صاحب کو نفع دیتا ہے کیونکہ وہ ایمان جو نفع دیتا  
ہے سو ایمان اختیار ہی ہے نہ خطراری ایمان قیامت نما ان سے لیکر یہاں تک جا رہا ہے  
پہلے کا حرف فاقو بیان کرتا ہے انجام ان کی کثرت و شدت قوت کا یعنی انجام اس کا خلاف  
و ضد ہوا اُس کے جس کی اُس سے امید رکھتے تھے امید اس کی نفع کی تھی سو نفع اُس پر مرتب  
نہ ہوا بلکہ عدم نفع مرتب ہوا جیسے محاورے میں بولتے ہو کہ وعظمتہ فلم یعظم یعنی میں نے  
اُس کو نصیحت کی سو اُس نے نصیحت قبول نہ کی اور دوسرا اشارہ کرتا ہے عدم غنائی تفصیل کا  
جس کا ابہام و اجمال کیا گیا تھا اور تیسرا زنی تعقیب کے لیے ہے اور اُس کے بعد کو تابع ٹیپرائین  
اُس کے ماقبل کا واقع بعد اُس کے اس لیے کہ مضمون فلما جاء نفعکم لکم کا یہ ہے کہ انہوں نے  
کفر کیا تو گویا یوں کہا گیا کفر و انہما راو باسنا انہما اور چوتھا واسطے عطف کے ہے آئنا پر گویا  
یوں کہا گیا فامنوا فلم یفہم اس لیے کہ نفع ایمان اختیار ہی ہے قولہ تعالیٰ سَمِعْتُ اللّٰہَ الْغَیْثَ  
تَحَلَّتْ فِی عِبَادِہٖ یعنی طریقہ اللہ کا جو جاری ہو چکا ہے اُس کے بندوں میں مطلب یہ ہے کہ اللہ  
پاک نے ساری امتوں میں یہ طریقہ جاری کر رکھا ہے کہ ان کو ایمان نفع نہیں دیتا ہے جبکہ انہوں نے  
دیکھ لیا عذاب کو سورہ نسا و سورہ توبہ میں اس کی بیان پورے طور پر کر چکا ہے غضب اللہ کا اس  
بنا ہے کہ صدر کو کہ ہے فعل محذوف کا شل وعد اللہ کے اور جو اس کے شا پر صا در کلمہ ... میں  
کسی نے کہا کہ بنا بر تحذیر بنصوبے یعنی عذر کرواے کہے واللہ اللہ کے طریقے سے جو کہ اگلی تہا  
میں جاری ہو چکا ہے قول اول اولے ہے قولہ تعالیٰ وَحِیْرَ هٰذَا لَکَ الْکُفْرُ وَنَیْنِ اُوْرَیَا  
ہوئے اُس وقت کا فر یعنی وقت دیکھنے اُن کے کے اللہ کے باس و عذاب کو یہ معنی اس بنا پر  
ہیں کہ ہنا تک اسم اشارہ مکانی استعارہ کیا گیا ہے واسطے زمان کے جیسا کہ اول گزر چکا ہو  
کہا قالہ ابوالسعود سمیع نے کہا اس کی حاجت نہیں ہے بلکہ اپنی اصل پر اُس کا ماقی رکنا یہ صحیح  
ہے یعنی یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ جس جگہ اللہ کا عذاب آیا اُس جگہ کا فر حاسر ہوئے مطلب یہ  
ہے کہ ہلاک کر دیے گئے دنیا و آخرت سے محروم ہوئے زجاج نے کہا کہ کا فر خاص ہے ہر وقت  
میں لیکن ظاہر ہوتا ہے واسطے اُن کے خسران اُن کا جبکہ وہ عذاب دیکھتے ہیں واللہ حماد و  
تعالیٰ اعلم بمرادہ و اسرار کتابہ و هو علام الغیوب و ستار العیوب الحمد لله والمنة کہ تفسیر سورہ  
مؤمن مفہم ماہ رجب حرام ۱۳۱۰ ہجری شمس چار شنبہ قریب نصف شب محلہ امیر گنج میں تمام ہوئی



تہا سے کہتا ہے کہ ہاں شکر کے پہچان دے کہ اس شخص کے پاس جس جماعت کو متفرق اور ہمساکام کو پریشان کر دیا ہو اور ہمساکام کو  
 کا عیب کیا ہے تو جواب ہو کہ وہ اس گفتگو کو سنے اور نہ کہیں وہ اس کو کیا جواب دے کہ یہ کہا نہیں ہمیں جانتی ہیں کسی کو سوا عتبہ بن ربیعہ کو کیا کہا یا لو اللہ  
 تو بایہ عقبہ کے پاس آیا تو کہا اے محمد تو بہتر ہے یا عیسا اللہ پس سوال اللہ علیہ السلام و لا علم شوق ہے کہ کہا تو بہتر ہے یا عیسا اللہ علیہ السلام یا نبی اے محمد  
 رہے پہرہ لڑا اگر تو میرے عمر کہے کہ یہ لوگ تجھے ہی بہتر ہیں سو وہ ان سے دو دن کو بوجھ چکے ہیں جن کا تو نے عیب کیا یا لو اگر تو یہ حکم کر کہ تو ان سے بہتر  
 تو گفتگو کر بیان تاکہ ہم تیری بات نہیں سمجھتے تو واللہ کہی نہیں کیا کوئی بکری کا بچہ کہ وہ زیادہ رشوم ہو تیری قوم پر تجھ سے تو نے ہلکی  
 جماعت کو متفرق کر ڈالا اور ہمساکام کو بہتر کر دیا اور ہمساکام کو عیب کیا اور ہمساکام میں سو کہ آیا بیان تاکہ مقرران میں یہ بات شہر ہو چکی  
 ہے کہ قریش میں ایک صاحب ہے اور قریش میں ایک صاحب ہیں ہوا اللہ ہم نہیں مانتا کہ میں مگر مثل جنس حادہ عورت کہ کہ بعض ہاں بعض طرف  
 کہنا ہو چکا تو لاریں کیا کیا تاکہ ہم آپس میں فنا ہو جائیں یا شخص اگر تجھ کو صرف حاجت ہی ہے تو ہم تم پر لڑے اس طرح جمع کرین بیان تاکہ  
 ہوا اللہ قریش سے بڑھ کر غنی ہو جائے اور اگر تم کو صرف جمع ہی کی ضرورت ہو تو قریش کی عورتوں میں سے جو جو چاہے پسند کرے ہم دس غنیمت  
 تجھے یاد دین پس سوال اللہ علیہ السلام نے فرمایا تو فارغ ہو چکا عقبہ نے کہا ان میں یہ فرمایا یا اللہ الرحمن الرحیم  
 منزل من الرحمن الرحیم تاکہ آپ مثل صاعقہ عادی و ثمود نہ کہیں پھر تو عقبہ کو لاجب کہ جب کہ یعنی پس اس کی تائید یا اس کو سوا اور  
 سہا ہے فرمایا نہیں تو عقبہ قریش کی طرف ٹکرایا پس قریش نے کہا ہمارا کوئی کیا خبر ہے کہا میں کوئی شوق نہیں جیہڑی  
 جبکہ میں خیال کیا کہ تم اس کے ساتھ گفتگو کرو گے کہ میں اس کی گفتگو کی قریش نے پھر آیا اس نے تجھے جواب دیا کہ ان لا والذی نصیبنا  
 نبیہ یعنی ہم اس کی جس آسمان کو بنا کر کے کہنا کیا ہو میں نہیں سمجھا کسی شکل اس سے کہ اس نے اس سے کہا اس کے پاس نہ گزرا یا ہوا صاعقہ  
 مثل صاعقہ عادی و ثمود کو بے تیرا ہوا ہوا تجھ سے باقی کہ عربی زبان میں تو نے جانے سنات کو جو اس نے کہا عقبہ نے کہا واللہ میں  
 نہیں سمجھا کسی کو اس کے پاس کہا سو اگر صاعقہ کے وہ کذا دواہ الحافظ ابو یعلیٰ الموصلی مسند عن ابنے  
 مکہ بن ابی شیبہ ہاں تہہ مثلاً سو ابوعبوی نے اپنی تفسیر میں کہ خود حضرت جابر سے کہ روایت کیا ہے یہ حدیث  
 کو ذکر کیا اس قول تاکفان اعرضوا نقل اندر کم صاعقہ مثل صاعقہ عادی و ثمود پس عقبہ نے یہاں تہہ آپ کے موند پر کر دیا  
 اور آپ کو رحم کی قسم دی اور اپنے گھر لوٹ آیا اور قریش کی طرف نہ نکلا ورنہ سے زک راہ پر ابو جہل نے کہا اسے گز رہ  
 قریش واللہ ہم نہیں خیال کرتے عقبہ کو گھر مقرر وہ مائل ہو گیا طرف محمد کے اور پس نہ آیا اس کو اس کا کہا نا اور یہ نہیں ہے  
 مگر کسی حاجت کے جو کہ کہو یہ بھی ہے سو تم ہمارے ساتھ اہل طرف چلو یہ وہ اہل طرف چلو تو ابو جہل نے کہا ای عتبہ نہیں  
 روکا تمہم کہ ہم سے مگر اس نے تو مائل ہو گیا طرف محمد کے اور تعجب میں ڈالنا تجھ کو اس کے کہانے سو اگر تجھ کو کوئی حاجت تو ہم تم  
 واسطے حج کر دین اپنے مال سے اتنا جو تجھ محمد کے کہانے سے غنی کرنے پس عقبہ خفا ہوا اور قسم کھائی کہ محمد سے کسی بات نہ کہے  
 اور کہا واللہ ابنت مقرر تم جان چکے ہو کہ میں سب قریش سے مال میں بڑھ کر ہوں لیکن میں اس کے پاس یا اور میں اس سے  
 قصد بیان کیا تو اس نے مجھے ایک ایسی شے کے ساتھ جواب دیا کہ واللہ وہ نہ شہر ہے

۱۰  
 اصل خط  
 محمد بن ابی شیبہ  
 جابر بن عبد اللہ



نکاحات ہے نہ سحر ہے اور سورت پڑھی اس قول تک فان اعرضوا تا شود بہر سینے اُس کا منہ کھڑا کیا اور اسے رحم کی قسم دی کہ نہ کجا جائے اور مقرر تم جان چکے کہ محمد جس وقت کچھ کہتا ہے تو جھوٹ نہیں بولتا ہے سو میں ڈھاکر سے کہہ کر عذاب نازل ہو وَلَهَذَا السَّبَابُ اَشْبَهَ مِنْ سَبَابِ الْبُكَارِ وَ اِنِّي يَنْعَلِي وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ امام محمد بن اسحاق بن یسار کتاب سیرت میں برخلاف اس طرز کے اس قصہ کو لائے ہیں محمد بن کعب بن قریظی یون روایت کیا ہے کہ مجھے حدیث کی گئی ہے کہ عتبہ بن ربیعہ اور یہ ایک سردار تھا ایک دن اس نے کہا اور یہ قریظی کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنہا مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ قریظی کیا میں نہ کھڑا ہوں طرف محمد کے تو اس سے گفتگو کروں اور کئی امر اس پر پیش کروں شاید وہ بعض کو قبول کرے تو ہم اُس کو دین اُن میں کا جو چاہے اور ہم سے باز رہے اور یہ اس وقت کہا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ زائد و کثیر ہوتے جاتے ہیں پس قریظی بولے ہاں اے ابوالولید تو اس کی طرف کھڑا ہو پہر اس سے گفتگو کر سپر عتبہ آپ کی طرف کھڑا ہوا یہاں تک کہ آپ کی طرف بیٹھا بہر کہا اور بیتیجہ بیشک تو ہم میں سے ہے اس جہت کو کہ تو جان چکا ہے جو فضیلت کہ کعبہ میں ہے اور جو مرتبہ کہ نسب میں ہے اور بیشک مقرر تو اپنے قوم کے پاس ایک امر عظیم لایا ہے جس سے تو نے اُن کی جماعت متفرق کر دی اور اُن کی عقلیں خفیف و سبک کر دیں اور اُن کے معبودوں کا اور دین کا عیب کیا اور اُن کے گزرے ہوئے باپ داداؤں کو کافر کر دیا سو اب تو مجھ سے سُن میں کئی امر بخیر پر پیش کرتا ہوں کہ تو اُن میں غور کرے شاید تو ان میں سے بعض کو مانے نہ راوی نے کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو کہا ابوالولید تو کہہ میں سنوں گا عتبہ نے کہا او بیتیجہ یا امر جس کو تو لیکر آیا ہے اگر تو اس سے صرف مال ہی چاہتا ہے تو ہم تیرے وسطی ہمارے اموال کو جمع کر دین یہاں تک کہ تو ہم سے مال میں بڑھ کر ہو جائے اور اگر اس سے شرف چاہتا ہے تو ہم تجھ کو اپنے اوپر سردار بنا دین یہاں تک کہ بغیر تیرے کسی کام کو قطع نہ کریں اور اگر اس سے ملک کا ارادہ کرتا ہے تو ہم تجھے اپنے اوپر ملک بنا دین اور اگر یہ شخص جو تیرے پاس آتا ہے کوئی مانع ہے جنوں میں کا جس کو تو دیکھتا ہے اُس کے رو کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے اپنے نفس سے کہ اسے دور دفع کر دے تو ہم تیرے لیے اطبا طلب کریں اور اس میں ہم اپنے مال خرچہ میں یہاں تک کہ سب کو اُس سے تندرست و بھلا چھٹکا کر دیں کیونکہ بسا اوقات مانع جنوں میں کا آدمی پر غالب ہو جاتا ہو تاکہ اُس سے بھلا علاج کیا جاتا ہے یا جبکہ عتبہ نے آپ کو کہا یہاں تک کہ جب عتبہ فارغ ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کو سنتے رہے فرمایا ابوالولید کیا تو فارغ ہو چکا بیٹے اپنی تقریر سے کہا ہاں فرمایا

اب تو مجھ سے سن کما افضل یعنی میں سنتا ہوں فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم تم تنزیل من الرحمن الرحیم کتاب فصلت آیات  
قرآن عربیاً لقوم یعلمون بشیر و نذیر یا فاعرض اکثر ہم فہم لایسمعون ہر آپ جیسے اس سورت میں اور آپ اس کو اس پر پڑھتے  
جاتے تھے پس جب مشبہ نے سنا تو اس کے واسطے چپ رہا اور اپنے دونوں ہاتھ پس پشت ڈال دیے ان پر نیکا لگا کر  
آپ سے سننا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے سجدے تک پہنچا تو آپ نے سجدہ کیا پھر فرمایا خدمت  
یا ابابولید یا سمعت فانت وذاک یعنی او ابابولید مقرر کرنے سنا جو سنا پھر تو ہے اور یہ ہے پس مشبہ کھڑا ہوا  
طرف اپنے صحابہ کے تو بعض نے بعض سے کہا ہم قسم کھاتے ہیں اللہ کی کہ البتہ مقرر ابابولید تھا اسے پاس آیا  
ہے بغیر اس نیت کے جس کے ساتھ گیا تھا پھر جب وہ ان کی طرف بیٹھا تو بولے ماوراک یا ابابولید یعنی وہ ابو  
الولید تیرے پیچھے کیا خبر ہے کہا میرے پیچھے یہ ہے کہ بیشک میں نے ایسا قول سنا ہے کہ اللہ اس کے مثل کہی  
نہیں سنا واللہ نہیں ہے وہ سحر اور نہ شعر اور نہ کمانت اور گروہ قریش تم میری اطاعت کرو اور اس اطاعت کو  
میرے واسطے بشیر اور جوڑ دو در بیان اس مرد کے اور اس شے کے جس میں وہ ہے یعنی تم اس کے حال سے کچھ  
تعرض مت کرو پھر تم اس سے علیحدہ ہو جاؤ پس قسم ہے اللہ کی البتہ ہوگی واسطے اس کے قول کے جو میں نے  
سنا ہے ایک خبر عظیم پس اگر عرب اس کو پہنچے یعنی اس کو مصیبت و ایذا پہنچائی تو مقرر تم اپنے غیہ کے  
ساتھ اس کی کفایت کیے گئے اور اگر وہ عرب پر غالب ہو گیا تو اس کا ملک ہمارا ملک ہے اور اس کی عزت  
ہماری عزت ہے اور تم سب لوگوں کو خبر دے کر اس کے ساتھ بہرہ مند ہو گے قریش بولے سو کر واللہ یا ابابولید  
بسا ذال قال ہذا راٰی فیہ کا صنفوا ما یکد الکھ یعنی او ابابولید اس نے تو اپنی زبان سے تجھ پر جادو مارا مشبہ  
نے کہا اس کے حق یہ میری راٰی ہے اب تم کرو جو تم کو سوچے و لہذا الیاتی اشد من الذی قبک واللہ  
واللہ اعلم **ف** ہم سجدہ حروف مقطعات سے اللہ ہی اپنی ہر اد کو خوب جانتا ہے جو اس سے مراد ہے  
اس کے معنی و اعراب پر اور تنزیل کے معنی و ترکیب پر اگلی سورت میں کلام گذر چکا ہے بیان تکرار کی حاجت  
نہیں ہے نزاج و خفش نے کہا ہے کہ تنزیل مرفوع باجدا ہے اور خبر اس کی کتاب فصلت آیات ہے قراء  
نے کہا یہی جائز ہے کہ مبتدا و محذوف کی خبر ہو یعنی ہذا تنزیل یہی ہو سکتا ہے کہ کتاب بدل ہو تنزیل  
سے اور من الرحمن الرحیم متعلق ہو تنزیل سے آن دو وصفون کو خاص کر کے اس لیے ذکر کیا ہے کہ خلق  
اس عالم میں مثل ہماروں کے ہے جو کہ محتاج دو اسکے ہیں اور جن دو اذن کی سررضیعت کو حاجت ہوتی ہو  
اور جن غذاؤں کی طرف تندرست لوگوں کو احتیاج ہوتی ہے قرآن شریف ان پر مشتمل ہے تو اماننا  
قرآن کا جو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و لطف و مخلوق سے ناشی ہے عظیم تر نعم ہوا اللہ کی طرف سے اس عالم پر فرمایا  
وہ تنزیل کیا ہے ایک کتاب ہے جس کی آیتیں بیان کی گئی ہیں جدا جدا امیر کی گئی ہیں باعتبار لفظ و معنی

کے پاس کی آیتیں مختلف اسلوب تفصیل کے کی گئی ہیں کمین احکام مذکور ہیں کمین تعلیم کما دین ہیں کسی جگہ وعظ و نصیحت ہے کبھی عجائب احوال نبات و حیوان و انسان کا ذکر ہو رہا ہے کبھی تہذیب و اخلاق و ریاضت نفس سبجائی جاتی ہے کمین گزشتہ امتوں کی تاریخ بیان ہو رہی ہے صفات تنزیہ و تقدیر کا علم دہ ذکر ہو رہا ہے کمین غرائب ملکوت و ملک کی شرح ہوئی ہے بالجمہ جو کوئی انصاف کرے گا وہ اس بات کو خوب جان لیگا کہ بد و غایت خلق میں کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جس میں علوم مختلف جمع ہوں جیسے کہ قرآن میں جمع ہیں **قَدْ بَارَكَ اللَّهُ دِينَهُ الْعَالَمِينَ وَأَخْسَنَ الْخَالِقِينَ قِسْماً** وہ نے کما فصلت بیان ملال حسن سراسر و طاعت سن معصیت میں حلال کو حرام سے خوب کہول کر بیان کر دیا ہے اور اپنی طاعت کو اپنی معصیت سے واضح کر کے بتا دیا ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وعدہ و وعید کے ساتھ لینے و وعدہ و وعید کا ذکر جدا جدا کیا گیا ہے حضرت سفیان فرماتے ہیں سائے ثواب و عقاب کے تفصیل کی گئی ہیں لینے ثواب و عقاب کا ذکر علیحدہ علیحدہ کیا گیا ہے یہ سب معانی قریب یک دیگر ہیں سب پر حل کرنے سے کوئی مانع نہیں ہے کسی سے فصلت آیاتہ تجنیف صاویب صبیحہ معروف پڑا ہے لینے اس کی آیتوں نے فرق کر دیا درسیان حق و باطل کے جملہ فصلت آیاتہ محل رفع میں ہے صفت ہے کتاب کی اور نصب قرآن عربی کا بنا براختصاص ہے یا بنا برمجہا کہ اخفش نے کہا ہے اموارید بهذا الکتاب المفصل آیاتہ قرآن میں صفت کیت کیت لینے ارادہ کرتا ہوں میں اس کتاب سے جس کی آیتیں تفصیل کی گئی ہیں قرآن کا جو عربی زبان میں ہے یا منصوب ہے بنا بر حال اسے فصلت آیاتہ حال کو نہ قرآن عا ربی لینے تفصیل کی گئی ہیں اس کی آیتیں اس حال میں کہ وہ قرآن ہے عربی زبان کا کسی نے کہا بنا بر صمدیت ہو اسے لیا قرآنہ قرآن لینے پڑھتے ہیں اس کتاب کو پڑھنے کر کسی نے کہا دوسرا مفعول ہے فصلت کا کسی نے کہا کہ فعل مندوف کا مفعول ہے جس پر فصلت دال ہے اسے فصلتہ قرآن عا ربی لینے تفصیل کی ہم نے اس کتاب کی آیتوں کی قرآن عربی کر کے لقمہ لقمہ کرتے ہیں واسطے ایک قوم کے جو اس کے معانی کو جانتے اور سمجھتے ہیں اور وہ عربی زبان والے ہیں خاص کر کے ان کا ذکر اس لیے کیا کہ وہ اس کو بلا واسطہ سمجھتے ہیں کیونکہ قرآن ان کی زبان میں ہے ان کے غیر اسے نہیں سمجھ سکتے مگر ان کے واسطے سے صحت کے کما واسطے اس قوم کے جو یہ جانتے ہیں کہ قرآن اللہ کے پاس سے اتارا ہوا ہے عجایب گہا جو جانتے ہیں کہ وہ ایک معبود ہے توریت و انجیل میں حرف لام تعلق ہے محذوف سے جو کہ دوسری صفت ہو قرآن کی اور قرآن عا ربی کا تا لغوم یا تعلق ہے فصلت لینے اس کی آیتیں تفصیل و بیان کی گئی ہیں واسطے انکے جو ان کو جانتے ہیں مراد عرب ہیں کیونکہ وہ ان سے لفظ لینے والے ہیں پس عربی زبان ہونے

کے گو وہ فی نفسہ مفصل میں واسطے سب لوگوں کے لیکن قول اول ماوے ہے اور اسی طرح بشریہ اور فرائضی قرآن کی اور دو مفسرین ہیں یا حال میں کتاب پر بیٹے خوشخبری سنانے والا ہے واسطے دو مستوفی اللہ تعالیٰ کے اور مڑانے والا ہے اس کے دشمنوں کو نافع نے بشیر و نذیر برقع پڑھا ہے اس بنا پر کہ کتاب کی صفت میں یا مبتدا سے مخدوف کی خبر میں کا کھٹکھٹا کے تو فہم مراد اکثر سے اس جگہ کفار میں یعنی سوا عراض کیا کفار نے اس قرآن سے خبر پر وہ کتاب سے متعلقی فہم کا یکہ معنی لینے پر وہ سنتے نہیں ہیں ایسا سنا جس سے نفع لین کیونکہ انہوں نے تو اس سے اعراض کیا ہے اور کہا قُلُوبُنَا فِیْ اَیْکَ لَمْ یَمِمْکُنْ تَحْتَا اَکْثَرِ الْکُتُبِ اَلْجَمِیعِ ہے کہ ان کی کنان بننے غطا، و پر وہ ہے کہ نہ ترکش کو کہتے ہیں جس میں تیر رکھتے ہیں تعجباً کہ ان کا کہنا کہ قلب کے واسطے ایسا ہے جیسے جبہ ہوتا ہے واسطے تیر دن کے لینے ترکش اس کا بیان سورہ بقرہ میں گزر چکا ہے معنی یہ ہیں کہ ہمارے دل پر دونوں غلافوں میں ہیں اس توحید و جس کی طرف تو ہم کو ملاتا ہے سو وہ نہیں سمجھتے ہیں اس بات کو جو تو کہتا ہے اور نہ اُن تک تیری بات پہنچتی ہے وَیَقِیْ اَذَانَنَا وَفَرَّجْ اَصْلَ وَفَرَّجْ لِقُلِّ وَگرائی ہے طلحہ بن مصروف نے بحسب واد اور کسی سے نفع واد و وفات پڑھا ہے لینے اور ہمارے کانوں میں جو جبہ لینے بہر این ہے وہ ہم کو تیری بات کے سننے کو رکھتا ہے وَیَنْبِیْئُنَا وَیَنْبِیْئُکَ یَحْجَاکَ لینے اور درمیان ہمارے اور تیرے پر وہ ہے کلمہ میں ابتدا کے غایت کلمہ سے یہ ہیں کہ پر وہ کی ابتدا ہوئی ہے ہم سے اور ابتدا ہوئی ہے تجھ سے پس وہ مسافت جو متوسط ہے درمیان ہماری جہت کے اور تیری جہت کے وہ پوری بہر دی گئی ہے پر دے اس میں کچھ فراغ و فلو نہیں ہے اور اگر سینا و بینک حجاب کہا جاتا اور لفظ من نہ آتا تو یہ سننے پہنچے کہ دونوں جہتوں کے وسط میں حجاب حاصل ہے حالانکہ مقصود مسالغہ ہے تبان مفرط میں سو اس لیے لفظ سز لایا گیا یہ سب تشبیلین ہیں اُس کی کہ ان کے دل حق کے اور اک و قبول و اعتقاد کرنے سے دور پڑے ہوئے ہیں گویا غلافوں پر دونوں میں ہیں جو کہ حق کے نفوذ سے روکتے ہیں کہ ان کے دلوں میں نفوذ کرے اور اس کے کہ اُن کے کان حق کو پہنچتے ہیں گویا اُن کے کانوں میں اُس سے بہر این ہے اور اس کے کہ دونوں مذہبوں اور دینوں میں دوری ہے اور درمیان ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصلحت متنع ہے گویا درمیان ان کے اور جس پر وہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور جس پر آپ ہیں ایک نہایت ستر پر وہ اور بغایت مانع روک ہے پہاڑ کی یا مثل اُس کے اور کسی شے کے سو کسی طرح نہ ایک دوسرے سے مل سکتا ہے نہ دیکھ سکتا ہے نہ ہر محنت حجاب کے جب باہم اس قسم کی مسافرت ہے تو قَاعْلٌ اِنْتَا عِلْمٌ لینے تو اپنے دین پر چلتا رہے مراد توحید ہے ہم اپنے دین پر چلتے رہیں مراد شرک ہے کلمی نے کہا تو عمل کر ہمارے ہلاک میرے کیونکہ ہم عمل کرنے والے ہیں تیرے ہلاک میں مقاس نے کہا تو عمل کر اپنے مسبود کے واسطے جس نے تجھے



اس لیے کہ زکوٰۃ جو واجب ہوئی ہے سو سلسلہ سچری بن بنا براس قیل کے جس کو بہت لوگوں نے ذکر کیا ہے اور یہ آیت کی ہے یعنی پھر قبل وجوب زکوٰۃ اس کے نہ دینے پر کیونکہ توبیخ ہو سکتی ہے اور توبیخ بھی مشرکوں کو جو کہ اہل زکوٰۃ نہیں ہیں اللہ مگر بین کمین کہ یہ بات بعید نہیں ہے کہ اصل صدقہ و زکوٰۃ ابتداء سے بعثت میں ماسور ہے ہو گا قال اللہ تعالیٰ **وَ اَتَاخُذُکُمْ بِکَیۡمٍ حَصَاصٍ** ۷ اب رہی وہ زکوٰۃ جو لفظاً بقدر اسمین والی ہے سو اس کا امر مذکورہ میں بیان کیا گیا اور یہ تاویل جمع بین القولین ہو جائے جس طرح کہ ابتداء سے بعثت میں اصل نماز قبل طلوع و قبل غروب خمس واجب تھی بہر جب ہجرت سے ڈیڑھ برس پہلے شب معراج ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پانچوں نمازیں فرض فرمائیں اور بعد اس کے مفرط و ارکان و متعلقات نماز کی ذرا فرار کے تفصیل کی و اللہ اعلم بہر اللہ غرض بل نے بعد اس کے فرمایا **اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ عِبَادٌ غٰیۡرُ مَسۡکُوۡنٍ** کے معنی میں غیر مسکون قطع و غیر محبوب یعنی ان کے واسطے ایسا اجر ہے کہ کبھی قطع نہ ہو گا کہ قال تعالیٰ **مَا کَانَ اَبَدًا وَّ جَاۡلًا تَعَالٰی عَمَّا یُشْرَکُّوۡنَ** ۸ یعنی ایسا اجر کہ اس کی ان پرست نہیں رہی جائیگی اس تفسیر کو بعض ائمہ نے سدی پر رد کیا ہے وجہ رد کی یہ ہے کہ سنت واسطے اللہ تعالیٰ کے سے اہل جنت پر اللہ پاک نے فرمایا ہے **بِکَلِّ اللّٰہِ یَعْنٰی حَلِیۡکَ کُلُّ اَنۡ هٰذَا کَلِّ لَایۡمَکَانَ** اور اہل جنت نے کہا ہے **قَدَّسَ اللّٰہُ عَمَّا یُشْرَکُّوۡنَ** ۹ و **وَقَدَّسَ عَمَّا یُشْرَکُّوۡنَ** اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے **اِنَّکُمْ اَنْ تَتَعَدَّوۡا فِی اللّٰہِ بِحُجَّۃٍ** و **فَقَسَّیۡ** انتہی کا تبرع عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ جس طرح مسکون کے اور معانی ہیں اسی طرح سدی کے بھی سننے میں قابل رد نہیں ہیں اس لیے کہ سنت کے خلاف نہیں ہیں نہ مخالف ضروریات دین ہیں کہ ان کا رد ضروری ہو بلکہ اگر ضرورت سے دیکھو تو اس میں ایک عجیب لطف ہے وہ یہ ہے کہ نفوس شریفہ جن کی جبلت میں عار و شگم رکھا گیا ہے ان کے نزدیک لسان جنان سے بڑھ کر کوئی چیز ناگوار نہیں ہو بلکہ اس کو قتل سے بھی بڑھ کر کھتہو ہیں خصوصاً حضرات عرب و عبا کہ سب فسون سے زیادہ تر اس مرتبہ کے ساتھ ممتاز ہیں چنانچہ ان کے دلائل اس کے شاہد عدل ہیں اس لیے جب اہل جنت کے ثواب کا ذکر کیا تو فرمایا کہ باوجود اس کی کثرت و بقاء غریبی کے اس کا پیوستہ ہے کہ اس کی سنت نہ رکھی جائے گی جس سنت کو تم قتل سے بڑھ کر سمجھتے ہو چو کہ یہ آیت کی ہے اور شروع بعثت کا زمانہ ہے اس وقت کے مناسب اسی قسم کی بات ہے لکل مقام مقال اگر یہ کہو کہ اجر تو ضروری کے سننے میں ہے جو کسی کام کے مقابلہ میں ہوتی ہے اس میں سنت کا کیا کام ہے کام کیا نہ کیا یہاں ہر غیر ممنوع کا کیا فائدہ ہے تو کمین گے کہ دنیا میں بادشاہ اگر کسی کو کسی کام کے مقابلے میں کچھ مزدوری زیادہ دیتے ہیں تو اس کی منت رکھتے ہیں اس لیے فرمایا کہ دامن کا بڑا اجر ہے اور سنت کا ذکر نہیں جس سے تم کو نفرت ہے اور اسی لیے اللہ پاک نے قرآن خریف میں اکثر حکم جنت کو اعمال کا اجر تیسرا یا ہے چنانچہ فرمایا ہے **تِلْکَ الْجَنَّةُ الَّتِیۡ**

۱۔ اور یہ کہ بعض جنت  
۲۔ کہ جس میں جنت  
۳۔ کہ جس میں جنت  
۴۔ کہ جس میں جنت  
۵۔ کہ جس میں جنت  
۶۔ کہ جس میں جنت  
۷۔ کہ جس میں جنت  
۸۔ کہ جس میں جنت  
۹۔ کہ جس میں جنت  
۱۰۔ کہ جس میں جنت

اَوْ رَفَعُوْا يَدَیْہُمْ اَمَّا کُنْتُہُمْ تَعْمَلُوْنَ اور غرض یہی کہ کچھ سنت نہیں ہوتی ہے اسی لیے نفوسِ شریفہ کے نزدیک کام کر کے اجرت لینا زیادہ تر پسند ہو جفت لینے سے سنت رکھنا احسانِ جنانا ایک سخت گناہ ہے اللہ پاک نے اس کو حرام کیا ہے اس میں وعدہ شدید وارد ہوئی ہے یہ تحریمِ سنت کے باہم بندوں کے ہے کہ احسان کر کے جتنا میسر نہیں کیونکہ احسان تو الگ باطل ہوا اور وعدہ کا بار گلے میں پڑا اور جس پر احسان کیا تا اس کو رنجیدہ کیا رہا اللہ پاک کا سنت رکھنا سو وہ مالک ہے جو چاہے کرے اور حقیقت میں اس کا تو رزق تفضل و کرم و رحم ہے بند کو اس کے ملک دنیا و آخرت اس کے اعمال کا خالق وہی جو کچھ ہے سب ہی کا ہے سنت رکھنے کی اسے کیا ضرورت لیکن چونکہ بندے اس کے احسانوں و نعمتوں سے بے خبر اور ان کے سمجھنے سے قاصر ہیں اس لیے اپنی نعمتیں انواع و اقسام کی شمار کر کے بنا دین تاکہ ان کو سمجھ کر شکر کریں اور اپنے خالق و مالک کو بوجہین کسی کو اس کا شریک نہ کریں یہ سنت رکھنا ان کے نفع کے واسطے ہے چنانچہ بعض اعرابی لوگ اگر مسلمان ہوئے اور اپنی نادانی سے مسلمان ہونے کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سنت رکھنے لگے تو ان کے سہمانو کو فرمایا لا تثنو علی اسلام بل اسلامین علیکم انہ کم اللایان یعنی یہ کیا بے سمجھی کی بات کرتے ہو کہ اپنے مسلمان ہونے کی سنت جتانے ہو ہوش میں آؤ سمجھو تو تم ہو کس کی ملک اللہ کے بندے ہو اس نے تم کو مسلمان کی راہ بتائی وہ تم پر سنت رکھتا ہے ان کے سہمائے کو اپنے تفضل و رحم کو پیرا یہ سنت میں ادا کیا حجت والوں نے جو یوں کہا سنن اللہ علیہا سو اس لیے کہ جب حجت میں پہنچے اور نعمتِ عظیم دیکھی تو انکے میں کملین اپنے اعمال کو اس نغمہ و انعم کے مقابلے میں حقیر سمجھے اور بغایت خوش ہوئے تو بولے کہ ہمارے اعمال تو اگر قابل نہ تھے کہ ایسی جزا ملے صرف اللہ کا تفضل و احسان ہے جو اس نے ہم پر کیا اور یہ نعمت وحی اور آگ سے بوجایا اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول ہے الا ان یتحدی اللہ بوجہ منہ وفضل چونکہ یہ مقام تخلیف کا تھا اور یہ بیان کرنا مستطور تھا کہ حجت محض اللہ پاک کی رحمت و فضل سے ملتی ہے اپنے اعمال پر بہرہ و ساقبتینا تنیک نہیں ہے اس لیے خود حضور نے باوجود علومتہ کے اپنے آپ کو بھی اس میں شریک فرما دیا واللہ اعلم فانہم البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ میں جو ہوں سو مثل ایک شخص کے ہوں تم سے اگر وحی نہ ہوتی اللہ اس جنس سے نہیں ہوں جو ہمارے معنائہ ہوتا انکا ہمارے دل ملا فون میں ہوں اس شے کے سمجھے جس کی طرف میں تم کو بلاتا ہوں اور ہمارے کان فون میں بوجہ ہو اور میرے ہمارے سبج میں پردہ ہو اور میں نے تم کو اس شے کی طرف نہیں بلایا ہے جو مخالف عقل ہو میں نے تو تم کو توحید کی طرف بلایا ہے کسی نے کہا سننے یہ ہیں میں اس پر فائدہ نہیں ہوں کہ نہ بیکسی تم کو ایمان لانے پر آمادہ کروں کیونکہ میں تو ایک آدمی ہوں تم جیسا مجھ کو تم سے کسی طرح کا امتیاز نہیں ہے مگر اتنا کہ میری طرف وحی کی گئی ہے توحید کی اور اس کے امر کرنے کی سو

مجرم نہ ہو چا دینا ہے پھر اگر تم نے مانا تو راہ پاؤ گے اور اگر نہ مانا تو ہلاک ہو گے کسی نے کہا یہ سنی ہمیں کہ میں کوئی  
 فرشتہ نہیں کہ دیکھا نہ جائے میں تو صرف ایک شجر ہوں اتنا اور میری طرف وحی کی گئی ہے سو اتمارے  
 سو میں بسبب وحی کے نبی ہو گیا ہوں اور تم پر میری پیروی واجب ہو گئی ہے حضرت حسن نے اس آیت کو سننے  
 میں یوں فرمایا ہے کہ اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفایت تواضع کی تعلیم فرمائی ہے  
 کہ تواضع کیونکر کریں چھوڑنے یوحی بصیفہ مجہول پڑا ہے اور اعمش وضعی نے بصیفہ معروف فاعل اللہ  
 پاک ہو لینے یوحی اللہ الیٰہ کا مستقیموا الیہین تعدیت بآلی اس لیے ہوئی ہے کہ سننے تو جہو کو مستقیم ہے مگر  
 یہ میں کہ تم متوجہ کرو اپنی استقامت کو طرف ایک معبود کے ساتھ ایمان و طاعت کو اور اعلیٰ مت ہو اس کی  
 راہ سے اور حضرت مانگو اس سے ان گنا ہوں کی اور شرک کی جو تم سے ہو گیا ہے اور اس بدعتیہ و عمل کی  
 جس پر تم ہو پھر شرکوں کو تہدید کی اور وعید سنائی و وکیل یلغیہ کہیں یعنی خرابی و ہلاکی ہے سرشکر  
 کی بہر ان کا یہ وصف بیان کیا اَلَّذِیْنَ لَا یُؤْتُونَ الذَّکٰوةَ یعنی جو منع کرتے ہیں زکوٰۃ کو اور نہیں نکالتے  
 ہیں اس کو طرف فقر اور حضرت حسن قتادہ نے کہا کہ اگر اقرار نہیں کرتے ہیں اس کے وجوب کا اور کہا جاتا تھا  
 کہ زکوٰۃ پل ہے اسلام کا پس جس شخص نے اس کو قطع کیا تو اس نے نجات پائی اور جو اس سے پیچھے رہا تو وہ  
 ہلاک ہوا خدا کا مقابل نے کہا کہ صدقہ نہیں دیتے ہیں اور خرچ نہیں کرتے ہیں طاعت میں حضرت  
 ابن عباس کا قول اول گزر چکا ہے کہ گواہی نہیں دیتے ہیں لا الہ الا اللہ کی اس لیے کہ یہ زکوٰۃ و تطہیر ہے لغو  
 کی مجاہد نے کہا لایزکون اعمالہم یعنی تزکیہ نہیں کرتے ہیں اپنے اعمال کا فروانے کہا مشرکین خرچ کرتے تھے نفقات  
 کو اور پلاتے کھاتے تھے حاجیوں کو پھر انہوں نے اس کو حرام کر دیا اس شخص پر جو ایمان لایا حضور صلی  
 علیہ وآلہ وسلم پر سو ان کے بار میں یہ آیت نازل ہوئی وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ کٰفِرٌ وَّ سٰطُوۡنَ سَطُوۡنَ ہے لایزکون  
 الزکوٰۃ پر اور ذیل ہے اس کے ساتھ صلہ کے تحت میں ضمیر فصل کا لانا بقصد حصر ہے یعنی اور وہی ہیں  
 آخرت کے منکر و جاحد منع زکوٰۃ جو کفر بالآخرہ کے قرین کیا گیا سو اس کی یہ وجہ ہے کہ سب سے بڑا کہ محبوب  
 انسان کو اپنا مال ہے اور وہ اس کی روح کا شقیق ہے سو حب الہی محبوب تر ہے کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا  
 تو یہ قوی تر دلیل ہوئی اس کے استقامت و ثبات و صدق نیت و خلوص طوہت پر دیکھو یہ مال الہی محبوب ہے  
 ہے کہ توفیق القلوب لوگ جو اہل کیسے گئے سو یہی فراہی دنیا دیکر بہر ان کی محسبیت بہا لگئی اور ان کی  
 طبیعت نرم پڑ گئی نبی حبیبہ جبریل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتد ہو گئے سو بسبب اسی منع زکوٰۃ  
 کے بہر ان کے واسطے لڑائیوں کے جتنے بند ہے اور ان سے جہاد کیا گیا اس میں مومنین کو آمادہ کرنا ہو  
 ادا لے زکوٰۃ پر اور سخت ڈرانا ہے اس کے منع سے اس لیے کہ منع زکوٰۃ مشرکین کے اوصاف کو ضمیر ایگیا

جو کتب کے بارے میں  
 کہ مذکورہ کتاب  
 درج کی گئی ہے  
 جو کتب کے بارے میں  
 کہ مذکورہ کتاب  
 درج کی گئی ہے



اور کفر بالآخرہ کے ساتھ قرین کیا گیا بالجلد جب کہ اللہ پاک نے وہ نئے ذکر کی جو کہ شرکین جاہلین کے واسطے عیب  
 و تخذیر تھی تو اب وہ شریبان کی جو کہ ان کی امداد کے واسطے وعدہ و تمثیر ہے پس ارشاد فرمایا اِنَّ الدِّیْنَ  
 اَمْسَحْنَا الْاَیَّامَ یَیْنِیْ بِیْنِکَ جَاہِلِیْنِ لَمَّا نَے اور پہلے کام کیے اُن کے وہ طواغیر و مشرک کہ کسی ان سے قطع نہ کیا  
 جاوے گا مہدیہ ہمشیر رہے گا کلام عربین میں معنی قطع ہے جب تم یہی کو قطع کر دو تو یوں کہو گے کہ منت  
 الجبل قطرب نے کہا کہ ممنون نے منقوص ہے پس ایسا اجر ہے کہ کم نہ کیا جائیگا حضرت ابن عباسؓ یہی  
 معنی مروی ہیں جو ہم نے ہی ہی ش کے معنی قطع و نقص کے ذکر کیے ہیں آجاء نے کیا غیر محسوب یعنی ایسا اجر  
 کو حساب نہ کیا جائیگا کسی سے کیا یہ معنی ہیں کہ اس کی ان پرست نہ کر کی جائے گی کیونکہ سنت جو کہی جاتی  
 ہے سو اس عطاک کی جو بطور نفع و فضل دی جاتی اور اجر و ثمروری توفیق ہے اس کی ادا کرنا ضرور ہے۔ حافظ ابن کثیر  
 نے اسی قول کو سدی کی طرف منسوب کیا تا اور بیان سدی کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ یہ نازل ہوئی ہے حق  
 میں بیادوں اپانچ لوگوں کے اوپر جو ان کے جبروت کو وہ طاعت سے ضعیف ہو جائیں تو اُن کے لیے  
 وہ اجر لکھا جائے گا جیسا وہ صحت میں عمل کرتے تھے اور لکھا جاتا تھا پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ مشرکوں کو تو بیخ و زجر کرین پس ارشاد فرمایا قُلْ اَیُّکُمْ لَکُمْ فُرْقَانٌ یَّادَیْنِیْ  
 خَلَقَ الْاِنْسَانَ فِیْ یَوْمَئِذٍ وَیَجْعَلُوْنَ لَہٗ اٰتَآءَ ذٰلِکَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَجَعَلَ فِیْہَا رَکَّوٰتَیْنِ  
 مِّنْ فَوْقَہَا وَبَرَکَۃً فِیْہَا وَقُلْ لِّمَنْ فِیْہَا اٰخُوۡا نَہَا فِیْ اَرْبَعَۃٍ اَیَّامٍ ۝ مَّا سَآءَ اَلِیْسَ اٰیٰتِیْنَ ۝ ثُمَّ اَنۡسَوٰی  
 اِلَیَّ السَّمۡکَۃَ وَہِیْ دُخَانٌ ۝ فَعَالَیَ لَہَا وَلِیُّا مَرۡحُومٌ اُنۡتَہِیَا حَکُوۡعًا ۝ اَوْ کَرۡہَا قَالَا لَکَآ اٰیٰتِنَا طٰلٰتِیْنَ ۝  
 فَفَضَّلۡنَا سَبۡعَ سَمُوۡتٍ فِیْ یَوْمَئِذٍ ۝ وَآوَلٰہِیْ فِیْ کُلِّ سَمۡکَۃٍ اَمْرَہَا ۝ وَرَبَّکَآ السَّمۡکَۃُ یُعۡصِیٰتِہَا  
 وَحِفْظَہَا ذٰلِکَ تَقْدِیۡرُ الْغَیۡثِ الْعَلِیِّیۡمِ ۝ تو کہ تم منکر ہو اس سے جس نے بنائی زمین و دون میں اور برابر  
 کرتے ہو اس کے ساتھ اور دن کو وہ ہے رب جہان کا اور رکھے اس میں وجہ اور بر سے اور برکت رکھی اس کے  
 اندر اور تمہارا زمین اس میں خدا کین اس کی چاروں میں پورا ہوا جو بچنے والوں کو پہر چڑا آسمان کو اعدہ و ہوا  
 ہر ہر تھا پہر کما اس کو اور زمین کو آؤ تم و دون خوشی سے یا اندر سے وہ بولے ہم آئے خوشی سے پہر تمہارا  
 وہ سات آسمان و دون میں اور امارا پہر آسمان میں حکم اُس کا اور رونق دی ہم نے ورے آسمان کو چرچا  
 سے اور نگہ بانی یہ ساوہ ہے زبردست خبردار کا ف اس کی خدا کی یعنی اہل زمین کی پورا ہوا یعنی  
 جواب پورا ہوا ف دون میں زمین بنائی اور دون میں پہاڑ اور درخت سبزہ جو خلق کی خوراک ہے  
 یہ آسمان سارا ایک تھا و ہوا اس کو بانٹ کر سات کیے اور ہر ایک کا کارخانہ جدا تمہارا پہر آسمان میں  
 کو بلا یا خوشی سے آؤ یا در سے یعنی ارادہ کیا اُن دونوں کے ملاپ سے دنیا با دو اپنی طبیعت کو ملین

۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

اور زور زمین کو وہ دو آئے طبیعت کو آسمان کی شعل سے گرمی پڑی تو وہ با دین زمین دن سے گرد اور بجا  
 اور چڑی ہانی ہو کر برسی چار عنصر زمین پر جمہ ہوں مخلوقات پیدا ہوں اور پہلے زمین میں رکھی زمین خوراک میں  
 بیٹے اس میں قابلیت تھی ان چیزوں کے نکلنے کی آدھ آسمان کا حکم جدا رب کو معلوم ہے کہ وہ ان کو خلق  
 بستی میں ان کا کیا اسلوب اتنی زمین میں ہزار ہا ہزار کا خانے میں اس قدر آسمان کب غالی پڑے ہو گا  
 اتنے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہیں یہ انکار ہے طرف اسے اتنے کے مشرکوں پر جنہوں نے اس کے حق  
 پوجا اس کے غیر کو مالک وہ خالق ہے ہر شے کا قہر ہے ہر شے کا قدرت رکھن والا ہے ہر شے پر پس فرمایا بیشک  
 ہم اللہ منکر ہوتے ہو اس ذات کے جس نے زمین بنائی و دون میں اور تھیراتے ہو واسطے اس کے اندام اپنے  
 نظیر و مثل جن کو ہم اس کے ساتھ پوجتے ہو ذلک رب العالمین بیٹے یہ پیدا کرنے والا اشیا کا وہی رب ہے ہر  
 جہان کا اس جگہ تفصیل ہے اس آیت کی خلق السموات والارض فی سبۃ ايام پس بیان تفصیل فرمائی  
 ہے اس شے کی جو زمین کے ساتھ خاص ہے اس کو آسمان کے ساتھ خاص جو جو فرما میں کہ ہر ایک کے ساتھ خصوص ہو گا  
 بیان کیا سو ذکر فرمایا کہ اول تو زمین بنائی اس لیے کہ وہ مثل اساس بنیاد کے ہے اور اصل یہ ہے کہ اساس  
 سے ابتدا کی جاتی ہے پھر بعد اس کے جہت بنائی جاتی ہے کہ قال تعالیٰ هو الذی خلق لکم ثانی الارض  
 جبینا ثم استوی الی السماء فلوھن سبع سموات الیہ اب رہی یہ آیت اَنْتُمْ اَشْدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَاءُ  
 بَنَاهَا اَرْكَمَ لَهَا فَوَھَا وَاَعْطَشَ لَهَا وَاَخْرَجَ مِنْهَا مَاءً وَاَخْرَجَ مِنْهَا نَبَاتًا ذلِكَ دَحَاهَا اَخْرَجَ  
 مِنْهَا مَاءً وَاَخْرَجَ مِنْهَا نَبَاتًا اَرْكَمَ مَتَاعًا لَّكُمْ وَاَنْتُمْ اَمْ یَكْفُرُوْنَ اس آیت میں یہ ہے کہ پہلا زمین  
 کا بعد خلق آسمان کے تھا سو وہی تفسیر اس قول کو کی گئی ہے کہ اخرج منها ماء ودرعا ودرعا سب اخرج  
 آسمان کے ہوا ہے یہی خلق زمین کی سقبل خلق آسمان کے ہے یہ بات نص سے معلوم ہے اور حضرت ابن عباس  
 نے یہی جواب دیا ہے جس طرح کہ بخاری نے اپنی صحیح میں بذیل تفسیر این آیت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے  
 کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضو اللہ عنہما سے کہا کہ میں قرآن میں کسی چیز میں پاتا ہوں کہ وہ مجھ مختلف  
 ہوتی میں کہا مالا انتساب بکیمکم یومئذ وکانت لکم ذلک وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَاءَلُوْنَ بیٹے  
 اصل سوال کی نفی ہے اور دوسری میں اثبات ہے وَاَنْتُمْ اَشْدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَاءُ فَتَسَاءَلُوْنَ اَمَّا کُنَّا مُسْتَشْرِکِیْنَ  
 اول میں کتمان کی نفی ہے اور اس آیت میں کتمان کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَنْتُمْ اَشْدُّ خَلْقًا  
 الْاَنْبِیَاءُ اس میں خلق سا کو قبل خلق ارض کے ذکر کیا ہے پھر یوں فرمایا ہے قُلِ السَّامِعُ الْاَلِیَّ اس میں خلق ارض قبل  
 خلق سما مذکور ہے کہ او کان لغفوراً رَحِیْمًا عَزِیْزًا حَلِیْمًا سَمِیْعًا بَصِیْرًا فَکَانَ قَدْ کَانَ ثُمَّ مَضَىٰ بیٹے ان اوصاف  
 میں باضی کا صید مذکور ہے تو گویا تمہارے گویا اب نہیں ہے پس حضرت ابن عباس نے فرمایا فَلَا اَنْتَابَ

یہ روایت صحیح ہے  
 چونکہ زمین سے پہلے آسمان کی شعل سے گرمی پڑی تو وہ با دین زمین دن سے گرد اور بجا  
 اور چڑی ہانی ہو کر برسی چار عنصر زمین پر جمہ ہوں مخلوقات پیدا ہوں اور پہلے زمین میں رکھی زمین خوراک میں  
 بیٹے اس میں قابلیت تھی ان چیزوں کے نکلنے کی آدھ آسمان کا حکم جدا رب کو معلوم ہے کہ وہ ان کو خلق  
 بستی میں ان کا کیا اسلوب اتنی زمین میں ہزار ہا ہزار کا خانے میں اس قدر آسمان کب غالی پڑے ہو گا  
 اتنے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہیں یہ انکار ہے طرف اسے اتنے کے مشرکوں پر جنہوں نے اس کے حق  
 پوجا اس کے غیر کو مالک وہ خالق ہے ہر شے کا قہر ہے ہر شے کا قدرت رکھن والا ہے ہر شے پر پس فرمایا بیشک  
 ہم اللہ منکر ہوتے ہو اس ذات کے جس نے زمین بنائی و دون میں اور تھیراتے ہو واسطے اس کے اندام اپنے  
 نظیر و مثل جن کو ہم اس کے ساتھ پوجتے ہو ذلک رب العالمین بیٹے یہ پیدا کرنے والا اشیا کا وہی رب ہے ہر  
 جہان کا اس جگہ تفصیل ہے اس آیت کی خلق السموات والارض فی سبۃ ايام پس بیان تفصیل فرمائی  
 ہے اس شے کی جو زمین کے ساتھ خاص ہے اس کو آسمان کے ساتھ خاص جو جو فرما میں کہ ہر ایک کے ساتھ خصوص ہو گا  
 بیان کیا سو ذکر فرمایا کہ اول تو زمین بنائی اس لیے کہ وہ مثل اساس بنیاد کے ہے اور اصل یہ ہے کہ اساس  
 سے ابتدا کی جاتی ہے پھر بعد اس کے جہت بنائی جاتی ہے کہ قال تعالیٰ هو الذی خلق لکم ثانی الارض  
 جبینا ثم استوی الی السماء فلوھن سبع سموات الیہ اب رہی یہ آیت اَنْتُمْ اَشْدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَاءُ  
 بَنَاهَا اَرْكَمَ لَهَا فَوَھَا وَاَعْطَشَ لَهَا وَاَخْرَجَ مِنْهَا مَاءً وَاَخْرَجَ مِنْهَا نَبَاتًا ذلِكَ دَحَاهَا اَخْرَجَ  
 مِنْهَا مَاءً وَاَخْرَجَ مِنْهَا نَبَاتًا اَرْكَمَ مَتَاعًا لَّكُمْ وَاَنْتُمْ اَمْ یَكْفُرُوْنَ اس آیت میں یہ ہے کہ پہلا زمین  
 کا بعد خلق آسمان کے تھا سو وہی تفسیر اس قول کو کی گئی ہے کہ اخرج منها ماء ودرعا ودرعا سب اخرج  
 آسمان کے ہوا ہے یہی خلق زمین کی سقبل خلق آسمان کے ہے یہ بات نص سے معلوم ہے اور حضرت ابن عباس  
 نے یہی جواب دیا ہے جس طرح کہ بخاری نے اپنی صحیح میں بذیل تفسیر این آیت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے  
 کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضو اللہ عنہما سے کہا کہ میں قرآن میں کسی چیز میں پاتا ہوں کہ وہ مجھ مختلف  
 ہوتی میں کہا مالا انتساب بکیمکم یومئذ وکانت لکم ذلک وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَاءَلُوْنَ بیٹے  
 اصل سوال کی نفی ہے اور دوسری میں اثبات ہے وَاَنْتُمْ اَشْدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَاءُ فَتَسَاءَلُوْنَ اَمَّا کُنَّا مُسْتَشْرِکِیْنَ  
 اول میں کتمان کی نفی ہے اور اس آیت میں کتمان کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَنْتُمْ اَشْدُّ خَلْقًا  
 الْاَنْبِیَاءُ اس میں خلق سا کو قبل خلق ارض کے ذکر کیا ہے پھر یوں فرمایا ہے قُلِ السَّامِعُ الْاَلِیَّ اس میں خلق ارض قبل  
 خلق سما مذکور ہے کہ او کان لغفوراً رَحِیْمًا عَزِیْزًا حَلِیْمًا سَمِیْعًا بَصِیْرًا فَکَانَ قَدْ کَانَ ثُمَّ مَضَىٰ بیٹے ان اوصاف  
 میں باضی کا صید مذکور ہے تو گویا تمہارے گویا اب نہیں ہے پس حضرت ابن عباس نے فرمایا فَلَا اَنْتَابَ



دن میں کیے اپنے کشتہ و چار شنبہ پس یہ دونوں ہم اول دونوں کے چار ہوئے اسی لیے یٰٰن فرمایا فَاَنْتُمْ اَکْبَرُ  
یٰٰنَؤُلَکَ اَکْبَرُ یعنی پورے چار دن میں واسطے ان لوگوں کے جو کہ جاننے کے لیے اس کے پوچھنے کا ارادہ کریں۔  
 عکرمہ و مجاہد نے تقدیر اوقات کی تفسیر میں کہا ہے جعل فی کل ارض مالاً یصلح فی غیرہا و منہ انھضت الیقین لساہرہ  
 بسا و روا الطیالستہ بالری یعنی ہر زمین وہ شے رکھی جو اس کے غیر میں صلاحیت نہیں رکھتی ہے منجملہ اس کے یہ ہے  
 کہ زمین کی چادرین زمین میں اور ساہوری چادرین ساہور میں اور طیلان ملکاتے میں جتنی زمین مطلقاً یہ کہ ہر ملک  
 میں بسنے والا کمانے پینے پھیننے کی مخصوص ہوئی ہیں وہ زمین ملتی ہیں دوسری جگہ سب سے زمین آتین حضرت  
 ابن عباس وقتاً وہ صدی نے سوا ملکین کی تفسیر میں کہا ہے اولمن اراد السوال عن فلک ابن زید نے  
 کہا سننے میں اور نقد کیو اس میں اوقات اس کے برابر واسطے ملکین کے یعنی اس شخص کی مراد کے موافق  
 جس کو کسی رزق کی حاجت ہو یا کسی اور ضرورت کی شے کی احتیاج ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے واسطے وہی  
 شے مقدر کی ہے جس کی طرف وہ محتاج ہے یہ قول اس کے مشابہہ جو اس آیت میں ذکر کیا ہے وَاَنَّا کُنَّا مِّنْکُمْ  
مَّا سَاکُنُوْکُمْ وَاَلَمْ نَکُنْ مِّنْکُمْ اِلَّا الْعَصَآءُ وَاِیَّیْہِمْ مَّرَادٌ مِّنْکُمْ سَاکُنُوْکُمْ سے پانی کا بخار جو اس سے بڑھنے والا  
 تھا جب کہ زمین پیدا کی گئی تو اس سے اور زمین سے کہا تو خوشی سے یا زور سے لینے میرے حکم کو مانو اور میرے فعل  
 کا اثر قبول کرو خوش ہو کر یا ناخوش ہو کر فوراً ہی نے بسندہ حضرت ابن عباس سے اس کی تفسیر میں روایت کیا  
 ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آسمانوں سے کہا کہ تم طلوع کرو میرے سوچ اور چاند اور تاروں کو اور زمین سے  
 فرما یا چیرا بنی نہرین اور نکال اپنے سیوے تو دونوں برسے ہم آئے خوش ہو کر ابن جریر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس  
 قول کو اختیار کیا ہے ایک سننے انیٹا طالعین کے یہ زمین ملک ہم آئے ہم آئے حکم ماننے میں مطیع ہو کر ساتھ اس  
 کے جو ہم میں ہے اس قسم سے جس کے پیدا کرنے کا تو اسادہ کرتا ہے ملک و زمین و اس کے سب سے سب سے مطیع  
 ہو کر ابن جریر نے بعض اہل عربیت کو اس کو حکایت کیا ہے ابن جریر نے کہا و قیل تنزل ملائک من معاملہ من یقتل  
 بکلاما مطلب یہ ہے کہ آسمان و زمین و جہاد میں ان سے بات کرنا اور ان کا جواب دینا کیسا سو کسی نے کہا  
 کہ ان کو قائم مقام عقلا کے شہر یا پھر ان کے کلام کے ساتھ عقلا کا معاملہ کیا یعنی جس طرح عقلا سے بات کرتے  
 ہیں اور وہ بات کا جواب دیتے ہیں اسی طرح ان کے ساتھ بڑا تو کیا کسی نے کہا کہ یہ بولنے والا زمین سے تو جابو  
 کہہ رہے اور آسمان میں سے وہ قطعاً ہے جو کہ جانے کہہ کے مقابلے میں ہے واللہ سبحانہ اعلم حضرت حسن بھی  
 نے کہا اگر آسمان و زمین انکار کرتے اللہ پر اس کے حکم کو تو البتہ وہ ان کو ایسا عذاب کرتا کہ وہ اس کے در کو با  
رَوَّاهُ بِنِ اَبْنِ حَازِمٍ فَوَکَلَهُمَا قَفْعًا هَٰؤُلَاءِ سَبَّحَ تَمْلُکَ فِیْ بُکْمَکَ یعنی ہر چرب فارغ موان کے سات آسمان  
 بنانے سے اور دونوں میں سے روز پنجشنبہ و جمعہ و اوحیٰ فی کل ساء امر ما یعنی اور مرتب کیا دران حال کہ ہر

۱۰  
 اور یہ کہ زمین  
 سے جو شے نکلتی  
 ہے اس سے انھیں  
 نفع ہے کیونکہ  
 ان کے لیے یہ زمین  
 ہے جہاں ان کا  
 رہنا ہے



انکار کرتے ہیں تو اب وہ تائید کی طرف محتاج ہے چونکہ اللہ پاک نے کفار کی سفاهت و حماقت ذکر کی آخرت کے انکار میں تو اب وہ دلائل بیان کرنے شروع کیے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قادر ہے آخرت پر اور ہر شے پر جس کا وہ ارادہ کرتا ہے جس کو جہان کا پیدا کرنا اور جو ہشیا اس میں ہیں ان کا بنانا جو کہ شامل ہے ان کو اور ان کو معبودوں کو جو کہ عبادات وغیرہ سے ہیں اور یہ سب پیدا کرنا بتا رہا ہے اس بات کو کہ وہ وعدہ لا شریک لہ ہے اس لیے ان پر انکار کرتا ہے اور وصف کے ساتھ تقریر تائید کر کے فرماتا ہے کیونکہ وہ سب اصل خلق کو جانتے تھے کیونکہ جی تم منکر ہوتے ہو اس ذات پاک کے جس کی یہ بری شان اور یہ ظاہر و باہر قدرت ہے کہ اس نے زمین کو باوجود ہر طول و عرض و فاصل کے دو درجہ میں بنایا اور یہ مدت ہی اس لیے ذکر کی کہ خلق کو تحمل و استہشام کی تعلیم کرنا منظور ہے اور اگر وہ زمین و آسمان کو نظر بہ زمین بنانا چاہتا تو بنا سکتا تھا مبالغہ جس کی عظیم الشان قدرت ہے اسکا کیونکر انکار کرتے ہو اور کیا وہ پیر و دوبارہ بنیں بنا سکتا کیوں نہیں وہ تو ہر شے کر سکتا ہے کہا ہے کہ یومین و سمراد یک شنبہ و دو شعبہ ہے کسی نے کہا کہ یومین سے سمراد دو تین ہے یعنی پیدا کیا زمین کو دو نوبت میں ہر نوبت سرور تہی اس مجمع سے جو ایک دن میں ہوتی ہے کسی نے کہا سمراد مقدار یومین ہے اس لیے کہ یوم حقیقی جو مستحق ہوتا ہے سو بعد وجود زمین و آسمان کے حلقہ و تھیلون لہ انداد اسعطوف ہو مگردون پر اور دخل ہے استفہام کے تحت میں یعنی اور کیا تھیارتے ہو واسطے اس کے اضداد اور شرکاء اللہ پاک نے کفار کی طرف سے دو شے منکر ذکر فرمائیں ایک تو اللہ کا انکار کرنا دوسری اس کے واسطے شرکاء ثابت کرنا ذلک مبتدا ہو کر رب العالمین خبر ہے یعنی یہ ذات پاک جو بوصف مذکور تصف ہو مالک ہے سارے جہان کا اور متغلبہ عالمین وہ ہمارے معبود ہیں جن کو ہم اللہ کے واسطے شرک تھیارتے ہو پھر کس طرح اس کی جن مخلوقات کو اس کے شرک تھیارتے ہو اس کی عبادت میں عالمین جمہ عالم ہے عالم کہتے ہیں ماسوا اللہ جو کہ عالم کے انواع مختلف ہیں اس لیے عقلا کو غیر عقلا پر تغلیب دیکر یا دونوں کے ساتھ اس کی جمہ بنائی حلقہ و حیل فیہا دواسے سن فوق اسطو ہے خلق پر یعنی اور کیا منکر ہوتے ہو اس ذات پاک کے جس نے ربکے زمین میں پہاڑ ثابت جھنے والے اس کے اوپر سے کسی نے کہا جہاں سافہ ہے جدا جدا ہے خلق پر معطوف نہیں اس لیے کہ درمیان و دونوں کے اجنبی کی فصل واقع ہو گئی ہے وہ چینی و تھیلون لہ الہ ہے لیکن قول اول اول ہے اس لیے کہ جبہ ناصل باقبل کا مقرر و موکد ہے تو بمنزلہ تائید ہو گیا اجنبی نہ رہا سن فوق لہ کے یہ سننے میں کہ پہاڑ زمین پر بلند ہونے والے ہیں اس لیے کہ سن حلقہ اجزائے زمین ہیں اور اس کے جو مخالف ہیں سو صرف باعتبار ارتفاع کے تو اس حیثیت پر مثل سنایر کے ہوئے واسطے اس کے تہی یہ بات کہ انکا جہان زمین کے اوپر اختیار کیا سو اس لیے کہ جبال کے منافع ظاہر ہو جائیں واسطے طالبین منافع کے اور اس واسطے کہ یہ دیکھا جائے کہ زمین اور پہاڑ بوجہ پر بوجہ میں کبے

سب محتاج ہیں طرف کسی تہا سننے والے کے اور وہ اس عزیز متعال قادر مختار ہے و بآلک فیہا کے یہی ہیں کہ زمین کو مبارک و کثیر الخیر بنایا بسبب ان منافع کے جو اس میں پیدا کیے واسطے بندوں کے سدی نے کہا اگائے اس میں برکت اس کے وقد رفیعہا آفوا انہا حضرت حسن و عکرمہ صحا کے نے کہا کہ مقدمین اس میں روزیان اس کے اہل کی اور وہ تجارت کر اشیاء اور دولت و منافع جو ان کی زندگی بسر کرنے کے لائق ہیں ہر شہر میں وہ شے رکھی جو دوسرے میں نہیں رکھی تاکہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف سفر و تجارت کر کے بعض بعض سے معاش حاصل کریں کسی نے کہا کہ زمین کے کسی قطرہ اور ان کے واسطے تو گویوں مقدر کیا اور کسی کے لیے کھجور اسی طرح باقی اوقات کا حال ہو کسی نے کہا کہ کبیتی سب پیشوں سے بڑھ کر برکت والا پیشہ ہے اس لیے کہ اس پاک نے اوقات کو زمین میں رکھا ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ نہ زمین نہ دیان پہاڑ لکھائے پہاڑ رکھے دریا بہاؤ اور اس زمین میں وہ شے رکھی جو اس میں نہیں اور اس میں وہ چیز رکھی جو اس میں نہیں قتادہ و مجاہد نے کہا پہاڑ زمین اس میں نہ زمین اس کی اور دولت اس کے اور جہانز اس کے فی اکثرتہا کما کے یہ سننے ہیں کہ تہ چار روز زمین مع اگلے و دونوں کے یہ قول زجاج وغیرہ کا ہے یعنی یکشنبہ و دو شنبہ و چہار شنبہ ابن عباسی کہتے ہیں شمال اس کی یہ قول قائل کا ہے کہ نکلا میں بصرہ سے طرف بغداد کے دہلی دن میں اور طرف کوفہ کے ہندہ روز زمین یعنی تہ پانزدہ روز زمین تو اب یہ سننے ہوں گے کہ پیدا کرنا زمین کا اور اس کے مابعد کا اس سب کا حصول پوری برابر بلا کسی وزیادتی چار دن میں ہوا اور اگر تہ کے تقدیر نہ ہو تو دن آٹھ ہوں گے و دو تو اول میں جسے خلق الارض نے یومین اور دو دن اخیر میں یعنی نقصا ہر سبع سموات فی یومین اور چار دن وسط میں ابو اسحق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا پہاڑ ایک دن پہاڑ اس کا نام رکھا احد یعنی یک شنبہ پہاڑ دوسرا پیدا کیا تو اس کا نام رکھا اثنین یعنی دو شنبہ پہاڑ پیدا کیا تیسرا تو اس کا نام رکھا ثلثا یعنی کثین پہاڑ چوتھا تو اس کا نام رکھا اربع یعنی چہار شنبہ پہاڑ پیدا کیا پانچواں تو اس کا نام رکھا خمیس یعنی پنج شنبہ اور ذکر کیا مثل ما تقدم کے نیز ابو اسحق نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ فراموش ہوا اپنی خلق سے چہ دن میں و ذکر تقدم غرض کہ تہ کی تقدیر اسی لیے کی گئی ہے کہ آیات و احادیث میں موافقت ہو جائے زمین میں یہ آیا ہے کہ یہ سار کا رخانہ چہ دن میں بنا ہے اور اگر یہ تقدیر نہ ہو تو آٹھ روز ہوئے جاتے ہیں یہ تقدیر مجاہدہ عرب کے موافق ہے پہاڑ اگر کوئی کہے کہ جس طرح زمین کی خلق میں نے یومین کہا ہے اسی طرح بیان بھی فی یومین کہہ دیا جاتا تو یہ صریح ہو تا مراد میں بیان کیوں نہ کہا تو کہ میں گئے کہ فی اسعد ابام سوار کہنے میں زیادہ فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ اگر خلق غمہ الشکائتہ فی یومین کہتے تو یہ کلام اس بات کا حقیقہ ہو تا کہ دو دن ان کاموں

یعنی  
یومین میں چار دن  
کے ایک دن کا نام رکھا  
احد یعنی یک شنبہ  
پہاڑ دوسرا پیدا کیا  
تو اس کا نام رکھا  
اثنین یعنی دو شنبہ  
پہاڑ پیدا کیا  
تیسرا تو اس کا نام  
رکھا ثلثا یعنی  
کثین پہاڑ چوتھا  
تو اس کا نام رکھا  
اربع یعنی چہار  
شنبہ پہاڑ پیدا  
کیا پانچواں تو اس  
کا نام رکھا خمیس  
یعنی پنج شنبہ  
اور ذکر کیا مثل  
ما تقدم کے نیز  
ابو اسحق نے  
حضرت ابن عمر  
سے روایت کیا ہے  
وہ نبی صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم  
سے راوی ہیں کہ  
اللہ تعالیٰ فراموش  
ہوا اپنی خلق سے  
چہ دن میں و ذکر  
تقدم غرض کہ تہ  
کی تقدیر اسی لیے  
کی گئی ہے کہ آیات  
و احادیث میں  
موافقت ہو جائے  
زمین میں یہ آیا  
ہے کہ یہ سار کا  
رخانہ چہ دن میں  
بنا ہے اور اگر یہ  
تقدیر نہ ہو تو  
آٹھ روز ہوئے  
جاتے ہیں یہ  
تقدیر مجاہدہ  
عرب کے موافق  
ہے پہاڑ اگر کوئی  
کہے کہ جس طرح  
زمین کی خلق میں  
نے یومین کہا ہے  
اسی طرح بیان  
بھی فی یومین  
کہہ دیا جاتا تو  
یہ صریح ہو تا  
مراد میں بیان  
کیوں نہ کہا تو  
کہ میں گئے کہ  
فی اسعد ابام  
سوار کہنے میں  
زیادہ فائدہ  
ہے وہ یہ ہے  
کہ اگر خلق غمہ  
الشکائتہ فی  
یومین کہتے تو  
یہ کلام اس بات  
کا حقیقہ ہو تا  
کہ دو دن ان کاموں

میں متفرق ہوئے بظلمات اس کے حبیبین کی خلق کا اور ان اشیاء کی خلق کا ذکر کیا ہے کہ انے اربعۃ ایام سوا  
 تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ چار دن متفرق و منور ہو گئے ان کا سونہیں بدون زیادت و نقصان کے پہراگرونی کہے  
 کہ مدت زمین کی خلق کی مع ان اشیاء کے جو اس میں ہیں خلق سموات کی مدت سو کیوں دو گنی کی گئی باوجود اس کے  
 کہ آسمان زمین سے بڑا ہے و مخلوقات اور عباد اس کے اکثر ہیں تو کمین گئے کہ شاید یہ زیادتی بنا بر عین کو ہے  
 کو چہت کی بنا خفیف تر ہوتی ہے کہ مگر کی بنا سے کم اذکرہ ابو البقا کسی نے کہا اس لیے کہ منظور اکاہ کرنا ہے اس  
 امر پر کہ مقصود بالذات زمین ہی ہے کیونکہ الشمس و کثرت منافع اس میں ہے کسی نے کہا اس واسطے کہ اس  
 میں ابتلا بمصاصی عبادات و محادلات محالجات ہے یہ کارخانہ عالم کا جو چہرہ دن میں بنایا باوجود اس کے کہ وہ  
 ایک دم میں بنا سکتا تھا سوا اس میں مندوں کو تعلیم فرمائی ہے کہ کاموں میں تانی و سکون و وقار کا ہر تاو گزین  
 اور عجلت سے دور رہیں متو انا کو جو ہر نے نصب پڑا ہے اس بنا پر کہ مصدر ہو کہ ہے فعل مخدوف کا جو کہ صفت  
 ہے ایام کی اسے استوت اربعۃ ایام سوا یعنی استوا یعنی چار دن میں ایسے دن کہ برابر ہوئے برابر ہونے کیا  
 بنا بر حال ارض سے یا ان منہیروں سے جو اس کی طرف پہنچتے ہیں یعنی پیدا کیا زمین کو در آن حال کہ وہ برابر  
 ہونے والی تھی زید بن علی جن وغیرہا نے زیر سے پڑا ہے اس بنیاد پر کہ ایام کی صفت ہے اسے فی اربعۃ  
 ایام ستویۃ حضرت حسن نے کہا سننے یہ ہیں کہ فی اربعۃ ایام ستویۃ تامع یعنی لاتزید ولا تنقص اور ابو جعفر نے  
 برفع اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدائے مخدوف کی اسے ہی سوا یعنی ستویۃ لسا ائلمین متعلق ہے سوا سے اسے  
 ستویات لسا ائلمین یعنی ایسے چار دن میں کہ ہر سے ہونے واسطے ہیں واسطے پوچھنے والوں کے متعلق  
 ہے مخدوف سے گویا یوں کہا گیا ہذا المحر لسا ائلمین نے کم یوم خلقت الارض وافیہا یعنی یہ حصو واسطے  
 سالکوں کے ہے اس میں کہ کہنے دن میں پیدا کی گئی زمین امدہ شے جو اس میں ہے متعلق ہے قدرے  
 یعنی مقدار کے اس میں قوت اس کو لاجل الطالین المحتاجین الیہا یعنی واسطے طلب کرنے والوں کے جو  
 کو محتاج ہیں طرف اقوات کو فرارنے کہا کلام میں تقدیم و تاخیر ہے سننے یہ ہیں وقدر فیہا اقواتا سوا لسا ائلمین  
 نے اربعۃ ایام ابن جریر نے اس کو اختیار کیا ہے یعنی مقدار کے اس میں قوت اس کے برابر واسطے حاجت مندوں  
 کے چار دن میں طلب یہ کہ حاجت مندوں کی حاجت کہ برابر زمین میں خدا اکین رکھیں جس زمین واسطے جس شے  
 کے حاجت مند تھے وہی شے وہاں پیدا کی پہر جب اللہ پاک نے ارض وافیہا کے پیدا کرنے کا ذکر کیا تو اسماؤن  
 کے پیدا کرنے کی کیفیت بیان کی پس ارشاد فرمایا فمستوی الی السمار سے عمد و قصد نحو ما قصد سوا و  
 تعلقت ارادۃ تخلقما یعنی بہ قصد کیا طرف آسمان کے برابر سیدہ قصد اور اسکا ارادہ متعلق ہوا اس کے پیدا  
 کرنے سے امام رازی فرماتے ہیں یہ سننے اس محاورے سے ماخوذ ہیں کہ جس وقت کوئی شخص کسی مکان کی طرف

۴۰  
 یعنی ابن کثیر  
 و یجب انہ یصلح  
 فیہ



ایسا متوجہ ہو کہ اس کے ساتھ کسی باور کام کی طرف التفات نہ کرے تو اس وقت یونہی چلتی رہتی ہوگی الیٰ مکان لکھائیے  
 اس نے فلان مکان کے طرف برابر سید با قصد کیا اور یہاں استواء سے ہے جو کہ مندرجہ اعلیٰ ج کی اس کی نظیر  
 یہ قول عرب کا استقام الیہ اور اسی معنی سے یہ قول ہے استقام کا فاسقہم الیہ یعنی سید، اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ  
 دائیں بائیں مت دیکھو غیر اس کی طرف مت جھکنا خلاص الہ کو پوجتے ہیں کہ ہر بلایا اس کو داعی حکمت نے طرف  
 پیدا کرنے آسمان کے بعد خلق ارض واد فیما کے بیٹے اس کی حکمت منتفی ہوئی اس کے خلق کی حضرت حسن نے فرمایا کہ  
 یہ زمین مصدر الیٰ السما یعنی چڑیا اس کی طرف آسمان کے اس آیت سے یہ بات معذوم ہوتی ہے کہ پیدا کرنا آسمان  
 کا بعد خلق ارض کے تھا اسی کے حضرت ابن عباس نقل ہیں چنانچہ اول گرز چکا ہے اور قولا تعالیٰ والارض بعد ذلک  
 وحاکما اس بات کا مشعر ہے کہ خلق ارض بعد خلق سما ہے جواب یہ ہے کہ خلق فقط کچھ ایسا دو مکون ہی سے عبادت  
 نہیں ہے بلکہ تقدیر سے ہی عبارت ہو پس بیٹے یہ زمین یعنی ان بعد از الارض نے یونہی بعد احداث السما اور  
 اس بنا پر اشکال اٹل ہو جاتا ہے علامہ شوکانی نے بعد ذکر اشکال کے فرمایا ہے کہ نظم تراخی زمانی کے واسطے  
 نہیں ہے بلکہ تراخی رتبی کے لیے ہو تو اب اشکال اصل سے منفع ہو جائیگا اور اس تقدیر پر کہ نظم اسطے تراخی  
 زمانی کے ہو تو جمع یونہی ممکن ہے کہ خلق زمین کی متقدم ہے خلق سما پر اور دوحارض بیٹے لبط اس کا یہ ایک امر  
 زائد ہے مجر خلق زمین پر پس بطور خلق تو متقدم ہے اور بطور لبط متاخر ہے یہ بات ظاہر ہے انتہ شاید مالاً  
 بعد ذلک محال کی تفسیر کے وقت الاصلح مقام زیادہ ہو ان شاء اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ میں یہ جمع گز چکی ہے لیکن  
 خلق باقی الارض نہیں ہوگا مگر بعد جو کے تو اب ہر اشکال باقی ہے اس بنا پر اشکال سے رہائی نہ ہوگی مگر  
 اسی بات سے جو نظم میں مذکور ہوئی یا یہ کہ کلمہ بعد یعنی قبل تو یہ بیٹے سخ و خان وہ لٹے ہے جگہ کے شعلے  
 سے بلند ہوتی ہے اور زمین کا بخار جو خشکالی کے وقت دکھائی دیتا ہے اس کو بھی بطور ستارہ و خان  
 کہتے ہیں قیاس اس کی جمع کا حکمت میں تو آدھنہ ہے اور کثرت میں دخیان جس طرح کہ غراب کی جمع اغربہ وغیرہ  
 آتی ہے مفسرین نے کہا ہے کہ یہ دغان باقی کا بخار تھا اس کا دغان کہنا تشبیہ مصری کے باب ہے کہ کینک  
 انگہ کے دیکھتے ہیں اس کی صورت دغان کی صورت تھی یہ بیان ہوا کہ عرش الرحمن قبل پیدا ایش زمین و آسمان  
 کے باقی رہتا تھا جبکہ گز فرمایا ہے کہ کان حکم شکم الیٰ المکان ہر امر پاک نے اس باقی میں اضطراب پیدا کیا تو وہ  
 جگہ لایا اور وہ بلند ہو اپہر اس سے دغان نکلا سو جگہ گز نوروی آب پر باقی رہا تو اس سے میوہ پیدا کی  
 اور اس سے زمین بنائی رہا دغان سو وہ اوپر چڑھا تو اس سے آسمان پیدا کیے اسی لیے میں فرمایا ہم ہستی  
 الیٰ السما وہ دغان بیٹے پر قصد کیا طرف آسمان کے اور وہ دیکھتے ہیں دھوان ہو رہا تھا یہی بات  
 کہ نسبت استواء کے خاص آسمان کی طرف کی باوجود اس کے کہ جو خطاب اس پر ترنہ ہے وہ آسمان و زمین و دغان

کی طرف متوجہ ہے جس طرح کہ قول تعالیٰ تَعَالٰی لَهَا وَلِلْأَرْضِ اَنْتَیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا سے معلوم ہوتا ہے سوا اس کی یہ وجہ ہے کہ چونکہ زمین کی خلق کا اور تقدیر یا فیما کا ذکر اول ہو چکا ہے اس لیے اس پر کفایت فرمائی اُنکیا کہ سننے میں کہ افضلًا امر کہا بہ وجہ یا بسینے تم کہ اس کلام کو جس کا میں تم کو حکم دیتا ہوں اور اس کو لا وجہ طرح کو کہلاؤ میں بلکہ میں انت ما ہوا الحسن اے اعلیٰ دینے جوئے خوب تر ہے تو اس کو کہ کسی نے کہا یہ سنی ہیں کہ اؤ تم دونوں اس شکل و وصف چر لائق و سزاوار ہے کہ تم اس پر آؤ آتو اے زمین بھی ہوئی اور جا کے قرار و فرخ ہو کر واسطے اپنے اہل کے اور آتو اے آسمان قبر و سقف ہو کر واسطے ان کو و احدی کہتے ہیں مگر میں نے کہا ہے کہ امر پاک نے فرمایا امانت یا سماء فاطمے فتمسک و تمسک و امانت یا ارض فشفقے امانارک و انحرارک و تباہک یعنی اے آسمان تو تو طلوع کر اپنے سورج اور چاند اور تارے اور اے زمین تو بہار نکال اپنی بہرین اور نکال اپنے سیوے اور اپنی روئیدگی یہ قول حضرت ابن عباس سے ہی مروی ہے اور فی الجملہ اختلاف کے ساتھ اول گزیر چکا ہے جمہور نے اُنکیا بڑا ہے بصیغہ امر اتیان یعنی آمدن سے اور حضرت ابن عباس و سعید بن جبیر و مجاہد نے اِنْتِیَا قَالَتْ اِنْتِیَا کہا ہے یہ قرارت یا تو ماخوذ ہے مواتا یعنی موفقت سے یعنی چاہیے کہ موافق ہو ایک تم میں کا دوسرے سے واسطے اس شے کے جو اس کو لائق ہے رازی و زرخش ہی ہی طرف گئے ہیں یا اِنْتِیَا یعنی اعطاس سے ہے جس طرح کہ حضرت ابن عباس نے اُنکیا کی اعطیَا اَوْ اَتِیَا کی اعطیَا تفسیر کی ہے پس منن اس کا اول کی بنیاد پر تو فاعلا بر وزن فاعلا ہوگا اور ثانی کی بنا پر افضلًا بر وزن اگرنا قول تعالیٰ طَوْعًا اَوْ كَرْهًا مَصْدُور میں موضع حال میں اے طالعین امد کہ تہین عجم شہنے کہ با بعض مڑا ہے نزاع نے کہا اَطِيعَا طَاعَةَ اَدْنٰہُمْ ہاں کہ ہینے مطیع ہو جاوے مطیع ہونے کہ باز بروستی کیے جاوے گئے زبردستی کیے جانے کہ بالجللہ یہ امر جو آسمان و زمین کو کیا کہ اَطِيعَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا سوا اس کے معنی تسخیر حصول و وقوع کے ہیں اسے کونا فکانا یعنی ہو جاوے تو وہ ہو گئے گما قال اللہ تعالیٰ اِنَّمَا كُنَّا لَكُمْ فَاِیْذًا اَوْ كَرْهًا اَنْ تَقُولَ لَكَ اَنْ تَقُولَ تُوَابِیْہُمْ تَمِیْلُ کے بابے ہو گا گو یا اللہ پاک نے اپنی قدرت کی تاثیر کی اور ان کے امتناع کے محال ہونے کی مثال دی ہے کہ اس کی قدرت نے وجوہا ان میں اثر کیا اور ان کے واسطے طوع و کرہ کا ثابت کرنا نہیں ہے اِنْتِیَا طالعین اس کی تمثیل ہے کہ طاعت کا ظہور ان سے ہوا اور پورے طور پر قدرت ربانی سے اثر پذیر ہوئے صانع سجاد کے حال کی تشبیہ دی ہے امر طوع کے حال سے اس کی قدرت کی تاثیر میں موافق اس کے ارادے کے ان میں اور آسمان و زمین کے حال کی تشبیہ دی ہے امور مطیع سے اس بات میں کہ انہوں نے جو دو حدوت و حصول کو قبول کر لیا بسبب متعلق ہونے اس کی قدرت کے موافق اس کے ارادے کے پس یہ استعارہ تشبیہیہ اور استعارہ تخیلیہ ہی ہو سکتا ہے بعد اس کے کہ ذات آسمان و زمین میں استعارہ مکنتیہ ہو جس طرح کہ جلالہ

اور ان کا انکسار  
خلیقہ قدسیہ  
تذوق ملک  
الارضی انجلی  
تقدیر جہنم  
علیہ السلام  
وہیکل بن خلیل  
خلیفہ گئے قدس  
یہ علیہ السلام  
من فیکل بن خلیل  
فان اَطِيعَا طَاعَةَ  
ما کرنا اس میں  
علیہ السلام  
چراغ جہنم  
چراغ جہنم  
بکرم و جہنم

الحال کے نطق الحال کہتے ہیں حال کو دلالت و برہان میں مثل انسان تکلم کے تیسرا میں ہر اس کے لیے لفظ خیال کیا جائے جو کو لازم مشبہ بیٹے انسان سے ہے اور اس کی نسبت حال کی طرف کی جائے غرض کہ یہاں قول میں ایک تو یہ کہ آسمان وزمین کو کما کہ تم اپنے اپنے منافع نکالو دوسرا یہ کہ امر تنجیز ہے چنانچہ ان کا بیان بوسطہ پر اول ہو چکا ہے پس اول کی بنا پر تو یوں ہو گا کہ بعد ان کے پیدا کرنے کے ان کو حکم دیا یہ قول جہہ کا ہے اور دوسرے قول کی بنا پر یہ ہو گا کہ قبل ان کی خلق کے کما کہ ہو جاؤ تو وہ ہو گئے اور اسدہ پاک کے قول میں دو وجہ ہیں ایک یہ ہے کہ ایک قول تھا اللہ پاک نے اُس کے ساتھ تکلم فرمایا دوسری یہ ہے کہ قول نہ تھا ایک قدرت اللہ پاک کی طرف سے اُن کے واسطے ظاہر ہو گئی سو ظہور قدرت بلوغ مراد میں قائم مقام کلام کے ہو گیا جیسا کہ ماوردی نے کہا ہے اسی طرح آسمان وزمین کے قول میں دو وجہ ہیں ایک یہ ہے کہ ان کا قول ظہور طاعت ہے ان سوا میں طہ کہ وہ مطیع و منقاد ہو گئے سو یہ ظہور طاعت قائم مقام ان کے قول کے ہو دوسری وجہ یہ ہے کہ اکثر اہل علم نے کہا ہے بلکہ اللہ سبحانہ نے ان میں کلام پیدا فرمایا تھا سو وہ بوسطہ جیسا کہ اس نے ارادہ کیا اور نصر کسی نے کما کہ زمین میں سے تو موضع کعبہ نے لفظ کیا اور آسمان میں سے اس کے مقابل کے قطر نے کلام کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس میں اپنی حرم رکھی کذا ذکرہ القرطبی فتح البیان میں اسی قول کو اول فرمایا ہے اور یہی شکیا دیکھو اللہ پاک نے داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑوں کو لفظ دیا کما قال رَبِّ اجْعَلْ اَوْفٰی مَعَدَّ الْظَلٰیْمِ اور ہاتھ پاؤں کو لفظ عطا فرمایا کما قال تَتٰی نَسْفِدُ عَلٰیھِمْ اِلٰسِنَتُھُمْ وَاَکْیْدُھُمْ فَاَنْجِھُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ وَاَنْتَ عَلٰیھِمْ لَیْسَ شَیْءٌ عَلَیْھِمْ اَنْتَ اَنْفَعْنَا اللّٰہُ الَّذِیْ نَقْضُ کُلَّ شَیْءٍ اور حیات جگہ لفظ وارد ہوا ہے تو یہ بات کیمو کہ بعد سمجھی جائے کہ اللہ پاک آسمان وزمین کی ذات میں حیات و عقل پیدا کر دے پھر اول کو تکلیف کی اُن کی طرف متوجہ فرمائے اور اس کی توجیہ کسی وجہ سے کی گئی ہے اول یہ کہ اصل حل کرنا لفظ کا ہے اپنے ظاہر پر توجہ کہ کوئی مانع اس سے ہو حالانکہ بیان کوئی مانع نہیں ہے دوسری یہ ہے کہ اللہ پاک نے اُن کے واسطہ عقل کی جہم ذکر کی ہے انینا طالعین فرمایا ہے تیسری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَاَلْاَرْضِ وَاِلْحٰیۤ اَلْاَنْۢبِیَآءِ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا وَاسْتَفْقَنْ مِنْہَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَآءُ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شیعار اللہ پاک کو پہچانتی ہیں اس کی تکلیف کے متوجہ ہونے کو جانتی ہیں امام رازی نے اسکا یوں جواب دیا ہے کہ امتیاء سے مراد آنا ہے طرف وجود و حدوث وصول کے لینے موجود ہو جاؤ پیدا ہو جاؤ اور اس تقریر پر اس امر کے متوجہ ہونے کے حال میں آسمان وزمین معدوم تھے تو خطاب کے عارف و فاسر ہو گئے اس لیے توجہ خطاب کی ان کی طرف جائز نہیں ہے یہ جواب امام کا امر تنجیز کی بنا پر ہے اور جب

ملے  
 اسو بارو پوچھتے  
 چوہوٹس کساندار  
 لوٹو تھوڑے سے  
 جو بن تیا تیا ان  
 کی زبانیں ادا  
 اور ان کو کچھ  
 مٹھ لے اور کچھ  
 اچھوٹے کنڈم  
 سکین بنا کچھ  
 وہ بے کچھ بیا  
 اسے سب کچھ  
 کچھ کچھ  
 دیکھا کانتا  
 کافر میں کاور  
 پلوں کو کچھ  
 قبول کیا کہ  
 کشتی میں کچھ  
 ویر کشتی کچھ  
 میں ضم



سال کا تھا جیسے تم یوں کہتے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو شہر کے دن پیدا ہوئے اور دو شہر کے دن وفات پائی، محلی نے کہا کہ جو خدا یا مخلق زمین و آسمان کا اس جگہ ذکر کر رہے وہ منافق ہو گیا آیات خلق السموات والارض فی ستمہ ایام سے لینے جن آیتوں میں دلالت و تصریح ہے اس کی کہ چار دن میں دو دنوں کی سہ ماہیہ کی خلق ہوئی اگر خدا سے دیکھو تو مواتت تمتہ کی قید سے ہوئی ہے جب کل ذکر کرنے ایام میں ہو چکا ہے کفری کہتے ہیں اگر کوئی کہے کہ یوم تو عمارت سے روز و شب کو اور ان کا حصول جو ہوا و سوط و غروب مہر سے اور قبل ہیڈیٹر سموات و فطر کے حصول یوم کا کیونکر معقول ہو سکتا ہے تو کمین گے منبے اس کے یہ ہیں کہ اتنی مدت گزری کہ اگر وہ ان فلک خمس کا حصول ہوتا تو وہ مقدار یومین کے ساتھ اندازہ کیا جاتا اسکی نظیر اول ہی گذر چکی ہے مشہور یہ ہے کہ یہ چار دن بقدر ایام دنیا کے تھے قرطبی نے ایک یہ قول حکایت کیا ہے کہ ہر دن ان میں بہ قدر ہزار برس کے تھا ایام دنیا سے تو چار دن بقدر چہ ہزار برس کے ہوئے انتہی مجاہدانے کہا یوم میں ہستہ الایام کا لکھ ستمہ تمام تقدیروں کو لکھتا ہے و اوحی فی کل سماء اقرھا معطوف ہے فتنہ میں پر قیادہ و سدا نے کہا میں پیدا کیا اُس میں سورج اُس کا اور چاند اس کا اور تار و اس کے اور افلاک اس کے اور وہ جو اس میں ہیں فرشتے اور دریا اور اوے اور برف کسی نے کہا یہ منبے میں کو وحی کی اس میں اس شے کی جس کا ارادہ کیا اور اس شے کی جس کے ساتھ امر کیا ایسا کہہی منبے امر ہوتا ہے جس طرح کہ اس آیت میں ہے یا اَنْزَلْنَا اَوْحٰی لَکَ اَوْحٰی اِس آیت میں وَاذْ اَوْحٰی اِلٰی اَنْحُوْرَیْنِ اٰی اَمْزَجْمُ اھدیہ ہر کمین ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے واسطے اللہ کے ہر آسمان پر ایک گھر ہے کہ فرشتے اس کا حج و طواف کرتے ہیں کعبہ کے محاذات میں اور جو گھر سماے دنیا میں ہے وہ بیت المعمور ہے بالجملہ یہاں تک تو غائب کی صمنہ میں متین ہر وَکَرَّیْنَا السَّمٰوٰتِ الدَّیْمٰیَ صَیَاحُ وَجْہِیْنِ غَیْبِ وَفَوْقَ عِلَیَّتِیْ حُرُوفُ التَّقَاتِ فرمایا اس لیے کہ منظر و ظاہر کرنا اس بات کا ہے کہ سما و دنیا کی تہ میں کے ساتھ مزید عنایت و بہ تمام ہے سینے بند و ذرا ہماری قدرت و انعام کو تو دیکھو کہ ہم نے زینت دی اس آسمان کو جو کہ زمین سے متصل ہے ساتھ روشن تاروں کے جو اس جگہ پر دیکھتے ہیں مثل چمکنے چراغوں کے اگر آسمان کو سنا ہوتا تو رات کو کیسی جھل و تاریکی ہوتی ابر سے جب تاری جھپ جاتے ہیں تو کیسی تاریکی و وحشت ہوتی ہے نصب و خطا کا اس بنا پر ہے کہ مصدر ہو کہ ہے فعل مضارع کا اسے و خطا با حفظ لینے اور حفاظت کی ہے اس کی حفاظت کرنی کر یا منصوب بنا پر منعول لا سے و خطا المصباح زینہ و حفظ لینے اور پیدا کیا ہم نے چراغوں کو واسطے زینت کے اور نگہبانی کے قول اول اولیٰ ہے اوجہ ان سے وجہ ثانی کے بار و زمین کہا ہے کہ یہ تکلف ہو اور سہل و ظاہر بات سے مائل ہونا ہے مراد خط سے اس کل محفوظ رکھنا ہے شاید میں سے جو کلاما اعلیٰ کی باتیں سننے کو چوری سے جاتے ہیں

یہ اور جو  
نہیں ہے  
حکیم چاہی  
یہ اور جو  
یہ اور جو  
یہ اور جو





جس نے اشیاء کو پیدا کیا اور جو قوتیں ان کو اٹھائے پھر نبی ہین ان کو ان میں مرکب کیا اور اس کل دباؤ تحت ہر کما قاف  
 قافی والہ اللہ کا بیکتنا کھایا کپڑا قافا لائق سحوت پس انہوں نے ایسے دباؤ و اسے کی ظاہر طور عدوت کی اور اس  
 کی آیتوں کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی سو اس پر یوں فرمایا تاکہ سکتا علیکم یغیر بیجا صرہ صرہ  
 بعض نے کہا کہ یہ صرہ ضرور ہر چلنے والی ہوا ہے کسی نے کہا سر دہو کسی نے کہا وہ ہے جس کی آواز ہر حق پر ہے کہ  
 وہ ہوا ان سب اوصاف کرساتہ مسقط تہی کیونکہ وہ ایک سخت قوی نور دار ہوا تھی تاکہ ان کی معصیت ان کو قوی  
 کی جس سے ہر جس کے ساتھ وہ مغرور ہوتے تھے اور وہ ہوا انہایت سرد اور زور دار آواز والی تھی آبی مٹی سے بلا  
 مشرق کی نمر مشہد کا نام صرہ رکھا گیا ہے کہ سبب اس کے کہ اس کے پینے کی آواز قوی ہے فی ایتام تحت لبت  
 ای متنا بعات یسے سات رات اور آٹھ دن ہے درپے لکھا قال تعالیٰ فی ایتام یسے سات رات اور آٹھ دن ہے درپے بیان  
 تاکہ ان سب کو ہلاک کر دیا اور دنیا کی رسوائی عذاب آخرت کے ساتھ ان کو متصل ہو گئی اسی لیے یوں فرمایا  
 لند یقیم عذابا لخری فی الحیوة الدنیا وللعذاب لاخرۃ اخری یسے عذاب آخرت کا زیادہ تر رسول کرنے والا ہے  
 ان کو وہم لا یفصر دن یسے آخرت میں ان کی مدد نہ کی جائے گی جس طرح کہ دنیا میں مدد میں کی گئی اور نہ ہوا  
 واسطے ان کے اسد کو کی بجائے والا کہ ان کو عذاب کو بچانا اور نکال کو دور کرنا قول تعالیٰ قَامَا تَمُوتُ فَقَدْ اُنِمْ  
 الا حضرت ابن عباس و ابو العالیہ و سعید بن جبیر و قتادہ و سدی و ابن زید نے کہا میں اسد فوری نے کہا دعوت تاکہ  
 یسے اور وہ جو بتو تھے سو عبادت کی ہم نے ان کو یسے شناسا دینا کیا ہم نے ان کو اور ظاہر و واضح کیا ہم  
 نے واسطے ان کے حق کو نہ بان پر ان کی نبی صالح علیہ الصلوٰۃ و السلام کے سوا انہوں نے اس کی مخالفت کی  
 اور اس کو جہلایا اور کو بچین کا ڈالین اس اوٹنی کی جس کو اللہ تعالیٰ نے ایک علامت و نشان تیرا یا تاسا کیا  
 پر ان کے نبی کی ہر کڑا ان کو صاعقہ عذاب ہوں نے یسے اسد ہلاک نے ان پر چنگاڑ و لرزہ و ذلت و خاری و عذاب  
 و نکال بھیجا بسبب اس تکذیب انکار کے جوہ کرتے تھے اور بچا لیا ہم نے ان کو جو ایمان لائے یسے ان کے  
 درسیان سے نہ لگی ان کو کوئی برائی اور نہ ان کو اس سے کچھ ضرر پہنچا بلکہ اسد ہلاک نے ان کو نجات دی ہمہ ان کے  
 نبی صالح علیہ الصلوٰۃ و السلام کے اس سبب کہ وہ ہوسن تھے اور اسد عزوجل کا تقویٰ رکھتے تھے فتم الیہ  
 کا بیان فاتح مع توضیح یہ ہے کہ اسد ہلاک نے انکھ میں گھار کو مخاطب کیا تھا اور فان اعرضوا عنہم من النقات  
 کیا خطاب طرف غیبت کے نکتہ اس پر ہے کہ انہوں نے اعراض کیا تو اسد ہلاک نے ہی ان کے خطاب پر ہر  
 فرمایا یہ ایک عجیب تا حسیں ہو اور اندر تک من صیغہ ماضی کا اس لیے ہے کہ دال ہر متحقق انداز پر جو خبر دیتا ہی  
 اس خبر کے متحقق کی جس کے ساتھ انداز کیا گیا مطلب یہ ہے کہ عذاب کا آنا ایسا یقینی ہے کہ گویا اس کا انداز

۱۰  
 ارتقاء بنام  
 خدائے جل و علا  
 پر سب قدر  
 عذاب کی سختی  
 کے دن ہر کڑا









تہا جو اپنی قوت پر نازان تھے سو ایک ہوانے اڑا کر انکا ناس کر دیا پھر دوسری قوم کا حال ذکر فرمایا وَكَانَ كَثُورٌ مِّنْهُمْ  
یہی ہے اردو جو تھو تھے سو میان کی ہم نے واسطے ان کے راہ بخت کی اور بتایا ہم نے ان کو طریق حق کا باہر طور کہ  
اُن کے طرف رسول بھیجے اور اللہ کی مخلوقات سوان کے واسطے دلائل اور پتے نشان قائم کیے اور شریعی  
آیتیں نازل کیں کیونکہ یہ سب امور عاقل پر پس بات کو واجب کرتے ہیں کہ اللہ باک پر ایمان لائے اور اس کے رسولان  
کی تصدیق کرے۔ قرآن نے کہا مِّنْهُ آيَاتٌ لِّمَن يَّهْتَدِي ۚ وَلَٰكِنَّا كَثُرَ مَلَآٰئِكًا مَّا يَّزَالُ الْاِنْسَانُ يَصِفُ  
بہیکر ہم نے ان کو خیر کی راہ بتائی شیخ ابو منصور کہتے ہیں ہدایت جو مذکور ہوئی احتمال ہے کہ بیان کرنا ہو  
جیسا کہ مذکور ہو اور یہی احتمال ہے کہ ابتدا کا پیدا کرنا ہو ان میں سو وہ مہدیین ہو گئے پھر بعد اس کے کا فر ہو  
اور اوٹنی کی کو پھین کا ٹرن کیونکہ جو ہدایت خالق کی طرف مصناف ہوئی ہے وہ بیٹے بیان و توفیق و خلق فعل  
ابتدا کی ہوئی ہے تہی وہ ہدایت جو خلق کی طرف مصناف ہو سو صرف بیٹے بیان ہوئی ہے صاحب کشاف  
نے اس میں کہا ہے پس اگر تم کو یہ قول متا راہ یہ کیا اس کے منے جلالت فیہ الہدی کے نہیں ہیں بیٹے میں  
نے اس میں ہدایت رکھ دی دلیل اس پر متا راہ یہ قول ہے مہدیہ فاستدی بیٹے تحصیل بغیر حصول بغیر بیٹے میں  
نے اُسے راہ بتائی تو وہ راہ پا گیا مطلب یہ ہے کہ میں نے مطلوب حاصل کر دیا اور وہ حاصل ہو گیا جس طرح یکسو  
ہو کر دعتہ فارغ یعنی میں نے فلان کو بازرگما تو وہ بازرگما اب کس طرح استعمال ہدایت کا محروم دلائل  
میں جائز ہوا تو ہم جواب دین گے کہ جائز ہوا واسطے دلائل کو اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو قدرت دی پھر  
ان کی علمیت و دو گمین اور ان کے واسطے کوئی عذر باقی نہیں رہا تو گویا بغیر و مطلوب کو ان میں حاصل کر دیا یہ سبب  
حاصل کر دینے اس شو کہ جو کہ مطلوب کی موجب مقتضی ہوئی ہے اتنے صاحب کشاف نے جو یہ تکلف کیا سو  
صرف اس لیے کہ خلق ابتدا کے ساتھ ہدایت کی تفسیر کرنے پر اُسے قدرت نہ ملی کیونکہ وہ اُس کے مذہب کے خلاف  
ہے جمہور نے امانت کو برفع و منع صرف پڑا ہے اور اعش ذابن و ثاب نے برفع و بصرف اور حضرت ابن عباس  
و ابن ابی اسحاق و عاصم نے ایک روایت میں برفض صرف اور حضرت حسن و ابن ہریرہ و عاصم نے ایک روایت  
میں برفض و منع صرف پس رفع تو بار بار ابتدا ہے اور ضعیف بھی ہے اس لیے کہ بعد جوف ابتدا کے واقع ہوا ہے  
اور برفض بار بار اشتغال ہو اور صرف بار بار تفسیر اسم باب وحی ہے اور منع صرف اس بنا پر ہے کہ تاویل سکی تعبیر  
ہو یا بچلہ اللہ پاک نے رسول بہیکر تھو کو خیر کا رستہ بتایا قَانَسْتَهُوَاللّٰہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ سَوَاعِدُ النَّعْمِ  
کیا کفر کو ایمان پر قالہ الفرار ابوالعالمی لے کہا اختیار کیا عی کے بیان پر ہندی نے کہا کہ اختیار کیا بمعصیت  
کو طاعت پر تو اس کی سزا دنیا میں ان کو یہ ملی قَاكَحَنَ تَعْلَمُ صَاحِقَةً الْعَدَاۓتِ الْاَوَّلِیَّ اَمَلٌ كَرِيحًا  
ہے کہ صاعقہ نام ہے شے ملک ک کوئی سی لے ہو اور ہون بیٹے ہوان یا امانت ہے گویا میں کہ کہ بہیجان



ان کو ہی پردہ کریں **ف** یعنی دنیا میں بعضی بلا صبر سے آسان ہوتی ہے اور وہ ان صبر کریں یا نہ کریں و فرج گھر  
ہر جگہ اور بعض بلا نسی ہے سنت کرنے سے وہ ان بہتر احباب میں کہ سنت کریں کوئی قبل نہیں کرتا **ف** یعنی ان  
پیشواں تعینات تھے کہ برسے کام پہلے دکھائے اور نیک پڑی بات لا ملن انتے **ف** حافظ ابن کثیر  
ہیں ذکر دے سٹے ان مشرکوں کے اس من کا جس میں وہ جمع کیے جائیں گے طرف آگ گئے یزید بن معاویہ کے یہ سننے  
ہیں کہ نہ بانیہ فرشتے جمع کریں گے ان کے اول کو ان کے آخر پر طلب یہ ہو کہ جس طرح فوج کے افسر فوج کو ستر  
سے ترتیب وار طلب تھے اسی طرح فرشتے ان کو طلب کریں گے تاکہ سب برابر جلیں آگے پیچھے نہ ہوں بلکہ اسی  
طرح دوسری آیت میں ہی و فرج کی طرف ہانکنے کا ذکر آیا ہے جیسا کہ امام پاک نے فرمایا ہے **وَسَنُوفِّي الْفُجْرَ بَيْنَ**  
**رَأْسَيْ جَهَنَّمَ فَرَجًا** اے عطا شاہ اپنے محبوب مرسل کو جہنم کی طرف ہانکین گے اس حال میں کہ وہ پیاسے ہوں گے سختی  
**إِذَا حَارُّوا وَهَارُوا** کا یہ طلب ہے کہ جس وقت وہ اس پر کھڑے ہونگے تو گواہی دیں گے ان پر کان ان کے اور  
آنکھیں ان کی اور چہرے ان کے انکے اگلے و پچھلے اعمال کی اور ایک حرف بھی ان سے چھپا یا نہ جائے گا اور  
اپنے اعضا اور چہرہ ان کو ملاست کریں گے جب کہ وہ ان پر گواہی دیں گے تو اعضا اس وقت ان کو یہ جواب دیں گے  
کہ بلکہ یا ہم کو امام نے جس نے بلکہ یا یہ ہر شے کو اور اس نے تم کو پیدا کیا اول باب میں وہ تو ایسا ہے کہ کوئی اس کا  
مخالف اور مانع نہیں ہو سکتا ہے اور اسی کی طرف تم پہ جاؤ گے حافظ ابو بکر ثرار نے حضرت انس رضی اللہ  
عنه سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن پہنچے یا سکر اسے پہنچا فرمایا کیا تم نہیں پوچھتے ہو مجھ  
سے کہ میں کس شے سے ہنسنا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کس چیز سے ہنسے فرمایا میں نے تعجب کیا بندہ کے مجاہدوں  
سے جو وہ اپنے رب کو کسے کا قیامت کر دین کہہ گا اسے رب کیا تو نے مجھ سے یہ وعدہ نہیں کیا ہے کہ تو مجھ پر ظلم کرے گا  
فرمائے گا کیوں نہیں توبہ نہ کہے گا پس میں تو قبول نہیں کرتا ہوں اپنے اوپر کسی گواہ کو بکر سے نفس ہو تو اور نہ ایک  
و تعالیٰ فرمائے گا کیا میں کافی نہیں مہن گواہ اور ملائکہ کرام کا تبیین کہما پر یہ بات بار بار کہے گا کہما پر ہر  
کردی جائے گی اس کے منہ پر اور بولیں گے اس کے اس کام کو جو وہ کرتا تھا تو اب کہے گا بعد الکن و سخا عنک  
اجادل یعنی تم دور ہو جاؤ میں تو تمہاری ہی طرف سے جگر نہ تھا تم **رَوَاهُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ مِّنْ حَدِيثِ**  
**أَبِي عَامِرٍ الْأَسَدِيِّ عَنْ فَضِيلِ بْنِ عِمْرَانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ ثُمَّ قَالَ لَا تَكُنْ رَوَاهُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ**  
**عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ الشَّافِعِيُّ لَا أَحَدٌ أَحَدٌ رَوَاهُ عَنْ**  
**الْأَعْمَشِيِّ بِحَدِيثِ الْأَنْصَارِيِّ وَلَكِنْ كُنَّا قَالًا كَمَا رَأَيْتُ وَاللَّهِ أَحَدٌ كَرَّمَ** ابن ابی حاتم نے ابراہیم سے روایت کیا ہے کہ  
روایت کیا ہے کہ ابو موسیٰ نے امام عروہ سے کہا اور بلایا جائے گا کافر و منافق و اسے سب حساب آئے تو پیش کرے گا

۱۰  
نظر آتا ہے  
روایت کیا ہے

اس پر پراس کی غروب عمل اس کے کوتوا نکار کر کے گا اور کہے گا اے رب تم ہے تیری عزت کی البتہ مقرر کلمہ لیا ہو  
محب پر اس فرشتے نے وہ عمل جو میں نے منین کیا پس فرشتہ کہے گا کیا تو نے منین کیا فلاں دن فلاں مکان میں  
تو کہے گا تم ہے تیری عزت کی اے رب میں نے اس کو منین کیا کہا پر جب وہ یہ کرے گا تو اس کے منہ پر مہر کر دی  
جائیکے اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا پس بیشک میں البتہ لگان کرتا ہوں کہ پہلا عضو اس کا جو بوسے گا اس کی  
سید ہی راہن (۳۴) حافظ ابو یعلیٰ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بنی صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہیں فرمایا جس وقت قیامت کا دن ہوگا تو کافر کو اس کا عمل پہنچو تا میں گے تو وہ نکلا  
کرے گا اور جگڑے گا پس کہے گا میں نے اللہ تعالیٰ یا فرشتہ تیری تیری پڑوسی گواہی دیتے ہیں تجھ پر تو کہے گا کہ  
جوٹ کہا پر کہے گا تیرے گمراہے تیرے کنبہ والے تو کہے گا کہ جوٹ کہا پر کہے گا کہ قسم کماؤ تو قسم کما جاؤ  
پھر اللہ تعالیٰ ان کو چپ کر دیگا اور گواہی دینگے ان پر زبانیں ان کی اور دخل کر دیگا ان کو تا میں (۳۵) ابن  
ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ابن لازرق سے کہا بیشک  
قیامت کو دن آئے گا لوگوں پر اس سو ایک وقت کہ وہ نہ بولیں گے اور نہ عذر کریں گے اور نہ کلام کریں گے لہذا  
تاک کہ ان کے واسطے اذن دیا جائے پھر ان کے لیے اذن دیا جائے گا تو جگڑینگے پھر انکار کرے گا اسکا  
ا کرنے والا اپنے شرک کرنے کا ساتھ اللہ تعالیٰ کے یہ وہ قسم کما جائیں گے واسطے اس کے جس طرح کہ قسم  
کھاتے میں واسطے ہمارے تو یہی ہے گا اللہ تعالیٰ ان پر جبکہ وہ انکار کریں گے گواہوں کو ان کی جانوں  
سے اور ان کے چہروں سے اور ان کی آنکھوں سے اور ان کے ہاتھوں سے اور ان کے پاؤں سے اور  
مہر کر دیگا ان کے منہ پر پھر کہول دیگا ان کے واسطے منہ تو وہ جگڑیں گے اعضا سے تو اعضا کہیں گے  
کہ بولو یا ہم کو اللہ نے جس نے بلوایا ہر شے کو اور اس نے تم کو پیدا کیا اول بار اور اسی کی طرف تم پہر جاؤ گو  
پس اب زبانیں اقرار کر لیں گی بعد انکار کے (۵) ابن ابی حاتم نے عن عبد الرحمن بن جبیر الحضرمی عن  
رافع ابی الحسن روایت کیا ہے عبد الرحمن نے کہا کہ رافع نے وصف کیا اس شخص کا جس نے انکار کیا  
کہا پھر اشارہ کیا اللہ تعالیٰ اس کی زبان کی طرف تو وہ بڑھ جائیکے اس کے منہ میں بہا تاک کہ اسے بہر  
دیگی یہ وہ طاقت نہ رکھے گا کہ ایک بات بوسے پھر اس کے سارے اعضا سے فرمائے گا کہ بولو اور اس پر  
گواہی دو تو گواہی دیگا اس پر کان اُس کا اور آنکھ اسکی اور چہرہ اُس کا اور شرنگاہ اُس کی اور ہاتھ  
اُس کے اور پاؤں اُس کے کہ صغنا علنا فعلنا یعنی ہم نے دکھام کیے آیت سورہ یس الیوم نختتم علیہ افواہہم  
لا یتذکر فیہ من اتنی بہت احادیث و آثار گنہ چکے ہیں کہ ان کے مکر لانے سے بیان غنا حاصل ہو (۶)  
ابن ابی حاتم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صاحب کہ صاحبین صابر رسول







ہوا ان پر کلمہ عذاب کا جس طرح کہ ثابت ہو چکا ہے ان اسموں پر جو ان کو پہلے گزرجی ہیں جن والش میں سے  
 جنہوں نے ویسے کام کیے جو انہوں نے کیوں انہم کا ثناء اخیر نبی یعنی شمار و زیان و ہلاک میں یہ اور وہ برا  
 ہوئے **ف** فتح البیان کا بیان سم توضیح یہ ہے کہ مہر نے محشر کو بصیفہ مجبول بڑھا ہے اور اعداء کو مرفوع  
 اور نافع نے محشر بنون و لصب اعداء کلمہ اذ میں عامل محذوف ہو جس پر بالبعد دال ہے تقدیر یہ ہے یساق الندا  
 یوم محشر یا اذکر محذوف کا ظرف ہے اسے اذکر یوم محشر یا بجلد اللہ پاک نے یوم محشر اعداء اللہ فرمایا بجائے یوم محشر  
 کے کیونکہ اول قوم ثمود کا ذکر ہے تو ضمیر انہیں کی طرف راجع ہو جاتی سو وجہ اس کی یہ ہے کہ مقصود ان کی ذمہ  
 سبالغہ کرنا ہے یعنی کون ثمود جو کہ اللہ سبحانہ کے دشمن ہیں اس کو بڑھ کر اور کیا ذمہ ہوگی کسی نے کہا کہ مراد  
 اعداء سے مطلق کفار ہیں اگلے پچھلے یعنی اھل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ذکر قریش سے جو کہ تیرے معاند  
 و دشمن ہیں حال کفار کا جو کہ قیامت کر دن ہوگا شاید وہ عناد و دشمنی سے باز آئیں زجر بریز ہوں ناک کی طرف  
 حشر کرنے کے یہی ہیں کہ ان کو ہانک لیجائیں گے طرف آگ کے باطن موقف حساب کے اس لیے کہ وہ ان ظاہر  
 ہوجائے گا فریق جنت کا اور گروہ دوزخ کا فہم یوزعون کے یہ سننے میں کہ روکا جائے گا اول ان کا ان کے  
 آخر پر تاکہ سلاحت و جمع ہوجائیں قتادہ و سدی و غیرہ نے اسی طرح کہا ہے اور اسی کے حضرت ابن عباس نقل  
 ہیں اپنے تئیں اے جائیں گے ان کے سابق لوگ یہاں تک کہ ان کے پچھلے ان سے لاحق ہو جائیں یہ بیان  
 ہے اہل ناک کی کثرت کا اہل میں یوزعون ماعود ہے و زعمتہ یعنی کفرتہ سے وزع کے سننے روکنے اہل باز رکھنے  
 کے ہیں اس کے سننے کی تحقیق سورہ نمل میں پورے طود پر گزرجی ہے ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ  
 عنہما سے اس کی تفسیر میں یہ فہون ہو کسی اور نے کہا ہے بنے بسا توں ہے حتیٰ اذآما جادوھا لایمیز  
 کلمہ یازامہ ہے بنے یہاں تک کہ جس وقت وہ آئیں گے آگ چس کی طرف ہانک لائے گئے اور اس کے حضور  
 میں آجائیں گے یا موقف حساب میں تو گواہی دیں گے ان پر کان ان کے اور انکسین ان کی اور جڑے ان کے  
 ان گناہوں کی جن کو وہ دنیا میں کیا کرتے تھے اس گواہی کی کیفیت میں تین قول ہیں ایک یہ کہ ہر  
 پاک فہم و قدرت و لطف ان میں پیدا کر دے گا تو وہ گواہی دیں گے جس طرح کہ آدمی اپنی حالی پہچانی سنے  
 پر گواہی دیتا ہے دوسرا یہ ہے کہ ان اعضاء و حروف پیدا کر دیگا جو کہ ان معانی پر دال ہونگے  
 قیسرا یہ ہے کہ ان اعضاء و احوال ظاہر ہونگے جو کہ دلالت کریں گے ان اعمال کے صدور پر اس انسان  
 سے اور ان علامات کا نام شہادتین رکھا جائیگا جس طرح یون بولتے ہیں کہ عالم شہادت دیتا ہے ساتھ شہادت  
 اپنے احوال کے اپنے حدوث پر کہ حجتی کہتے ہیں لطف دیکھا ان کو اللہ تعالیٰ مثل لطف دینے زبان کر تو وہ  
 گواہی دینگے اور عقل ان کا لطف کچھ زیادہ تر غریب نہیں ہے زبان کے لطف سے ایضاً اس کا یہ ہے کہ معیات

و علم و قدرت کو واسطے فیہ شرط نہیں ہے تو اللہ پاک قادر ہے عقل و قدرت و لطف کے پیدا کرنے پر ان اعضا کے اجزا سے  
 ہر جزو میں مقابل نے کہا کہ ولین گے انکے جراح اس شو کہ جسے اُن کی زبانوں نے چپایا یعنی عمل کرنا ان کا سامنے  
 شرک کے مراد جلوہ سے اکثر مفسرین کے قول میں یہی معروف چڑے ہیں یعنی بدن کی کمال کسی نے کہا کہ مراد ہر  
 سے مطلقاً جراح و اعضا ہیں تو اب عطفت جلوہ کا سمع و ابصار پر عطفت علم پر خاص کے قبیل سے ہوگا سدی  
 و عبید اللہ بن ابی جعفر و فرما کہتے ہیں کہ مراد جلوہ سے فزوج ہیں یہ کنایات کے باب ہے کہ قال قتال لے گا  
 لَوَاعِدُ ذَہْنٍ یَسْتَلْزِمُ اَمْرًا دَرَسَ نَکَلُحَ ہُوَ وَ قَالُ لَمَّا لَ اَوْجَادُ اَحَدٍ شَیْئٌ کَمَنْزِلِ اَلْاِطِیْمِ اَمْرًا دَافِعًا لِّمَقْضَاہِ  
 حاجت ہو گا لفظ کہتے ہیں زمین لبست کو چونکہ اجرت زمین میں پاخانہ بہرتے ہیں اس لیے اس سے کنایہ کیا جبر  
 طرح کہ ہندی میں جنگل جانا اس کو کنایہ ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے اول جو شے بولے گی آدمی سے اس کی  
 ران اور تھیلی ہے جیسا کہ اول گزر چکا ہے اس تقدیر پر یہ آیت و عبید اللہ ہوگی اگر کتاب زبان میں کیونکہ مقدر نہ  
 کا جو حاصل ہوتا ہے سوران سے لیکن قول اول اولی ہے وجہ تخصیص ان میں کی سائنہ گراہی کے ذوالکلی باج  
 اس کے کہ اس باپچہ میں مسیح و عبید اللہ و ذوق دلس اور آلس کا جلد ہے وہ ہے جو امام رازی نے ذکر فرمائی  
 ہے کہ ذوق دلس میں دھل ہے بعض وجہ سے اس لیے کہ ادراک ذوق کا جو حاصل ہوتا ہے سو باہن طور کہ زبان  
 کی جلد جرم طعام سے تماس ہو جاتی ہے اور اسی طرح شحم حاصل نہیں ہوتا ہے یہاں تک کہ ناک کی جلد تماس ہو جاتی  
 ہے جرم شحم سے تو ذوق و شحم داخل ہو گئے جس میں انتہی اور جب کہ رازی کے اس کلام سے شحم نے وجہ  
 تخصیص نہیں کی پہچان ملی تو اس سے وجہ تخصیص جلوہ کی سائنہ سوال کے ہی معلوم کر لی کہ قال قتال لے گا لَوَاعِدُ ذَہْنٍ  
 اس واسطے کہ جلوہ شتمل میں میں حساس پر تحصیل نصیبت کا جلوہ کی جبت کو اکثر ہوا اور جو اس کا قائل ہے  
 کہ جلوہ سے مراد فزوج ہیں تو وجہ تخصیص ان کی سائنہ سوال کے ظاہر ہے اس لیے کہ جس ناک کی فرج شہادت دیگی وہ  
 فرج میں بزرگتر ہوگی اور خوی و عصبیت کی زیادہ تر غالب ہوگی اور وجہ افراد سمع و جمیع ابصار کی سابق میں گند  
 چکی ہے کسی نے کہا کہ مراد جلوہ سے یہاں سے اعم ہیں تو جلوہ کے سوال میں سمع و بصر کے سوال کا ذکر نہیں ہے  
 بلکہ وہ جلوہ میں داخل ہیں اس سے جو حکم کو معلوم ہو چکے ہیں غرض کہ حبیب اعضا و جلوہ و ان پر گواہی دیگی  
 توان سے سوال کریں گے کہ شہادت مکتبہ ایسے کہیں جی حکم نے کیوں ہم پر گواہی دی یہ سوال تو بیخ و تمہی  
 ہے تعجب تو اس امر غریب و نادر کو کیا کہ بولنے والوں کو زمین میں اور بولے اندر تو بیخ و سرزنش اس واسطے  
 کی کہ دنیا میں وہ اُن کے سامع و محال نہ تھے ماحی پر فراب کیونکہ اُن پر گواہی دی پس اسی لیے اُن کی شہادت  
 کو ایک امر غریب سمجھا اور خطاب عقلا کے سینے سے ان کو مخاطب کیا کیونکہ ان سے وہ بات صادر ہو جاتی جو  
 عقلا سے صادر ہوتی ہے یعنی شہادت غرض کہ جلوہ نے غرض کر کے یہ جواب دیا کہ بلوایا.....

۱۰  
 بعد از کلام  
 چنانکہ در باب  
 سخن شخص مذکور  
 چنانکہ در باب  
 چنانکہ در باب  
 چنانکہ در باب  
 چنانکہ در باب  
 چنانکہ در باب

ہم کو اسے جس نے بلوایا ہر شے کو یعنی اُس کی مخلوقات میں جو شے کو بلاتی ہے تو ہم نے تم پر گواہی دی ان سے  
اعمال کی جو تم نے کیے کسی نے کہا سنے یہ ہیں کہ ہم نہیں بولے اپنے اختیار سے بلکہ ہم کو اللہ نے بلوایا یعنی اول  
اولیٰ میں یعنی ہمارا لفظ کوئی عجیب فہم نہیں ہوا اس کی قدرت سے جو کہ قادر ہے ہر حیوان کے بلوانے پر اگرچہ  
وَهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَلْيُذَكِّرْ لَعَلَّكُمْ تَرْجِعُونَ میں تین قول ہیں ایک یہ کہ تمہارا کلام جلد سے یعنی جو ذات پاک  
قادر ہے تمہاری اول بار بنانے پر اور بعد اس کے زندہ کرنے پر قادر ہے جلد و اعضا کے بلوانے پر دوسرا یہ ہے  
کہ کلام ملائکہ سے ہے تیسرا یہ ہے کہ شائف ہوا اللہ کے کلام سے یعنی جو ذات پاک قادر ہے تمہاری خلق و انشا  
پر اول بار وہی قادر ہے تمہارے اعادہ و رجوع کرنے پر چوتھا اپنے اس قول کی بنا پر تو ترجعون بعصفہ مضارع  
ظاہر ہے اور جب تمہارا کلام جلد و یا کلام ملائکہ سے نہیں آیا جائے تو ظاہر یہ تھا کہ رجعت ہونا کیونکہ یہ بات جیت بعد بعث  
و رجوع کے ہے اس جو پرشاید بعصفہ مضارع کا اس لیے آیا کہ مراد رجوع سے نہ اپنا طرف حیات کے ساتھ بعث  
کے نہیں ہے بلکہ مراد رجوع سے وہ رجوع ہے جو شامل ہے حیات کی طرف پسرنے کو اور شامل ہوا اس عذاب خالد کو  
جو اس پر تشریف ہوگا جس کا انتظار و ترقب کیا جاتا ہے وقت اس گفتگو کے پس جو رجوع متوقع ہے اسکو  
تعلیل دی گئی اس رجوع پر جو کہ واقع ہو گیا یعنی مبعوث ہو کر زندہ ہونا سو اس رجوع پر رجوع متوقع کو تعلیل  
دیکر بعصفہ مضارع کا کہا تعلیل عجیب ایک عمدہ و حسین نوع ہے بلاغت کی کلام عرب میں عموماً اور قرآن میں  
میں خصوصاً بہت ہوا اس جگہ نسبت رجعت کے ترجعون میں زیادہ غلبی ہے کیونکہ رجعت سے صرف زندہ ہونا  
معلوم ہوا سو وہ تو ظاہر ہی ہے کہ زندہ ہو گئے اعضا کی گواہی ہو رہی ہے اور ترجعون میں یہ رجوع بھی ہے  
اور وہ رجوع جو بعد اس کے ہوگا طرف عذاب خالد کے جس کی توجیہ و تفریع اس سے معلوم ہوتی ہے وہ کمین  
اس سے بڑھ کر ہے اب کہ جو ادا اس میں ہے وہ رجعت میں کما ان اللہ اجرنا من النار و من حجابات النار  
بجاء لہنی المختار لفتلک رحمتک یا عزیز یا غفار و سترنا یا ستار و اعنا علی ذکرک و شکرک انا و اللیل  
و اطراف النار و صل وسلم و بارک علیہ آک الا طار و صحبہ الاخیر آمین قولہ تعالیٰ وَ مَا کُنْتُمْ تُسْأَلُونَ  
الْآیۃ تَبْیِیْحُ و تفریع ہے انکے واسطے طرف سوائہ پاک کے یا تمہارا کلام جلد سے ہے یعنی وقت کرنے اعلیٰ  
قیس کے اور ترکیب ہونے بیجا بی کے کاموں کے تم چہتے نہیں تھے ساتھ دیواروں اور پردوں کے  
اس بات سے مذکر کے کہ اعضا تم پر گواہی دینگے بلکہ تم دوسرے سے بعث و جزا ہی کے منکر تھے اکثر علماء  
کا قول یہی ہے چونکہ انسان اس پر قادر نہیں ہے کہ مصیبت کرتے وقت اپنے اعضا سے چہچہاں اس لیے یہاں  
استغفار و استتار کے سننے ترک مصیبت کے ہیں یعنی تم ترک مصیبت نہیں کرتے تھے اعضا کے گواہی  
دینے سے ذکر کسی نے کہا کہ ہمتار یعنی اتقا ہے یعنی تم تقویٰ و خوف نہیں کرتے تھے و نہا میں اس کو گواہی



کوئی کہے کہ یہ بات تو مسلم ہے کہ ان کو اس سے خلاصی نہیں ہے ہر اس فیکہ کی کیا وجہ ہے کہ اگر وہ صبر کریں تو کمینگی کہیں  
 ہمارے تقدیر پر یہ ہے فان يصبروا ولا يصبروا فان رثوى لهم على كل حال یعنی ہر اگر وہ صبر کریں یا نہ کریں ہر حال  
 ناز ان کا نہ کما ہے یعنی نہ کما فان يصبروا ولم ينفعهم الصبر ولم ينفعوا ابن التواتر انہیں ہر اگر وہ صبر کریں تو صبر  
 کرنا ان کو نفع نہ دے گا اور وہ بسبب صبر کے نازیں رہنے سے خلاصی نہ پائیں گے انتہے کسی نے کہا یہی معنی ہیں ہر  
 اگر وہ صبر کریں اور جسے ہمیں اعمال اہل ناز پر تو ناز رثوی ہے واسطے ان کے محاورہ عرب میں بولتے ہیں غنبنی  
 فلان اے ارضائی بعد اس خاطر ایامی یعنی راضی کیا اس نے مجھے بعد اس کے خفا کرنے کے مجھ کو اور مستتب خفا  
 کے معنی ہیں طلبت من ان رضی یعنی فلان سے میں نے یہ بات طلب کی کہ وہ رضی ہو جائے سننے میں کہ اگر وہ  
 یہ سوال کریں کہ وہ رجوع کیے جاؤں طوف اس شو کے جس کو دوست رکھتے ہیں تو وہ رجوع نہ کیے جائیں گے کیونکہ وہ  
 اس کے مستحق نہیں ہیں **فصل** کہتے ہیں استغفرت فاعتقبتی کے معنی میں استغفرت فارضائی یعنی میں نے اس  
 سے رضا طلب کی تو اس نے مجھے راضی کیا سننے آیت کہ یہ ہیں کہ اگر وہ رضا طلب کریں تو رضائے سے واقع نہ ہوگی بلکہ  
 ان کو ناز میں جانا ضرور ہے جمہور نے استغفرت البصيرة معروف اور بن العنبتین بصيرة اسم مفعول پر ہا ہے اور حضرت  
 حسن عسید بن عمری وادوالعالی نے اول کو بصيرة مجہول اور ثانی کو بصيرة اسم فاعل یعنی اگر اللہ پاک ان سے درگزر فرمائے  
 اور دنیا کی طرف ان کو پھیر دے تو وہ عمل نہ کریں گے ساند طاعت اللہ کے کما لے نولہ نالے و لور ذوالعاد و الما  
 لحو ائنتہ اصل تصدیس کی تیسر و تہید ہے یعنی مبر و مہیا کر دیے ہم نے واسطے کفار قریش وغیرہم کے  
 قریشا طین سے مثل ان کے دوستوں کے قریش جمع ہے قرین کی قرین یعنی نظیر ہے بقولہ تعالیٰ و من یحش حق  
 ذکرا الرحمن یفتیق لہ شیطانا فھو لہ قرین زجاج نے کہا سبنا لعم فزاحتے منہم کسی نے کہا سلطان  
 علیہم کسی نے کہا قدرنا یہ سب معانی قرین یکدگر میں یعنی وہ قرین ان کے ساتھ گئے رہتے ہیں اور ان پر پاب  
 و مستولی ہوتے ہیں مثل سہیلہ رقیض کے بیض پر رقیض اندے کے اوپر کے چیلے کو کہتے ہیں کسی نے کہا کہ ہم  
 تعالیٰ نے مقرر کیے واسطے ان کے قرین آگ میں لیکن اولیٰ یہ ہے کہ مسلط کرنا قریش کا دنیا میں ہے اس واسطے  
 کہ قریش کی حیصت ذکر فرمائی ہے قریشوا لھم تما یکی اکل یھم و ماکلھم سننے میں سو حاجی کر دیا  
 قریش نے کفار کو وہ فہم جو ان کے آگے ہے میں اسور دنیا اور اس کی خواہشیں اور آمادہ کیا ان کو اس پر کہ  
 اللہ کے معاصی میں پڑیں بایں ہمد کہ ان میں خوب منہمک ہو جائیں اور زینت دی اُس شے کی جو ان کو پیچھے  
 ہے اسور آخرت سے تو یوں کہہ دیا کہ نہ بوٹ ہے نہ حساب ہے نہ جنت ہے نہ ناسہ زجاج نے کہا مابین ایدیم  
 وہ عمل ہے جس کو کر چکے اور ما خلفم وہ ہے جس کے کرنے پر عزم کیا ہے یہی زجاج سے مروی ہے کہ مابین ایدیم  
 امر آخرت پر اور ما خلفم امر دنیا ہے مابین طور کہ دنیا قدیم ہے اور کوئی صانع نہیں ہے مگر طباہم و افلاک و حق

۴  
 مگر یہ ہے جو سنہ  
 کرین ہی جو سنہ  
 خانہ کو سنہ  
 اور کوئی کہیں  
 اور ہر اسے جاننا  
 بڑھ کر ہر اسے  
 کہن ایک بھلا  
 چاہے اس کو چاہے



اُن کی مثال جلا وقت سننے قرآن کے امر پاک نے اپنے مومن بندوں کو برخلات اس کے حکم دیا پس سرمایا قیاداً قرآن  
الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ہر امر عزوجل نے قرآن کے واسطے انحصار و انتقام لیا اُن  
کافروں سے جنہوں نے اُس سے دشمنی رکھی اُن کے حق میں یوں فرمایا پس البتہ ہم جیکھا دیں گے اُن لوگوں کو جو  
کافر ہوئے سخت عذاب ہے مقابلے میں اُس شخص کے جی انہوں نے اعتقاد کیا قرآن میں اور اُس کے سننے وقت اور  
البتہ بدلا دیں گے ہم ان کو جسے سے بُرا اُس عمل کا جو وہ کرتے تھے یعنی اُن کے بدترین اعمال و افعال کا  
سفیان فوری نے بسند خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے الدین اصلہا کی تفسیر میں روایت کیا ہے فرمایا کہ بطور  
ہے اور وہ فرزند آدم جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا اسی طرح عوفی نے بھی مثل اس کے اُن سے روایت کیا ہے سدی

۱۔ در تفسیر  
۲۔ جامع قرآن  
۳۔ حاکم کما در حدیث  
۴۔ تاج التفسیر  
۵۔ در کوفہ  
۶۔ در حدیث  
۷۔ در حدیث  
۸۔ در حدیث  
۹۔ در حدیث  
۱۰۔ در حدیث

کا لفظ اُن سے یہ ہے فالیس یدعوہ کل صاحب شرک داہن آدم یدعوہ کل صاحب کبریا فالیس الداعی الی  
کل شر من شرک فادونہ داہن آدم الاول جیسا کہ حدیث شریف میں ثابت ہوا ہے نہیں قتل کیا گیا کوئی نفس  
برا ظلم مگر ہوگا ابن آدم اہل برابیک حصہ اس کے خون سے کیونکہ پہلے پہل اسی نے قتل کا طریقہ نکالا ہے و  
قولہم جمعہما تحت اقدامنا یعنی ہم کرین اُن کو پہل ہم سے عذاب میں تاکو وہ ہوں ہم سے زیادہ تر سخت  
عذاب میں اور اسی لیے یوں کہا۔ لیکون من الاسفلین یعنی مار کے اسفل در کے میں جیسا کہ اعراف میں  
گزرجا ہے جہان کو انیام نے اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کیا ہے کہ اُن کے سرداروں پر عذاب کرے ہنعان  
ان کے عذاب کا فرمایا لیکن صیغۃ کواکین لا تکلفون یعنی اللہ تعالیٰ نے اُن میں سے ہر ایک کو وہ نکال کر عذاب  
دیا ہے جس کو وہ مستحق ہے موافق اُس کے عمل و اسناد کے کہا قال تعالیٰ الَّذِینَ کَفَرُوا وَصَدَّقُوا بِحَبْلِ الْاِیْمَانِ  
یَرْذَاہُمْ عَذَابًا قَوْفًا فَکَیْ لَئِنْ کَانَ لَیْسَ لَہُمْ فِیْہِمْ فِیْہِمْ فِیْہِمْ فِیْہِمْ فِیْہِمْ فِیْہِمْ فِیْہِمْ فِیْہِمْ فِیْہِمْ فِیْہِمْ  
بعض کفار نے بعض سے کہا تم سنو اس قرآن کو اور مت چپ ہو اس کے سننے کو کسی نے کہا کہ لا تسمعوا کے  
معنی لا تطیعوا میں نے اس کے مطیع مت ہو سنا اس کی یہ محاورہ ہے کہ سمعت تک یعنی المطیع الغوا  
فیہ کا یہ مطلب کہ اس کا معارضہ کرو ساتھ لہو و باطل کے یا بلند کرو اپنی آواز میں تاکہ اس کا بڑبڑاؤ اور  
خاطر ہو جائے مجاہد نے کہا العوا فیہ بالمکار و التقصیر و التخلیط فی الکلام حتی یصیر لہو و صغیر  
نے کہا بہت باتیں کرو تاکہ مختلط ہو جائے اس پودہ بات جو کہتا ہے ابوالعالی نے کہا العوا فیہ و صغیر یعنی  
اس کی بُرائی کرو اور اس کا عیب بیان کرو جمہور نے والعوا لہم غین ثر ہے اس محاورے سے کہنی  
بکسر غین یعنی اذاکم باللعو لہو وہ شے ہے جس میں کچھ فائدہ نہ ہو یا اس محاورے سے کہنی بکذا اذاری  
بر ابائی یعنی باہوگا اسے ارواہ و انہوہ یعنی پسینہ دے اس کو یا مخوہ ہے لعنا یعنی بکسر غین ماضی و مضارع  
جیسا کہ اخفش نے حکایت کیا ہے قیاس اس کا ضمیر مثل غراغروا کے لیکن حرف علق کی وجہ سے فہم دیا







وہم نے ہم پر یہ آیت پڑھی ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا ثم کما اس کو کچھ لکھتے تھے کہ یہ کافر ہو گئے اکثر ان کو  
 پس جو کوئی اس کو کچھ یہاں تک کہ مر جائے تو مقررہ شیرازہ اس پر لگتا اور اسی کا الشاک فی تکذیبہ قال الذکر  
 فانہ یجوز عنہ عنہ عن علی بن النعمان عن محمد بن یونس عن قتیبہ (۸۴) اسی طرح ابن ابی حاتم نے پسند خواہ  
 ابن عمر ان سے روایت کیا ہے کہ میں نے یہ آیت پڑھی تو دیکھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمایا یہ  
 وہ میں جنہوں نے غور کیا نہیں کیا ساتھ اللہ کے کسی سنے کو صلہ یہ حدیث اسود بن بلال سے روایت کیا ہے  
 کما کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم کیا کہتے ہو اس آیت میں تو لوگوں نے کہا کہ انہوں نے کہا رب ہمارا  
 اللہ ہے پھر مستقیم ہے گناہ سے پس حضرت صدیق اکبر نے فرمایا لقد حملتموہا علی غیر محل یعنی تم نے اس کو لا دا اور  
 محل پر جو اس کا محل تھا اس پر نہیں لا دا مطلب یہ کہ جو اس سے مراد ہے وہ تم نے نہیں لی کہا انہوں نے رب  
 ہمارا اللہ ہے پھر مستقیم ہے پس القات نکاحی طرف کسی مسجد کے سوا اس کے مجاہد و عکرمہ و سدیی وغیرہ واحد نے  
 یہی اسی طرح کہا ہے (۸۵) ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما  
 سے کسی نے پوچھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی کتاب میں کون سی آیت زیادہ ترخیص ہے فرمایا یہ قول اللہ تعالیٰ کا  
 ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا علی شہادۃ ان لا الہ الا اللہ یعنی جنہوں نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے  
 پھر استقامت کی گواہی دینے پر اس بات کی کہ نہ میں ہے کوئی معبود مگر اللہ (۸۶) زہری نے کہا کہ حضرت  
 عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی منبر پر پھر فرمایا استقاموا اللہ اللہ اطاعتہ ولم یروغوا وفان الشاک لیبی  
 استقامت کی و اللہ واسطے اللہ کے ساتھ طاعت اس کی کے اور نہ دوزخ و مثل دوزخ نے لٹھ میں کے مطلب یہ  
 کہ اللہ کی طاعت کی خاص اس کے لیے اور رو باہ بازی نہ کی ایک طریقہ پر ہے یہ نہیں کہ جس طرح رو بہ کبھی  
 کسی سو باخ میں گہستی ہے کبھی کسی میں اس کی عادت ہے کہ وہ کسی سو باخ رکھتی ہے اسی لیے اس کا بڑا تا  
 دشوار ہوتا ہے (۸۷) علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ کما رب ہمارا  
 ہے پھر استقامت کی اس کے او اسے فرائض پر (۸۸) اسی طرح قتادہ نے کہا کما اور جنہوں کہتے تھے اللہ  
 انت ذی الجلال والاکرام یعنی اے اللہ تو ہمارا رب ہو سو تو ہم کو استقامت عطا کر آمین (۸۹) ابوالجالیہ  
 نے کہا کہ تم استقاموا اخلصوا الدین ولم یمنی بہ فرائض کیا واسطے اللہ کے دین و عمل (۹۰) امام احمد  
 نے سفیان ثعلبی سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عمر بن ابی بکر سے کہا اے اللہ تو ہمارا رب ہو سو تو ہم کو استقامت عطا کر آمین (۹۱) ابوالجالیہ  
 امر فرمائیں کہ میں اس کا سوال نہ کروں کسی سے بعد اچھے حصہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قل آمنت باللہ  
 ثم مستقیم بنے کہ کہ میں ایمان لا یا اللہ پر چارہ کہا میں کس سے بچوں تو اپنے اپنی زبان مبارک کی  
 طرف اشارہ فرمایا میں نے زبان کے شر سے بچا و ذوال الشاک من حدیثہ ۲۴۴ عن یحییٰ بن عطاء

محمد بن یونس

[illegible]



تو نے مغفرت نہیں کر دی واسطے میرے تو فرمائے گا بے کیسیعتہ مغفرتی بکثرت سنو لکنت ہذا یعنی کیوں نہیں  
پس تو میری ہی دوست مغفرت کو سبب تو اپنے اس مرتبے کو پہنچا ہے کہا یہ وہ اس فرمایا کہ اس حال پر ہیں گے  
کہ ایک بلی ان کو ڈھکے گی ان کے اور پہ پہ وہ ان پر ایک ایسی خوشبو برسائیگی کہ مثل اس کی خوشبو کے کبھی کوئی  
شے انسان نے نہ پائی ہوگی کہا یہ فرمائے گا ہمارا رب عزوجل کترے ہر جہاد طرف اس کلاست کو جو سینے ہمارے کو اسطر  
مہیا کر رکھی ہے اور لودہ شے جس کی تم خواہش کرو کہا یہ ہم آئین گے ایک ہزار میں جس کو فرشتوں نے گہیر لیا  
ہوگا اس میں وہ شے ہوگی جس کی مثل کی طرف آنکھوں نے نہیں دیکھا اور نہ کانوں نے سنا اور نہ دلوں میں لگا  
خطرہ گذرے گا یہ اُٹھائی جاوے گی ہمارے واسطے وہ شے جس کی ہم نے خواہش کی نہیں بھیجی جائے گی اس میں  
کوئی شے اور نہ خریدی جائے گی اور اس ہزار میں جنت والے ایک سو سے ملین گے کہا یہ منہ ہوگا  
مرد ملے مرتبہ تو وہ ملیگا اس شخص پر جو کہ اس سے دون ہے حالانکہ ان میں کوئی دینی نہیں ہے پس خوش آئے گا  
کہ وہ لباس جو اس پر ہوگا سودہ پوری نہ کوئے بائیکا اپنے جی کی آخر بات کو یہاں تک کہ مثل ہوا جائے گا  
اس پر زیادہ تر حسین اس سے اور یا اس لیے کہ کسی کے واسطے لائق نہیں ہے کہ اس میں خرم و مسح کو ہے  
ہم لوٹ آئیں گے طرف اپنے گہروں گے نو ہستقبال کر نیکی ہمارا ہماری بیبیان بہر کمین گی مہجہ و اٹھلا  
بھینکا لینے مرچا ہو ہمارے دوست کو البتہ مقرر تو تو آیا اس حال میں کہ تجھ میں جمال و خوشبو فضل ہے اس حال  
سے جس پر تو ہم سے جدا ہوتا تو وہ کہے گا ہم نے تو آج ہمارے جبار تبارک و تعالیٰ سے مجالست کی ہے  
اور ہم کو یہی لائق ہے کہ ہم وہی شے لیکر لوٹ کر آئیں جیسے شے لیکر ہم لوٹ کر آئے وَ قَدْ رَوَاهُ الرَّزْمِيُّ  
فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ مِنْ جَابِعِ عَرْشِ مُحَمَّدٍ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمَّارٍ وَ رَوَاهُ ابْنُ مَسْجُودٍ عَنْ  
هِشَامِ بْنِ عَمَّارٍ بِهَذَا نَحْوِ كُنْتُمْ قَالِ الرَّزْمِيُّ هَذَا أَحَدُ نَحْوِ عَشْرٍ مِنْ هَذَا التَّوَجِّهِ  
امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر  
مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ یعنی جو شخص موت  
رکھو اللہ کے ملنے کو تو دوست رکھو اللہ اس کے ملنے کو اور جو شخص ناخوش رکھے اللہ کے ملنے کو تو ناخوش  
رکھے اللہ اس کے ملنے کو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سب ناخوش رکھتے ہیں موت کو اپنے فرمایا نہیں ہے  
یہ کراہت موت کی ولیکن مومن جس وقت اس کو موت حاضر ہوتی ہے تو آتا ہے اس کے پاس خوشی سے نہ لاؤ الا  
طرف سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس شے کے جس کی طرف وہ جانے والا ہے تو نہیں ہوتی کوئی شے محبوب تر  
اس کو اس سے کہ تقدیر وہ ملے اور تم سے پس اللہ دوست رکھتا ہو اس کے ملنے کو فرمایا اور بیشک ظاہر  
پاکا فرج ہوت اس کو موت حاضر ہوتی ہے تو آتا ہے اس کے پاس ساتھ اس شے کے جس کی طرف وہ جانا والا

یہ پانچ طرحیں کی طرف لحاظ کر کے لکھا تھا خوش رکھتا ہے اللہ کے لئے کوئیں ناخوش رکھتا ہے اللہ کے لئے کوہلا اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ وہ درود فی الضعیفین من تحریک هذا الکعبۃ فتح البیان کا بیان ہے تو بیچ یہ ہے کہ جنہوں نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے وہ لاکھوں بار ہر دو ائمہ و ائمہ کی ربوبیت کا اعتراف کر کے اور اس طرف کسی محبوب کے سوا اللہ کے اور اللہ کہتے ہیں ربنا اللہ کہا اس کی ربوبیت کا اعتراف کر کے اور اس کی وحدانیت کا اقرار کر کے یعنی نہ کوئی رب ہے اور نہ کوئی محبوب ہے واسطے ہمارے مگر اللہ جس طرح کہ جملہ اس سے کافعیہ ہے بہر ثابت و دائم ہے ہستقامت پر کلمہ ثم واسطے تراخی زمانے کے ہے اس جہت سے کہ ہستقامت ایک ایسا امر ہے کہ اس کا زمانہ متناہی ہے غلیب کہتے ہیں کہ ہم واسطے تراخی رتبہ کے ہے فضیلت میں کیونکہ ثبات توحید پر امدان جنہوں پر جو اس کی صحیح و درست کرنے والی ہیں مرنے تک یہ ایک امر ہے اپنے علو رتبہ میں کہ ہاتھ نہیں آتا ہے مگر ذوالجلال والاکرام کی توفیق سے صحابہ کی اور تابعین کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ ہستقامت کے معنی خالص کرنا عمل کا ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے اوجہ ان کہتے ہیں حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے حق میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتہی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے ہستقامت کے معنی میں دو قول مروی ہیں ایک یہ ہے کہ ہستقامت یہ ہے کہ شریک نہ کرین ساتھ اور نہ کسی شے کو دوسرا یہ ہے کہ رجوع نہ ہوئے طرف پوجنے بتوں کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہستقامو الباطل اللہ دلم یروغوا وغان الثعلب دوسرا لفظ یہ ہے ہستقامت یہ ہے کہ مستقیم ہووے تو اور وہی پر ولا تروغ وغان الثعلب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اخلاص کیا عمل کا واسطے اللہ کے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ادا کیے فرائض صحابہ سے یوں مروی ہے کہ بہر ہستقامت کی اللہ کے فرائض پر قائمہ و ابن زبیر نے کہا ہستقامو علی طاعة اللہ حضرت حسن نے کہا ہستقامت کی اللہ کے امر پر پس عمل کیا ساتھ طاعت اس کی کے اور اجتناب کیا اس کی مصلحت سے حضرت ابن عباس و مجاہد و دیگر نے کہا کہ ہستقامت کی لا الہ الا اللہ کی شہادت پر یہاں تک کہ سرگئے توڑی نے کہا عمل کیا موافق اس ہے جو کہا بریج نے کہا اعراض کیا ماسوی اللہ سے حضرت فضیل بن عیاض نے فرمایا کہ زہد کیا قائم میں اور غیبت کی باقرین ان میں سے بعض اقوال گزشتہ ہیں لیکن سبب بعض تفادات کے بہر ذکر کیئے گئے کلمہ ان مخفف ہے ثقہ سے یا مفسر ہے یا صاحبہ مصدر یہ اور کلمہ لا واول کی بنا پر نامیہ ہے۔ اور نیزہ کی بنیاد پر نا فیہ خوف وہ غم ہے جو نفس کو لاحق ہوتا ہے بسبب توقع کسی بکروہ کے مستقبل میں اور حزن وہ غم ہے جو اس کو لاحق ہوتا ہے بسبب فوت ہونے کسی نفع کے ماضی میں یا جملہ جن لوگوں نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے بہر ہستقامت کی اترتے ہیں ان پر فرشتے اللہ پاک کے پاس سو و خوش خبری



لیکرس کر وہ چاہتے ہیں جلب نفع یا دفع ضرر یا رفع خزن کے یا فرنا موت کو وقت ہو جیسا کہ مجاہد و ابن زبیر نے کہا ہے یا جب کہ وہ اپنی قدرت سے کثرت ہوں گے واسطے بوٹے جیسا کہ مقاتل و قتادہ نے کہا ہے یا ان کی زندگی میں ان احوال میں جو ان کو پیش آتے ہیں انکے پاس وہ شے لائے ہیں جو ان کے سینوں کو کھولتی ہے اور خوف و خزن کو ان سے دفع کر دیتی ہے جیسا کہ بیضاوی نے ذکر کیا ہے و کچھ نے کہا کہ بشری ترین جگہ ہر وقت موت کے اور قبر میں اور وقت موت کے اور خوشخبری یہ ہے کرم و ثروت اور موت بجز کو اپنی اولاد پر کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارا خلیفہ ہے ان پر کما قال مجاہد یا موت ڈرو اپنے ثواب کی رو سے اس لیے کہ وہ مقبول ہے اور موت رنج کر دینے گناہوں پر کیونکہ زمین ان کو ہمارے واسطے بخش دے گا جیسا کہ عطائے کہا ہے ظاہر عدم تخصیص منزل ملائکہ ہے ان پر ساتھ کسی وقت مسین کے اور عدم تعین لغی خوف و خزن کے ساتھ کسی حالت مخصوص کے چنانچہ سب میں متعلق کا حذف کرنا اسی بات کو مشعر ہے غرض کہ اگر تو دفع ضرر کی خوشی سنائی ہو جلب نفع کی خوشخبری دی پس کہا اور خوش ہو جاؤ ساتھ جنت کے جس کا حکم کو مدد دیا جاتا تھا پس رسولوں کی زبان پر دنیا میں کیونکہ تم تو اس کی طرف ہو بچنے والے اس میں قرار پذیر ہونے والے اس کے نعم میں ہمیشہ رہتے رہتے والے ہو پھر امر پاک نے ان کو بشارت دی اس شے کی جو اس سے اعظم و برتر ہے پس فرمایا یحییٰ اقولیک لکملالا یہ یعنی ہم ہمارے حفظ و معونت کو متولی ہیں دنیا و آخرت کے اور زمین اور جس شخص کا امر ولی و ناصر ہو تو اس نے ہر مطلب پایا اور ہر خوف ہو بچا کس نے کہا کہ بیخبر قول ملائکہ ہے مجاہد نے کہا کہ فرشتے ان سے کہتے ہیں کہ ہم ہمارے وہ ساتھی ہیں جو ہمارے ساتھ دنیا میں تھے ہر چہ روز قیامت ہو گا تو کہیں گے ہم تو سے جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ تم جنت میں داخل ہو سدی نے کہا کہ ہم ہمارے اعمال کے حافظ ہیں دنیا میں اور ہمارے انصار و احباب و اولیاء ہیں آخرت میں تم نے کہا کہ وہ ان کے واسطے شفاعت کریں گے آخرت میں اور ہر استقبال کریں گے انکا ساتھ کریں گے لیس فی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جس طرح شیاطین قرین ہیں عاصیوں کا فزون کے سو اسی طرح فرشتے متقیوں کے اولیاء و احباب ہیں دارین میں قولہ تعالیٰ وَ لَکُمْ فِیْہَا مَآئِیۃُ سَۡۃٍ اَنْتُمْ کُمْ فِیْہَا اَوْرَاطُکُمْ ہمارے جنت میں وہ قسم قسم کی کراستیں لذتیں اور طرح طرح کی نعمتیں ہیں جن کو ہمارے ہی چاہتے ہیں وَ لَکُمْ فِیْہَا مَآئِیۃُ سَۡۃٍ اَنْتُمْ کُمْ فِیْہَا اَوْرَاطُکُمْ ہمارے اس میں وہ شے ہے جس کی تم تنہا کروا افعال ہے نہ دے اپنے طلب سے و کم ہا یہ نعمتیں اس کے سنے کا بیان پورے طہر پر گزر چکا ہے فرق دو نومعلومین میں یہ ہے کہ پہلا تو باعتبار ان کے نفوس کی خواہشوں کے ہے اور دوسرا باعتبار اس شے کے ہے جس کو طلب کریں گے علم ہے اس پر کہ وہ شے اس قسم سے ہو جس کی ان کے بھی خواہش کریں یا نہ ہو کیونکہ بلازم نہیں ہے کہ ہر مطلب



مشتی ہو میسے فضا کل علیہ اگر چاہوں ہی من وجہ عام ہے بحسب حال دنیا کے پس بعض ارادہ منین کرنا پس اس  
 شے کا جس کی وہ خبر پیش رکھتا ہے اور اس کے مرض کو ضرورتی ہے مگر یوں کہیں کہنتی اعم ہے ارادہ سے۔  
 المہر انری فرماتے ہیں قریب تر میرے نزدیک یہ بات ہو کہ قولہ تعالیٰ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فِئْتًا مَا تِلْكَ آيَاتُكَ الَّتِي تُزِيلُ  
 ہے طرف جنت روحانی کے جس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے دَعُوا لَهُمْ فِئْتًا سَبَّحْتَكَ اللَّهُمَّ الْآيَةُ تُزِيلُ  
 کا نصب بنا برجا اسے موصول ہو یا اس کے عائد سے اسے مائد عود نہ لائے وہ شے جس کو تم طلب کرو گے ورنہ  
 حال کو وہ ایک تزل ہو یا حال ہے تدعون کے فاعل ہو اسے نازلین یعنی در آسمان کہ تم اترنے والے ہو گے  
 منظور اس سے یہ بات بنانا ہے کہ جس شے کی وہ متنا کرین گے وہ شے پر نسبت اس شے کے جو ان کو عطا ہوگی  
 ان چیزوں میں سے جن کا خطرہ ان کے دل میں منین گزرا مثل نزل حنیف ہو یا مصد ہو کہ ہے فعل فمذ  
 کا اسے اترنا نزل آیا جمل مقدر کا مفعول ہے اجماع رزقا مینا یعنی جس شے کو تم طلب کرو گے وہ کی گئی ہو  
 ایک روزی تیار کردہ شدہ نزل وہ رزق و ضیافت ہو جو ان کے نزل کے حال میں ان کے واسطے تیار  
 کی جائیگی انہی کہتے ہیں نزل رزق نزل ہے یعنی نعمان اس کی تحقیق سورہ آل عمران میں گزر چکی ہے مین  
 تحفویہ تحفیم متعلق ہے مخدوف ہو جو کہ صفت ہو نزل کی اسے نزل کا ناسم غفور رحیم با متعلق ہے مخدوف  
 سے اسے طلبہ من من جب غفور رحیم یا متعلق ہے استقرار جو جس کے لکم متعلق ہے اسے استقرار لکم من جنت  
 غفور رحیم اہل معانی کہتے ہیں یہ سب چیزیں جو اس آیت میں مذکور ہیں یہ تو بطور نزل و حاضر کے ہے  
 کو جلدی سے پیش کر دیا اور جب کہ یہ منان نے یہ نزل عطا کیا تو بعد اس کے جو الطان و کرامت و اجور  
 عظیم و محف جیسیم عنایت فرمایا ان کو خیال کرنے ہو وہ کیا کچھ ہوں گے بالجماع حب کہ اللہ سبحانہ  
 نے اول اس شخص کی وعید ذکر کی جس نے قرآن سے اور اس کے سننے سوچنے سے اعراض کیا اور بعد اس  
 کے اس شخص کی فضیلت ذکر کی جس نے عبودیت کا اقرار کیا اور قلب و قال یہ مستقیم رہا تو بیان فرمایا کہ  
 یہ مرتب نفس کی ذات و جوہر کا استکمال ہے اور جو شخص بعد کمال کرنے اپنے جوہر نفس کے ناقصوں کی تکمیل  
 میں مشغول ہو تو اس کی شان بالاتر اور اسکا حال خوب تر ہے نسبت اس شخص کے جس نے اپنے نفس  
 کی تکمیل پر کفایت کی اور اپنے غیر کے حال کی طرف التفات کرنے سے اعراض کیا پس ارشاد فرمایا وَتَنَزَّلُ  
 أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ  
 وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ إِذْ قُمْنَا إِلَى اللَّهِ وَخِمْرُ أَحْسَنُ قَوْلًا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَكَ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝ وَ  
 مَا يُلْقِيهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا ۚ وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۝ وَإِنَّمَا يَكْنُزُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ  
 فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ اور اس سے بہتر کس کی بات جس نے بلایا اس کی طرف اور کیا

نیک کام اور کم امین حکم بردار ہوں اور بارہ ہین نیکی اور نہ بدی جواب میں تو کہہ اس سے بہتر بہر جو تو دیکھے تو جس میں  
 تجو میں دشمنی تھی جیسے دوستدار ہے ناسے والا اور یہ بات ملتی ہے انہیں کو جو سہار رکھتے ہیں اور یہ بات  
 ملتی ہے اس کو جس کی ثبوتی تمت ہو اور کہی جو ک لگے تجھ کو شیطان کے چمکنے سے تو پناہ پکڑا لے کی بیشک  
 وہ ہی ہے سستا جانتا **ف** بارہ ہین نیکی برائی اور نہ برائی نیکی کے کوئی سخت کلام کہے یا برا معاملہ کرے  
 اس کے مقابل کر جو اس سے بہتر ہو اس کرنے سے دشمن ہو جانے ہیں جیسے دوست اگرچہ دل میں نہ ہوں **ف**  
 حوصلہ کشا وہ چاہیے کہ بری بات سہار کر سامنے سے پہلی کہے یا اقبال مندوں کو ملتا ہے **ف** یعنی  
 کبھی بے اختیار غصہ چڑھ آوے تو یہ شیطان کا دخل ہے اور دوسرا سخت **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہیں  
 اللہ عزوجل فرماتا ہے اس سے بہتر کس کی بات جس نے بلایا اللہ کی طرف یعنی بلایا اللہ کے بندوں کو طرف  
 اس کے اور کیا نیک کام اور کم امین ہوں حکم برداروں سے یعنی اور وہ خود راہ یاب ہے اس بات کو ساتھ  
 جس کو کتا ہے پس نفع اس کا واسطے اپنی جان کے اور اپنے غم کے لازم و مستعدی ہے اور وہ ان میں سو  
 نہیں ہے جو حکم کرتے ہیں نیک بات کا اور خود نہیں کرتے اور منع کرتے ہیں بری بات کو اور آپ اس کو  
 کہتے ہیں بلکہ وہ خود نیکی بجالاتا ہے اور بدی چھوڑتا ہے اور خلق کو خالق تبارک و تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے  
 یہ آیت کریمہ عام ہے ہر اس شخص میں جس نے خیر کی طرف بلایا اور وہ خود راہ یاب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم سب لوگوں سے شہرہ کر اس کے سزاوار ہیں جیسا کہ محمد بن سیرین وسدی و عبد الرحمن بن زید بن  
 اسلم نے کہا ہے کسی نے کہا کہ مراد اس سے مؤذنین صلیہین جیسا کہ صحیحہ سلم میں ثابت ہوا ہے کہ اذان  
 دینے والے دراز تر لوگوں کے ہوں گے ازروی گردنوں کے قیامت کے دن (۴) سن میں مرفوعاً آیا ہے  
 کہ امام ضامن ہے اور مؤذن مؤمن پس ہدایت کرے اللہ امانوں کو اور مغفرت کرے واسطے مؤذنون  
 کے (۵) ابن ابی حاتم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حصے مؤذنون  
 کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے قیامت کے دن مثل حصون مجاہدوں کے ہوں گے اور وہ درمیان اذان و  
 اقامت کے مثل اس شخص کے ہے جو ٹپ رہا ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے خون میں (۶) کہا اور  
 حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں مؤذن ہوتا تو پروا نہ کرتا اس کی کہ حج نہ کروں اور نہ عمرہ کروں  
 (۷) کہا اور حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں مؤذن ہوتا تو کامل ہوتا میرا اللہ  
 اور پروا نہ کرتا میں اسکی کہ محنت نہ اٹھانوں واسطے قیام شب کے اور نہ واسطے صلیام روز کے میں خوشا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے اے اللہ مغفرت کر واسطے مؤذنون کے میں بارگاہ  
 پس میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اپنے جھکو چھوڑ دیا حالانکہ ہم تو اڑتے ہیں اذان پرتلواریں لیکر آپ

نے فرمایا کلام عمر یعنی اسے عمر بن خطاب سے کہ غنیمت کیلئے لوگوں پر ایک ماہ کو چھڑ دینے کے اذان کو اپنے منہ سے پڑا اور وہ گوشت جن کو اللہ عزوجل نے حرام کیا ہے اگلے روزوں کے گوشت میں (۱) کھا اور حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اور واسطے اُن کے یعنی روزوں کے یہ آیت ہے وَمِنْ حَسَنِ الْآيَةِ فرمایا پس وہ روزوں سے جبکہ اس نے کما حقہ الصلوٰۃ تو مقرر اس نے بلایا طرف اللہ کے (۲) اور اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور عکرمہ نے کما حقہ کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے حق میں روزوں کے نبوی نے حضرت امام باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وَعَلَّ صَلَاتِي فِي تَغْيِيرِ فرمایا ہے یعنی دو رکعت نماز درمیان اذان و اقامت کو پھر نبوی نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث وارد کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے درمیان ہر دو اذان کے نماز ہے پھر تیسری بار میں فرمایا میں شاہجہتی اس کے واسطے جو چاہے وَقَدْ أَخْرَجَهُ الْجَمَاعَةُ فِي كُتُبِهِمْ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيْدَةَ حَدَّثَهُ اور وارد کی حدیث ثوری کی عن زید بن اسلم عن ابی ایاس صحابیہ بن قرقہ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال الثوری لما رآه الاقدرة الى النبي صلی اللہ علیہ وسلم کہ دعا درمیان کی حاجتی ہے درمیان اذان و اقامت کے وَرَوَاهُ الْبُؤْدَاقُ وَالْإِسْمَاعِيلِيُّ وَاللَّسَّائِيُّ فِي الْكَيْفِ وَاللَّيْلَةُ كُلُّهُمْ مِنْ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ وَقَالَ الثَّوْرِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ أَيْضًا مِنْ حَدِيثِ سَيْلِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ صحیح یہ ہے کہ آیت عام ہے حق میں روزوں کے اور ان کے غیر میں اس لیے کہ وقت نزول اس آیت کے اذان ہی بالکل مشروع نہیں ہوئی تھی کیونکہ یہ سورت مکی ہے اور اذان جو مشروع ہوئی ہے سودیہ منورہ میں بعد ہجرت کے جب کہ عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ کو نماز میں دیکھا گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا قصہ بیان کیا پس آپ نے عبد اللہ کو حکم دیا کہ بلال رضی اللہ عنہ پر اس کا الفاظ کہیں اس واسطے کہ ان کی آواز زیادہ تر بلند ہے چنانچہ یہ امر اپنی جگہ میں مقرر ہے تو اب صحیح یہی بات تیسری کہ آیت عام ہے جس طرح کہ عبد الرزاق نے عن عم الحسن البصری روایت کیا ہے کہ انھوں نے یہ آیت پڑھی وَمِنْ حَسَنِ الْآيَةِ تو یوں فرمایا ہذا حبیبی ہذا اولی اللہ ہذا صفة اللہ ہذا خیر اللہ ہذا احب الی اللہ احب الی اللہ لے اللہ احباب اللہ نے دعوت و دعا الناس الی ما احباب اللہ فیہ من دعوتہ و عمل صالحا فیہ اجابہ وقال نئی من المسلمین ہذا خلیفۃ اللہ قولہ تعالیٰ وَكَلَّا تَسْكُنُوا عَلَى الْحَسَنَةِ وَكَلَّا التَّيْبَةَ یعنی برابر بنیں ہوئی ہے نیکی اور بدی دونوں میں بڑا فرق ہے اِذْكُم بِالْبَاقِ الْحَسَنُ یعنی جس نے تجھ سے بڑائی کی ہے تو تو اس پر احسان کر کے اپنے سے اس کو دو کم کر حبیب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے نہیں عقاب کیا تو نے اس کو جس نے تیرے حق میں اللہ کی نافرمانی

کی مثل اس کے کہ تو اس کے بارے میں امر کی اطاعت کرے طلبت ہو کہ جس نے تیرے ساتھ برائی کی اور اگر کا  
عاصی ہو تو اس کے ساتھ نیکی کر اور امر کا مطیع ہو اس سے بڑھ کر اس کے حق میں کوئی معاف نہیں ہے فَإِنَّ اللَّهَ  
يَبْهَتِكُ وَيَكْذِبُ عَدَاؤُكَ كَاثِبًا وَلِيَّ حَيْدِكَ وَكَانَ صِدْقًا بِجَنَّةٍ مِّنْ قُرْبٍ مِّنْ جَنَّةٍ مِّنْ قُرْبٍ مِّنْ جَنَّةٍ  
جس نے تجھ سے بدی کی ہے تو یہ تیرا اس سے نیکی کرنا اس کو کہیں پہنچا جائے گا طر تیری مصافات و محبت شہقت  
کے یہاں تک کہ وہ تیرا دوست و شفیق ہو جائے گا گویا تیرا سچا دوست اور تیرا رشتہ دار ہے باین طور کہ تجھ پر شہقت  
کر لگا اور تجھ سے بھلائی کرے گا ہر امر و فعل نے فرمایا وَمَا يَلْقَا هَآؤُلَآئِ الَّذِينَ صَبَرُوا يَنصُرُهُمُ اللَّهُ بِكِبَرِهِمْ  
قبول کر لگا اور اس پر بھال ہو گا جو کہ اس پر صبر کرے گا کیونکہ یہ امر نفوس پر شاق و دشوار ہوتا ہے وَمَا يَلْقَا هَآؤُلَآئِ  
إِلَّا ذُو حِجَّةٍ عَظِيمَةٍ يَبْنِي لَهُ بَرَأءُ أَسَى كَوْفِيصٍ هُوَ مَا يَسُدُّ عَنْهُ مَنَافِعُ الْحَقِّ بِمَا يَصْلُبُ إِلَى الْحَقِّ  
بہ وافر ہے علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے اس کی تفسیر میں یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے  
کو امر فرمایا ہے صبر کا وقت غصے کے اور علم و بردباری کا وقت جبل کے اور عفو و درگزر کا وقت برائی کرنے  
کے ہر جہاں انہوں نے یہ کام کیے تو اللہ تعالیٰ ان کو شیطان سے محفوظ رکھو گا اور ان کا دشمن ان کے لیے  
خاشع و فروتن ہو جائے گا گویا وہ ولی حمیم ہے وَلَمَّا يَأْتِ أَخْطَابُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ مَّا سَتَعِدُّ بِاللَّهِ يَبْنِي  
اس کا شیطان تو با اوقات اس کے ساتھ نیکی کرنے سے فریفتہ ہو جاتا ہے اب رہا جن کا شیطان سوا اس کے  
بارہوین کوئی حیلہ و تدبیر نہیں بن آتی ہے مگر بپناہ مانگنا اس کے خالق کے ساتھ جس نے اس کو تجھ پر مسلط کیا  
ہے اپن جب تو پناہ مانگے گا ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور اس کی طرف متوجی ہو گا تو وہ اس کو تجھ سے روک دے گا  
اور اس کے کید و کمزور دفرما دے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت نماز کی طرف کھڑے ہوتے تو فرماتے  
اعوذ باللہ اسمعیر العظیم من الشیطان الرجیم من ہمزہ و نفخہ و نفثہ ہم اول ذکر کر کے ہمین کہ قرآن شریف میں اس  
مقام کی کوئی نظمیں نہیں ہے مگر سورہ اعراف میں یہ آیت ہر حَدِّ الْعُقُوبِ أَمْرًا بِالْعُرْفِ وَأَعْيَضَ عَنِ  
الْبَاطِلِينَ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ اور سورہ مؤمنین میں یہ  
آیت اِدْعُ إِلَى بَاطِلٍ يُهَىٰ أَحْسَنُ السَّبِيحَةِ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ وَقُلْ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَٰذَا آيَةِ  
الشَّيْطَانِ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونَ ف نفع البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے اور اس کو بہتر  
س کی بات جس نے بلایا طون اللہ کے اپنے اسکی توحید و طاعت کی طرف حضرت حسن فرماتے ہیں یہ شخص سحر  
ہے کہ اس نے جواب دیا اللہ کو اس کی دعوت میں بیٹے اس کے بلانے کو قبول کیا اور بلایا لوگوں کو طرف اس  
ٹٹے کے جس میں اس نے اللہ کو جواب دیا بیٹے اللہ کی طاعت اور نیک عمل کیا اپنے جواب دینے میں اور کما  
بیک میں حکم برداروں کو ملن واسطے اپنے رکے اس کہنے سے غرض صرف کہنا ہی نہیں ہے بلکہ اس کہنے

[illegible]

کے ساتھ دل کا اعتقاد ملائے پس اپنے دل کو دین اسلام کی حقیقت کا مستعد ہو مع اس لحاظ کے کہ اپنے دل کو اسلام کا مستعد ہوا اور اس سے فرمان و شادان ہو کر اور اس کو اپنا دین و مذہب بنیاد کر کے ساتھ فخر کر کے زبان کو کہا و انہی من اسلمین ابن سیرین و سعدی و ابن زید نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یہ قول حضرت حسن سوہبی مروی ہے عکرمہ و نفیس بن ابی حازم و مجاہد نے کہا کہ سوزنوں میں نازل ہوئی اس میں جو بحیث ہر وہ اول گزر چکی ہے اولیٰ حل آیت کا ہے عموم پر جیسا کہ لفظ اس کا مقتضی ہے اور جو اس کا سبب نزل ہے وہ تو داخل اولیٰ اس میں داخل ہو پس ہر وہ شخص جس نے جمع کیا درمیان بلائے بندوں کے طرف اس شخص کے جس کے اللہ نے مشروع کیا ہے اور نیک عمل کیا یہ وہی ادا کرنا اس شخص کا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کی ہے مع اجتناب کرنے اس شخص کے جو اللہ پاک نے اس پر حرام کی ہے اور تمام مسلمانوں کو دین میں ان کے غیر سے تو کوئی شے اس سے بہتر نہیں ہے اور نہ وہ افضل تر ہے اس کے طریقے سے اور نہ زیادہ تر ہے ثواب میں اس کے عمل سے و دعوت الی اللہ کے مراتب میں پہلا مرتبہ انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا ہے کیونکہ یہ حضرات بلائے میں طرف اللہ پاک کے ساتھ جتنوں پر بلاؤں کے اور سیف کے یہ مرتبہ غیر انبیاء کے واسطوں میں ہے دوسرا مرتبہ علما کی دعوت کا ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت کرتے ہیں ساتھ دلائل و براہین کے فقط علمائے مین قسم میں ایک عالم باللہ غیر عالم باللہ دوسرا عالم باللہ غیر عالم باللہ تیسرا عالم باللہ و عالم باللہ پس اول تو وہ بندہ ہے جس کے دل پر اللہ تعالیٰ کی نعمت مستولی ہو گئی سو وہ اس کے نوجواں و صفات کبریا کی مشاہدے میں مستغرق ہو گیا پس وہ علم احکام کے کسب و واسطے فارغ نہیں ہوتا ہے مگر اس قدر جو ضروری ہے دوسرا عالم باللہ غیر عالم باللہ یہ وہ ہیں جنہوں نے حلال و حرام پہچانا اور دقائق احکام کو جاننا لیکن اسرا جلال اللہ کو اور اس کے جمال کو نہیں پہچانتے ہیں یہ ہے تیسری قسم کے علمائے عالم باللہ و باحکام اللہ سو یہ لوگ جامع ہیں فضائل ہر دو تین اولین کے یہ کہی تو بحسب ارادہ ساتھ اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہیں اور کہی رحمت و شفقت ساتھ علم کے پس حسب غلق کی طرف جہم ہوتے ہیں تو ان کے ساتھ ایسے ہو جاتے ہیں جیسے ان میں کے ایک گویا وہ اللہ تعالیٰ کو پہچانتے نہیں ہیں اور جس وقت اپنے رب کے ساتھ رہتا ہوتا ہے تو اس کے ذکر میں مشغول ہو جاتے ہیں گویا وہ خلق کو پہچانتے ہی نہیں ہیں یہ راہ ہے مسلمان و صدیقین کی تیسرا مرتبہ دعوت کا دعوت بسبب ہر یہ مرتبہ بادشاہوں کے واسطے ہے کیونکہ یہ لوگ کفار سے لڑتے ہیں یہاں تک کہ اللہ کے دین و طاعت میں داخل ہو جائیں چوتھا مرتبہ دعوت کا بلانا سوزنوں کا ہے طرف نماز کے سو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کی طاعت کی طرف بلائے والے ہیں یہ مرتبہ اصناف مراتب دعوت الی اللہ ہے پس حسب ہر مرتبہ ان مراتب میں سو داخل

ہوا دعوت الی اللہ میں توبہ بات ظاہر ہو گئی کہ آیت کی تخصیص ان مراتب میں ہو بعض کے ساتھ بیوہ ہے بالجلد  
 بہترین اقوال اس شخص کا قول ہے جو ان تین خصلتوں کا جامع ہے ایک تو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا دوسرے  
 عمل صالح تیسرے دین اسلام کو اپنا دین شمیرنا اور اس سے خوش ہونا اور اس کے ساتھ فخر کرنا پہرہ حب انکس  
 پاک نے مشرکوں کی برائیاں شمار کیں اور انکا سوراخجام بیان کیا تو اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آمادہ  
 کرنا شروع فرمایا اس بات پر کہ ان کو اللہ کی اور اس کی جماعت کی طرف بلائے جائیں پس ارشاد فرمایا ولا  
 تستوی کہنتی ولا اسیئتمرا حدیث ہو وہ شے ہے جس پر آپ قائم ہیں یعنی دین حق کی طرف ان کو بلانا اور  
 ان کی جہالت پر صبر کرنا اور ان سے انتقام نہ لینا اور ان کی سفاهت و حماقت کی طرف التفات نہ کرنا اور  
 سیدہ سے مراد وہ مخالفت و عناد ہے جو انہوں نے ظاہر کیا جیسے ان کا یہ قول کہ قلوبنا نے اکتہ الایہ اور  
 یہ قول لا تستمعوا لهذا القرآن الایہ تو گویا اللہ پاک نے یوں فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرا فضل  
 تو سنہ ہے اور ان کا فعل سیدہ اور جزاء حسن انجام میں حسنہ و سیدہ برابر بنیں ہوتے ہیں تو جس وقت تو نے یہ  
 حسنہ کیا تو تو مستوجب تعظیم ہو دنیا میں اور حق ثواب ہوا آخرت میں اور وہ اس کی ضد ہیں تو یہ لائق نین ہیں  
 کہ ان کا اس سیدہ پر اقدام کرنا سب کو مانع ہو اس حسنہ میں مشغول ہونے سے تو تو ان کو اللہ کی طرف بلائے جا  
 اور ان کے ماننے نہ ماننے سے کچھ بحث نین کسی نے کہا کہ برابر بنیں ہوتی ہے وہ حسنہ جس سے اللہ پاک شرم  
 ہوتا ہے اور جس پر ثواب دیتا ہے اور وہ سیدہ جس کو اللہ تعالیٰ مکرہ رکھتا ہے اور جس پر عقاب کرتا ہے کس نے  
 کہا کہ حسنہ جو سیدہ ہے اور سیدہ شرم کسی نے کہا کہ حسنہ بدارات ہے اور سیدہ غلطی و درستی کسی نے کہا  
 حسنہ عفو ہے اور سیدہ انتصار یعنی بدل لینا کسی نے کہا حسنہ علم ہے اور سیدہ فحش اس کے سوا اور اقوال بھی ہیں  
 اس کی کوئی وجہ نین ہے کہ حسنہ کی کسی نوع کے ساتھ انواع طاعات کی تخصیص کی جائے اور اسی طرح  
 تخصیص سیدہ کی کسی نوع کے ساتھ انواع معاصی سے کیونکہ لفظ اس کو زیادہ تر وسیع ہے فرارنے کہا کہ  
 ولا اسیئہ میں کل لایزائد ہے کفری نے کہا واسطے تاکید کے اس پر کہ استواء ایک کے ساتھ ملکتی نین ہوتا ہے پر  
 سننے میں برابر نین ہوتی ہے حسنہ ساتھ سیدہ کے بلکہ حسنہ خیر ہے اور سیدہ شر ہے ابوالسعود کہتے ہیں جلد ولا  
 تستوی حسنہ الخ متانفہ واسطے بیان محاسن اعمال کے لایا گیا ہے وہ اعمال جو جاری ہیں در میان بندوں  
 کے بعد بیان ان محاسن اعمال کے جو جاری ہیں در میان بندے کے اور رب غرور و جل کے متعلق اس سے عجیب  
 دینا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کرنے میں مشرکوں کی ایذا پر اور ان کی بُرائی کے مقابلہ کرنے میں شہ  
 بہلائی کرنے کے اور جلد اذقہ بالحق ہی احسن استیفاء مبین ہے واسطے حسن عاقبت حسنہ کے یعنی جب  
 برائی کرنے والے کی طرف سے سب کو بُرائی آئے تو جن بہلائیوں سے اس کا دفع ممکن ہے ان میں بہترین

ہبلانی کے ساتھ اس کو دفع کر سبھل اس کے مقابلہ برائی کرنے کا ساتھ ہبلانی کرنے کے اور گناہ کا ساتھ عفو کو اور غضب کا ساتھ صبر کے اور شہم پرشی کرنا ہفوات و زلات سوا اور برداشت کرنا کمزوریات کی حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ملاقات کرو اس کی ساتھ اسلام کے مجاہد عطا نے کہا میں نے کہا یہ کسی سے بیاد کیسی ہے کہا بالمشق عند التلاقی مطلب ہے کہ حسنہ و سیدہ اپنی ذات میں متفاوت ہیں کوئی نیکی اعلیٰ درجہ کی کوئی اوسط کوئی ادنیٰ اسی طرح سیدہ ہو جس حب کہ بخ کو دو نیکیاں پیش آئیں تو وہ نیکی لے جو دوسری سے بہتر و خوب تر ہے بہر اس کے ساتھ دفع کر اس برائی کو جو خیر پر وارد ہو اپنے بعض اعدا سے مثلاً اگر کسی شخص نے تجھ سے کوئی برائی کی تو حسنہ یہ ہے کہ تو اس کو معاف کر دے اور وہ حسنہ جو احسن ہے بہتر ہے وہ یہ ہے کہ اس کی بُرائی کی جگہ تو اس کے ساتھ احسان کر دو مثلاً وہ تیری ذمہ کرتا ہے تو تو اس کی مدح کرے یا وہ تیرے لڑکے کو مار ڈالے تو تو اس کے بیٹے کو اس کے دشمن کے ہاتھ سے فدیہ دیکر چڑھائے یا لٹی ہی حسن کو جو بجائے یا کھنڈ کے رکھا سو اس لیے کہ حسنہ کے ساتھ دفع کرنے میں خوب بالغ ہو جائے کیونکہ جس نے دفع کیا ساتھ احسن کے تو اس پر آسان ہو جائیگا دفع کرنا ساتھ اسٹے کے جو اس سے کم درجہ کی ہے بہر جو فائدہ دفع بالٹی ہی احسن ہو حاصل ہوتا ہے اس کو بیان کیا فاذا الذی الایہ یعنی جب تو یہ دفع کرے گا تو دشمن مثل دوست کے اور بعید مثل قریب کے ہو جائیگا مقاتل نے کہا آیات حق میں ابوسفیان بن حرب کے نازل ہوئی یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن تھا بہر آپ کا دوست ہو گیا سبب سُسرالی رشتہ کے جو درمیان آپ کے اور اس کے واقع ہوا بہر سلمان ہوا تو دوست ہو گیا اسلام میں حمیر ہو گیا۔ سبب صہار کے اس کے سوا اور کچھ یہی کہا ہے اولیٰ حمل کرنا آیت کا ہے عموم پر ضمیر و امیقا ہا کی راجع ہے طرف فعل یا حالت کو چھیا کہ زجاج نے کہا ہے وہ حالت یہی دفع کرنا سیدہ کا ہے ساتھ حسنہ کے لینے نہیں دیے جاتے اس فعل و حالت خاص کو مگر وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا غصے کے پی جانے اور مکر وہ دنا خوش کی برداشت پر اور غصیوں کے گھونٹ گھونٹ اُٹارنے پر اور بدلہ نہ لینے پر حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آدمی ہے کہ اس کا بھائی اسے گالی دینا ہے تو وہ کہتا ہے اگر تو سچا ہے تو اسے مجھے بخشے اور اگر وہ جو بنا ہو تو اسے تجھے بخشے سبحان اللہ سوائے نفوس قدسیہ کے ہبلایہ کام کسی اور کا ہے اسی لیے فرمایا وَمَا بَلَّغَاہَا اِلَّا ذُو حِجَّةٍ عَظِيمٍ یعنی یہ بات اُنسی کو ملتی ہے جو کہ ثواب ذخیر میں رہے حصہ والا ہے یا جس کو غفلت حسرت و کمال نفس سے بڑا حصہ ملا ہے یہ قول نسبت ہے فتادہ نے کہا کہ خطا عظیم حبت ہوئے و امیقا ہا الامن و حبت لالجنہ کسی نے کہا کہ ضمیر و امیقا ہا کی حبت کی طرف راجع ہے کسی نے کہا کہ کلام توحید کی طرف جمہور نے امیقا ہا کو تفسیر سے بڑا ہے اور طلحہ بن مصرف و ابن کثیر نے ایک آیت میں تلافا ہا ملاقات سے پھر اللہ تعالیٰ نے شیطان سے پناہ مانگنے کا امر فرمایا وَ اِنَّمَا یُکَذِّبُکَ النَّفْسُ الْاُمَّیَّةُ النَّفْسُ الْاُمَّیَّةُ النَّفْسُ الْاُمَّیَّةُ

خچہ نکال مارنے کو چاہیے کہ اس کے ساتھ دوسو کو تشبیہ دی ہو اس واسطے کہ دوسو شر بہ باعث ہوتا ہے صحاح میں  
 کہا نزع الشیطان بنہیم یعنی شیطان نے ان کے آپس میں فساد ڈالا و نزع بکلمہ یعنی اس میں طعن کی مثل تختہ  
 بعد او با صبح یعنی اس کو چنکا مارا مکڑی سے یا انگلی سے نزع کو نزع ثمر یا بطور مجاز عقل کے جیسے مدبر  
 یا مردوخ سے نزع ہے شیطان کو موصوف بمصد کیا ہے بطور سبائے کے یا بسبب اس کے تسویل و تزیین کے  
 کلمہ من ابتداء یہ ہے یعنی ایسا نزع کہ ناشی و صادر ہو شیطان کی حجت ہو اور حب نزع یعنی نزع ہو تو کلمہ من  
 تجرید یہ ہو گا باین سننے کہ شیطان ہو ایک اور شیطان نکالا اور اس کا نام نزع رکھا اب کلام میں دو مجاز ہو گئے  
 ایک تو یہ ہو کہ دوسو کی تفسیر نزع کے ساتھ کی دوسرا یہ ہو کہ شیطان کو نزع ثمر یا کلمہ اٹھان شرطیہ ہے اور بارگاہ  
 واسطے تاکیدیہ یعنی شرطیت و استلزام کے اسی لیے فون تاکیدیہ کا فعل شرط سے لاحق ہوا ہے اس لیے کہ فون تاکیدیہ  
 کا اس کے ساتھ لاحق نہیں کیا جاتا ہے جب تک کہ شرط کی تاکیدیہ کے ساتھ نہ کی جائے یعنی یہ ہیں کہ اگر کسی  
 شخص کو شیطان ہو چیز سے منجملہ ان چیزوں کے جن کو اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے مشروع کیا ہے یا تجھ کو روکے دم  
 کرنے سے ساتھ بہترین چنے کے اور بدترین سیدیہ کے ساتھ دفع کرنے کا سبب کو حکم کرے تو تو پناہ مانگ ساتھ  
 اللہ کے اس کی مشر سے اور اپنے علم پر عمل اور اس کا کماست مان اور اس کی مشروع کی ہوئی شے کو کر یا بہترین  
 حق کے ساتھ دفع کر جملہ اِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ تعلیل ماقبل ہے یعنی اللہ کے ساتھ اس لیے پناہ مانگ  
 کہ وہ بڑا سننے والا ہے ہر سننے کی بات بلا ہی جملہ سے تیرا پناہ مانگنا ہے اور بڑا جانتے والا ہے ہر جانتے کی  
 شے کا اسی میں سو قیور افضل حال ہے اور جو ذات پاک ایسا بڑا سننے جانتے والا ہے تو وہ ضرور پناہ دیتا ہے اس کے  
 جو اس کو پناہ مانگتا ہے نکتہ بیان انہو سمیع و اعلم و یزید و یات کلمہ ہو و الف و لام تعریف اور سورہ اعراف  
 میں انہو سمیع و اعلم بدون ان دونوں کے اس کی یہ وجہ ہے کہ بیان ایسے کلام سے متصل ہے جس کی تکرار و حصر  
 کے ساتھ تاکیدیہ کی گئی ہے یعنی وایقلاً لا الہ الا یہو بیان اس تاکیدیہ کے مناسب ایسا ہی کلام ہو کہ ہے اور وہ ان  
 چونکہ کلام تاکیدیہ کو خالی ہے اس لیے کلام حسب قیاس لایا گیا وہ قیاس یہی ہے کہ سند الیہ عرفہ ہو اور سند مذکرہ  
 بخاری و مسلم و غیرہ مانے سلیمان بن مردس روایت کیا ہے کہ دو شخصوں نے و شتام رہی کی نزدیکی کی  
 صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بہران میں کے ایک کا عضو سخت ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا مینک یہ  
 البتہ جانتا ہوں ایک کلمہ کہ اگر وہ اس کو کہتا تو اس سے عضو جاتا رہتا اعموذ باللہ من الشیطان الرجیم یہ  
 وہ شخص بولا کیا آپ مجھ کو مجنون خیال کرنے میں تو آپ نے یہ آیت پڑھی واما نزع غنک الایۃ حکایت مولانا  
 الشیخ اکبر ابن عربی قدس سرہ فتوحات مکیہ میں ذکر فرمایا ہے مروی ہے کہ ایک اعرابی فضحائے عرب ہو  
 سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور وہ پیش چکا تھا کہ آپ کو جو اسم الکلم عطا ہوئے اور آپ بولا کہ



ایسی کتاب مجرّاد لکھی گئی ہے کہ اس کے معانی سے فصحاء عرب عاجز ہوئے ہیں اس نے آپ کے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر جو نازل کیا گیا ہے آیا اس میں ہے مثل اس کے جو میں نے کہا ہے تو آپ فرمایا تو نے کیا کہا ہے پس اس عربی نے کہا میں نے یہ کہا ہے

|  |  |
|--|--|
| وَسَجَّحِي كَوَيُّ الْأَضْغَانِ تَشَبَّحُ عَقُولُهُمْ<br>وَلَنْ جَهْرًا بِالْقَوْلِ فَاعْفُ تَكْرُمًا<br>فَإِنَّ الَّذِي يُؤْخِذُكَ مِنْهُ أَسْبَاطُهُ | عَجَّتْكَ الْغُرْبَى فَقَدْ بَزَغَ الْكَفَلُ<br>وَأَنْ سَتَرُوا عَنْكَ الْمَلَامَةَ لَمْ تُبْكَ<br>وَأَنَّ الَّذِي قَدْ فُيِّلَ خَلْقَكَ لَمْ يُفَيْلْ |
|--|--|

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت کریمہ پڑھی وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ الْأَيُّهُمَا أَهْوَى بول اٹھا نہ ادا وادہ السحر الحلال وادہ ما تخفیت ولا کان فی علمی انزل دیو سے باجن طاقت اشد انک سورا  
ادہ وادہ خارج ہذا الاسن ذی ال انتہ کلام ذکرہ شیخ زادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ال بیئہ اللہ عزوجل سے احو  
ادہ بلایع ہذا الکلام الاسن ہو رسول اللہ جابر بن عبد ربہ لانہ خارج عن وسع البشر یعنی وادہ یہ کلام سحر حلال  
ہے وادہ میں نے خیال نہ کیا اور نہ میرے علم میں تھا کہ وہ نازل ہوا اور لا باجا بیگا بہتر اس سو جو میں نے کہا  
میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اللہ کے رسول ہو وادہ نہیں پہنچایا اس کلام کو مگر اس نے جو کہ اللہ کا رسول ہو لایا  
اُس کو اپنے رب کے پاس کو کیونکہ وہ بشر کی طاقت سے خارج ہے بالکل بربائی کا مقابلہ اجبی سے اجبی  
بہلانی کے ساتھ کرنا اسی بخت اور آدمی کا کام ہے جس کو فضائل نفسانی و قوت روحانی سے شہا حصہ ملا ہو  
کیونکہ انتقام میں مشغول ہونا جو ہوتا ہے سو صرف بوجہ ضعف نفس کے ادا اس لیے کہ نفس ارادات خارجیہ سے  
اثر پذیر ہوتا ہے اس واسطے کہ جب نفس قویۃ الجبر ہو تو اسے تو خارجی ارادات کو متاثر نہیں ہونا اور جب  
اُن سے متاثر نہ ہوا تو اُن کی برداشت بھی اُسے پر دشوار نہیں ہوتی ہے اور نہ وہ انتقام میں مشغول ہوتا ہو  
پس ثابت ہوا کہ یہ نیک سیرت اُسی کو ملتی ہے جو کہ قوت و صفائے نفس سے صاحب بہرہ عظیم ہے یہی احتمال  
ہے کہ بیٹے جہن کہ یہ نیک خصلت اُسی کو نصیب ہوتی ہے جو کہ بہرہ عظیم والا ہے ثواب آخرت کو تو اس  
وجہ پر قولہ واما بقولہ الام الذین صبروا ان کی مدح ہوگا بسبب اُنکے صبر کرنے کے اور قولہ واما بقولہ الام الذین  
خط عظیم وعدہ ہوگا بزرگتر حظ کا تو اسے بہر جب اللہ پاک نے اگلی آیت میں یہ بات بیان فرمائی کہ صبر  
اعمال و اقوال دعوت الی اللہ ہے اللہ یہ امر معلوم ہے کہ دعوت الی اللہ کے مطر بقول میں ثباعدہ طریقہ بیان  
کرنا دلائل کا ہے اور قائم کرنا محبت بر بانوں کا جو کہ دلالت کرتی ہیں وجود مصدق و برحق پر جو کہ سو صرف  
بغیر ذات و قدرت ظاہر و حکمت بالغہ سے ثواب ان دلیلان کی تقریر شروع کی پس ارشاد فرمایا وَ  
مِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ

۴۰  
اشفاق و غنیمت  
بلکہ کتب اللہ وادہ  
سی بیئہ اللہ عزوجل  
قال نقل اللہ عزوجل  
بالکسر  
واللہ تعالیٰ اعلم  
علی غنیمت وادہ  
میں سبک  
بیشد ازادہ وادہ  
تحت تحقیق  
ادہ پاک خدا  
غنی بزرگ  
الغنی بزرگ

الَّذِي خَلَقَهُمْ ارْتَبَتْ اَيُّهَا تَعْبُدُونِ ۝ كَانَ اسْتَكْبَرُ اَفَالَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ يَسْتَعِينُ لَكَ  
بِالْقِلِّ وَالْثَمَارِ وَهُمْ لَا يَسْتَمْتُونَ ۝ وَفِي الْاَنْجَامِ اَنْتَ تَرَى اَكْثَرَ اَشْيَا نَحْنُ شَاشِعَةٌ اِذَا ارْتَبَتْ  
عَلَيْهَا الْمَاءُ اَهْتَزَّتْ وَرَبَّتْ ۝ اِنَّ الَّذِي اَحْيَاهَا لَخَيُّ الْمَوْتِ ۝ اِنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝  
اور اُس کی قدرت کے نمونے میں رات اور دن اور سوج اور چاند سجدہ نہ کرو سوج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ نہ کرو  
اللہ کو جس نے وہ بنائے اگر تم اُسی کو پوجتے ہو پھر اگر غور کریں تو جو لوگ نزدیک تیرے رب کے ہیں ہاکی بولتے ہیں  
اُس کی رات اور دن اور وہ نہیں ٹھکتے اور ایک اس کی نشانی یہ کہ نو دیکھتا ہے زمین کو دبی پری چوب  
آثار اہم نے اُس پر پانی ماری ہوئی اور ابھری بیشک جس نے اُس کو بلایا وہ جلاوے کا مردے وہ سب  
چیز کر سکتا ہے **ف** یہ کیا چیز ہیں اور ان کا غور کیا چیز ہے **انتہ** ف حافظ ابن کثیر کہتے ہیں  
اللہ تعالیٰ آگاہ کرتا ہے خلق کو اپنی قدرت عظیم پر اور سب پر کہ کوئی اُس کا نظیر و مثل نہیں ہے اور وہ قادر  
ہے اُس کو جو چاہے جاتا ہے اور اُس کی قدرت کی نشانیوں میں سے رات دن سوج چاند میں بیٹے اسے  
رات بنائی مع اُس کی تاریکی کے اور دن ہم اُس کی روشنی کے اور یہ دونوں ایک کے پیچھے ایک آتے  
رہتے ہیں نہ ٹھکتے نہ ہیں اور بنا یا سوج اور اُس کا نور و روشنی اور چاند اور اُس کی روشنی اور شیرایا  
اندازہ اُس کی منزلوں کا اس کے فلک میں اور اختلاف چال کا اپنے فلک میں تاکہ اس کی اور سوج  
کی چال کے اختلاف سے پہچاناجا سہے مقدار شب و روز کا اور مجموعوں کا اور مہینوں برسوں کا اور اس  
کی وجہ سے حقوق اوقات عبادات و معاملات کا پورا ہونا ظاہر ہو جائے پھر جو اجرام جن کا عالم علوی  
و سفلی میں مشاہدہ ہوتا ہے ان سب میں سوج اور چاند چونکہ حسین تر تھے اس لیے اللہ پاک نے اس پر  
اکا ہی بخشی کہ یہ دونوں مخلوق ہیں و بندے ہیں اس کے بندوں میں سے اُس کے قدر و تحیر کے تحت  
میں مقبور و مسخر ہیں پس فرمایا کہ انت سجدہ کرو سوج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے اُنکو بنایا  
اگر تم اُسی کو پوجتے ہو میں نے اسی کو پوجو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو پس تمہارا اُس کو پوجنا  
مع اس کے کہ اُس کے غیر کو بھی پوجو تم کو کچھ نفع نہ دیگا کیونکہ وہ اس کو نہیں بخشتا جو کہ اس کے ساتھ  
شرک کیا جائے اسی لیے یوں فرمایا پھر اگر وہ تکریر میں بیٹے تمہارا اس کے پوجنے سے اور اسی پر اثرین کہ  
شریک کریں اس کے ساتھ اُس کے غیر کو تو جو لوگ تیرے رب کے پاس ہیں میں فرشتے وہ اُسکی پاکی بولتے  
ہیں رات دن اور وہ نہیں ٹھکتے کہ قال تبارک و تعالیٰ فَانْ يَكْفُرْ بِهَا هُمْ لَا يَفْقَهُوْا وَكَلَّمْنَا هَاقُوْنَا  
لَكِنَّهُمْ اَبْهَاقُوْنَا فَرِحَ حَافِظُ الْبُيُوتِ حَافِظُ الْبُيُوتِ حَافِظُ الْبُيُوتِ حَافِظُ الْبُيُوتِ حَافِظُ الْبُيُوتِ  
اور علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کمال و درات کو اور نہ دن کو اور نہ سوج کو اور نہ چاند کو اور نہ ہوا و

وہ

۵  
پھر ان باتوں  
پر غور کریں  
کہ اللہ تعالیٰ  
کی قدرت عظیم  
پر اور سب پر  
کہ کوئی اُس کا  
نظیر و مثل نہیں  
ہے اور وہ قادر  
ہے اُس کو جو  
چاہے جاتا ہے  
اور اُس کی قدرت  
کی نشانیوں میں  
سے رات دن سوج  
چاند میں بیٹے  
اسے

کو کیونکہ یہ بھی جانتی ہیں رحمت واسطے ایک قوم کے اور عذاب واسطے ایک قوم کے تو اللہ تعالیٰ کا تبارک و تعالیٰ ہے اور اُس کی نشانیوں کو اُس کی قدرت پر مردوں کے پر زندہ کرنے پر یہ ہے کہ وہ پکارتا ہے زمین کو خاشعہ مینے مانتا ساکن اُس میں کچھ روئیدگی نہیں بلکہ وہ مردہ ہوتی ہے، یہ جب ہم نے اُمار اُس پر پانی تو اُس نے نکالین سب قسم کی کیتیاں اور یہ یوحنا الدیمی احیا بالآیہ مینے جس نے اُس کو زندہ کیا وہی مردوں کا زندہ کرنے والا ہے اگر کوہر شے پر قدرت ہوتی فتح البیان کا بیان فاتح مع توتیح یہ ہے کہ رات اور دن آیات قدرت الہی سے اس بات میں ہیں کہ ایک حد معلوم پر ایک دوسرے کو پیچھے لگی آتی ہیں اور ایک قدر مقسوم پر نوبت نبوت آتی ہے تو ہیں اور سورج اور چاند اس رات میں کہ ہر ایک ان میں کو ایک اندازہ کی ہوئی چال اور ایک نور مقرر کے ساتھ مختص ہے روشن دونوں میں مگر ہر ایک کی روشنی جدا چلتے دونوں میں مگر ہر ایک کی نئی چال نیا انداز جدا جدا رنگ ہنگ ایک کا تسلط دن کو دوسرے کا رات کو غرض کہ رات دن کا ایک دوسرے کے پیچھے آنا ایسے طور پر جس کے اوپر خلق کے منافع و مصالح متفرع ہوتے ہیں اور ہر ماہ کا اس کام کے واسطے سفر کرنا جو ان کو ارادہ کیا جاتا ہے اُن ظاہر تر نشانیوں کو ہے جو امد پاک کے وجود باوجود پر اور اس کی وحدانیت کمال علم و حکمت پر دلالت کرتی ہیں یہ بات کہ چار چیزوں سے تعرض کیا باوجود اس کے کہ بوجھنے والوں نے جو چاہا ہے وہ سورج اور چاند میں جیسا کہ آئندہ آئیگا رات دن کو نہیں پوچھا سو اس کی یہ وجہ ہے کہ منظور یہ بات بتانا ہے کہ سورج اور چاند پورے طور پر سجدہ کرنے کے رتبہ سے گرسے ہوئے ہیں بائیں طور کہ مخلوقیت کو اندر ان کو اعراض کے رشتہ میں پر دیا ہے کون اعراض جن کو بذات خود کسی طرح کا قیام نہیں ہے اور یہی ہمید ہے کہ کل کو آیات کے مسلک میں نظم کیا ہے مطلب یہ کہ سجدے کی لیاقت نہ ہونے میں جیسے اعراض وغیرہ مخلوق ہے ویسے ہی یہ میں اس ثابت میں اور مخلوق سے ان کو کوئی شرف حاصل نہیں ہیں جس طرح اور خلق اپنے خالق کی وحدانیت و قدرت پر دال ہے اسی طرح یہ بھی ہیں گو نسبت بعض مخلوق کے باعتبار منافع ان کو اس پر نیت ہو یہ اعد بات ہے یہ جب یہ بیان کیا کہ یہ چار دن اٹھ پاک کی آیات میں تو خلق کو سورج چاند کے بوجھنے سے منع کیا اور امر فرمایا کہ امد عز وجل کو سجدہ کریں ارشاد فرمایا کہ مت سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو کیونکہ یہ دونوں تو اُس کی مخلوقات میں سو وہ مخلوق میں گو اُن کے منافع بکثرت ہیں سو کچھ اس کی وجہ سے یہ بات تنبیہ نہیں ہو سکتی کہ اپنے خالق کی روبرویت میں اُس کے شریک ہو جائیں بلکہ تو اپنے ظلم و غرور و اختلافات سے اور رات دن کی حرکت سے ظاہر ظہور بکار بکار رکھ رہے ہیں کہ بنایا کہ ہم تو اپنے خالق قدریہ و فاسر کہ مخلوق و معنویہ میں اُس کے حکم کے موافق ہمارے کار و بار کی اصلاح کے واسطے بخدا سے ہمیں رات دن چلتے رہتے ہیں غلام اور سجدہ کرو اٹھ کر جس نے ان کو بنایا کیونکہ سجدے کا خالق محبوب مخلوق اس لائق نہیں

ہے کہ اسے سجدہ کیا جائے ضعیف غلظت کی راجح ہے طرف چارٹے مقدم کے اس لیے کہ حکم جمع غیر عقلاً کا حکم جمع اناث کا یا آیات کی طرف پہرتی ہے یا طوط شمس قرآن کے اس لیے کہ اللہ کی ایک جماعت کے نزدیک شنیہ ہی جمع ہے سین کی تبیین یہ ہے کہ چار کی تمیز جو ضعیف اناث کے ساتھ کی باوجود اس کے کہ نین ان میں ذکر ہیں اور عادت تغلیب مذکر کی ہے مؤنث پر سو اس کی یہ وجہ ہے کہ حبیب من آیات فرمایا ہر چاروں کو آیات کے رشتہ میں پرویا تو ہر ایک اس میں آیت ہو گیا اس لیے ضعیف اناث کے پیرایہ میں ان کو اد کیا اور مطلق فرمایا ان کو کتم ایاد بعد دن اس شرط کا جواب محذوف ہو تقدیر یہ ہے لا تخذوا الغیرہ اور تقدیم ایاد کی واسطے صر و تخصیص کے ہے یعنی اگر تم خاص اسی کو پوجتے ہو قومت سجدہ کرو اس کے بغیر کو اس لیے کہ سجدہ خاص ترین عبادات ہو ساتھ اللہ پاک کے کیونکہ عبادت اس سے عبارت ہو کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ذلیل ہونا احوال کی جناب کی تعظیم کرنا اور سجدہ دعائیت درجہ کی تعظیم ہے تو نسبت باقی وجہ عبادت کے زیادہ تر خاص ہوا ساتھ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے پس جو شخص عبادت کو اللہ پاک کے ساتھ خاص کرے تو اس کو لازم ہے کہ اس کے غیر کو سجدہ نہ کرے بصورت اس بات کے کہ اختصاص مطلق عبادت کا واسطے اس کے مستلزم ہوتا ہے اختصاص احض عبادت کو ساتھ اس کے بطریق اولیٰ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ شمس و قمر کو سجدہ کرتے تھے جیسے صاحبین اپنے پوجنے میں تاروں کو اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے سجدہ کرنے سے نقص کرتے ہیں اللہ کے واسطے سجدہ کرنے کا سودہ اس سے منع کیے گئے پس یہ وجہ جو تخصیص ذکر سجدہ کی ساتھ نہی کے کہنے کے کہا کہ اس کی وجہ تخصیص ہے کہ سجدہ و منتہائے مراتب عبادت ہے شیخ زادہ کہتے ہیں سدی نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک بولے کہ مت سجدہ کرو مگر واسطے لات و عزی کے اس پر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی فَإِنْ أَنْتُمْ كُنْتُمْ كُفْرًا أَفَلَا يَكْفُرُ الْإِنْسَانُ اب اگر کوئی کہے کہ جو مشکربین وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم کفر و ذلیل ترین اس سے کہ ہم کو بالذات اللہ تعالیٰ کی عبادت کی لیاقت حاصل ہو سو ہم نہیں پوجتے ہیں مگر اس کو جو اس کے نزدیک ہماری سفارش کرے اور ہم کو اس سے قریب کر دی جیسا کہ کسی نے کہا ہے ۵

خدا کی عبادت کے قابل نہیں ہوں میں بندے کا بندہ بنا جا رہا ہوں

پھر کیا وجہ ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے سجدہ سے مشکربہمیرایا تو کمین گے کہ مراد استکبار سے استکبار اللہ تعالیٰ کے سجدہ سے نہیں ہے بلکہ مراد استکبار سے تکبر کرنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے قبول کرنے سے اس نہی میں کہ تم غیر اللہ کو سجدہ مت کرو مٹنے یہ ہیں پھر اگر وہ تکبر کرین تو اس حکم کے امتثال ہو اور انکار کرین مگر واسطہ تمہارے کہ قَدْ لَكَ لَا يَقُولُ عَدَاوَةً لِّلَّهِ تَعَالٰی یہ جواب محذوف ہے شرط کا اس کی جگہ میں فَالَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ اور سجدہ پر وال ہو

جیسے قریہ اُن کا اسکا بر کم نہیں کرتا ہے اُن لوگوں کی گنتی کو جو خالص کرتے ہیں اپنی عبادت کو واسطے اللہ پاک کے  
 کیونکہ ملائکہ مقرر ہیں اللہ تعالیٰ کے پاس اُس کی تنزیہ کیا کرتے ہیں انعام سے ہمیشہ یہ کافر پڑے تکبر کیا کریں اُنکے  
 تکبر سے کیا بگڑتا ہے کسی نے کہا کہ جواب بخدود فدعہم و شائم ہے یعنی اگر یہ لوگ امتثالِ امر سے تکبر کریں تو تو  
 اُن کو اور اُن کے حال کو چھوڑ دے کیونکہ اللہ کے ایسے بند ہیں جو اس کو پوجتے ہیں جیسے فرشتے کہ رات  
 دن ہمیشہ اللہ سبحانہ کی تسبیح کیا کرتے ہیں کسی نے کہا کہ سبحون کے سینے سبحدون ہیں یعنی سجدہ کرتے ہیں اور  
 اس میں تسبیح کہتے ہیں یا سبحنے یصلحون ہے یعنی ناز پڑھتے اور اُس میں سجدہ وغیرہ کرتے ہیں مطلب یہ ہے  
 کہ اللہ پاک عابد کو کبھی حمد و منین کرتا ہے بلکہ اُس کی خلق میں سے وہ میں جو علی الدوام اُس کی عبادت کیا  
 کرتے ہیں نہ اکتاتے ہیں نہ سُست پڑتے ہیں کلمہ عند سے مراد مکانات و نشر لعین کی عندیت جو مکانی مراد نہیں  
 ہے کیونکہ اللہ سبحانہ مکان ہو پاک ہے وہ تو کون و مکان کا خالق ہے نشر یعنی عندیت جیسا اس حدیثِ شریف میں  
 ہے انا عند ظن عبدی بی وانا عند الخسرة فلو بهم یہ آیت کریمہ بلا خلاف منجملہ آیاتِ سجدہ ہے اختلاف جو  
 ہے سو موضع سجدہ میں ہے پس ایک قول یہ ہے کہ موضع سجدہ کا ان کثرت ایاہ تعبدون ہے اس لیے کہ امر  
 سے متصل ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہم لایسا ملن ہے کیونکہ یہ کام کلام ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما  
 سے مروی ہے کہ وہ سجدہ کرتے تھے آخر آیتین پر جم سجدہ سے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اُن میں کیا دل  
 پر سجدہ کرتے تھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ پہلی اور آخر آیت پر سجدہ کرتے تھے جب کہ  
 اللہ پاک نے فلکی چارہ سلیمن ذکر کین تو بعد اس کے دلائل ارضی بیان کین پس ارشاد فرمایا مین ایت چھ  
 اَنَّا نَحْنُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ  
 سے جو کہ دل میں اس کی قدرت و وحدانیت و عبث پر یہ ہے کہ تو دیکھتا ہے زمین کو دبی پڑی ہے بعض زمین کو  
 تو سر کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور بعض کو دل کی آنکھ سے دیکھتے ہوئے پر قیاس کر کے کہ وہ خشک پڑی ہوئی جو  
 مطلب ہے کہ موت کو دو سنتے ہیں ایک تو آنکھ سے دیکھتا اور دوسرے دل کو جانتا تو بیان دونوں سے تنہیک  
 ہیں پس جس زمین کو اپنے سر کی آنکھ سے دیکھتا تو بیان بصری رویت ہوئی اور جس کو آنکھ سے نہیں دیکھا  
 تو دیکھتے ہوئے پر قیاس کر کے اس کو دل سے دیکھا یا قلبی رویت ہوئی غاشوہ کے سنتے ہیں یا بسے متطاسنہ لانات  
 یہاں سے خشک سا کہ جس میں روئیدگی نہیں ہے لفظ غاشوہ سے یہ سننے زیادہ تر مناسب ہیں کسی نے یون  
 تفسیر کی یا بسے جدتہ جابدة یعنی خشک مخط زوہ جمی ہوئی کسی نے کہا الغیر التي لا تمیت یعنی غبار اثری ہے  
 روئیدگی کے ازہری کہتے ہیں جس وقت زمین خشک ہوگئی اور اس پر پانی برسایا گیا تو محاورہ عرب میں ہو تو  
 ہیں قد خشعت غشوع یعنی ذلیل و تقاصر ہے یعنی ذلیل و پست و کم ہونا جیسے کہتے ہیں کہ فلان لے فلان

کے لیے خشوع کیا یعنی تواضع و فروتنی کی اپنے آپ کو بہت کیا اور چوٹا کیا تکبر اس کی ضد ہے چونکہ عربی عجب  
عروسِ نیاز زبان ہے اکثر اس میں استعارات و کنایات کے زلیہ سے آہستہگی کی جاتی ہے اس لیے زمین  
کی حالت مقصود ہے نباتی کے واسطے خشوع کا استعارہ کیا گیا اور اس حال میں وہ ایسی ہو رہی ہے جیسے کوئی  
شخص غاصغ غاصغ متواضع خاموش ہو رہا ہے جس طرح اگر کوئی کھجور کا لٹکائی ہوا ٹکڑا زمین کو مسرت  
بہہد کیا ہے بہود کہتے ہیں آگ کے بجھنے کو بہان اس کے خشک و نبات ہونے کی تشبیہ آگ بجھنے سے  
ہے خشوع بہود دونوں وصف زمین کے خلاف اس کے وصف کو بہین سا تھا ہزار و زبوں کے جیسا کہ اللہ پاک  
نے فرمایا ہے فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَسْدَتْ مِاءَ بَارِشٍ كَالْبَانِي ہے یا نہر مئی کنوئیر  
بادی کا کیونکہ اس کی اسل ہی آسمان ہی کے پانی سے ہے یعنی تم دیکھتے تھے کہ زمین کا حال ہو رہا تھا  
کہ خشک ہے نبات گرد آلود دلی پڑی تھی بہر جب اللہ پاک نے اس پر پانی نازل کیا تو اس نے روئیدگی لیکر لیا  
حرکت عظیم و کثیف و سریع کی تو اس کا حرکت کرنا ایسا ہوا جیسے کوئی خود اپنی سعی سے ہلکوتا ہے۔ اور  
ابہری آہستہ آہستہ کے معنی میں حرکت کرنا ملنا آدمی جب حرکت کرتا ہے تو موار و زمین کہتے ہیں آہستہ  
الانسان لما قال الشاعره تَرَكَ الْكَفْلَ لَشَيْفٍ يَمُوتُ لَلْتَكَا رَأَى الْكَمْ يَحْدُ عَنْدَ الْمَرْءِ الشَّيْخَ مَطْعَمًا  
مجاہد و غیرہ نے کہا رب کو یہ معنی ہیں کہ زمین پہولی اور بلند ہوئی پہلے اس سے کہ روئیدگی اگلے معنی  
بجٹے روئیدگی سے بعد اچھے مردہ ہونے کے اس بنا بر عبارت میں تعقید و تاخیر ہوگی تقدیر یہ ہے رب و انہر  
یعنی پہولی اور نبات کو لیکر حرکت کی کسی نے کہا کہ آہستہ آہستہ روئیدگی تو پہولی ہیں قبل نکلنے روئیدگی کے  
زمین سے اور کہی اس کے بعد پہولی زمین روئیدگی کے معنی لغت میں مرتفع ہونے کے ہیں جس طرح کہ بلند جگہ  
کو روہ و راہیہ بولتے ہیں پس نبات حرکت کرتی ہے واسطے باہر آنے کے بہر اپنے جسم کے طول و عرض  
میں بڑھتی جاتی ہے کسی نے کہا یہ معنی ہیں کہ خوش ہوتی ہے بارش سے اور پہولی بہت سا تہ روئیدگی  
کے کسی نے کہا شوق ہو گئی بہر اس کی مٹی بلند ہوئی اور اس سے روئیدگی نکلی اور زمین زمین و آسمان  
کے بلبل ہوئی روئے زمین کو ڈھانکنی ہوئی اور اس کی رگین منشعب ہوئیں اور اس کے تنے سوٹے ہوئے  
تو اس کے چلنے کو بامع ہو گئے اس آسان حالت پر جس میں وہ اول تھی اور اس روئیدگی سے متنزہ ہوئی  
گویا ایسی ہو گئی جیسے کوئی اپنے لباسِ زینت میں تکبر کرتا ہے اور اکرنا ہے اس لیے کہ اس سے پہلے ذلیل  
و متواضع کے مثل تھی اب جو جبر و غلہ نے ربات پڑا ہے اس آیت کی تفسیر پور پور طہر پر سورج میں گزرتا ہے  
بہر جب اللہ پاک نے بیان کیا کہ دعوت الی دین اعظم مناصبہ انرف مراتب ہو بہر یہ بیان  
کیا کہ اس کی طرف دعوت کو کچھ حاصل ہوتا ہے سوا ہی بات ہو کہ اس کے وجود کے دلائل ذکر کیے جائیں

۱۔ زمین کی حالت  
۲۔ پہولی کی حالت  
۳۔ نبات کی حالت  
۴۔ پہولی کی حالت  
۵۔ پہولی کی حالت  
۶۔ پہولی کی حالت  
۷۔ پہولی کی حالت  
۸۔ پہولی کی حالت  
۹۔ پہولی کی حالت  
۱۰۔ پہولی کی حالت

اور اس کے کہ وہ صفات عظمت کو ساتھ متصف ہو اور اس باب میں دلائل و آیات کثیرہ ذکر فرمائے تو اب عموماً  
 طرف دیکھنے والے اُن لوگوں کے جو کہ اُن آیتوں میں نزاع کرتے ہیں اور شبہ و اُلکھان میں جکڑتے ہیں پس  
 ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يَلْعَنُوْنَ فِيْ آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْكَ مَا اَقَمْنَا لَهُمْ اٰيَاتٍ فِي الْتَارِخِطِ اَمْ مِّنْ  
 تَاٰتِيٍّ اَيُّهَا نَبِيُّكُمْ اَلَيْسَ لَكُمْ مَا يَنْتَظِرُوْنَ مَا يَنْتَظِرُوْنَ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ  
 لَعَلَّآ جَا هُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكَيْفٌ عَزِيْزٌ ۝ لَا يَافِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ  
 مِّنْ حٰكِمٍ مَّجِيْدٍ ۝ مَا نَقُلُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ فِیْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ مَا اِنَّ رَبَّكَ لَدُوٌّ مَّغْفِرٌ  
 وَذُوْ عَقَابٍ اَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ اَخْرَجْنَا اِلَیْهِمْ اَلْوَاكِلَ لَمَّا كَانُوْا فِی الْاَيَّامِ اَلَمْ يَعْجَبُوْا اَلَمْ يَعْجَبُوْا  
 لَمَّا اَخْرَجْنَا اِلَیْهِمْ اَلْوَاكِلَ لَمَّا كَانُوْا فِی الْاَيَّامِ اَلَمْ يَعْجَبُوْا اَلَمْ يَعْجَبُوْا ۝ وَهُوَ عَلِيْهِمْ  
 عَمِيٌّ اَوَّلِيْكَ يَسْأَلُوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ۝ جو لوگ بیٹھے دہتے ہیں ہماری باتوں میں ہم سے جیسی بنین  
 بھلا ایک جوڑتا ہے اگل میں بہتر یا ایک جوڑے گا امن کو دن قیامت کے کرتے جاؤ جو چاہو بیشک جو  
 کہتے ہو وہ دیکھتا ہے جو لوگ منکر ہوئے سمجھوتی سے جب اُن پاس آئی اور یہ کتاب پر نادر اس پر جوٹ کا  
 دخل نہیں آگے سے نہ پیچھے سے اُناری ہوئی ہے حکمتوں والے سب خوبیوں مرا ہے کی تجھ سے وہی  
 کہتے ہیں جو کہ دیا ہے سب سولوں کو تجھ سے پہلے تیرے رب کے بیان معانی ہی ہے اور سزا ہی ہے  
 و کہہ والی اور اگر ہم اُس کو کرتے قرآن اور پی زبان کا تو کہتے اس کی باتیں کیوں نہ کہولی گئیں کیا  
 اور پی زبان کی کتاب اور عرب کا آدمی تو کہہ یہ ایمان والوں کو سوجھ ہے اور روگ کا دفعہ اور جو بقیہ  
 بنین لاتے اُن کے کانوں میں بوجہ ہے اور یہ اُن کو اندھا پا ان کو پکارتے تھے دور کی جگہ سے اتنی  
 ف حافظ ابن کثیر کہتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا الحاد و کہنا کلام کا ہے اُس کے  
 غیر مواضع پر قتا وہ وغیرہ نے کہا کہ الحاد و کفر و عناد ہے لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْكَ مَا اَقَمْنَا لَهُمْ اٰيَاتٍ مِّنْ تَمْدِيْدٍ شَدِيْدٍ وَبَعِيْدٍ  
 اَکِيْدٍ ہے یعنی اللہ پاک اس شخص کو جانتا ہے جو کہ اُس کی آیات و اسماء و صفات میں الحاد کرتا ہے اور غریب  
 اس پر اُس کو جزا دے گا ساتھ عقوبت و نکال کے اسی لیے یون فرمایا اَفَمَنْ يَلْعَنُ الْاٰتِيَّةَ يَنْفَعُ اَلَّذِيْنَ يَلْعَنُوْنَ  
 وَاَلَا اُوْلٰئِكَ يَسْأَلُوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ۝ جو لوگ منکر ہوئے سمجھوتی سے جب اُن پاس آئی اور یہ کتاب پر نادر اس پر جوٹ کا  
 کرنے کو فرمایا اَعْمَلُوْا مَا يَنْتَظِرُوْنَ مَا يَنْتَظِرُوْنَ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ لَعَلَّآ جَا هُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكَيْفٌ عَزِيْزٌ ۝ لَا يَافِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ  
 خیر یا بشر بیشک وہ تم کو جانتا ہے اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے اسی لیے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ لَعَلَّآ جَا هُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكَيْفٌ عَزِيْزٌ ۝ لَا يَافِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ  
 بَعِيْثٌ بِرَأْسِهِ جَلَّالٌ فَفَرَمٰ اِلَیْكَ الْاٰتِيَّةَ صٰحٰكُ سَدٰی وَقَدْ دَخَلْنَا  
 کہہ کر ذکر قرآن شریف پر وَاِنَّهٗ لَكَيْفٌ عَزِيْزٌ یعنی بیشک وہ البتہ ایک کتاب مینع الجناب پر کوئی

اس کی مثل لایکا قصد نہیں کر سکتا ہے باطل نہ اس کے آگے سے آتا ہے نہ پیچھے سے بیٹے بطلان کو اس کی نظر  
 کوئی راہ نہیں ہے اس لیے کہ وہ آثار اگیا ہے طرف سے رب العالمین کے اسی لیے یون فرمایا تَنْزِيلُ مِثْرِ حَبِ كَلْبٍ  
 حَبِیْبٍ یعنی آثار ہوا ہے طرف سے اس بات پاک کے جو کہ اپنے اقوال افعال میں کمیتوں والا ہے سرا ہوا  
 ہے اپنے ساری اوامر و نواہی میں سب کے عواقب غایات محمودین بہرہ صغر و جل نے فرمایا مَا يَقَالُ لَكَ اِلَّا بِكَانَتْ  
 قَبْلَ لِلرَّسُولِ مِنْ قَبْلِكَ قَتَا وہ صدی وغیرہ نے کہا نہیں کہی جاتی ہے و سطو تیرے مکذیب مگر وہی جو  
 کہی جا چکی ہے واسطے رسولوں کے تجھ سے پہلے بہن جیسا تھو بٹلا یا گیا ویسے ہی وہ جھٹلائے گئے اور جیسا  
 نے صبر کیا اپنی قوم کی ایذا ہی پر دیا ہی تو صبر کر اپنی قوم کی ایذا پر جو تجھ کو دیتے ہیں یہ قول بن جریر کا مختار  
 ہے انہوں نے اس میں ابی حاتم نے اس کے سوا اور کوئی قول حکایت نہیں کیا قولہ تعالیٰ اِنَّ ذَنْبَكَ لَكُذِّ  
 مٌ غَفِرَ لَكَ وَذُوْ حَقَّابٍ اَلَّذِيْ يَنْبَغِيْكَ تَبْرَارًا بِالْبَتَّةِ نَجَشْنُ اِلَا هُوَ واسطے اُس کے جو اُس کی طرف رجوع ہوا  
 اور در ذناک عذاب والا ہے واسطے اس کے جو اُن کو غر و طمیان و سرکشی و عدا و دشمنی و فحاشی و فحاشی و فحاشی و فحاشی  
 ابن ابی حاتم سعید بن سعید سے روایت کرتے ہیں جب کہ یہ آیت نازل ہوئی ان سب کے لَذُوْ مَغْفُوْةٍ اِلَّا يَوْمَ  
 رَسُوْلٍ اَمْرٍ عَلِيْهِمُ اَللّٰهُمَّ نے فرمایا اگر نہ ہوتا عفو اللہ کا اور تجا و ز اُس کا تو گوارا نہ ہوتا کسی کفر و کفر اور اگر نہ ہوتا  
 اُس کے عید و عفا ب سکا تو البتہ بہرہ و سار بیتنا ہر کوئی قولہ تعالیٰ وَكَوَجَعَلْنَا فُؤَادَنَا نَاجِيًّا اَللّٰهُ  
 جب کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کا ذکر فرمایا اور اُس کی فصاحت و بلاغت و احکام کا اُس کے لفظ و نحو  
 میں اور بایں نہ شریکین و شریکین نہ لائے تو آگاہی بخشی اس بات پر کہ اُن کا کفر ساتھ اس کے عدا و تعنت  
 و سرکشی کا کفر ہے کہا قال عز وجل وَكَوَجَعَلْنَا فُؤَادَنَا نَاجِيًّا اَللّٰهُمَّ اَعْلَمُ بَعْضُ الْاَعْجَبِيْنَ كَفَرًا اَعْلَمُ بَعْضُ الْاَعْجَبِيْنَ  
 مَوْجِبِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَعْلَمُ بَعْضُ الْاَعْجَبِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَعْلَمُ بَعْضُ الْاَعْجَبِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَعْلَمُ بَعْضُ الْاَعْجَبِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَعْلَمُ  
 کہتے کیوں نہیں آثار اگیا کہ لکھو عربی زبان میں اور البتہ اُس کو اوپر جانتے تو کہتے کیا اور پر زبان  
 کی کتاب اور عرب کا آدمی بیٹے کی نہ کہ آثار اگیا ہے عجیبی کلام عربی مخاطب پر جو اُس کو سمجھتا نہیں ہے اسی  
 طرح یہ معنی حضرت ابن عباس و عمار و سعید بن جبیر و صدی وغیرہم سے روایت کیے گئے ہیں  
 کسی نے کہا کہ یہ قول اُن کا لولا فضلت الایمہ ادا اس سے یہ ہے کیوں نہ آتا میں گنہگار بعض آئینہ اور پر  
 زبان میں اللہ بعض عربی میں یہ قول حضرت حسن لعلی رضی اللہ عنہ کا ہے اودہ اس کو اسی طرح ٹپکتے  
 تھے بدون استفہام کے عجیبی میں یہ قول سعید بن جبیر سے بھی ایک روایت ہے اس قول میں بنسبت اول  
 کے سرکشی و عدا و میں زیادہ تر سب اللہ ہے بہرہ صغر و جل نے فرمایا قُلْ هُوَ الَّذِيْ اَنْشَأَ هَٰذَا فَتُفْهَمُ  
 یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہہ دے کہ یہ قرآن اس شخص کے واسطے جو اس پر ایمان لایا بدہت

اس آیت میں مذکور ہے  
 اس آیت میں مذکور ہے  
 اس آیت میں مذکور ہے  
 اس آیت میں مذکور ہے



ہے اس کے دل کے لیے اور غفا ہے اُن شکوک و شبہوں کی جو سینوں میں ہیں اور وہ لوگ حجابیان نہیں لائے ہیں اُن کے  
 کافران میں بوجہ ہے یعنی وہ اُس نے کو نہیں سمجھتے ہیں جو اُس میں ہے اور وہ اُن پر اندھا پا ہے یعنی وہ راہِ نیز  
 پائے ہیں طرف اُس بیان کے جو اُس میں ہے کما قال تعالیٰ وَ نَزَّلْنَا مِنَ الْقُرْآنِ مَآثِقًا وَ رَحِمْنَاهُمْ لَعَلَّہُمْ  
 يَرْجِعُونَ الْعِلْمَ عَلٰی اَخْسَارًا قَوْلہ تعالیٰ اُولٰٓئِكَ بُنَادُوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِیْدٍ لِّمَا ہُمْ بِهٖ بِحَار  
 جاتے ہیں اُس جگہ سے جو کہ دور ہے ان کے دلوں کو اِن جہاں **جبریر** نے کہا سنئے اس کے یہ ہیں گویا جو شخص اُن سے  
 خطاب کرتا ہے وہ اُن کو پکارتا ہے دو جگہ سے نہیں سمجھتے ہیں اس بات کو جو وہ کہتا ہے حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں  
 آیت مثل اس میں کہ ہے وَ مَثَلُ الَّذِیۡنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِیۡ یَنۡعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءًا وَ قَدْ اَدۡعٰهُمْ بِکَلِمَۃٍ  
 عَمٰیؕ فَهَمَّ لَا یَقۡضُوۡنَ ضَمَکَ کہ اُن کو پکار رہی جاہلین کے قیامت کے دن ساتھ زفر تراسوں اُن کے کہ  
 سدی نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے نزدیک ایک شخص کے مسلمانوں میں سے مفصل  
 کر رہے تھے کہ ناگاہ اس شخص نے کہا یا لیکاہ یعنی اے شخص میں حاضر ہوں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس  
 فرمایا تو کیوں لیک کہتا ہے کیا تو نے کسی کو دیکھا ہے یا کسی نے تجھے پکارا ہے تو اس نے کہا مجھے پکارا یا ایک  
 پکارنے والے نے دریا کے دوسے پہلوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اولیٰک یا دون من مکان بعید ابن  
 ابی حاتم نے اس کو ردایت کیا ہے **ف** فتح البیان کا بیان فاتح مع توضیح یہ ہے کہ الحاد وصل میں  
 سطلین میل وعدول ۱ اخراج کو کہتے ہیں اسی معنی سے قبر کے لحد کو لحد بولتے ہیں اس لیے کہ وہ اس کے ایک  
 جانب کی طرف اُل ترہوتی ہے جب کہ قبر کو دفننے والا سیدی کہو دفننے کو مال ہوتا ہے پہر ایک جانب میں کہو دفن  
 ہے تو کہتے ہیں الحاد الخافو لحد پس الحاد کا استعارہ کیا گیا واسطے حالِ زین کے جب کہ وہ لمحدو ہو یعنی مال  
 کی ہوئی پہر اس کا استعارہ کیا گیا واسطے خوف و مال ہونے کے تاویل میں آیات قرآن کے صحت و استقامت  
 کی جہت سے اور محاورے میں بولتے ہیں الحاد فی دین اللہ یعنی اللہ کے دین سے میل وعدول کیا اور لحد بھی  
 کہتے ہیں یہ ایک لغت ہے الحاد میں لحد و دفن کو الحاد و لحد سے پڑا ہے یہ دونوں قرات سبعہ میں تفسیر الحاد کی  
 پوری طور پر اول گزربھی ہے یعنی بیشک جو لوگ مال ہوتے ہیں حق پرستی سے ہماری آیتوں میں مابین طور  
 کہ ان میں طعن کرتے ہیں اور تحریف و تاویل باطل کرتے ہیں اور ان میں لغو کہتے ہیں حجاب نے کہا قرآن  
 ایمان سے مال ہوتے ہیں دوسرے قول ان کا یہ ہے کہ مال ہونے میں وقت تلاوت قرآن کے ساتھ مکار قصہ  
 و لغو و غنا کے قنادر نے کہا جھوٹ بولتے ہیں ہماری آیتوں میں سدی نے کہا معاذہ و شافعی نے دینی  
 و مخالف لغت کہتے ہیں ابن زید نے کہا شر کہتے ہیں یہ سب معانی قریب یک دیگر ہیں بالجملہ ان الذین الایہ کا جزم  
 اُن لوگوں کی طرف ہے جنہوں نے کہا تال لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فیہ یہ وہی ہیں جنہوں نے الحاد کیا

۱۰  
 اور میں نے اسے قرآن میں  
 جہاں میں کہتے ہیں  
 اور وہ ان کو  
 سطلین میل وعدول  
 ان کے ایک  
 ایک جہت سے  
 ایک جہت سے  
 ایک جہت سے  
 ایک جہت سے

المرکی آیتوں میں اور حق سے مائل ہوئے تو بولے کہ قرآن الہی کے پاس ہے نہیں ہے یا شعر ہے یا سحر ہے پس آیات سو  
 مراد آیات قرآن میں جیسا کہ قرطبی نے کہا ہے ان کی خبر لا یخفون علینا ہے یعنی یہ لوگ جن کا ذکر ہوا ہم سے چھپو  
 نہیں میں بلکہ ہم ان کو جانتے ہیں بہرہم ان کو جزا دیں گے ان کا سون کی جودہ کرتے تھے یہ کیفیت جزا کی اور لغتاً  
 ورمیان مومن و کافر کے بیان فرمایا اکتسب فی الذکار الایہ استفہام واسطے تقریک ہے اور غرض اس کو گنا  
 کرنا ہے اس بات پر کہ جو آیتوں میں الحاد کرنے والے ہیں تو وہ ڈالے جائیں گے آگ میں اور جو ان پر ایمان  
 لائے ہیں وہ آئیں گے بے خوف ہو کر قیامت کو دن ظاہر آیت محموم ہے اس لیے کہ اعتبار عموم لفظ کا  
 ہوتا ہے نہ خصوص سبب کا پس تمثیل ہے کافر مومن کی کہا ہے کہ ابوجل کے حق میں نازل ہوئی ہے اور مومن  
 یلقے سے ابوجل ہے اور میں یانی آسمان سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی نے کہا حضرت حمزہ کسی نے کہا  
 حضرت عمر کسی نے کہا ابوسلمہ بن عبدالاسود مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہر  
 یلقے ابوجل بن ہشام اور میں یانی آسمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کبشیر بن تمیم سے مروی ہے کہ ابوجل  
 عمار بن یاسر کے بارے میں نازل ہوئی ہے عکبر سے بھی مثل اس کے مروی ہے کلمہ ام کلثوم سے جدا لکھا جائے  
 واسطے اتباع صحف امام کے نکتہ ظاہر یہ تھا کہ ام من یدخل الجنة فرمایا جانا مگر یوں نہ فرمایا اس لیے کہ منطوق تفسیر یہ  
 کرنا ہے ان کی اس کو اور ان سے خوف دور ہونے کے کہا قالہ الکفری انعم لکم انما یشتمکم امر بعد یدی ہے  
 نزجاج نے کہا لفظ تو امر کا لفظ ہے اور میں سے اس کے وعید میں یعنی تم کرو اپنے وہ اعمال جو تم کو نار میں لائیں  
 جو چاہو پس وہ تم کو بدلا دیگا تمہارے کل اعمال کا حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اعملوا کما شتمتم واسطے اہل بدر  
 کے ہے خاصہ مطلب یہ کہ یہ کلمہ سوائے اہل بدر کے تہدید و وعید ہوتا ہے اور ان کے واسطے اشارت ہو  
 اور اطلاع ہے ان کے علم و تربی کی قولہ تعالیٰ اِنَّهُمْ لَمَّا تَعْلَمُوْنَ یَصْیُرُ لَیْسَ لَکُمْ مَعَهُ مَعْنٰی کہ تمہارے  
 اعمال کو خوب دیکھتا ہے اس پر کوئی چھپی شے مخفی نہیں ہے پھر وہ اس پر نکتہ جزا دیگا قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ  
 کَفَرُوْا اَلَا یَعْلَمُوْنَ کہ ان کے کفر پر تہدید و تاکید کرتا ہے اور خبر ان کی محذوف ہو اور مجازوں کبقرہم او  
 ہا لکون اور یعدون میں بے شک جو لوگ کہ منکر ہوئے قرآن کے حب کہ وہ ان کے پاس آیا بدل دیے جائیں  
 اپنے کفر کا یا ملاک ہونے والے ہیں یا سبب ہو گئے شاید نکتہ حذف خبر کا یہ ہو کہ جو کوئی اپنے رب کی کتاب کا  
 منکر ہو جس میں دنیا و دین کی خبیلی ہے اور ہر قسم کی نصیحت و پند سود مند لیسے کی مثل بیان سے باہر ہے بری  
 سے بری سزا جو چاہو مجھو وہ اس کا مستحق ہے کسی نے کہا کہ ان کی خبر نیا دون میں مکان عبیدہ ہے لیکن یہ قول  
 عبیدہ کو عمر بن العاص نے ہی کو ترجیح دی ہے کسی نے کہا کہ اس کی خبر کے قائم مقام وہ ہی سابق ان  
 کی خبر ہے یعنی لا یخفون علینا کسی نے کہا کہ یہ جملہ بدل ہے اول جملہ سے یعنی ان الذین یحذرون نے آیاتنا

اور خبر ان کی یہی خبر سنا ہے اس پر لکھا کہ آیات میں الحاد کرنے والے قرآن کے منکر ہیں زمین نے اور  
 وجہ یہی فکر کیے ہیں جب کہ اللہ پاک نے محمدین فی آیات اللہ کی بعد میں سبالتو کیا تو بعد اس کے قرآن  
 شریف کی تعظیم بیان فرمائی کہ لکھنا کہ عین یعنی بیشک قرآن میں کافر الحاد کرتے تھے البتہ ایک  
 بڑی کتاب غریزہ ہے غریزہ یا تو ماخوذ ہے عزت یعنی غلبہ پر یعنی وہ غالب ہے متغ ہے اس سے کہ کوئی اس کا معارضہ  
 و مقابلہ کرے یا طعن کرنے والے اس میں طعن کریں ممنوع ہے ہر عیب کے بحایت الہی حمایت کی گئی ہے اللہ پاک  
 نے بحفظ خدا اس کو بجا پایا ہے اور ہر وقت میں اس کے واسطے مانعین و محافظین مقرر فرمائے ہیں وہ لوگ ہر  
 کو محفوظ و محروس کہتے ہیں باین طعد کہ اہل ہوا و زینج کے شبہوں کا ابطال اور ان کی تاویلات فاسدہ کا  
 رد کرتے ہیں پس وہ بحفظ الہی غالب ہے یا عزت خلاف ذلت و ماخوذ ہے یعنی وہ کثیر النفع عظیم النظر کتاب  
 ہے خلق اس کے معارضے سے عاجز ہے کسی نے کہا کہ اگر وہ اللہ یعنی اللہ سے ماخوذ ہے یعنی وہ متغ ہے  
 ابطال و تحریف کے قبول سے پہر اس کی یہ صفت بیان کی کہ وہ حق ہے باطل کو کسی طرح اس کی طرف  
 نہیں ہے پس نہ مایا کہ یثبہ الکیا طیل الا لہ رجاع نے کہا اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ اس سے محفوظ ہے کہ اگر  
 سے کم کیا جائے تو باطل اس کے پاس آئے اس کے آگے سے یا اس میں زیادہ کیا جائے تو باطل اس کے پاس  
 آئے اس کے پیچھے سے قنارہ و سد ہی یہی اسی کے قائل ہیں اس بنا پر باطل کے معنی زیادت و نقصان کے  
 ہیں مقابل نے کہا نہیں آتی ہے اس کو تکذیب ان کتابوں سے جو اس کے قبل ہیں اور نہ اس کے بعد کوئی  
 کتاب آئے گی کہ اس کو باطل کرے کلمی و سعید بن جبیر اسی کے قائل ہیں کسی نے کہا کہ باطل شیطان ہے  
 یعنی وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا ہے کہ اس میں زیادہ کرے یا اس سے کم کرے کسی نے کہا یہ معنی ہیں  
 کہ نہ اس میں بڑایا جاتا ہے .... نہ اس سے گھٹایا جاتا ہے نہ جو بطل علیہ السلام کی طرف سے اور نہ حصہ صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب کو کسی نے کہا نہیں آتی ہے اس کو تبدیل اور تناقض جو جو بن الوجہ کسی نے کہا  
 نہیں آتا ہے اس کو باطل اس چیز سے جس کی خبر دی زمانہ متقدم میں اور نہ زمانہ متاخر میں یعنی اس کی  
 اگلی پچھلی خبر میں سب است و درست ہیں کسی نے کہا کہ باطل اس کی طرف راہ نہیں پاتا ہے کسی جہت سے  
 منجملہ جہات کے تا آنکہ اس کے پاس پہنچنے سے ہیں کہ ہر وہ جسے جو اس میں ہے حق و صدق ہے اس میں  
 وہ چیز نہیں ہے جو کہ واقع کے مطابق نہ ہو یہ سب معانی ٹھیک ہیں لیکن عموم ادا ہے قولہ تعالیٰ تفریق  
 بین حکیم و حیمیل خبر ہے مبتدائے مخدوف کی اسے جو بیا صفت دیگر ہے کتاب کی نزدیک اس شخص کے  
 جو کہ صفات میں سے غیر صریح کی صریح پر تقدیم جائز رکھتا ہے کسی نے کہا یہ صفت ہر کتاب کی اور جملہ لایا  
 الباطل صریح ہے و بیان موصوف و صفت کے کسی نے کہا یہ جملہ تعلیل ہے کتاب کی و صفتیں مذکور ہیں

کی بیٹے وہ کتاب عزیز کثیر الشفع عظیم الظیر باسنیع وغالب کہ اس کا ابطال کسی سے بن نہیں آتا اس لیے جو ہے کٹاری  
گئی ہے حکیم کی طرف سے اور وہ کتاب حق ہے کہ باطل اُس کی طرف راہ نہیں پاتا اس واسطے کہ وہ منزل ہے جمہور کی  
طرف سے ہر حسب اللہ پاک نے اپنی آیتوں کا شریف اور اپنی کتاب کا علو درجہ بیان کیا تو اس طرف سے  
ہوا کہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اپنے قوم کی ایذا پر صبر کریں اور وہ جو کتاب اللہ کے سوچنے سے  
اعراض کرتے ہیں اُس سے دل تنگ نہ ہوں کیونکہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے پس ارشاد فرمایا مَا أَقْبَلُ لَكَ إِلَّا  
مَا أَقْدَقْتَ قَوْلَ لِّلْمُثَلِّ مِنْ قَوْلِكَ کلمہ مانفیع ہے کسی نے کہا استفہامیہ اے ای شی استفہام انکار سی بھی سنو  
نفی ہوتا ہے ماضی دونوں کا ایک ہے یعنی نہیں کہا جاتا ہے واسطے تیرے ان کا فزون کی طرف سے کہ تجو  
ساحر کا ذہن مجنون کہتے ہیں مگر مثل اس کے جو کہا جا چکا ہے واسطے رسولوں کے پہلے تجو سے کیونکہ انکی  
قوم اُن کو دیا کہتی تھی جیسا تجو کو یہ لوگ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی ہے کہ اُن کو کہنے دیں  
اور اُن کی ایذا دہی سے اثر پذیر نہ ہوں یا یہ سننے میں کہ نہیں کہا جاتا ہے واسطے تیرے توحید و اخلاص  
عبادت کا اللہ تعالیٰ کے واسطے مگر وہی جو اگلے رسولوں کے واسطے کہا گیا ہے کیونکہ ساری شرائع اور  
پرستش میں بیٹے توحید کوئی نئی بات نہیں ہے یہ توحید سے جلی آئی ہے ہر کفار کیوں اس کو اوپر سمجھتے  
ہیں اب جو کوئی توحید اختیار کرے گا اور تمنا اللہ کو بوجے گا اس کی مغفرت ہوگی اور جو کفر و شرک و مذبذب  
کرے گا اس کو عقاب ہوگا چنانچہ ارشاد فرمایا ان ربک لذو مغفرۃ و ذو عتاب الیم یعنی دینک تیرا رب البتہ  
بڑی مغفرت والا ہے واسطے انہیں جس کے جو اس کی مغفرت کا مستحق ہے یعنی وہ موعود جنہوں نے تیری پیروی کی  
اور اُن نبیوں کی جو تجو سے پہلے تھے اور در ذاک عذاب والا ہے واسطے کفار کے جو کہ اللہ کے رسولوں کے  
مکذب و دشمن ہیں یا یہ سننے میں کہ تیرا رب البتہ صاحب مغفرت ہے واسطے اپنے نبیوں کے اور صاحب عقاب  
الیم ہے واسطے اُن کے اعداء کے قول ثانی کی بنا پر یہی احتمال ہے کہ قولہ تعالیٰ اِنَّ رَبَّكَ الْاَتِیُّ مَقُولٌ ہُوَ قَوْلُ  
کا بائین سننے کہ حاصل اُس نے کا جو تیری طرف اور اُن کی طرف وحی کی گئی وعدہ مغفرت کا ہے مومنوں کو  
اور عقاب کا کافروں کو قولہ تعالیٰ وَكَوَجَعَلْنَا كُفْرًا نَّآءَجْجِيَّتًا الْاٰیۃ کہنی کہتے ہیں یہ جواب ہے ان  
کے قول کا کہ کیوں نہ اتار اگیا قرآن مجید کی زبان میں پس اللہ پاک نے فرمایا اگر ہم کرنے اس قرآن کو جس کی تو  
نہ پتا ہے لوگوں پر عرب کی غیر زبان میں تو کہتے کیوں نہ بیان کی گئیں اسکی آیتیں ہماری زبان میں کیونکہ  
ہم تو عرب ہیں عجم کی زبان کو سمجھنے نہیں میں کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ میں تفصیل کی گئیں اُس کی آیتیں  
تو بعض عجمی کی حاجتیں واسطے سمجھانے عجم کے اور بعض عربی واسطے افہام عرب کے اَلْحَمْدُ وَتَعْرِیۃً مِّنْ تَهْنِیۃً  
انکاری ہے اور تمہ قول مشرکین سے ہے یعنی البتہ کہتے کیا کلام عجیب اور رسول عربی حضرت ابن عباس رضی

کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر ہم کرتے قرآن کو عجبی اور اسے محمد تیری زبان عربی ہے تو البتہ کہتے عجبی و عربی تو ہر  
کو ہمارے پاس لاتا ہے مختلف یا مختلف کیونکہ ظاہر کی گئیں اس کی آیتیں تو ہونا قرآن مثل زبان کے فرماتا ہے  
بس پہنچے نہ کیا تاکہ وہ یہ نکمیں تو اب ان پر محبت ہو گئی عجبی وہ ہے جو ضعیف و صاف نہیں بولتا ہے برابر ہے  
کو عرب کو ہوا عجم سے ابوالسعود فرماتے ہیں عجبی اس کلام کو کہتے ہیں جو سمجھا نہیں جاتا اور اس کے منکر کو حرف  
یا واسطے مبالغے کے ہے وصف میں جیسے احمدی بیٹے نہایت سرخ سمیں کہتے ہیں عجبی وہ ہے جو صاف  
نہیں بولتا ہے کو عرب ہو یہ منسوب طرہ اپنی صفت کو مثل احمدی دوراری کے حرف یا اس میں مبالغہ  
کے لیے ہے وصف میں نسب میں حقیقی نہیں ہے امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لوائح میں فرمایا ہے  
کہ حرف یا مثل یا کو کسی و نجی کے ہے شیخ نے ان دونوں میں فرق کیا ہے کہ کاشل یا سے کسی کو نجی  
کے نہیں ہے کیونکہ ان دونوں کی یا پر کلمہ بنا کیا گیا ہے بخلاف یا سے عجبی کے کیونکہ عرب لوگ رجل عجم و  
عجمی بولتے ہیں انتہی عجم منہ ضعیف ہے یعنی وہ شخص جو اپنے کلام کو ظاہر و واضح نہیں کرنا ہے اور جو ان  
غیر ناطق کو بھی عجم کہتے ہیں البوکری و حمزہ و کائی نے العجمی بدو ہمزہ متفق پڑا ہے اور حضرت حسن و عیسیٰ نے  
بیک ہمزہ بار خیر اور باقی قرارے متبہیل ہمزہ ثانیہ میں حقاوی نے کہا ہے ایک قرات تو یہ ہے کہ  
ہمزہ ثانیہ کی تحقیق بیٹے بدو ن داخل کرنے الف کے در میان اس کے اور ہمزہ اولی کے دوسرے قلب ہمزہ ثانیہ کا  
الف ممدودہ بعد لازم ہے قیسے متبہیل ہمزہ ثانیہ کی مع داخل کرنے الف کے در میان اس کے اور ہمزہ اولی کو  
جو تھے متبہیل ثانیہ کے بدو ن داخل کرنے الف کے یہ چار سببیہ میں پانچویں باسقاط ہمزہ اولی یہ ان کے کلام  
کا حاصل ہے عمرو بن میمون نے عجبی لغت میں پڑا ہے یہ منسوب طرہ عجم کے حرف یا اس میں مدح و  
نسب کے ہے حقیقہ یوں بولتے ہیں رجل عجبی اگر جو ضعیف ہو ۱۱ عجبی کے رفع میں تین درجہ ہیں ایک یہ کہ متبہل  
ہے خبر مخدوف تقدیر یہ ہے ۱۲ عجبی و عربی یستویان یعنی کیا عجبی و عربی برابر ہوتے ہیں دوسری یہ ہے کہ  
خبر ہے مبتدائے مخدوف کی اسے اسمی القرآن عجبی والمرسل بعربی یعنی کیا وہ قرآن عجبی ہے اور  
جو اس کو دے کہ بھیجا گیا عربی ہے تیسری فاعل ہے فعل مقدر کا اسے یستوی عجبی و عربی یعنی کیا برابر  
ہوتا ہے ۱۴ عجبی و عربی یہ وجہ ضعیف ہے اس لیے کہ فعل مخدوف نہیں ہوتا ہے مگر انہیں مواضع میں جو  
کا بیان میں نے کیا ہے لشعی کہتے ہیں سننے یہ میں کہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں کسی طریقے پر ان کے پاس  
آئین تو وہ ان میں متعنت پاتے بیٹے سرکشی رتنت کرتے کہ نہ کہ وہ کچھ طالب حق تو نہیں نہیں وہ تو صرف  
اپنی غرضوں کی پیروی کرتے تھے اس میں اشارہ ہے اس بات پر کہ اگر اللہ قرآن کو زبان عجم میں اتارتا  
تو وہ قرآن ہوتا پس یہ دلیل ہوگی واسطے حضرت امام ابو منیر رضی اللہ عنہ کے جواز نماز میں جب کہ فارسی میں

عربی و عربی  
بہت ہوتا ہے

چڑھے اتھے فتح البیان میں ہے کہ اس میں حضرت امام صاحب کے واسطے کوئی محبت نہیں جیسا کہ سنی وغیرہ نے زعم کیا ہے کیونکہ یہ ترکیب تو مخبر فرمن و تقدیر میں خارج ہوئی ہے نہ بطور وقوع و تحقیق کے انتہی شیخ خزاوہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ کفار اپنی نعمت و سرکشی کی وجہ سے کہتے تھے کہ کہیں ہمیں اُنسا قرآن عجم کی زبان میں سوا سکا لیں کو جواباً لیا گیا کہ اگر بان لایسی ہوتی جیسے تم فرمایش کرتے ہو تو بھی تم اعتراض و تمت و سرکشی کو نہ چھوڑے اتم رانی مفسرین کے اس قول کو راضی نہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ قول خالی نہیں ہے طعن سے قرآن شریف میں کیونکہ یہ اس کا مستحق ہے ایسی آیات کا رد و جائز کیا جائے جن کا ایک دوسرے سے کچھ تعلق نہ ہو تو اب کتاب منظورہ تیسرے کی محضر ہونے کا کیا ذکر ہے بہر کہا ہے بلکہ حق میرے نزدیک یہ ہے کہ یہ سورت اول و آخر تک ایک کلام ہے بعض بعض سے متعلق ہے یہ کلام متعلق ہے اس قل سے جو اللہ تعالیٰ نے کفار سے نقل فرمایا ہے کہ قد بئانی انکم مما تدعونا الیہ و فی اذاننا و قرا اور اس کا جواب بھی تقدیر یہ ہے اگر ہم نازل کرتے اس قرآن کو عجم کی زبان میں تو ان کو بہر پنجادہ یوں کہتے کیونکہ یہیجا توئے عجیبی کلام قوم عرب کی طرف بنی عربی کی زبان پر اور یہ ان کا کہنا تہنیک ہوتا کہ ہمارے دل غلافون میں ہیں اس کلام سے اور ہمارے کافون میں بوجہ ہے کیونکہ ہم تو اس کو سمجھتے نہیں ہیں اور نہ اس کے معنی کا احاطہ کر سکتے ہیں اب جب کہ یہ قرآن عرب کی زبان میں اُتتا اور ہم اس زبان کے لوگوں میں ہو تو یہ دعوتی ہم کو کیونکہ ممکن ہے کہ ہمارے دل اس سے غلافون میں ہیں اور ہمارے دل غلافون میں بوجہ ہے پس ظاہر ہو گیا کہ جب ہم اس کلام کا جواب تیسرا میں سورت اول و آخر تک احسن وجہ انتظام پر رہے گی اور اس وجہ جس کو ذکر کرتے ہیں امر انتظام مختل ہو جائے گا تو یہ وجہ نہایت عجیب ہے اتھے یہی حرب اللہ پاک نے کفار کی فرمایش کا ابطال بیان کیا اور یہ کہ وہ باز نہ آئیں گے آئین میں نعمت کرنے سے کسی طرح سے وہ آئین تو اب بہ سبب وضع آیات و سطوح براہین قرآن ہکا بہ وصف ذکر کیا کہ وہ راہ تانے والا ہے طرف حق کے اور ناکل کرنے والا ہے شہ بد شک کا اور شفا دینے والا ہے جہل و کفر وارتیاب کے مرض سے پس فرمایا **هُوَ الَّذِي يَنْزِلُ فِي الْوَيْفَاءِ** یعنی وہ قرآن واسطے اُن لوگوں کے جواباً لائے مہارت ہے اہ پائے میں اس سے طرف حق کے اور شفا ہے شفا حاصل کرنے میں بہ سبب اس کے باطنی شک و شبہ ہے اور ظاہر و کد و رد سے شہاب کہتے ہیں یہ رد ہے اُن جو باہین طود کہ قرآن اُن کے واسطے ہادی ہو اور جو مرض اُن کے سینوں میں ہے اُس کے لیے شافی ہے اور شہو کے دفع میں کافی ہے سو اسی لیے معجزتیں فی نفسہ سببیں وغیرہ ہو کر ان کی زبان میں وارد ہوا ہے شیخ خزاوہ فرماتے ہیں الذین اسنا

۹  
نعمت جن جن  
عاجب کی لذت  
دائرتہ طویل  
کر سکھانے



کلمہ سبقت من ربک لقوی ببنہم و انہم لکن شک منہ مریب من یکل حالاً فلیفسدہ ومن  
 استاء فعلیکم و ما ربک یطاعکم للعینیدہ اکتہم و عذرا لسا عہ و ما یخبرہم من شئ یجوز انما یحکم  
 و ما یکل من انشی و لا یضمر الا یعلیہ و یوفیہم بکادہم ان یکرہوا شئ قالوا اذنتک ما یسائن یسئد  
 صل عنہم ما کانوا یدعون من قبل و طغوا اما لہم من فیض لا یستحق الا انسان من دعاء  
 الخیر و ان قسہ الفریقوس فموقوف و لکن اذ فہ رحمۃ و یتا من بعد کثر اذ مستہ لیقولن  
 ہذا الی و ما اکل الساعۃ قائمۃ و لکن کجعت الی ربی ان فی عندہ الخسفی فکتبت الی الذین  
 گندہ ایما یملکوا و لکن بفتہم من عذاب علیظ و اورہم نے دی تھی موسیٰ کو کتاب بہر اس میں ہوت  
 مری اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو پہلے نکل چکی تیرے رب کے توان میں فیصلہ ہو جاتا اور وہ دہو کے میں پہلی ار  
 سے جو میں نہیں دیتا جس نے کی بھلائی سوا اپنے واسطے اور جس نے کی بُرائی وہ بھی اسی پر اور تیرا رب ایسا تیر  
 کو ظلم کرے بندوں پر اسی کی طرف حوالہ ہے خبر قیامت کی اور کوئی سیرے نہیں جو نکلتے ہیں اپنے غلاف سے  
 اور گاہ بہ نہیں رہتا کسی مادہ کو اور نہ وہ جسے جس کی اسے خبر نہیں اور جس نے اُن کو بکار سے گالماں میں  
 میرے شریک بولیں گے ہم نے تجھ کو کہہ سنا یا ہم میں کوئی نہیں اقرار کرتا اور چوک گیا اُن سے جو بکارتے  
 تھے پہلے اور اٹکلے کہ انکو نہیں کہیں خلاصی نہیں تنکنا آدمی مانگنے سے بھلائی اور اگر لگ جائے ہر  
 کو بُرائی تو اس توڑے ناما سید ہو کر اور اگر ہم چکھا دیں اُس کو کھجما اپنی مہر پہچھے ایک تکلیف کو جو اُس کو  
 لگی تھی تو کہنے لگے گایا ہے میرے لائق اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت آنے والی ہے اور اگر میں بہر گیا یا  
 رب کی طرف بیشک مجھے کو ہے اُس کے پاس خوبی سو ہم جنادین کے منکر دن کو جو انمول نے کیا ہے اور چکھا دیکھ  
 اُن کو ایک گاڑی مار فٹ بات وہی نکل چکی کہ فیصلہ ہے آخرت میں انتہ و ف حافظ ابن کثیر کہتے  
 ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے اور اللہ مقرر ہم نے دی تھی موسیٰ کو کتاب بہر اختلاف کیا گیا اُس میں شیخ  
 اُن کی تکذیب کی گئی اور اُن کو ایذا دی گئی پس توصیر کر صبر کیا اور لو الغرم نے رسولوں میں سے اور اگر  
 نہ ہوتی ایک بات جو پہلے نکل چکی تیرے رب کے ایک مدت مقرر تک ساتھ تاخیر جس کے روز معاذ تک تا اللہ  
 فیصلہ کر دیا جاتا اُن میں سے اللہ عذاب کی مان کے واسطے جلدی کر دی جائی بلکہ اُن کے لیے تو ایک  
 جائے وعدہ ہے ہرگز وہ نہ پائیں گے اُس کے دسے کوئی بہر نے کی جگہ اور وہ دہو کے میں ہیں اُس سے جو چہر  
 نہیں دیتا میں نے اُنکا جہلانا اُس کو کچھ بصیرت دینا لی سے نہ تھا جو بات کہی اُس کو بوجہ طور پر سمجھے بوجہ  
 نہیں بلکہ جو کچھ کما اُس میں شک کرنے والے تھے جس شے میں تھے اُس میں محقق و بختہ کار نہ تھے ابن جریر  
 نے اسی طرح اس کی توجیہ کی ہے اور یہی محمل بھی ہے واللہ اعلم اللہ پاک فرماتا ہے جس نے کی بھلائی سوا اپنے





احسان کرے گا جیسا اُس نے اس گمراہین پر احسان کیا ہے باوجود بُرے عمل کرنے کے اور عدم یقین کے اسے عز و عجل  
 پر تہنا کرنا ہے اسے تعالیٰ نے فرمایا **فَلَنَكْتِبَنَّ لَكَ اَلَّذِي جِئْتَ مِنْهُ بِمَا لَكَ** اُس کو عتاب و نکال کے  
 ساتھ تہدید کرتا ہے **وَفَقَمُ الْبِلْبَانِ** کا بیان سے توضیح یہ ہے کہ ولقد اتینا الایہ ایک کلام متانف و متضمر  
 ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی و تسخیر کو اس رنج و غم سے جو آپ کو حاصل ہوتا تھا یہ سبب کھڑے کرنے قوم کو  
 اور جو طعن کرنے کے قرآن شریف میں سوا اسہ پاک نے خبر دی کہ یہ تو ایک قدیم عادت ہے رسولوں کی امتوں  
 میں کچھ نہاری قوم کے ساتھ خاص نہیں ہے کیونکہ جو کتاہین اُن کی طرف تامل کی جا تین قوم اُن میں اختلاف  
 کیا کرتے تھے بعض لوگ کہتے کہ حق میں بعض کہتے کہ باطل میں جس طرح کہ نہاری قوم نے اختلاف کیا ہے نہاری  
 کتاب میں سو کوئی تو اُس کی تصدیق کرتا ہے کوئی تکذیب یہاں سراد کتاب سے تہذیب شریف ہو اور قیہ کی ضمیر  
 اُسی کی طرف پرتی ہے کسی نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے لیکن قول اول اولیٰ ہے اس طرح  
 کہ اوپر سے ذکر کتاب بھی کا چلا آتا ہے گو نبی میں اختلاف کرنا بعینہ کتاب میں اختلاف کرنا ہے پھر اگر خیال ہو  
 کہ اگلی امتوں کے کذب تو ہلاک کر دیے جاتے تھے اس است کہ کذب کیوں نہیں مہذب ہوتے سواس کی وجہ  
 ذکر فرمائی **وَلَقَدْ كَذَّبْتَ سَبْعَ مِائَاتٍ مِّنْ ذٰلِكَ الْاٰیۃِ** یعنی اگر نہ ہوتا کذب جو سابق ہو چکا ہے تیرے رب کے عذاب کی  
 تاخیر کرنے میں اُن لوگوں سے جنہوں نے قرآن کی تکذیب کی ہے تیری امت میں سے اور اُن کی مہلت دینے  
 میں جیسا کہ فرمایا ہے **وَلٰكِنۡ يَّخۡذِرُهُمُ اِلٰیۤ اَحۡبِلۡ مُنۡتَہٰی** تو ان میں فیصلہ کر دیا جاتا بائین طوعہ کہ ان کو کذب میں  
 کے واسطے عذاب کی مہدی کر دی جاتی تھا وہ نے کہا کہ سابق ہو چکا ہے واسطے ان کے ایک وقت اور ایک  
 مدت اسہ پاک کی طرف جس کو وہ ہو چکے واسطے میں مطلب یہ ہے کہ تکذیب کی وجہ سے وہ اسی کے مستحق ہیں  
 کہ ہلاک کر دیے جائیں لیکن حکمت الہی اس کی مقتضی ہوئی کہ اُن کو مہلت دی جائے ایک مدت معزز تک  
 بارز قیامت تک اور وہ ان مصدق اور کذب میں فیصلہ ہو **وَإِنۡ هُمۡ لَّعِیۡنٌ شٰقِیۡۃٌ مُّرۡتَبِیۡۃٌ** یعنی اور  
 بیشک وہ البتہ شک میں ہیں تیری کتاب سے جو کہ تجھ پر نازل کی گئی ہے یعنی قرآن ایسا شک کہ مرتبہ  
 یعنی شک میں ڈالنے والا ایسا شک شدید الریبہ یا ایسا شک کہ جو جبہ واسطے اضطراب کے کسی نے کہا کہ اُس  
 اس سوہود میں یعنی یہود و شک میں ہیں تیری تہذیب سے لیکن قول اول اولیٰ ہے پھر فرمایا کہ کافر لوگ جو  
 تیرے حق میں اور تیری کتاب کے باب میں بدگوئی کرتے ہیں تو اس سے متوحش مت ہو اس لیے کہ حق تعالیٰ  
**صَٰلِحًا لِّمَا فَلَاحِیۡہِ** الایہ یعنی جو کوئی اثر کا طبع ہوگا اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے گا اور ان کی تکذیب  
 نہ کرے گا تو اس کا ثواب اسی کی طرف راجع ہوگا اور اُس کا نفع اُسی کے ساتھ خاص ہوگا اور جو کوئی برائی  
 کرے گا تو اُس کی برائی کا عتاب اُسی پر ہوگا نہ اس کے ظہر پر کیونکہ اسہ پاک ہر ایک کو قیامت کے دن

یہ  
 قرآن شریف  
 کی تہذیب  
 ہے



۱۰  
 اس طرح ہے کہ اگر  
 خداوند تعالیٰ فرمادے  
 کہ ہر ایک چیز کو  
 اپنے جہان میں  
 رکھ دے اور اس کے  
 ساتھ ہی اس کے  
 نیک و نیکو  
 نیک و نیکو

کوئی مادہ حمل کر اپنے پیٹ میں اور معنی ہے اس حمل کو مگر ساتھ علم اگر سجاد کے ہشتابی مخرج ہے اعم احوال سے یعنی نہیں مادی ہوتی ہے کوئی شے یعنی نکلنا کسی سیو کو کا اپنے غلاف سے اور نہ حمل کسی حاملہ مادہ کا اور یہ ہشتابی جتنے والی کا کسی حال میں احوال سے ملا برہن اسطے کشتی کے اشیاء سے مگر یہ حال ملا بہت اس کی کے ساتھ علم اس کے پس لسی کی طرف رو کیا جاتا ہے علم فیما رت کا جس طرح کہ رو کیا جاتا ہے اسکی طرف علم ان امور عادیہ کا نکتہ متعلق علم کا ذکر نہیں کیا واسطے تقسیم کے کیونکہ اس وقت ذہن سامع کا ہر طرف مابہر گائیے حمل کا زو مادہ ہونا خوب صورت بد صورت ہونا اور بچے کی ماں اس کو وقت دن پر سے ہونے کے ڈالے گی یا اس سو قبل اور میوہ پکنے کے وقت کو پہونچے گا یا اس سو قبل بگڑ جائیگا اس کے مثل اور امور حکما بہت سردی ہے کہ منظور دو افقی کو ایک مدت اپنی عمر کی معرفت کا مکر رہا بہر اس نے اپنی خواب میں ایک خیال دیکھا کہ اس نے اپنا ہاتھ دریا سے نکالا اور پانچ انگلیوں سے اشارہ کیا اس باب میں اس نے علماء سے پوچھا تو انہوں نے اس کی تشریح کی پانچ برس اور پانچ مہینے اور اس کے سوا اور یہاں تک کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تاویل اس کی یہ ہے کہ غیب کی کنجیاں پانچ مہین اور یہہ آیت ہے اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَکَ عَلِمُ السَّاعَةِ وَيُرِی الْغَیْبَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِی نَفْسٌ مَّا تُکَلِّمُ اَنْفُسُکَ غَدًا وَاَمَّا تَدْرِی نَفْسٌ یَا اَیُّ الْاَنْفُسِ تَمُوْتُ کَذَا ذِکْرُہُ اشیع زوہ رزقہ اور اللہ نے وزوہ ف اگر کوئی کہے کہ مرد صالح منجملہ صحاب کشف کہی کوئی بات کہتا ہے سو وہ اس میں صواب کو پہونچتا ہے یعنی وہ بات نسیک ہوتی ہے اور یہ صرح کا بن و نجومی تو کمین گے کہ صحاب کشف تو جب کوئی بات کمین گے تو وہ اللہ تعالیٰ کے الامام و اطلاع سے ہوگی ان کو پس وہ اللہ تعالیٰ کے علم سے ہوئی جس کی طرف حوادث کا علم رو کیا جاتا ہے رہے کا بن و نجومی سوان کو ہرگز قطع و جزم ممکن نہیں ہے کسی شے میں منجملہ ان چیزوں کے جن کو کہتے ہیں صرف غایت اس کا ادعا ہے ظن و تخمین ہے جو صواب کو کہی نہیں پہونچتا ہے اور اللہ پاک کا جو علم ہے سو وہی علم یقین قطوع یہ ہے جس میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے کذا قال الخازن فتح البیان میں ہے اس میں دلیل ہے اس پر کہ صحاب کشف وہاں اہل نجوم ان کو ہرگز قطع و جزم ممکن نہیں ہے کسی شے میں ان چیزوں سے جن کو کہتے ہیں واقع میں سچی بات ہے کا ہنوں نجومیوں کا تو کچھ نسیک ہی نہیں ارباب کشف کے واسطے بھی سخت مغرور ہیں کہ ان کا میسر ہونا نہایت دشوار ہے مرد صالح اپکا شرع کا تابع ولی رحمن سبحا اور کشف صحیح مطابق ظاہر شریعت کے ہو ہر بے سرو پا بدین تابع شیطان کے کشف کا کچھ ذکر ہی نہیں ہے بالکل جب کہ اللہ پاک نے قیامت کا ذکر کیا تو بعد اس کے کہ قیامت کا حال ہی ذکر کر دیا اور اس سے

فالمیں خبر کا روناؤ اور کوہِ عید سنائی پس ارشاد فرمایا وَتَكُنْ بَيْنَا وَبَيْنَهُمْ اَنْ تَقْرَأَ كِتَابَ كَلِمَاتٍ مِّنْ ذِكْرِ مَحْذُوفٍ مَّا لَمْ يَكُنْ  
 شَرَّكَارِ كِي اَصْدَافَتْ اِبْنِي فَاَتَ كِي طَرَفَ فَرَمَانِي بِنَا بَرُكْتُهُ عَمَّ بَاطِلِ كِي مِيْنِي ذِكْرُ كُرْأُسْنِ كَا جَسْمِ مِّنْ اَللّٰهِ سَجَانِ  
 بِنَا رَسْمِ كَا مَشْرُكُونِ كَوْمِ اَدْرِ دَوْرَ قِيَا سَتِ هُوَ بَرُّ لَطُوْرَتِكُمْ وَتَقَرُّ بِهٖ وَتَسْرُ لِسْ كِي اُنْ سَ فَرَا بِيْكَ اَلْمَانِ مِّنْ مِّجَرِ  
 شَرِّ بِيْكَ جَنِّ كَا تَمَّ دَعْوِ كِي كَرْتِي مِجَرِ كِي وَهِيْ كِي دُنْيَا مِيْنِ جَوْنِ وَغِيْرَ سَ اَبِ تَمَّ اُنْ كُوْلَا وَتُوْجُوْا بِهٖ  
 كُوْهٍ مَتَا دَوَّاسْطَ سَخَارِشْ كَرِيْنِ بَا عَذَابِ كُوْثَمَ سَ دَفْعَ كَرِيْنِ قَالَتْ اَذْنَا كِي اَضْحٰى كَا صَبِيْغَ بِنِيْضِ مَضَارِ  
 بِهٖ تَحَقُّقِ كِي تَبَانِيْ كُوْا مَضْحٰى كِي پِيْرَا بِهٖ اِنْ اُسْكُوْا اَدَا كِي بِهٖ مَحَادِ سَ مِيْنِ بِلْتِيْ مِيْنِ اَوْ ذَنْ يُوْذَنْ اِذَا اَعْلَمَ بِهٖ  
 اِنْدَانِ بِنِيْضِ اَعْلَامِ بِهٖ حَضْرَتِ اِبْنِ عَبَّاسِ سَ فَرَا يَا اَعْلَمْنَا كِي كُيْ سَ كَمَا بِنِيْضِ اَخْبَرْنَا كِي بِهٖ لَسْفِيْ كِي كِي مِيْنِ كِي  
 بِهٖ قَوْلِ ظَا هَرْتَرِ بِهٖ اِسْمِ اَسْطَ كِي اَللّٰهُ تَعَالٰى نُوْا سَ كَا عَالَمِ تَمَّا اَوْرَا اَعْلَامِ عَالَمِ كَا مَحَالِ بِهٖ سَوَا اِسْمِ كِي نَمِيْنِ  
 كِي خَبَرِ دِيْنَا وَاسْطَ عَالَمِ بَا لَتِيْ كِي تَحَقُّقِ بِهٖ سَا تَمَّ اُسْ شُوْ كِي جَسْمِ كُوْهٍ جَانِ چِيْكََا بِهٖ مَكْرِيْ كِي سِنِيْ يُوْنِ هُوْ  
 كُوْ تَرِيْ اَبِ جَانِ لِيَا بِهَارِ سَ دَوْنِ سَ كِي هَمَّ وَهٖ بَاطِلِ كُوْا بِهٖ نَمِيْنِ دِيْنِيْ مِيْنِ كِي وَنَمِيْنِ سَ اِسْمَاتِ  
 كُوْ جَانِ لِيَا اُنْ كِي لَفُوسِ هُوْ تُوْ كُوْا اُنْ هُوْنِ نَ اُسْ كُوْ اَعْلَامِ كِيَا اَتَمَّ يَا اُوْنِ كُوْ كَا اَعْلَامِ مَحَا بِهٖ قَوْلِ سَ  
 كِي وَنَمِيْنِ حَقِيْقَتِ اَعْلَامِ كِي تُوْ اَللّٰهُ تَعَالٰى كِي حَقِّ مِيْنِ مَتَصَوْرَتِيْنِ هُوْ سَكْتِيْ بِهٖ اِسْمِ حَضْرَتِ شَا هِ صَا حَبِ حَمْدِ  
 اَللّٰهُ تَعَالٰى نَ اِسْمِ كَا تَرْجِيْ كِي سَا يَا كِيَا بِهٖ اَوْرَا حَضْرَتِ اِبْنِ عَبَّاسِ سَ جُوْ اَعْلَمْنَا كِي تَفْسِيْرَ فَرَمَانِيْ بِهٖ سَوَا عَنَّا  
 لَسْفِيْ كِي بِهٖ دَوْرِيْ بِهٖ اَعْلَامِ بِنِيْضِ اَخْبَارِ هُوْ سَكْتَا بِهٖ جَسْمِ طَرَحِ كِي مَحَا اَزْ اِنِيْضِ قَوْلِ اَتَا بِهٖ سِنِيْ  
 بِهٖ مِيْنِ مَشْرُكِيْنِ كِي مِيْنِ كُوْ بِنِيْضِ خَبَرِ دِيْنِيْ مَيَا مِيْنِ شَيْفِيْدِ مِيْنِ نَمِيْنِ بِهٖ هَمَّ مِيْنِ سَ كُوْ كِي كُوْا جَوَا رِ  
 كِي كُوْا بِهٖ دَ كِي تَرِ سَ اَسْطَ كُوْ شَرِّ كِي بِهٖ يُوْنِ بِهٖ كَوْبِ قِيَا سَتِ كَا سَا يَدِ كَرِيْنِ كِي نُوْشَرِ كِي وَنَمِيْنِ  
 بِهٖ اَزْ هُوْ جَانِيْنِ كِي اَوْرَا جَنِّ تَوْنِ كُوْ پُوْجَتِيْ تَمَّ وَهٖ اُنْ سَ بِهٖ اَزْ هُوْ جَانِيْنِ كِي كِي سَ كِي كَا كَا قَا لِ اِسْمِ قَوْلِ  
 كِي مَسْجُوْدِ لُوْ كِي مِيْنِ جَنِّ كُوْهٍ پُوْجَتِيْ تَمَّ بِهٖ نَمِيْنِ بِهٖ هَمَّ مِيْنِ سَ كُوْ كِي كُوْا جَوَانِ كِي وَاسْطَ بِهٖ كُوْا بِهٖ  
 كُوْهٍ حَقِّ بِهٖ تَمَّ لِيْ كِيْنِ قَوْلِ اَوَّلِ اَوَّلِيْ بِهٖ وَصَلِّ عَنَّا مِيْنِ اَلَا بِهٖ مِيْنِ غَايِبِ فَوَا لِ وَبَاطِلِ هُوْ كِي اَخْرَجْتِ مِيْنِ  
 وَهٖ اَصْنَامِ وَغِيْرَ جَنِّ كُوْ پُوْجَتِيْ تَمَّ بِهٖ دُنْيَا مِيْنِ اَوْرَا لَقِيْنِ كِي اَوْرَا جَانِ لِيْ بِهٖ بَاتِ كِي اُنْ كِي لِيْ كُوْ كِي جَلِ  
 بِهٖ اَلْمَانِ كِي نَمِيْنِ بِهٖ عَذَابِ كِي حَصِيْضِ مِيْنِ فَرَا بِهٖ مَحَادِ مِيْنِ بِلْتِيْ مِيْنِ حَا صِ كِي حَصِيْضِ اِذَا هَرَبِ كِي سَ  
 كَا كَا ظُنِّ اِنِيْضِ حَقِيْقِيْ سِنِيْ بِهٖ كِي وَنَمِيْنِ اِسْمِ اَلْمَانِ مِيْنِ ظُنِّ وَجَا اُنْ كِي وَاسْطَ بَا قِيْ مِيْنِ لِيْ كِي لِيْ كِي اَوَّلِيْ  
 بِهٖ كِي ظُنِّ كِي بِنِيْضِ لَقِيْنِ بِهٖ جِيْ كَا تَرْجِيْ مِيْنِ كَرِزِ چِيْكََا بِهٖ جَسْمِ كِي اَلْمَانِ كِي يَا بَاتِ بِيَا نِ كِي كِي كَا فَرِ  
 اَخْرَجْتِ مِيْنِ خَرَّ كَا سَ بِهٖ اَزْ هُوْ كِي عِدَا سَ كِي كُوْ دُنْيَا مِيْنِ مَشْرُكِيْنِ كِي ثَابِتِ كَرْتِيْ بِهٖ اَصْرَارِ كَرْتِيْ تَمَّ تُوَابِ  
 بِهٖ كَرِ كِيَا كِي اِنْسَانِ سَا رُوْ اَفَا تِ مِيْنِ تَغْيِيْرِ اَلْحَا لِ بِهٖ اَبِ كِي رَا هِ بِهٖ جَانِ نَمِيْنِ بِهٖ كِي خِيْرَ وَفَدَرْتِ كَا حَا سَا

۴۰  
 حَضْرَتِ اِبْنِ عَبَّاسِ  
 رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا  
 ع

کرتا ہے تو پہل جاتا ہے اور بڑا بنتا ہے اور اگر کسی بلا و نعمت کا احساس کرتا ہے تو ذلیل و خوار ہوتا ہے پس  
 ارشاد فرمایا لَا يَسْتَأْذِنُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاةِ الْخَيْرِ وَإِنْ مَشَتْهُ الشَّرُّ فَيُحْشَرُ قَنُوطٌ يَفْعَلُ مَلُولٌ نَبِينٌ يَتَنَاوَلُ  
 انسان خیر کے مانگنے سے واسطے اپنے نفس کے اور اس کے کینچنے سے طرف اپنے اور ہمیشہ اپنے رجبے مال کا  
 سوال کرتا رہتا ہے خیر سے مراد اس جگہ مال و محبت و سلطان و غلبہ و رفعت ہے سدی کہتے ہیں کہ انسان  
 سے مراد اس جگہ کافر ہے کسی نے کہا ولید بن مغیرہ کسی نے کہا عتبہ و شیبہ فرزند ان ربیعہ اور امیر بن خلف  
 اولی محل آیت کا ہے عموم پر باعتبار غالب کے تو اب غلص عباد کا خروج اس کے سنائی نہ ہوگا حضرت ابن مسعود  
 رضی اللہ عنہ نے من دعا المال چڑھا اور اگر لگے اس کو برائی یعنی بلا و شدت و فقر و مرض تو بڑا نا اسید ہوتے  
 والا ہے اللہ کے روح سے بڑا آس توڑنے والا ہے اس کی رحمت پر مطلب یہ ہے کہ انسان کا اقبال خیر  
 کی حالت میں تو یہ حال ہے کہ نہیں پہنچتا ہے طرف کسی وجہ کے مگر طالب زیادتی ہوتا ہے اُس پر اور  
 کبھی اُس کی طلب و ملول نہیں ہوتا ہے اور او بار و حریان کے حال میں اُس کو قافط ہوتا ہے اللہ پاک کی  
 رحمت سے کسی نے کہا یوس ہے اپنی دعا کے قبول ہونے سے قنوط ہو بہ سبب بد گمان کے ساتھ اپنے صاحب  
 کے کسی نے کہا یوس ہے اس کر وہ کے زائل ہونے سے جو اس کو لگا ہے قنوط ہے بہ سبب گمان کرنے  
 اس کے دوام کے جو اس کو حاصل ہوتا ہے یا اس صفت پر قلب کی پینے رجا کا قطع کرنا اور قنوط ظاہر کرنا ہر  
 اس کے آثار کا ظاہر بدن پر صنیع علی الترادف کے متقاضی ہے اور بعض اسی کے قائل ہیں اس بنا پر دونوں کا جبر  
 کرنا واسطے تاکید کے ہوگا یوس و قنوط دونوں صیغے مبالغہ کے ہیں دلالت کرتے ہیں اس پر کہ وہ شدید  
 الیاس عظیم القنوط ہے دو طریق سے اس میں مبالغہ کیا گیا ہے ایک تو بنا ئے فعل کے طریق سے جیسا کہ  
 ہم نے اشارہ کیا اور طریق تکریر سے مع ظهور اثر یا اس کے جو کہ قنوط میں ہے کیونکہ قنوط یہ ہے کہ اثر یا اس  
 کا اس پر ظاہر ہو پھر وہ متفائل و منکسر ہو یعنی اللہ کے فضل و رحمت سے اسید قطع کرے یہ صفت ہر کافر  
 کی بدلیل کریمہ آگاہ لایا میں رَوَّحَ اللَّهُ إِلَا الْعَقُومُ الْكَفُوفُ قَتَ قَوْلُهُمْ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِنَّا لَأَتَا  
 حرف توطیہ قسم کا ہے واللہ لمن اور لیقولن قسم کا جو اسے چونکہ یہ قائم مقام جواب شرط کے ہو گیا اس  
 لیے اس کو حذف کر دیا ہے یعنی البتہ اگر ہم اس کو دین کوئی خیر و عافیت دغا بعد شدت و مرض و فقر کے  
 تو البتہ وہ کہنے کا بذالی یعنی یہ ایک ایسی شے ہے کہ میں اس کا استحقاق نہ کہتا ہوں اللہ پر اس لیے کہ وہ میرے  
 عمل سے راضی ہے پس یہ خیال کیا کہ یہ نعمت جس میں وہ ہو گیا اُس کو پہنچی اس سبب سے کہ وہ اس کا مستحق  
 ہے اور یہ نہ جانتا کہ اللہ جانچتا ہے اپنے بندوں کو ساتھ خیر و شر کے تاکہ ظاہر ہو جائے اُس کو شاکر جابر  
 و منکر سے اور صابر جانے سے مجاہد سے کہ اس کے یہ سنے ہیں کہ یہ یہ سبب میرے عمل کے ہے اور میں اس

یہ ایک نا سبب نہیں  
 اس کے نہیں ہے  
 یہ سبب میرے  
 عمل کے ہے

کے لائق ہوں یا نہیں میں کہ یہ واسطہ میرے ہمیشہ ہونا مل نہ ہوگی **وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً** یعنی میں گمان نہیں کرتا ہوں قیامت کو کہ وہ قائم ہوگی جس طرح کہ انبیاء اُس کی خبر دیتے ہیں یا میں یقین پر نہیں ہوں بعثت سے یہ بات کافرین و منافقین کے ساتھ خاص ہے تو اب مراد انسان سے جو کہ شروع آیت میں مذکور ہے خبر ہوگی باعتبار اُس کے غالب افراد کے کیونکہ یاس اللہ کی رحمت و اودقنوط اس کی خبر سے اور شک بعثت میں نہیں ہوتا ہے مگر کافروں سے یا اُن سے جو کہ دین میں متزلزل ہیں اسلام تکلف ظاہر کرنے میں کفر کو پوشیدہ رکھتے ہیں **وَلَكِنْ تَكْذِبُ إِلَى رَبِّكَ** میں حرف لام قسم کا ہے **إِنَّ لِي عِندَ اللَّهِ حُجَّتًا** جواب ہے قسم کا اس لیے کہ قسم شرط سابق ہے یعنی البتہ اگر رجوع کیا جاؤں طرہ اپنے رب کے بقدر یہ سچ ہونے قیام سامت کے اور حصل بعثت و شوق کے جس کی انبیاء ہم کو خبر دیتے ہیں تو بیشک واسطہ میرے نزدیک اُس کے البتہ ہی حالت ہوگی نعمت و کرامت میں اُس نے یہ خیال کیا کہ وہ دنیا کی خیر کا مستحق ہے بسبب اس غیر دخولی کہ جو اُس میں ہے اور آخرت کی خیر کا بھی مستحق ہے بسبب اُس بات کے جس کا اپنے جی میں اعتقاد کیا اور اسکو اپنے نفس کے واسطے ثابت کیا حالانکہ یہ ایک اعتقاد باطل و ظن فاسد ہے یہ کلام کئی مبالغوں کو متضمن ہے ایک تو قسم وراق کے ساتھ تاکید کی دوسرے دونوں ظرف مقدم کیے تیسرے صیغہ تفضیل کی طرف عدول کیا اس لیے کہ جسے تائید بتا حسن کی امید پا کر نے اس کافر کے قول کا یہ جواب دیا **فَلَنْ تَكُنَّ مِنَ الْآيِينَ** یعنی پس البتہ ہم خبر دینگے اُن لوگوں کو جو منکر ہوئے اُس عمل کے جو انہوں نے کیا دن قیامت کے مطلب ہے کہ بات دوسری نہیں ہے جیسے وہ خیال کرتا ہے اُس کے واسطے تو عقاب شدید ہے چنانچہ فرمایا **وَلَنْ نَقْضَ مَنِّكَ** **مَنْ عَدَا عَلَىٰ عَيْتٍ** یعنی اور البتہ ہم جہاں مین گئے اُن کو کاڑھے عذاب سے بسبب اُن کے گناہوں کے یہ لام اور اول کا لام دونوں توطیہ قسم کے ہیں پھر جب امیر پاک اُس شخص کے اتوال نقل کر چکا جس پر ایمان کیا بعد اس کے کہ اُس کو تکلیف پہنچائی تھی تو اب اسکا احوال ہی بیان کیا پس ارشاد فرمایا **وَإِذَا أَنْعَمْنَا**

**عَلَى الْإِنْسَانِ أَغْرَضَ وَنَايَجَانِيهِ ۖ وَلَئِنْ أَمْسَكَ الشُّعْرُ فَذُو عَجَلٍ عَرَضِي ۝ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ**

**الْإِنْسَانَ لَتُحِبُّوا آلَهُ أَتَمَّ أَنَّهُ لَتُبْخَلَّ أَوَّلُهُ لَكُفْتُ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ أَلَا أَهْتَمُّ**

**فِي مِرْيَتِهِ مِثْلَ مَا دَرَيْتُمْ ۝ أَلَا إِنَّكَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّخِيطٌ ۝** اور جب ہم نہ ندرت پر ہمیں انسان پر ملاحظہ ہو اور اسکو اپنی کوتاہی اور جب لگے اس کو برائی تو دعائیں کرے چڑھی تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر یہ ہو امیر پاک کا پاس سے بہر متنی اُس کو نہ ملنا اُس سے بہکا کوں جو وہ بھلا جاوے مخالف ہو کر اب ہم دکھا دیں گے اُن کو اپنے منوں نے دیا میں اور آپ اُن کی جان میں جب تک کہ گمبھادے اُن پر یہ کہ شریک ہے کیا تیرا رب تھوڑا ہے ہر چیز پر برگاہ

۵۰  
 کہیں شام پہنچے  
 وہ جو نالوں کی گھڑیوں  
 کہیں انجمن کے در  
 انکسرت گراؤں  
 اور اس پر جتن  
 ظاہر کھلا

وحررہ فضلہ جمادانی عبد ملک الما قولہ تعالیٰ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنْهٗ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ یعنی اللہ علیہ السلام  
 ہے گواہ اپنے بندوں کے افعال و اقوال پر اور وہ گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 وسلم صادق ہیں اس شے میں جس کی آپ اس کی طرف سے خبر دی کہ قال تعالیٰ لَکِنَّ اللّٰهَ يَشْهَدُ بِمَا اَنْتَ اِلٰیہِ  
 اَتَّکِلُ بِعَیْہِہِ الْاٰیۃ قولہ تعالیٰ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنْهٗ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ یعنی اللہ علیہ السلام  
 قیامت کے قائم ہونے سے اسی لیے وہ اس میں فکر نہیں کرتے ہیں اور نہ اس کے واسطے عمل کرتے اور نہ اس  
 سے ضرر و خوف کرتے ہیں بلکہ وہ ان کے نزدیک ایک باطل امر ہے جس کی پروا نہیں کرتے ہیں حالانکہ وہ ضرر و خوف  
 والی ہے اس میں کسی طرح کا شک نہیں ہے ابن ابی الدنیائے سید الضاری سے روایت کیا ہے کہ حضرت  
 عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سہر چڑھے اللہ پاک کی حمد و ثنائی پر فرمایا اَنَا بَعْدَ اَبْنَاءِ النَّاسِ قَوَانِیْ کَرَّ بَحْثُکُمْ  
 لَا فِیْہَا اَحَدٌ تَاۡمَنَ فَمَنْکُمْ وَ لَکِنْ مَّکْرَہٌ فِیْ ہٰذَا اَلَا مِیْ الَّذِیْ اَنْتُمْ اَکْبَرُ مَا یُرَوْنَ تَعْلِمُکَ اَنَّ الْمَصْدِقَ  
 یُطْلَقُ اَلَا مِیْ اَحَقُّ وَاَلَا کَذِبٌ یُّہْمُکُمْ ہٰذَا ہُتُّ سَیْنِیْ عِبْدُہُ ثَمَّ اَنَّہٗ مَنَکُمْ اَوَلَمْ یُکْرِہِ لَکُمْ اَنَّہٗ  
 کسی امر کے واسطے نہیں جہ کہیں اس کو تم میں جاری کروا لیکن میں نے اس امر میں فکر کی جس کی  
 طرف تم جانتے والے ہو سو میں نے یہ بات جان لی کہ جو شخص اس کا مانتے والا ہے وہ تو احمق ہے اور جو اس  
 کی تکذیب کرنے والا ہے وہ ہلاک ہونے والا ہے یعنی احمق اس لیے ہے کہ جیسے اس کے مثل اور لوگ عمل کرتے  
 ہیں وہ اس کے واسطے ویسا عمل نہیں کرتا اور نہ اس سے اور اس کے ہول سے ضرر و خوف کرتا ہے اور وہ باوجود  
 اس کے اس کی تصدیق کرنے والا اور اس کے وقوع کا یقین کرنے والا ہے اور باوجود اس کے اپنے لمبو بوب  
 و غفلت و شہوات و فزوب میں نہادی کر رہا ہے تو اس اعتبار سے وہ احمق و نادان ہو الفت میں احمق ضعیف  
 العقل کو کہتے ہیں اور جو اس کا کذب پر وہ ہلاک ہے یہ بات تو ظاہر و واضح ہے واللہ اعلم بہر امر پاک نے یہ بات  
 ثابت کی کہ وہ ہر شے پر قدر ہے اور ہر شے کا محیط ہے اور قائم کرنا قیامت کا اس کے نزدیک سہل و آسان ہے  
 اَوَلَمْ یَكُنْ یَّحْضِرْ خَبْرَہٗ لَیْسَ سَارِیْ مَخْلُوقَاتِہٖ اَسْ کَیْزِیْرَ قہرہٗ اور اس کے قبضے میں اور اس کے علم کی گہرائی  
 میں ہے اور وہی اس میں اپنے حکم سے تصرف کرنے والا ہے سو جو اس کا چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا  
 لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ اَخْرِجْہِ سُوْرۃُ حَمِّ الْحَمْدِ وَالْمَدِّ فَنُفِیْعُ الْبَیَانَ کَا بَیَانِ سِیِّئِ تَوْضِیْعِہٖ یَہٗ کہ ان  
 سے بلا جس انسان ہے سچ جیٹ ہو باعتبار غالب افراد کے نامی بر وزن رجنی یعنی عید ہے محاورہ میں  
 بولتے ہیں نایت و تاریت یعنی عید و تباعدت اور فتاخی مکان عید کو کہتے ہیں تیرید بن قحطاع نے  
 تار بر وزن قال ثر ہے بالف قبل الف حرف باقعدیت کا ہے ثامی جانب کما یہ ہے اعراض سے یعنی  
 غالب افراد انسان کا یہ حال ہے کہ جب اللہ پاک اس پر انعام کرتا ہے تو وہ شکر سے اعراض کرتا ہے اور



حق کے واسطے طبع ہونے سے ترغیب و تکبر و تجبر کرتا ہے اور توجہ کرتا ہوا اپنی جانب کو مڑتا ہے یا یہ سمجھتا ہے کہ شکریہ  
 سخن ہوتا ہے یا جانب مجاہد ہے لغض سے بے مار و نگہ کے شکریہ سے دور ہوتا ہے بقاء و کلیتہ نہ بجا بد مطلب یہ  
 کہ کبر کے مارے صرف اپنی جانب کو شکریہ نہیں پہنچتا ہے بلکہ کل کا کل ہوتا اس کو دھرتا ہے محاورے میں  
 جانب بولتے ہیں اور ذات مراد لیتے ہیں چنانچہ شخص کے نام کی تصریح نہیں کرتے اور اس کی ذات کو مجلس مکان  
 و جانب وغیرہ کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں منظر اس سے اس کی تعظیم کا اشعار ہوتا ہے پس یوں کہتے ہیں حضرت  
 فلان و مجلس فلان و کنت الی ہذا فلان دالی جانب الغری والی جانب الرفیع اور مراد اس سے اس شخص کی ذات  
 ہوتی ہے یا یہ سمجھتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اس کو کوئی نعمت دیتا ہے تو نعمت اس کو اترا دیتی ہے بہر نعم کو  
 ہول جاتا ہے اور اس کے شکریہ سے اعراض کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذکر و دعا سے دور ہوتا ہے وَاِذَا مَسَّكُمُ  
 الْمُتْرُ فَمَنْ مَّنْ عَرَفَ اُولَئِكَ فَمَنْ رَفَعِ صَوْتَهُمْ فِي دُعَائِهِمْ فَمَنْ رَفَعِ صَوْتَهُمْ فِي دُعَائِهِمْ فَمَنْ رَفَعِ صَوْتَهُمْ  
 و طول کا کثرت میں مجاہد استعمال کرتے ہیں پس جب کوئی باتیں اور دعا بہت کرے تو بولتے ہیں افعال فلان  
 فی الکلام و اعراض سے الدعاء اور یہ بطور استعارہ ہے جس شے کا فراخ عرض ہو اس کا استعارہ کیا ہو  
 اس کی کثرت بتانے کو کیونکہ جو شے عریض ہوتی ہے تو اس کے اجزاء کثیر ہوتے ہیں یہ استعارہ تعبیلیہ ہے اور  
 تو دعا کو اس شے سے تشبیہ دی جو موصوفہ باستداد ہوتی ہے بہر اس کے واسطے عرض ثابت کیا کہ افعال کثرت  
 عریض صید مرانے کا ہے یعنی بڑی چڑی دعا طویل نکمہ اس لیے کہ طول اطول استدال میں ہوتا ہے  
 پس جیسا کہ عرض ہوا ہو اور اس کے طول کا کیا خیال ہے کہ کتنا بڑا ہو گا کما افادہ ابو اسود و معنی یہ ہیں  
 کہ جب اس کو بڑائی لگتی ہے تو اللہ تعالیٰ سے تضرع و زاری کرتا ہے اور اس سے فریاد رسی چاہتا ہے کہ جب  
 اس پر نازل ہوئی ہے وہ اس سے دور کر دے اور اس کی بکثرت دعا مانگتا ہے پس شدت و تکلیف میں تو  
 اس کو یاد کرتا ہے اور رحمت و آرام میں اس کو بھولتا ہے اور نزول نعمت کے وقت اس کو فریاد رسی چاہتا  
 ہے اور حصول نعمت کے وقت اس کو چھوڑ دیتا ہے یہ کام کافروں کا ہے اور ان کا جو کہ مسلمانوں میں سے  
 غیر ثابت قدم ہیں شہاب لے نکمہ اب اگر کوئی کہے کہ اس کا عریض طویل دعا مانگنا اس صفت کو منافی ہو  
 جو اول گرج چکا ہے کہ وہ یس قنوط ہے کیونکہ دعا فرع ہے رجاء و طمع کی اور قنوط میں ظلم و اثر یاس کا مستبر  
 ہے تو ظہور دعا کا جو کہ رجاء و امید پر وال ہو اس کے منافی ہے تو کہیں کہ اس منافات کا دفع یوں ممکن ہے  
 کہ اس کو عدم اتحاد اوقات و احوال پر حمل کریں انتہی پہنچے کسی وقت تو یس قنوط ہوتا ہے اور کسی وقت  
 لبنی چڑی دعا کرتا ہے یا یوں کہو کہ یہ حال اور قوم کا حال ہے اور وہ حال دوسری قوم کا یا کل کی شان  
 ہے بعض اوقات میں کما قال ابو اسود و معنی یہ کہ با قنوط ہے جنگل میں اور ذود دعا عریض ہے مدیا میں

یا قنوط ہے ساتھ دل کے اور فود و عارضی ہے ساتھ زبان کے یا قنوط ہے بت سوا و فود و عارضی ہے واسطے اس  
 نقالی کے پھر جب اس باک نے مبالغہ کیا منکر کن کے وعید میں اور یہ بیان کیا کہ وہ شرک سے اور شرک کی  
 گواہی سے رجوع کر بن گے جن کے دنیا میں مدعی تھے تو بعد اس کے ایک اور تقریر فرمائی جو کہ ان پر وجہ کرتی  
 ہے اس بات کو کہ قرآن سے اعراض کرنے میں اور جو اس میں امر توحید و نبوت و حشر و نشر و جزا ہے اس کے  
 عدم قبول میں مبالغہ نہ کریں پس ارشاد فرمایا قُلْ اَنَا كَيْفَ مَعِيَ سِوَا اللَّهِ يَسْتَعِزُّ مَنْ يُضِلُّهُ اللَّهُ فَكَيْفَ يُهْتَدِىٰ  
 اس کے پاس سے جدا کہ میں نے کہا پھر تم نے انکی تکذیب کی اور اس کو قبول نہ کیا اور نہ عمل کیا اس نے رجو  
 اس میں ہے تو کون زیادہ تر گمراہ ہے اس سے جو کہ خلاف لعید میں ہر لینے ایسا خلاف کہ حق سے نہایت  
 دور ہے طلبت ہے کہ تم سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں ہے بسبب تمہاری فرط شقاوت و شدت عداوت کے  
 کلمہ ارا اتم یعنی خبر دینی ہے استعمال اس کا اخبار کے سننے میں مجاز ہے وجہ مجاز کی یہ ہے کہ جب علم شے  
 کا سبب ہے اس شے سے خبر دینے کا یا شے کا دیکھنا طریق ہے اس شے کے احاطہ کرنے کا علم سے اور صحت  
 اخبار کا اس سے توجہ صیغہ واسطے طلب علم کے تھا یا واسطے طلب البصار کے اس کا استعمال کیا گیا طلب  
 خیر میں اس لیے کہ یہ دونوں طلب میں مشترک ہیں پس اس میں دو مجاز ہیں ایک تو استعمال اہی کا جو کہ  
 یعنی علم یا البصر ہے اخبار میں دوسرا استعمال ہنہ کا جو کہ واسطے طلب رویت کے ہے طلب اخبار میں قالہ  
 الشماخ شیع نے دو مجازیوں بتائے کہ رویت کا اطلاق کیا گیا اور اخبار مراد لیا گیا اس لیے کہ رویت اخبار  
 کی سبب دوسرا یہ ہے کہ استفہام یعنی امر تنہیر ایا گیا اس لیے کہ استفہام و امر دونوں میں طلب ہوتی ہے اب  
 رہی یہ بات کہ من اصل من ہونی شقاق اصل من آئے شقی مثل منکم ہے یعنی کون شے بڑھ کر گمراہ ہے تم  
 سے سو من ہونی شقاق کو منکم کی جگہ میں رکھا ہے اس لیے کہ منظور بیان کرنا ان کے حال کا ہے شقاق  
 و مخالفت میں اور یہ مخالفت سبب اعظم ہے ان کی گمراہی میں پہلا مفعول راہی کا محذوف ہے امر ارا اتم  
 الفسکم یعنی تم مجھے خبر دو اپنی جانوں کی اور دوسرا مفعول جملہ استفہامیہ ہے کما قالہ الکھمی اور جملہ شرطیہ  
 مستتر ہے و در بیان دونوں مفعولوں کے اور جواب شرط کا محذوف ہے تقدیر یہ ہے فائتم اصل من غیر کم یا  
 فلا احد اصل منکم آقاہ لجل یعنی تم سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں اس لیے کہ تم نہایت دور کی مخالفت میں ہو  
 کیونکہ جو کوئی منکر ہوا اس شے کا جہاںہ قتالے کے پاس سے نازل ہوئی باین طور کہ اس کو یوں کہے کہ وہ  
 کہانیان میں اگلوں کی یا شعرو سحر ہے یا چنین و چنان ہے تو بیشک وہ امہ کا الیا دشمن ہوا کہ اس کے  
 دشمنی دوستی سے نہایت دور اور الیا مخالفت ہوا کہ اس کی مخالفت اتفاق سے نہایت لعید جا پڑی  
 اور بلا شک جوابیا ہو تو وہ غایت درجہ کی گمراہی میں اور پہلے سرے کے بہکا دے میں ہے چونکہ

موصول آیت کا یہ تھا کہ تم نے جب یہ قرآن سنا تو اس سے اعراض کیا یہاں تک کہ ہمارے رسول خداؐ کا منہ میں نہ آئے  
 شے سے جس کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے اور ہمارے کانون میں بوجہ بہین اور یہ امر بضرورت معلوم ہے کہ قرآن کا استماع  
 سے ہونا کہ اس سے اعراض کرنا اور اس کو ترک کرنا واجب ہے اسکا علم یقین اس متخیل سے نہیں ہے کہ بالبدیہ محال  
 ہو جائے اور توحید و نبوت کے قائل ہونے کے فساد کا علم ہی ایسا نابین ہے جب یہ بات ثابت ہوئی تو اب جو  
 کوئی نظر استدلال کی طرف رجوع کرنے سے پہلے قرآن سے اعراض کرے اور جو چیز میں متعلق باعتبار عقاد و عمل  
 اس میں ہیں ان کا منکر ہو تو وہ حق و جب الاتباع کے منکر ہونے اور عذاب شدید کے مستحق ہونے سے کیونکر اس  
 میں رہ سکتا ہے پس قرآن شریف کی تکذیب پر اصرار کرنا اور اس کو سونہ ٹوڑنا نظر و استدلال کی طرف رجوع  
 کرنے سے پہلے غایت و رجوع کی مہدی بات ہر اس پر کوئی عاقل جرات نہیں کر سکتا ہے اگر فراہمی اس کی تینوں  
 میں دلیلون میں نظر و تامل کرتے تو صاف طور پر اس کی حقیقت اور حرج اس کی طرف وہ بلاتا ہے ان کی سہمی  
 مہر نیمہ و کی طرح ظاہر ہو جاتی لیکن چونکہ عداوت و دشمنی کی کالی گمشا ان کے دلوں پر چھا رہی تھی اس لیے  
 اس کی دلیلون کی روشنی سے اندھے ہو کر انکار و اعراض کیا جب ان آیتوں کے دکھانے سے کام نہ چلا تو  
 اللہ پاک نے اور آیتوں کے دکھانے کا ان سے وعدہ کیا پس ارشاد فرمایا سُبْحٰنَہٗم اَیَّٰتِنَا فِی الْاَفَاقِ وَفِی  
 اَفْصٰہِہُمْ حَقِّ یَبِّیْنَ لَہُمْ اَنَّا السَّحٰی یُنِیْ عَن قَرِیْبٍ ہُمْ اُنْ کُوْکُمَا مَیْنِ گے اپنی دلائل قرآن کے سچ ہونے  
 کی اور علامتیں اس کو اللہ کے پاس ہوئے کی اطراف زمین میں اور ان کی جانبوں میں یہاں تک کہ ظاہر ہو جائی  
 واسطے ان کے یہ بات کہ وہ حق ہے آیات آفاتی سے مراد وہ حوادث ہیں جن کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم نے ان کو خبر دی یعنی حادثہ گزشتہ کے آثار اور فتنہ بلا و جو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے واسطے اور آپ کے خلفا  
 کے واسطے میرے کہے اور ظہور و غلبہ ممالک شرق و غرب پر بطور خرق عادت کو پس اگر قرآن اور رسول جس پڑا  
 کو نازل کیا حق نہ ہوتے تو آئندہ حوادث کا وقوع دیکھنا ہوتا جیسے ان کی خبر دی حالانکہ وہ حوادث عالم غیب  
 میں تھے اور جو اخبار متعلق بحدوث ماضیہ قرآن میں ہیں وہ اس کے مطابق نہ ہوتے جو کہ تواریخ والوں کے  
 نزدیک مقرر و مضبوط ہیں حالانکہ خبر دینے والا امی نہ لکھا نہ تحریر اور نہ تاریخ دان لوگوں سے ملاحظہ اور  
 اسی طرح جو لوگ حاملین قرآن ہیں اب اس پر بیان لائے ہیں ان کو یہ نصرت خارق عادت نہ دیتا کیونکہ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کا اور ان کے خلفا کے امداد کا ان کی ناہرین دین کے دشمنوں کا  
 خذلان ہر زمانے میں بطور خارق عادت و خارج از مہود ہوا ہے پس اگر دین کا امر حق نہ ہوتا تو ان کو یہ ثبات  
 و استقرار نہ ہوتا کیونکہ باطل کی قواعد ہر جہتی ہے ہر قسم جاتی ہے اور ایک غلبہ ظاہر ہوتا ہے ہر مضمحل  
 ہو جاتا ہے قرطبی کہتے ہیں میں نے ہم ان کو دکھایا ان اپنی وحدانیت و قدرت کی آفاق

میں بیٹے اگلی امتوں کے سنازل کا اُجڑنا اور اوسان کی جانوں میں ساتھ ملنا اور امراض کے ابن خرید نکلا  
 کہ آفاق میں تو آیات سما اور اُن کے نفوس میں حوادث ارض مجاہد نے کہا آفاق میں فتح اُن بستیوں کی جن کی  
 فتح اللہ تعالیٰ نے میسر کی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور آپ کے خلفاء کے لیے بعد آپ کے اور  
 آپ کے انصار دین کے لیے اطراف دنیا میں اور بلاد مشرق و مغرب میں عموماً اور ناحیہ مغرب میں خصوصاً  
 وہ فتح کہ ان کی مثل خلفاء زمین میں سے کسی کو میسر نہیں ہوئیں قبل اُن کے یا غالب ہو ناجایا رہا واکا  
 پر اور غالب کرنا ان کے قلیل کا اُن کے کثیر پر اور مسلط کرنا ان کے مضطرب کا اُن کے قوی و لگون پر اور  
 جاری کرنا اللہ پاک کا ان کے ہاتھوں پر ایسے امور کا جو کہ محمود سے خارج اور خالق عادات ہیں و فی انفسہم  
 سے مراد فتح کہ ہے ابن جریر نے اس کو ترجیح دی ہے اور سنہال بن عمرو و سدی نے اسی کو اختیار کیا ہے  
 قتادہ و ضحاک نے کہانی الآفاق سے مراد اللہ تعالیٰ کی وقوع میں جو امتوں میں واقع ہوئے اور فی انفسہم  
 سے مراد روز بدر ہے عطا نے کہانی الآفاق سے مراد قطار سموات و ارض میں سوچ جاندار و رات و  
 ریح و اسطر و عدد و برق و صواعق اور روئیدگی و حنت پہاڑ و ریاء وغیرہ اور فی انفسہم سے مراد ہلطف  
 صنعت و بدیع حکمت ہے جو انسان کی خلق میں رکھی ہے یہاں تک کہ پانچاںے پیشاب کی راہ میں کہ آدمی  
 ایک جگہ سے کہتا پیتا ہے اور دجگہ سے تمیز ہو کر نکلتا ہے اور دونوں انگھوں میں جن سے دیکتا  
 ہے زمین و آسمان تک پانچو برس کی راہ اور دونوں کانوں میں جن سے فرق کرتا ہے در میان مختلف  
 آوازوں کے اس کے سوا اور بدیع حکمتیں جو اللہ پاک نے انسان میں رکھی ہیں اب اگر کوئی کہے کہ سنہیم الخ  
 اس کا مقتضی ہے کہ اللہ پاک نے ان نشانیوں پر ان کو مطلع نہیں کیا بعد اس کے اُن کو مطلع کرے گا باوجود  
 اس کے کہ ان سب پر اُن کو مطلع کر چکا اور یہ نشان اُن کے پیش نظر ہیں تو کہیں گے کہ مراد اس بنا پر یہ ہے  
 کہ ہم اُن کو دکھائیں گے اسرار اپنے نشانیوں کے پس اگرچہ وہ بالفعل ان پر مطلع ہیں لیکن ان کے سرو حکمت پر  
 ہنڈہ مطلع نہیں ہوئے ہیں کہذا قال الکفری ابن جریر حج سے مروی ہے کہ بارش روک دی ساری زمین  
 سے فی انفسہم میں کہادہ ملا یا جان کے جموں میں ہوتی ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے  
 کہ کے واسطے سفر کرتے تو عاد و ثمود کے آثار دیکھتے بہر کہتے ہامہ البتہ مقرر ہے کہ محمد نے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 اور فی انفسہم میں فرمایا امراض کسی نے کہا کہ فی انفسہم سے مراد انسان کا لطف ہونا ہے اس کے سوا اور  
 انتقال احوال جس طرح کہ سورہ یونس میں اس کا بیان گزر چکا ہے انہ الحق کی ضمیر راجع ہے طرف  
 قرآن شریف کے کسی نے کہا طرف اسلام ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکر آئے کسی نے کہا  
 خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راجع ہے بیٹے اُن کو یہ ظاہر ہو جائیگا کہ آپ رسول حق ہیں اور کہ



کا احاطہ کیا اس پر کوئی غصہ نہیں ہے تو وہ بلا دیکھانیک کو اس کی نیکی کا اور بد کو اس کی بدی کا واسطہ بجا نہ  
اعلم ہر اہل واسطہ را کہ

## سُورَةُ الشُّوَرٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورت مبارکہ کا نام سورہ شُورہ بدو الف ولام کے اور سورہ حم عشق اور سورہ حم عشق اور سورہ حم عشق ہی ہے اس  
کی تین اور پچاس آیتیں ہیں یہ ساری سورت مکی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حم عشق کے میں  
نازل ہوئی اَنْحٰیثًا مِنْ مَّوَدِّیْنِ اور ابن مردود نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے بھی مثل اس کے روایت کیا ہے  
اور اسی طرح حسن و عکرمہ و عطاء و حضرت جابر رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے حضرت ابن عباس وقتادہ سے یہی مروی  
ہے کہ مکی سے مگر اس کی جابرا تین مدینے میں نازل ہوئی ہیں قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اَلَا الْمَوَدَّةُ بَيْنَ  
الْقُرْبٰی اَلَمْ تَعْلَمُوْا کہ اس میں مدنی سے یہ ہے ذٰلِكَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰهَ عِبَادَکَ اَلِیْ قَوْلِهٖ تَالِیْ ذٰلِكَ الصَّدُوْر  
اصد یہ آیت وَالَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَهُمْ اَلْبَغْیُ هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ اَلِیْ قَوْلِهٖ تَالِیْ سَبِیْلُ اَبْنِ جَبْرِ و ابْنِ ابی حاتم  
و نعیم بن حماد و خطیب نے ارطاة بن منذر سے ایک حدیث طویل حم عشق کی تفسیر میں روایت کی ہے یہ حدیث صحیح و  
ثابت نہیں ہے فتح البیان و فتح القدر میں فرمایا ہے ہمارا ظن یہ ہے کہ منجملہ موضوعات کمذوبات ہو واضح کو ہر  
حدیث کی وضع پر وہ شے باعث ہوئی جو کہ بہت لوگوں کے واسطے واقع ہوتی ہے سینے اہل دول کی عداوت اور  
اُن کی شان کی حقارت اور اُن پر عیب لگانا اسی طرح وہ حدیث ہے جو ابویعلیٰ و ابن عساکر نے ابوسعید خدری سے  
روایت کی ہے سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا بسند ضعیف فتح البیان و فتح القدر میں فرمایا بسند موضوع و متن  
مکذوب حافظ ابن کثیر نے فرمایا حدیث اول کے حق میں کہ غریب عجیب کہ ہے اور دوسری کے بارے میں یوں فرمایا  
کہ وہ اعرب ہر اول سے فتح البیان و فتح القدر میں فرمایا ہے کہ ہمارے نزدیک دو نون موضوع مکذوب ہیں اَلَا  
السر تعالیٰ آئندہ ان کا ذکر آئے گا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَمْدٌ ۝ عَلٰی ۝ کَذٰلِکَ یُحٰی اٰیٰتِکَ ۝ اِلٰی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ ۝ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ  
وَمَا فِی الْاَرْضِ ۝ وَہُوَ الْعَلِیْمُ الْعَظِیْمُ ۝ تَکَادُ السَّمٰوٰتُ بِتَغْطِیْنِ مِنْ فَوْقِہِمْ ۝ وَذٰلِکَ لَیْسَ بِخَبَرٍ  
بِحَسْبٍ رَہِیْمٍ ۝ وَیَسْتَغْفِرُنَّ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ ۝ اَلَا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ وَالَّذِیْنَ اَخَذْنَا مِنْ  
دُوْنِہِ اَوَّلَیَّاءَ ۝ اللّٰهُ حَفِیْظُ عَلَیْہُمْ ۝ وَمَا اَنْتَ عَلَیْہُمْ بِکَیْلِ ۝ اِیْ طَرَحَ حٰجِیْہِمْ اَبَیْ طَرَفٍ اَوْ رَجَبٍ



مذکر کے دن کا فرمایا پس میں کہا سیعلم الذین ظلموا انہم یقلبون فرمایا بہ قرات نو حضرت ابن عباسؓ چپ ہوئے پھر حضرت ابوذرؓ کھڑے ہوئے تو ویسی نفسیر کی جیسی حضرت ابن عباسؓ نے کی تھی اور کہا قات ایک قارہ ہے آسمان سے کہ لوگوں کو ڈھانک لیکا قولہ تعالیٰ کَذٰلِکَ یُنْخِیْطُ لَیْلِکَ الْاَیَّامُ کا یہ مطلب ہو کہ جس طرح تیری طرف یہ قرآن اُتارا ہے اسی طرح اُتارا ہے کتابوں کو اور صحیفوں کو نبیوں پر تجھ سے پہلے اللہ نے جو کہ غالب ہے اپنے انتقام میں حکمت والا ہے اپنے اقوال و افعال میں امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو عرض کیا یا رسول اللہ وہی آپ پر کوئی نکتہ آتی ہے تو آپ نے فرمایا کبھی تو آتی ہے مجھ کو مثل آواز گھنٹے کے اور یہ سخت تر اس کی ہے مجھ پر وہ بجلی ہو جاتی ہے مجھ سے اور میں یاد رکھتا ہوں جو کچھ اُس نے کہا میں نے فرشتے نے اور کبھی آتا ہے میرے پاس فرشتہ مرد بنکر سو وہ مجھ سے باتیں کرتا ہے پھر میں یاد رکھتا ہوں جو وہ کہتا ہے حضرت عائشہؓ نے فرمایا پس البتہ مقررین نے آپ کو دیکھا کہ اُترتی ہے آپ پر وہی سخت سردیوں میں پھر وہ آپ کو بجلی ہوتی ہے اور آپ کی پیشانی البتہ ٹپکتی ہے اور وہی پیچڑ کے مطلب یہ ہے کہ نہایت سردی کے دن میں مارے سخت دھج کے آپ کی پیشانی مبارک سے پسینا نکلنے لگتا تھا اَخْرَجَاہُ فِی الصَّحْبِیَّیْنِ وَالْفَقْطِ لِلْبَاقِیِ طَبْرُکَ لَعْنَةِ عَلِیِّ بْنِ ابِی طالب

ابن امام احمد بن حنبل سے روایت کیا ہے کہ حارث نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ وہی آپ پر کس طرح نازل ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا مثل مصلصہ جس کے پیچڑ مثل گھنٹے کی آواز کے پھر وہ مجھ سے بجلی ہوتی ہے اور مقررین یاد رکھتا ہوں جو اس نے کہا میں نے فرشتے نے اور فرمایا یہ وہی سخت تر اس کی ہے مجھ پر فرمایا اور کبھی آتا ہے میرے پاس فرشتہ پھر وہ تمہیں ہو جاتا ہے واسطے میرے لینے آدمی کی صورت میں پھر وہ مجھ سے باتیں کرتا ہے پس میں یاد رکھتا ہوں جو وہ کہتا ہے امام احمد نے عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ احساس کرتے ہیں وہی کا تو آپ نے فرمایا میں سنتا ہوں مصلاصل کو لینے گھنٹے کی آوازوں کو پھر میں اُس وقت جب پہتا ہوں پس کوئی بار نہیں ہے کہ وہی کی جائے طرف میرے مگر میں نے گمان کیا کہ میری جان قبض کی جاتی ہے فَقَدْ عَلِمْتُ اَحْمَدُ حَافِظُ ابْنِ کَثِیْرٍ فرماتے ہیں کہ ہم وہی آنے کی کیفیت اول فرخ بخاری میں اس طہر پر ذکر کرتے ہیں کہ وہ مننی ہے بیان دوبارہ ذکر کرنے سے وَفَرَّحَ الْحَمْدُ الْمُنْتَ قَوْلُهُ تَعَالٰی لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ یعنی جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ کے بندو اور اس کے ملک ہیں اُس کے قدر و تصویف کثرت میں ہیں وَمَا لَیْلَکَ الْاَعْطٰی لَیْلَہٗ اوروہی ہے سب اور پڑا کہا قال اللہ سبحانہ و تعالیٰ اَلْکَیْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیُّ الْعَلِیُّ

اور اس جملہ کو کہ  
ظلم کرنا غلط ہے  
اللہ نے اس سے  
مذہب علیؓ کا لفظ  
جہوں سے بنایا  
کہ اُس کی تدوین  
عابدین میں کی گئی  
میں نے یہاں  
درج کیا ہے  
اس سے  
جو اس سے



اس باب میں بہت سوائتین ہیں **قولہ عز وجل تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَتَّقَطْنَ مِنْ فَوْقَيْنِ** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وقتانہ وصدی وکعبہ حبانہ کے کہا ہے فرما سن اظلتہ یعنی لگتا ہے کہ آسمان بہت بڑی اپنے اوپر سے مار ہوئی کہ آسمان کی عظمت سے **وَاللَّسْتُكَ تُسَيِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ** مثل اس آیت کے ہے **الَّذِينَ يَجْعَلُونَ الْأَرْضَ مَنَاحًا لَهُ يُسَيِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُقِيمُونَ بِهِمُ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ** **اسْتَوْدَعُوا رَحْمَةً وَعِلًا** **قوله جل جلالہ** **إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ** اعلام نبلک وتنویر برینے مقصود اس آیت سے اشارہ ہاں کی مغفرت و رحمت کثیر کا اعلام ہے اور اس کی شان بلند کرنا ہو **قوله سبحانه** **وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ اللَّهُ يَخْذِلُهُمْ** یعنی اللہ ہاں کثرت کون کر جمال پسندیدہ ہے ان کو خوب شمار کرتا ہے اُن کا مون کا پورا پورا بدلہ اُن کو دیکھا **وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِكَافٍ** اور انما تذکرہ اور اللہ علی کل شے وکیل یعنی تو صرف ذرا سے دھلا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر وکیل ہے **ف** **فتح البیان** کا بیان فارغ مع توضیح یہ ہے کہ حم حم اس قسم کے فواتح سور پر کلام گزرجکا ہے **عبد المؤمن** کہتے ہیں مینے حسن بن فضل سے پوچھا کیوں جدا کیا گیا عشق سے اور کہیں کس کیوں نہ جدا کیا گیا تو کہا اس واسطے کہ یہ واقعہ ہوا ہے درمیان اُن سور تون کے جن کا اول حم ہے سو یہ اپنے قبل و بعد کے نظائر کی جال پر جلا پس حم نو مستند ہے اور عشق اسکی خبر ہے دوسری وجہ ہے کہ حم حم دو آیتیں لگنی گئی ہیں اور اُن کی اشارہ جیسے کہیں اور الم اور المص ایک آیت شمار کی گئی ہیں یعنی اس لیے ان میں فصل نہیں کی گئی اور کسی نے کہا اس لیے کہ سارے حروف تہجی سننے میں ایک ہیں باہر حیثیت کہ بیان کی بنیاد اور کلام کی بنا ہیں لہذا ذکرہ الحرج جانی پس حب اس اعتبار سے ایک ٹہیر سے تو یکجا لکھے جائیں اور ان میں فصل نہ ہو سکتی یہ وجہ ہے کہ اہل تامل نے اس میں اختلاف نہیں کیا ہے کہ کہیں اور اسکی اشغال حروف تہجی میں دگر ہیچ اور حم میں اختلاف کیا ہے پس کسی نے کہا کہ اس کے سننے میں اسے مقنی ماہو کائنات میں مقدر و مقنی ہو جکا جو کچھ ہوئے والہ ہے پس اس کو فصل ٹہیرا ہے تو فصل کی درمیان اس کے جو کہ فصل ٹہیرا یا گیا اور اس کے جو کہ فصل نہیں ٹہیرا گیا مطلب یہ ہے کہ حم کو بعض نے حروف بے قوت سے نکالا اور اس کو فصل ٹہیرا کہ اس کے سننے میں حم الامر ہیں یعنی فتنے الامر اور عشق اپنی اصل پر باقی رہا یعنی حروف تہجی پر قاضی نے کہا شاید حم حم مہین صورت کے اسی لیے ان میں فصل کی گئی اور دو آیتیں شمار کی گئیں اور اگر یہ ایک نام ہو تو فصل واسطے تطابق باقی جو ہم کے ہے انتہی اول کی بنا پر دونوں خبر ہوگی مستند اسے محذوف کی اور ثانی قول پر ہی اُسے مستند ائی محذوف کی خبر ٹہیرا بیچے اس کے سننے میں کسی نے کہا ہے کہ سہرا و علم اللہ ہاں کا ہے اور سیم سے مراد اُس کی مجد و ہندگی اور مین سے مراد اس کا علم

عز وجل تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَتَّقَطْنَ مِنْ فَوْقَيْنِ  
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما  
وقتانہ وصدی وکعبہ حبانہ کے کہا ہے  
فرما سن اظلتہ یعنی لگتا ہے کہ آسمان بہت بڑی  
اپنے اوپر سے مار ہوئی کہ آسمان کی عظمت سے  
وَاللَّسْتُكَ تُسَيِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ  
مثل اس آیت کے ہے  
الَّذِينَ يَجْعَلُونَ الْأَرْضَ مَنَاحًا لَهُ يُسَيِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُقِيمُونَ بِهِمُ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ  
اسْتَوْدَعُوا رَحْمَةً وَعِلًا  
قوله جل جلالہ  
إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ  
اعلام نبلک وتنویر برینے مقصود اس آیت سے اشارہ ہاں کی مغفرت و رحمت کثیر کا اعلام ہے اور اس کی شان بلند کرنا ہو  
قوله سبحانه  
وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ اللَّهُ يَخْذِلُهُمْ  
یعنی اللہ ہاں کثرت کون کر جمال پسندیدہ ہے ان کو خوب شمار کرتا ہے اُن کا مون کا پورا پورا بدلہ اُن کو دیکھا  
وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِكَافٍ  
اور انما تذکرہ اور اللہ علی کل شے وکیل یعنی تو صرف ذرا سے دھلا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر وکیل ہے  
ف  
فتح البیان کا بیان فارغ مع توضیح یہ ہے کہ حم حم اس قسم کے فواتح سور پر کلام گزرجکا ہے  
عبد المؤمن کہتے ہیں مینے حسن بن فضل سے پوچھا کیوں جدا کیا گیا عشق سے اور کہیں کس کیوں نہ جدا کیا گیا تو کہا اس واسطے کہ یہ واقعہ ہوا ہے درمیان اُن سور تون کے جن کا اول حم ہے سو یہ اپنے قبل و بعد کے نظائر کی جال پر جلا پس حم نو مستند ہے اور عشق اسکی خبر ہے دوسری وجہ ہے کہ حم حم دو آیتیں لگنی گئی ہیں اور اُن کی اشارہ جیسے کہیں اور الم اور المص ایک آیت شمار کی گئی ہیں یعنی اس لیے ان میں فصل نہیں کی گئی اور کسی نے کہا اس لیے کہ سارے حروف تہجی سننے میں ایک ہیں باہر حیثیت کہ بیان کی بنیاد اور کلام کی بنا ہیں لہذا ذکرہ الحرج جانی پس حب اس اعتبار سے ایک ٹہیر سے تو یکجا لکھے جائیں اور ان میں فصل نہ ہو سکتی یہ وجہ ہے کہ اہل تامل نے اس میں اختلاف نہیں کیا ہے کہ کہیں اور اسکی اشغال حروف تہجی میں دگر ہیچ اور حم میں اختلاف کیا ہے پس کسی نے کہا کہ اس کے سننے میں اسے مقنی ماہو کائنات میں مقدر و مقنی ہو جکا جو کچھ ہوئے والہ ہے پس اس کو فصل ٹہیرا ہے تو فصل کی درمیان اس کے جو کہ فصل ٹہیرا یا گیا اور اس کے جو کہ فصل نہیں ٹہیرا گیا مطلب یہ ہے کہ حم کو بعض نے حروف بے قوت سے نکالا اور اس کو فصل ٹہیرا کہ اس کے سننے میں حم الامر ہیں یعنی فتنے الامر اور عشق اپنی اصل پر باقی رہا یعنی حروف تہجی پر قاضی نے کہا شاید حم حم مہین صورت کے اسی لیے ان میں فصل کی گئی اور دو آیتیں شمار کی گئیں اور اگر یہ ایک نام ہو تو فصل واسطے تطابق باقی جو ہم کے ہے انتہی اول کی بنا پر دونوں خبر ہوگی مستند اسے محذوف کی اور ثانی قول پر ہی اُسے مستند ائی محذوف کی خبر ٹہیرا بیچے اس کے سننے میں کسی نے کہا ہے کہ سہرا و علم اللہ ہاں کا ہے اور سیم سے مراد اُس کی مجد و ہندگی اور مین سے مراد اس کا علم

اندسین سہرا داس کی سنا دیکھنی اور ق سے مراد اُس کی قدرت ہر اس نے اُن ہشیامی قسم کھائی ہے اُس کے سوا اور  
 کچھ ہی کہا ہے جو کہ تکلف و تشفی ہو کوئی دلیل اس پر دل نہیں ہے نہ کوئی محبت و شفیعیت اس میں جو بے  
 اصل قول روایت کیے گئے ہیں اُن کو ہم اول ذکر کر آئے ہیں حق وہی ہے جو فنا حق سورہ بقرہ میں ذکر کیا گیا  
 ہے اما ہم نے فرمایا یہ بات جان سکو کہ ایسے مواضع میں گفتگو تنگی کرتی ہے اور مجازات کا لینے اٹکلن چھ باتوں  
 کا دروازہ کھولنا اُس قسم سے ہے جس کی طرف کوئی راہ نہیں ہے پس اولی یہ ہے کہ اُس کا علم اللہ پاک کو سپرد  
 کیا جائے وہی خوب جانتا ہے جو اس سے مراد ہے حضرت ابن مسعود و حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم  
 نے حم سق پڑھا ہے کَذَلِكَ يُوحِي إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ یہ کلام متانف  
 ہے قبل سے متعلق نہیں ہے متطور اس سے ثابت کرنا اس بات کا ہے کہ مضمون اس سورت کا موافق اُن  
 مضامین کے ہے جو باقی کتاب میں ہیں جن کا نزول اگلے نبیوں پر ہوا ہے موافقت اس میں ہے کہ  
 جیسا اُن میں توحید کی طرف بلانا اور حق کی طرف راہ بتانا تھا ویسا ہی اس میں ہے یعنی مثل اُن معانی کے  
 جو اس سورت میں ہیں وحی کی گئی طرف تیرے اور وحی کی گئی طرف بانی رسولوں کے خداوی نے کہا جبہ  
 مشابہت کی یہ ہے کہ جس شو کی وحی کی گئی ساری کتابوں میں وہ تین امر کی طرف رجوع کرتی ہے توحید و  
 نبوت و بعثت سواں قدر قرآن شریف میں اور باقی کتب الہیہ میں موجود ہے نہ اُدھانے کہا وجہ مشابہت یہ ہے  
 کہ ان چیزوں میں اشتراک ہے توحید و نبوت و مساد کی طرف بلانا اور احوال دنیا کی برائی بیان کرنا اور  
 آخرت کے کامدین رعنت دلانا کسی نے کہا کہ حم سق کی وحی کی گئی طرف اُن انبیاء کے جواب ہے قبل تو  
 اس بنا پر کہ لک کا اشارہ ہوگا طرف حم سق کے والد اول اُسے خازن نے حضرت ابن عباس کا قول نقل  
 کیا ہے کہ نہیں ہے کوئی نبی صاحب کتاب مگر حال یہ ہے کہ وحی کی گئی طرف اس کے حم سق سوا ہی ہے  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لک لوجی الیک الایہ و اللہ اعلم اس بنا پر مشابہت ہوئی حم سق کے وحی ہونے میں یعنی  
 جیسے اس کی وحی تیری طرف کی دہی ہی اگلے نبیوں کی طرف کی باجملہ کذ لک حرف کا ف محل نصب  
 میں ہے ہمارے صفت مفعول مطلق مخذوف یعنی مثل اے ایجا و مثل ذلک الایجا و الذی وحی الے سائر الکر  
 لوجی الیک الایہ جمہور نے لوجی کبیر حال بصیغہ معروف پڑا ہے اور فاعل اللہ ہے اور العزیز حکیم اس کی  
 دونوں صفتیں ہیں اور کاف یعنی مثل صفت ہو مفعول مطلق مخذوف کی جیسا کہ گذر چکا اور مجاہد و ابن کثیر  
 و ابن محسن نے لغتہ حال بصیغہ مجہول اُس کے نائب فاعل میں تین وجہ ہیں ایک یہ ہے کہ ضمیر ستر ہے جو کہ  
 کذ لک کی طرف پہنچ رہا ہے کیونکہ وہ مبتدا ہے تقدیر یہ ہے مثل ذلک الایجا و لوجی ہو الیک پس مثل  
 ذلک مبتدا ہے اور لوجی ہو الیک اُس کی خیسہ و تیسری وجہ یہ ہے کہ نائب فاعل الیک ہے اور





توحید ان کو عام ہو جاتی بلکہ جہاد کو بھی مطلب یہ کہ بطور عموم مجاز کے استغفار کے ایسے سننے لیے کہ کافروں و  
 موسنین کو شامل ہیں وہ سننے یہ ہیں کہ سچی کرنا اُس شے میں جو ستمی ہوتی ہے اُن کی مغفرت کی وہ شے یا  
 ہے پس اُن کی استغفار کافروں کے بدرجہا تو یوں ہے کہ اُن کے واسطے ایمان طلب کرتے ہیں اور موسنین  
 کے حق میں یوں ہے کہ اُن کی سیئات کو تجاوز کرنا چاہتے ہیں تو اب اُن کی استغفار حق میں عام زمین والوں  
 کے ہو گئی ہے حاصل یہ شیخ کا قرطبی کا بیان یہ ہے کہ ضحاک نے کہا کہ اس نے الارض سے مراد موسنین ہیں  
 سدی نے کہا کہ اس کا بیان سورہ موسنین میں ہے ولستغفرون للذین آمنوا اس بنا پر کہ سن فی الارض  
 سے مراد موسنین نہیں ہوں تاکہ سے مراد حاکمان عرش معلے ہو گئے کیونکہ یہ خدمت انہیں کی ہے کسی نے  
 کہا کہ سارے فرشتے مراد ہیں کلی کے قول سے یہی ظاہر ہے وہ کہتے ہیں کہ سن فی الارض کے واسطے  
 فرشتوں کا مغفرت مانگنا منسوخ ہے ولستغفرون للذین آمنوا سے تمددی کہتے ہیں صحیح یہ ہے کہ منسوخ  
 نہیں ہے اس لیے کہ خبر ہے یعنی خبر میں نسخ جاری نہیں ہوتا ہے نسخ احکام کا خاصہ ہے یہ آیت موزوں  
 کے ساتھ خاص ہے ابو حسن بن حصار کہتے ہیں کہ حاکمان عرش معلیٰ مخصوص استغفار ہیں واسطے  
 موسنون کے اور اللہ پاک کے اور فرشتے ہیں جو کہ زمین والوں کے واسطے مغفرت مانگتے ہیں ماوردی نے  
 کہا اس استغفار میں دو قول ہیں ایک یہ ہے کہ ذنوب و خطایا سے مغفرت مانگتے ہیں ظاہر قول مقاتل ہی ہے  
 دوسرا یہ ہے کہ اُن کے واسطے رزق و روزی و فراخی طلب کرتے ہیں قال الکلبی ظاہر قول یہی ہے کیونکہ  
 سن فی الارض کافر وغیرہ کو عام ہے اور مقاتل کے قول پر کافر و فحل نہ ہوگا **مسطور** حمد اللہ تعالیٰ  
 فرماتے ہیں وعدنا الصبح عباد اللہ عباد اللہ الملائکہ و وجدنا اغش عباد اللہ عباد اللہ شیاطین میں نے پایا  
 ناصر ترین بندگان خدا واسطے بندوں اللہ کے فرشتوں کو اور پایا ہم نے دعا باز تر اللہ کے بندوں کے  
 واسطے بندگان خدا کے شیاطین کو بالحدیث کہ اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ فرشتے زمین والوں کے واسطے  
 مغفرت مانگتے ہیں تو اس طرف اشارہ کیا کہ وہ اُن کی دعا کو قبول کرتا ہے اور وہی مغفرت فرماتا ہے پس  
 ارشاد فرمایا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ یعنی سنتے ہو بیشک اللہ وہی ہے کثیر المغفرتہ والرحیم و  
 اپنے اہل طاعت کے اور اپنے دوستوں کے یا واسطے اپنے سارے بندوں کے کیونکہ کافروں اور عاصیوں  
 کی تاخیر عفویت ایک نوع ہے اللہ پاک کی انواع مغفرت و رحمت سے دوسری یہ ہے کہ ہر مخلوق اس کی رحمت  
 سے بہرہ مند ہے بالجملة آسمان کے خلق ہونے کی جو دو تفسیریں اول گزشتہ ہیں ایک یہ کہ اللہ پاک کی عظمت  
 کے مارے ہیث پرین دوسری یہ کہ ہر سبب بدگوئی مشرکین کے کہ اللہ پاک کے اولاد ہے ننوذا بامہ من سوط  
 کی بنا پر تو الملائکہ یسبحون الایہ زیادت تقریر ہوگی واسطے عظمت الہی کے کیونکہ اللہ سبحانہ کی مخلوقات

قسم ہے ایک تم عالم جمالیات اور ان میں رسبے ثبہ کر آسمان میں دو ستر عالم روحانیات جو اور اس میں سببے نبرہ  
 کو فرشتے ہیں پس اول یہ بیان کیا کہ جمالیات پر اس کو کامل قدرت حاصل ہے تو فرمایا لگتا ہے کہ آسمان بہشت  
 زمین بن جائے اور جو زمینے ماری اُس کی عظمت کو بہرہ روحانیات کی طرف انتقال کیا تو فرمایا کہ اللہ لکھ لکھ بسجود بکھ  
 رہیم بہرہ جو بہرہ روحانی کو دو متعلق ہیں ایک تعلق تو عالم کبریا و جلال کے ساتھ فیض حاصل کرنے اور اس کے قبول  
 کرنے کا دوسرا تعلق عالم جسم کے ساتھ ہے فیض دینی اور تاثیر کرنے کا تو یہ سجد بکھ رہیم تو اشارہ ہو وطن  
 اس تعلق کے جو ان کو بارگاہ ذوالجلال والاکرام سے ہے اور یہ متغفرون لمن فی الارض اشہد ہے طرف  
 اُس تعلق کے جو ان کو عالم اجسام سے ہے اور تسبیح چونکہ سنہ کرنا امہ پاک کا ہے نامنرا اسد سے اور تفسیر اس  
 کا وصف کرنا ہے ساتھ اس بات کو کہ وہ ساری نعمتوں جو پیون کا عطا کرنے والا ہے اور اس کا سنہ ہونا نامنرا  
 اور سنی ذات رتبہ میں مقدم ہے اس پر کہ وہ خیرات و سعادت کا فیاض ہے اس لیے سجد بکھ رہیم فرمایا  
 و محمد بن تسبیح رہیم نہ کہ اور دوسری تفسیر کی بنیاد پر سجد بکھ رہیم الایہ اس امر کے بتانے کو تفسیر لگا  
 کہ وہ پاک ہے اس میں بات ہے جس کی نسبت اُس کی طرف کی گئی اور سجد بکھ رہیم کو جلد مذاب نہیں کرتا ہے سو  
 اس لیے کہ فرشتے مغفرت مل سکتے ہیں اور اس واسطے کہ اُس کی مغفرت و رحمت غایت درجہ کو پہنچی ہوئی ہے  
 ہذا حاصل شیخ والذین الخنذ فی الایہ کا یہ مطلب ہے کہ جنہوں نے تفسیر اُسے اس کے بت جن کو وہ چوچو  
 ہیں اور تفسیر اُسے اُس کے شرکار و انداد و امثال اللہ ان پر مضبوط ہے یعنی اُن کے اعمال کو مضبوط کرنا  
 ہے اُن میں سے اس سے کوئی شے غائب نہیں ہوتی ہے تاکہ اُن اعمال کی اُن کو جزا دے اور زمین توان پر  
 وکیل یعنی اُس نے سجد کو اُن کا ذمہ دار نہیں بنایا ہے تاکہ سجد سے اُن کا وادعہ ہو اور نہ سجد کو ان کی ہدایت  
 سپرد کی ہے تو صرف بہرہ بنانے والا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے آیت سیف سے وَ کَذَلِکَ اَوْحَیْنَا  
 اِلَیْکَ قُرْآنًا عَرَبِیًّا لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرْیٰ وَ مِنْ حَوْلَہَا وَ تَذِکْرٌ لِّجَمِیعِ الدِّیْنِ وَ فِیْہِ قُرْآنٌ فَرِیْدٌ  
 وَ فَرِیْدٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلْنٰہُمْ اُمَّةً وَاحِدَةً وَ لٰکِنْ یُکَلِّفُ مَنْ یَّشَآءُ فِی رَحْمَتِہٖ  
 وَ الظَّالِمِیْنَ مَا لَہُمْ مِنْ قَوْلٍ وَلَا نَصِیْبٍ ۝ اَمَّا النُّحْلُ وَ اَمِنْ ذُوْنَہٗ اَوْ لِیَاۤءُ ۝ قَالَ ہُوَ الْوَلٰی وَ ہُوَ  
 بَیِّنٌ اَلْوَلٰی وَ ہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اور یہی طرح امارا ہم نے سجد پر قرآن عربی زبان کا کہ تو ذکر  
 بڑے گاؤں کو اور اُس کے اس پاس والوں کو اور خبر سناو جمع ہونے کے دن کی اُس میں دہو کا نہیں ہے  
 ایک فرقہ بہشت میں اور ایک فرقہ آل میں اور اگر چاہتا امہ تو سب لوگوں کو کرنا ایک ہی فرقہ پر مدخل کرنا ہے  
 جس کو چاہے اپنی مہر میں اور گندہ گار جو میں اُن کا کوئی نہیں رفیق نہ دوا کر کیا اُنہوں نے پکڑے ہیں  
 اس سے دوسرے کام بنانے والے سوا جس سے وہی ہے کام بنانے والا اور وہی جلتا ہے دوسرے اور وہ ہر چیز







ابن جبر نے ابن جبر سے دعوت کیا ہے کہ ان کو یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا  
 یا ربہ تیری خلق جن کو تو نے پیدا کیا تھیں ایا تو نے ان میں سے ایک فریقِ حجت میں اور ایک فریقِ اگ میں  
 کیوں نہیں داخل کیا تو نے ان سب کو حجت میں پس فرمایا اے موسیٰ تو اٹھا اپنے کرتے کو تو انہوں نے  
 اٹھا یا عرض کیا مقررین نے اٹھا لیا فرمایا اٹھا تو اٹھا یا ہم کچھ بچوڑا عرض کیا یا رب مقررین نے اٹھا لیا  
 فرمایا اٹھا عرض کیا مقررین نے اٹھا لیا مگر وہ شخصے جن میں خیر نہیں ہے فرمایا اسی طرح میں داخل کرنا ہوں  
 اپنے ساری خلق کو حجت میں مگر وہ جس میں خیر نہیں ہے **ف** قوله تعالیٰ اَیْرَئَیْتُمْ اَیْنَ دُفِنَ اَوَّلَیْکَ  
 الایہ اللہ پاک انکار کرتا ہے مشرکوں پر اس بات میں کہ انہوں نے اللہ پاک کے سوا معبود ٹھہرائے ہیں اور خبر  
 دیتا ہے کہ وہی ولی حق ہے کہ تمنا کسی کی عبادت لائق ہے اس لیے کہ وہ قادر ہے مردوں کے زندہ کرنے پر  
 اور وہ ہر شے پر قدر ہے **ف** وَ کَذٰلِکَ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ الْاٰیٰتِیْنَ دُوْجَیْنِیْنِ اَیْکَ یَہُے کہ ذلک  
 کا اشارہ ہے طرف مصدر اوحینا کے اور حرف کا فہم یعنی مثل فعل نصب میں ہے اس بنا پر کہ صفت ہر  
 مفعول مطلق محذوف کی اور قرآناً عربیاً موصوف و صفت مکر مفعول ہے اوحینا کا اے اوحینا  
 الیک ایچا مثل ذلک الایحیاء الذہور فی قوله یوحی الیک البدیع البین لغیر قرآن عربیاً لایس فی علیک  
 لاعلیٰ تو مکی یعنی وحی کی ہم نے طرف تیرے وحی کرنے کے ایسا وحی کرنا کہ مثل اس وحی کرنے کے ہے خبر  
 کا ذکر یوحی الیک میں ہے جو کہ بدیع و نامزد و ظاہر نئے طرز کا مطلب کا خوب سمجھانے والا ہے قرآن عربیاً  
 جس میں تجربہ کسی طرح شک کے مشابہ نہیں ہے نہ تیری قوم پر مطلق ہے کہ ہم نے تجھ پر قرآن عربیاً زبان  
 کا نازل کیا تیری قوم کی زبان میں جس طرح کہ ہم نے ہر رسول کو اس کی قوم کی زبان میں بھیجا تاکہ اثر  
 کی زبان خوب سمجھ میں آئے بات میں کسی طرح کا دھوکا نہ ہو دوسری وجہ یہ ہے کہ ذلک کا اشارہ ہے طرف  
 یعنی آیت متقدم کے وہ معنی ہیں کہ اللہ اُن پر حفظ ہے اور تو صرف ڈرتے دانتے والا ہے اس بنا پر  
 کاف مفعول ہے ہو گا اور قرآناً عربیاً اُس سے حال چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکوں کے ایمان  
 لانے پر چرلے تھے اور وہ جو مشرک و کفر اہل پر اصرار کرتے تھے اس پر آپ کو خزن و رنج ہوتا تھا اس لیے  
 اللہ پاک نے اس بات کا انکار کیا بائین قول کہ اللہ حفظ علیہم الایہ یعنی تیرے قابو میں یہ بات نہیں ہے  
 کہ تو ایسے اصرار کرنے والوں کو ہدایت کرے صرف اللہ پاک اس پر قادر ہے اور تیرا ذمہ صرف ڈرنا دینا  
 ہے دگر ہم سب پر فرمایا و کذلک اوحینا الایہ یعنی اور مثل اس آیت کے ہم نے تیری طرف وحی کی ہے اور مثل  
 اس صفتوں کے جس کی ہم مفسر یعنی تیرے وجود ان کے ایمان پر بنا یہ تیرے ہیں اس بات پر انکار کیا ہے اور  
 اس قسم کا انکار بار بار قرآن میں مکرر لایا گیا ہے حالانکہ اس انکار پر جو شخصے دال ہے وہ قرآن عربیاً با

یعنی خداوند تعالیٰ  
 میں نے ان کو ایسا  
 خبر دیا ہے کہ  
 اللہ تعالیٰ

کا ہے اُس کسے تجھ مخفی نہیں مہین کیونکہ وہ تو میری زبان ہے اور تو نے اُس کو ہنر لکھام بہم دے جس کے ٹہرا یا  
 ہے جب تو تو اُن کے ایمان لائے کی حرص کو نہیں چھوڑتا ہے لَئِنْ دَرَسْتَ اَحَدًا تَهْتَكُ الْقَابِیْنَ یُنْفِیْہُ عَنِ الْقُرْآنِ عَرَبِیِّ  
 تیری طرف اس واسطے وحی کی ہے کہ تو ڈراوے اہل القریٰ کو یہاں مصناف و مفعول ثانی محذوف ہے اسے  
 لتنذر اہل ام القریٰ العذاب یعنی تاکہ ڈراوے تو اہل القریٰ والوں کو اور اُن لوگوں کو جو اُس کے آس پاس ہیں  
 عرب اور ساری دنیا کے لوگ اور تنذیر یوم الجمع میں مفعول اول محذوف ہے اسے تنذر الناس یوم الجمع یعنی  
 اور ڈراوے تو لوگوں کو روز قیامت سے اول سے ثانی اور ثانی سے اول مفعول جو حذف ہوا ہے سو واسطے  
 تنویل و ابہام مقیم کے اہل القریٰ سے مراد مکہ مکرمہ ہے عرب لوگ ہر شے کی اصل کا نام اُمّ کہتے ہیں مکہ کو البیت  
 کی اصل اس واسطے ٹھہرایا کہ منظر اُس کی تشریف و تعظیم ہے اس وجہ سے کہ اُس میں اللہ پاک کا خاندان عظیم و  
 مکرم ہے اور تمام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے یا اس لیے کہ زمین اُس کے نیچے سے پہیلی لگی ہے جتنا  
 کو یوم الجمع اس لیے کہتے ہیں کہ اُس میں ظالمین کا مجہم ہوگا یا یہ مراد ہے کہ روحیں جسموں سے جمع کی جائیں گی  
 یا اس دن ظالم مظلوم جمع ہونگے یا عمل کرنے والا اور اُس کا عمل کیا ہوگا جلد لاریب فیہ استیفاء ہے یا  
 حال ہے یوم الجمع سے یا جملہ معترضہ ہے تقریباً قبل کے واسطے لایا گیا ہے اُس کے نزدیک جو کہ جملہ معترضہ  
 کے آخر کلام میں لائے کو جائز کہتا ہے جمہور نے فریق فی الجنة و فریق فی السعیر کو دونوں جگہ برفع پڑھا  
 ہے اس بنا پر کہ مبتدا ہے اور جبار و مجبور خبر ہے ابتداً لکن اس لیے جائز ہوئی کہ مقام تفصیل کا مقام ہے  
 یا یہ کہ فریق سے پہلے خبر مقدمہ ہے اور منہم فریق فی الجنة و منہم فریق فی السعیر یا یوں کہو کہ خبر ہے مبتدا  
 محذوف کی اسے ہم فریق فی الجنة و فریق فی السعیر پر ضمیر راجع ہوگی طرف مجبور کی جو کہ یوم الجمع معلوم  
 ہوتا ہے یعنی روز جمع کے دن جو لوگ جمع کیے جائیں گے وہ ایک گروہ توحید میں ہے اور ایک گروہ  
 میں زید بن علی نے دونوں جگہ فریقاً بفسب پڑھا ہے اس بنا پر کہ جملہ محذوف ہو حال ہے اور انفرقا  
 کو منہم فریقاً فی الجنة و فریقاً فی السعیر یعنی وہ لوگ فرقے فرقے ہوں گے و اختال کہ ایک فرقہ تو بہشت میں  
 ہوگا اور ایک فرقہ نار میں فسکرا و کسائی نے نصب کو جائز رکھا ہے باین تقدیر لکن فریقاً اول و  
 حدیث میں دربارہ قدر بردایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما گزرجکی میں ایک مرفوع اور ایک مقول  
 حافظ ابن کثیر نے موقوف کو شبہ بصواب ٹھہرایا تاہی دونوں منہج البیان و فتح القدیر میں ہی ہیں فی الجملہ لفظ  
 کا تفاوت ہو آخر میں کہا ہے و روی ابن جریر طر فاسنہ عن ابن عمر و متوفی علیہ قال ابن جریر و هذا الموقوف اشبه  
 بالصواب صاحب منہج القدیر و فتح البیان رحمہما اللہ نے فرمایا ہے بل المرفوع اشبه بالصواب فقد رفعه الثقفون  
 رفعہ زیادۃ ثابۃ سن و صحیح و یقوی الرفع ما خیر ابن مردودیعن البراء قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

و سلم و فی یدہ کتاب بہ نظر فیہ قالوا انظر اول الیک کیف ہوا می لایقر مقال فملکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال  
 ہذا کتاب بن رب العالمین باسماہ امل الجنۃ و اسماء قبائلہم لایزاد فیہم ولا ینقص ستم وقال فریق فی الجنۃ و فریق  
 فی السعیر نسخ رکب من اعمال العباد۔ بالجملہ صیادہ پاک نے یہ بیان کیا کہ اہل جہنم دو فریق میں توڑ کر کیا کہ یہ  
 اُس کی مشیت ہو ہے پس فرمایا و لکن شاء اللہ لجمعتہم اُمَّةً وَّاحِدَةً صَحَّاح کے کہا یعنی اگر چاہتا اللہ تو  
 الہیہ کر دیتا اُن کو ایک دین دے یا ہدایت پر یا ملامت پر لیکن وہ مفرق ہوئی مختلف دینوں پر یہ سبب  
 مشیت ازلیہ کی یہی سنتے ہیں اس قول کے و لکن ینزل کل من یشاء فی سر حیمہ الایہ یعنی ولیکن دخل کرنا  
 ہے جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں یعنی دین حق میں مراد اسلام ہے سلمہ اللہ تعالیٰ اور ظالمین یعنی کفر  
 نہیں ہے واسطے اُن کے کوئی ولی کہ عذاب کو اُن سے دفع کرے اور نہ کوئی نصیب کر اُس مقام میں اُن کی  
 مدد کرے اسی کی مثل یہ آیت ہے و لکن شاء اللہ لجمعتہم علی لہدی الیہ آیت و کویشکنا لا تیننا لک  
 کفین ہذا تھا مطلب یہ ہے کہ ہدایت و گمراہی مشیت الہی ہے اللہ پاک نے جس کسی سے ہدایت کا اختیار  
 کرنا جان لیا ہے تو اُس کو ہدایت کرتا ہے بہر اُس کے سبب اپنی جنت و رحمت میں داخل فرماتا ہے اور جس کے  
 گمراہی کا اختیار کرنا معلوم کیا ہے اُس کو گمراہ کرتا ہے بہر اُس کی وجہ سے اُس کو سعیر و النور میں تہیرا تا ہے  
 یہاں ظاہر مقابلہ اس کا مقتضی ہے کہ یوں کہا جاتا ویدخل من یشاء فی حوضہ و لقمہ لیکن ایسا نہ کہا اس  
 لیے کہ منظور صاف کرنا ہے و عید میں کیونکہ اُن کے تنولی و ناصر کی نفی کرنا زیادہ تر دال ہے اس پر کہ اُن کا  
 عذاب میں ہونا ایک لیا اللہ معلوم ہے کہ اُس سے فراغت ہو چکی ہے لہذا قال الکفری اور صاف لہ کرنے کی وجہ  
 یہ ہے کہ انداز کا مقام ہے اسی جگہ و عید میں صاف لہ کرنا النسب ہوتا ہے و المشرکون کی جگہ و الظالمون  
 فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ شرک سبب ظلم ہے اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ اور یہی ظلم علت ہے ان کے  
 واسطے ولی و ناصر ہونے کی علامت ہو کہ انی رحمتہ تعالیٰ فرماتے ہیں و هَٰؤُلَاءِ اَصْحَابُ الدِّینِ الْمُتَحَدِّیٰ  
 الْحَمَّانِ عَلٰی مَا دَرَجَ عَلَیْہِمْ اَسْلَہُمْ فَدَّبُّوْا عَلَیْہِمْ وَ لَیْسَ بِذَٰلِکَ وَ تَرٰہُمْ مِّنْ ذٰلِکَ قَادِرٌ  
 کما ہو کما دَرَجَ عَلَیْہِمْ اَسْلَہُمْ فَدَّبُّوْا عَلَیْہِمْ وَ لَیْسَ بِذَٰلِکَ وَ تَرٰہُمْ مِّنْ ذٰلِکَ قَادِرٌ  
 الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ذٰلِکَ مِّنْ رَّحْمَہٗ وَ تَذٰکُرُ اَمِّنَ الْمُعْصِیْنَ قُلِہٖ وَ تَحْمَدُہٗ وَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی  
 اَمَّا اتَّخَذُ فَا مِن دُوْنِہٖ اَقْلَمَیۡتَہٗ کَلِمَہٗ اَم مِّنْ قَطْعِہٖ بَلْ ہُوَ اَللّٰہُ هُوَ الْوَلِیُّ حَاجِبٌ شَرْطٌ مَّحْذُوۡتٌ کَا مَثَلًا اَنَّ  
 ارادہ لو لیا بحق فامہ ہوا لو لے بالحق اس بنا پر طلب یہ ہے کہ اللہ پاک نے اول کا فزون کا یہ وصف کیا کہ وہ  
 ظالم میں اُن کا کوئی ولی و ناصر نہیں ہے بہر اُس وصف سے اضراب کیا طرف دوسرے وصف کے وہ یہ ہے  
 کہ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اولیا نہیں لئے ہیں جنہوں سے اُن کو بوجہ میں یہ وصف بطور تخصیص یہ

۱۰۰  
 اور الفاظ درج  
 الذکر سے فاضل  
 غلام حسن علی  
 دیر اس کا بیان  
 جمع کرنا سبکو  
 راویہ اور اگر  
 ہر جہت سے  
 سبکی نہ ہو  
 فیض علی

تقسیم کے ہے کیونکہ ظلم عام ہے اور شرک خاص ہے ظلم کی ایک فرد ہے منظور اس کو یہ بات بتانا ہے کہ یہ وصف خاص باوجود اس کے کہ اُس عام کے افراد سے ہے اپنے ظلم ہونے میں اُس ملک پہنچا ہے کہ بسبب اس کو اُس عام کی شمار میں محدود ہونے سے نکل گیا ہے یعنی کافر کو ظالم نہیں اور یہی ظلم اُنکے لیے دلی و نا صر نہ ہونے کا سبب ہوا ہے پس اس سے احزاب کیا بطور ترقی کے اولیٰ سے اعلیٰ کی طرف بلکہ اُنہوں نے تو ایک ایسا بڑا ظلم کیا جو کہ ماری و پنج عظمت کے گو یا ظلم کی جنس کو نکل گیا وہ یہی اُن کا اولیا ہٹیرانا ہے اسلئے کہ چوڑا کر بتوں کو غرض کہ شرک انہما وجہ کا ظلم ہے کہ اس سے بڑھ کر ظلم کا کوئی درجہ نہیں ہے یہاں سے شرک کی بُرائی کو سمجھنا چاہیے کہ اللہ پاک نے کیسے سبب اللہ تعالیٰ ادا سے اُس کی بُرائی بیان فرمائی ہے اگر وہ ارادہ کرین ولی بحق کا تو ولی بحق اللہ ہی ہے اُس کے سوا کوئی ولی بحق نہیں ہے وہی اس کے لائق ہے کہ اُسے ولی ثبیر ائین کیونکہ خالق و رازق و مارد و نافع وہی ہے اور اُس کی شان سے یہ ہے کہ وہ زندہ کرتا ہے مردوں کو اور وہی قادر ہے برحق و برپس جو ذات پاک ان اوصاف جلیلہ کے ساتھ مصطفیٰ ہو وہی اس کا مستحق ہے کہ الوہیت کو ساتھ اُس کو خاص کرین اور تنہا اُس کو پوچھیں نہ یہ بت مشرکوں کے جن سے اپنی بھکیاں اور اُلٹی نہیں جاتیں محلی کہتے ہیں کہ حرف فاجح و عطف کو واسطے ہے یعنی عطف مابعد کا ماقبل پر اور بسببیت و خالی ہے کہ کئی نے کہا غرض محلی کی رو سے زنجشیری پر کہ وہ جواب ہے بشرط مقدمہ کا جیسا کہ اول گزرجھا ہے اوجہاں نے کہا اس تقدیر کی کوئی حاجت نہیں ہے اس لیے کہ بدون اس کے کلام تمام ہے کسی نے کہا کہ یہ ام یمنے ہمزہ انکا و توجیح ہے اول اللہ پاک نے اُن کا یہ وصف کیا تھا کہ اُنہوں نے اُس کے سوا اولیا نہیں لائے ہیں ہر جنس و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ تو اُن پر وکیل نہیں ہے اور اُن کی ہدایت تیرے ذریعہ نہیں اور اگر اللہ چاہتا تو ہدایت کرتا ہر جس کے ساتھ اُن کا اول وصف کیا تھا اُمی کی اُن کی طرف سویان خبر دی اُن پر انکار و توجیح کر کے یمنے کیا اُنہوں نے ثبیر لائے ہیں اُس کے سوا اولیا مطلب یہ کہ جن کو اُنہوں نے اولیا و ثبیر لایا ہے اُن کو اس کی لیاقت نہیں ہے ولی تو اللہ ہی ہے اس کا مستحق وہی ہے کیونکہ وہ ہر جہلاتا ہے ہر شے کو کر سکتا ہے پس جواب یہ ہے وہی لائق ہے اس کے کہ ولی بنا یا جاوے کسی نے کہا کہ یہ ام بل اور ہمزہ انکار کے سننے میں ہے بل تو واسطے انتقال کے ہے بیان ماقبل سے طرف بیان مابعد کے ماقبل میں یہ بیان کیا تھا کہ ظالموں کا کوئی ولی و نا صر نہیں ہے یمنے اُن کو بطریق ولی و نا صر کے اپنے عذاب میں چوڑا کرے گا پھر اس بیان سے دور کہ بیان کی طرف انتقال کیا وہ یہ ہے کیا اُنہوں نے ثبیر لائے ہیں اُس کے سوا اولیا پار یمنے جن کو ولی ثبیر لایا ہے وہ ولی نہیں ہیں اس بنا پر یہ جملہ مقروہ ہو کہ ہے ماقبل کا کیونکہ ماقبل میں نفی تھی ولی و نصیر ہونے کی سو اس جملے نے اُس نفی کی بطور انکار و توجیح کے ناکید

کردی جب جب کہ طہر پاسکا بیان ہو چکا کہ ظالمون کا کوئی ولی و ناصر نہیں ہے تو فرمایا کہ قاسم ہو الولیٰ یعنی ولی  
 بحق قاسم تھی ہے اس کے سوا کوئی ولی نہیں ہے پھر حسابہ پاک نے مشرکوں کو یوں تنہدیک کی کہ اللہ اُن پر حسیظ ہے  
 اور یوں کہ ظالمون کا کوئی ولی و نصیر نہیں ہے پھر یہ حکم لگایا کہ ولی بحق وہی ہے تو بعد اس کے وہ بات بیان کرنا  
 جو دال ہے اس پر کہ وہ ولی ہے مومنوں کا ساتھ دے دے اور ثواب دینے کے اور ذلیل کرنے والا ہے دین  
 کے دشمنوں کا ساتھ دے عذاب کے لہر اٹھا دے فرمایا وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَخُصِّمْتُكُمْ اَلَيْسَ اللَّهُ ذَاكُمُ  
 اللَّهُ رَافِقٌ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَابْتِهَ اٰيَاتُ ۝ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَلَّ جَلَلُهُ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَرْوَا جَاوُ  
 مِنْ الْاَهْلَامِ اَرْوَا جَاوُ اَيْلَهُمْ اَوْ كَيْفَ يَدُلُّكُمْ عَلَيْهِمْ مَثَلٌ شَيْءٌ مِّنْهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ لَكُم مَّقَالِدُ  
 السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَنْصَبُ السِّرَافُ لَيْسَ يَشَاءُ وَ يَقْدِرُ مَا اَنْتَ بِبَلِّ شَيْءٍ عَلَيْهِمْ ۝ اور جس بات میں  
 پہنچی ہو تم لوگ کوئی چیز ہو اُس کی جھوٹی ہے اللہ پر جو حالہ اللہ ہے رب میرا اُسی پر مجھ کو بہرہ و سادہ اُسی کی  
 طرف میری جوج بنانے والا آسمانوں کا اور زمین کا بنا دے تم کو تمہیں میں سے جوڑے اور جو پاؤں  
 میں سے جوڑے کہ میرا ہے تم کو اس میں نہیں اُس کی طرح کا سا کوئی اور وہی ہے سنتا دیکھتا اسی باہر  
 ہیں کعبیان آسمانوں کی اور زمین کی پہلا دیتا ہے روزی جس کو چاہے اور ماپ دیتا ہے وہ ہر چہ کی خبر  
 رکھتا ہے انتہے ف حافظ ابن کثیر کہتے ہیں یہ اختلاف عام ہے ساری اشیاء میں یعنی جس میں ہو  
 سے تم اختلاف کرو تو اس کا حکم اللہ پر جو حالہ ہے یعنی اس میں وہی حکم کرنے والا ہے اپنی کتاب کے ساتھ  
 اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے ساتھ کما قال جل و علا قَاتِلْنَا زَعَمُوْا فِي شَيْءٍ قَدْ دُوِّقَ اَلَا اَللّٰهُ  
 وَ الرَّسُوْلُ هُوَ الَّذِيْ تَعَالٰى ذِكْرُهُمْ اَلَا يَتَذَكَّرُ الْاٰلَآءُ يَنْصِبُ فَيُفَصِّلُ كَرْنِے دالہ ہر شے میں اللہ ہے رب میرا اُسی پر میں  
 بہرہ و سادہ اُسی کی طرف میں جوج ہوتا ہوں سارے آسمانوں کا طائر السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَلَا يَتَذَكَّرُ  
 کرنے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور اس شے کا جو اُن کے درمیان میں ہے اُس نے بنا دیا ہے تم کو  
 تمہاری جس جس شکل سے جوڑے تم پر پست کہنے کو اور تفضل و مہر کرنے کو بنا دیا ہے تمہاری جس جس صورت  
 اور بنا دیا ہے جو پاؤں سے جوڑے یعنی پیدا کر دے واسطے تمہارے جو پاؤں سے آئندہ جوڑے اَلَا يَتَذَكَّرُ  
 فَيَنْذِرُ كَا يَرْطَلِبُ كَمَا يَدُ الْاَتَابِے تم کو اس خلق میں اس صفت پر ہمیشہ پیدا کرنا رہتا ہے تم کو اس میں نہ  
 وادہ ایک خلق بعد ایک خلق کے او ایک گروہ بعد ایک گروہ کے اور نسل بعد نسل کے آدمیوں اور جو پاؤں  
 میں سے نبوی نے کما فیہ یعنی ہم میں کسی نے کما پیٹ میں کسی نے کما اس طرز کی خلقت میں مجاہد نے  
 کما نسل بعد نسل میں انسان ملا نفع کسی نے کما حرف فی بننے باہر سے پذیر و کم ہ یعنی پہلانا ہے تم کو  
 بہ سبب اس خلق کے لَئِنْ كَيْفَ يَدُلُّكُمْ عَلَيْهِمْ مَثَلٌ شَيْءٌ مِّنْهُ يَنْصِبُ فَيُفَصِّلُ كَرْنِے دالہ ہر شے میں اللہ ہے رب میرا اُسی پر میں

۴۰  
 اللہ تعالیٰ کے لئے  
 سب سے بڑا شکر  
 اور حمد ہے  
 جس نے اس  
 کو پیدا کیا  
 اور اس کی  
 قدرت پر  
 حیرت میں  
 مبتلا کر دیا



الشان سانداس حکم کے اندر ہی میرا ہے اسی پر مبنی ہے ہر وسایا ہے اپنے سارے کاموں میں نہ اس کے غیر پر  
اور اپنے سارے امور اسی کے سپرد کر دیے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں نہ طرف اس کے غیر کے ہر شے میں جو  
مجھے پیش آتی ہے جہوہ رنے فاطر السموات والارض کو برفع ثواب ہے اس بنا پر کہ پانچویں خبر ہے یا پھر دہم بنا  
ہے امد بعد اس کا اس کی خبر ہے یا ربی کی صفت ہوا اس لیے کہ اصناف محضہ ہے اس بنیاد پر جلد علیہ کل  
والہ انیب معترض ہوگا درمیان صفت و موصوف کو زید بن علی نے فاطر کو بھڑکا ہے اس بنا پر کہ صفت  
ہو ہم تعریف کی جو الی اللہ میں ہے اور مابین ان کے معترض ہے یا اس بنیاد پر کہ علیہ بالکلیہ کی ضمیر سے بدل ہے -  
کسانی نے بنا بر ذالضدیا بزرگ کہا ہے اور غیر کسی نے بنا بر معنی سے ارجح اور اس نے فاطر یعنی خالق  
سب سے اس کی تحقیق اول گزرتی ہے جہل لکھتے ہیں انفسیکم اذواجاً الایچی خبر ہے یعنی پیدا کرنے  
واسطے تمہارے تمہاری جنس سے عمرتین یا مراد بی بی حوا علیہا السلام ہیں اس لیے کہ حضرت آدم علیہ  
بنینا و علیہ الصلوۃ و السلام کی پہلی سے پیدا ہوئی ہیں و میں انعام اذواجاً اور پیدا کی واسطے جو پاپون  
کے انہیں کی جنس سے مادہ یا تیرے میں کہ پیدا کیے واسطے تمہارے جو پاپون سے اصناف زو مادہ کی  
یہ وہی آتمہ اصناف ہیں جن کا ذکر سورہ انعام میں کیا ہے یکن زکو کھ ماخوڑے ذر سے ذر سے  
بٹ ہے یعنی پہلے بنایا یعنی خلق و انشاء ہے کہ کا خطاب آدمیوں کے مخاطب لوگوں کو ہے اور انعام کو کہ  
اس میں عقلا کو تغلیب دی گئی ہے غیر عقلا پر غلبہ شری نے کہا یہ سلسلہ احکام ذات اعلیٰ سے ہر شے  
کہتے ہیں یہ ایک اصطلاح غریب ہر مراد اس سے یہ ہے کہ جب خطاب و نصیبت دونوں جمع ہوں تو خطاب  
کو تغلیب دی جائے قیہ کی ضمیر راجع بہ طرف جبل کے جو کہ جبل سے معلوم ہوتا ہے یا راجع بہ طرف  
مخلوق کے یا طرف تدبیر کے جن کا ذکر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آدمیوں اور جو پاپون کے واسطے جوڑے  
بنائے تاکہ ان کے زو مادہ میں توازن و تسلسل ہو اکلہ فی یا تو اپنے ظنی سے ہے یعنی اس تدبیر  
میں ہناری کثرت کرتا ہے یعنی یہ تدبیر بٹ و کمزیر کے واسطے مثل منج و معدن کے تدبیر الی گئی ہے  
یا یعنی اسے یہ ہے یعنی بڑا ہوتا ہے ہم کو یہ سبب اس تدبیر کے فراز و جاج و ابن کیسا نے کہا کہ کثرت  
بہ یعنی کثرت کرتا ہے ہناری سبب کرنے تمہارے کے جوڑے کیونکہ یہ سبب ہر نسل کا ابن تنبیہ سے  
کہا فیہ اسے فی الزوج قولہ لکین کیتیلہ یعنی کہ اہل ساتویں خبر ہے یہاں ذکر مثل سے مراد مبالغہ ہے یعنی  
میں بطریق کنایہ کے جس طرح یہ قول ہے عرب کا کہ شلک لا یجیل و غیر کہ لا یجود و غرض قائل کی مخاطب کا  
عدم غل اور اس کا جو نہایت مبالغہ و خوبی سے ثابت کرتا ہے کہ اس کو یوں ادا کیا کہ تیرا مثل بخیر  
کرتا ہے اور تیرا غیر جو زمین کرتا ہے اب و مکیہ کو مخاطب ہے کہ قدر سبب لے کے ساتھ جبل کی یعنی ہوئی کیونکہ





واسطے مثل ہوا تو اُس کی مثل کے واسطے بھی مثل ہوا اور وہی ہے بالکل اثبات مثل کا واسطے اثباتِ کمال کے محال ہے یہ تقریباً خوب ہو لیکن اب البقا اسے جو اعتراض وارد کیا ہے وہ اُس بات کو منفعہ پہنچاتا ہے جو ہم ذکر کر آئے ہیں کہ کلام خارج ہو اسے مخرجِ کنا یہ میں رُحیب حر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو الفاظ مثلاً کے واسطے وضع کیے گئے ہیں لفظ مثل اُن سے زیادہ تر عام ہے یہ یوں ہے کہ لفظ قد تو اُس شے کے واسطے کہا جاتا ہے جو مشارک ہے جو ہر میں فقط اور شبہ اُس شخص میں پورے ہیں جو مشارک ہے کیفیت میں فقط اور مساوی اُس شخص میں کہتے ہیں جو اُس کو مشارک ہے صرف کسیت میں اور شکل اُس شے میں بولتے ہیں جو اُس کے مشارک ہے فقط قدر و مساحت میں اور مثل اس سب میں بولا جاتا ہے اسی لیے جب اللہ پاک نے نفی شبہ کا ارادہ کیا ہر وجہ سے تو خاص کر کے مثل کا کلمہ ذکر کیا فرمایا لیس کلمہ کہتے جو کوئی اُس آیت کو یہ کہ سمجھ کا جیسا کہ اس کے سمجھنے کا حق ہے اور اس کو سوچے گا جیسا کہ سوچنے کا حق ہے تو جو لوگ صفات میں اختلاف کرتے ہیں ان کے اختلاف کے وقت اس کی وجہ سے ایک نہایت روشن و واضح راہ پر چلے گا اور اُس کی بصیرت اور یہی بڑھ جائے گی جب کہ وہو التَّائِيْمَةُ الْعَالِيَةُ کے معنی میں تامل و غور کرے گا اس لیے کہ یہ اثبات بعد اُس نفی مائل کے شتمل ہے بریقین و شفا سے صدور و انشاجِ قلوب پر یعنی جب اول یوں کہا کہ اُس کی مثل کوئی شے نہیں ہے پھر یہ فرمایا کہ وہ سمیع بصیر ہے تو بات صفات کے جو شبہ کی گرمی اور شک کے کانٹے کی کشاکش سے نہ دل کو بوجہ کرتی تھی اس اثبات سے اُس کو دور کر دیا یقین کی شکنی اُگلی سینوں کا روگ کیا شفا ہو گئی دل ٹھنڈے ہو گئے جو صفاتِ جلیلا اکیثہ ران شریف میں یا بھیج مدنیوں میں وارد ہوئے ہیں وہ سب برحق ہیں کیفیت اُن کی اللہ پاک کو معلوم ہے سلف کا یہی طریقہ ہے کہ اُن کو بلا تکلیف و تشبیہ و تشبیل و تاویل مابین اور اُن کی کیفیت کو صاحبِ صفات کے حوالے کریں اب اسے طالبِ حق تم اس حجتِ نیرہ و برہان قوی کی قدر کرو کیونکہ تم اس سے بہت سی بدعتوں کو توڑ پھوڑا لو گے اور ضلالت و گمراہی کے سرور کو توڑ دو گے اور قاصرین متکلفین تکلیفین متداولین کے طوائف کے ناکون کو اس سے خاکِ کین اُتو دے دو گے خصوصاً جب کہ تم نے اُس کے ساتھ فرقہ تعالیٰ و کلامِ یحییٰ طوون پہنچا دیا تو اب تو اس علم کی بڑی کے دونوں سرے پہنچے جس کا نام علمِ کلام و علمِ اصول الدین رکھتے ہیں ۔

وَدَعِ عَنْكَ هَٰؤُلَاءِ مَا يُحْجِلُكَ ۝ اَوَهَاتُ حُلُومًا مَّا حُلِيَ الْاَرَاخِلُ

غرض کہ وہ سمیع بصیر اتھوین خیر ہے اور کہ مقالید التملوت و الانض نرین خبر مقالید جمع ہے مقالید کی یا مقالید کی یہ جمع بر ملا ہے قیاس ہے اقلید یعنی مفتاح سے پینے اُسی کے واسطے

۹۷  
وہ جا کر  
نہیں لائے  
جو نہایت  
تست





شرائع جن میں رسول مکتب نبیین ہوئے اور کتابین اُن پر متوافق ہوئیں اور وہ دین جس کی ہم نے وحی کی طرف  
 ترسے یعنی قرآن و شرائع اسلام اور بیزار ہونا شرک سے مطلق ہے کہ وصیت کی ہم نے نوح کو اور نوح کو اسے  
 محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دین کی خاص کر کے حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر اس لیے کیا کہ وہ اول انبیاء  
 صحابہ شرائع ہیں اُن کے اول ہونے کی دلیل وہ ہے جو حدیث صحیحہ میں ثابت ہوئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم نے حدیث مشہورہ کثیر شفاعت میں فرمایا ہے لیکن تم نوح کے پاس آؤ پس بیشک وہ اول رسول ہیں  
 کہ ہمیں بجا اُن کو اللہ نے طرف زمین و آسمان کے یہ بات صحیح ہے اس میں کوئی اشکال نہیں ہے جس طرح  
 کہ یہ امر بغیر اشکال ہے کہ حضرت آدم اول رسول ہیں جو نبی کیسے گئے مگر اتنی بات ہے کہ حضرت آدم کے ساتھ  
 صرف نبوت ہی اُن کے واسطے فرالغز مقرر نہیں کیے گئے تھے اور نہ محارم اُن کے لیے مشروع ہوئے تھے  
 اُن کی شرع تو صرف تنزیہی تھی بعض امور پر اور اقصا رہتا سماش کی ضرورتوں پر اور حیات و بقا کے وظائف  
 کا اخذ تیار شرع حضرت نوح علیہ السلام کے وقت تک ستر رہی پھر اللہ پاک نے ماؤن مہینوں بنوں کی حکم  
 دیکر انکو بھیجا اور وجبات اُن پر مقرر کیے اور آداب و دیانات اُن کے لیے وضع فرمائے اور یہ امر ہمیشہ رسولوں  
 سے متاکم و پختہ ہوتا رہا اور نبیوں سے اس کلام کی نصرت و مدد ہوتی رہی ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آتا رہا اور  
 ایک شریعت کو بعد دوسری قائم ہوتی رہی یہاں تک کہ اللہ پاک نے شرائع کو ختم کیا ساتھ بہترین ملل ہماری  
 ملت اسلام کے زبان پر اکرم رسل ہمارے نبی حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غرض تک امت محمدیہ  
 کے واسطے وہ قدیم شریعت مشروع کی جس میں کی نوح علیہ السلام کو وصیت کی اور جس کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کی طرف وحی کی اور جس کی حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو وصیت فرمائی یعنی  
 یہ انقیاس و عہدہ و برگزیدہ و پاک شریعت ہے جس کی صحت پر ساری نبی اور ساری کتابیں متفق ہیں ظاہر  
 کر کے ان پانچ نبیوں کا ذکر اس لیے کیا کہ یہ حضرات بابرکات اکابر انبیاء ہیں اور شرائع معظمت و اتباع کثیرہ  
 والے ہیں اور اول الغریم ہیں اور اس لیے کہ کافروں کے دل اُن کی طرف مائل ہیں کیونکہ بعض کی نبوت پر  
 توکل کا اتفاق ہے جیسے حضرت نوح و حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ علیہم السلام میں یہود اور  
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں نصاریٰ متفرقہ ہیں اور اس واسطے کہ ان میں سے ہر ایک کے لیے جدید شریع  
 ہے ان کے سوا جو اور رسول ہیں سو وہ اپنے پہلے کی شرع پہنچانے کے واسطے مبعوث ہوتے تھے وہ کہو  
 حضرت خلیل و حضرت ادریس علیہم السلام حضرت آدم علیہ السلام کی شرع کے پہنچانے کو مبعوث ہوئے تھے  
 اور حضرت ہود و حضرت صالح علیہم السلام جو حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہم السلام کے درمیان میں تھے  
 سو حضرت نوح کی شریع کے پہنچانے کو بھیجے گئے تھے اور جو حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ کے مابین تھے

۱۰۰  
 منہاج نقض  
 ابراہیم بن ساری  
 سرائع انبیاء  
 ۱۰۰

وہ شرح ایسی ہی کی تبلیغ کو مبعوث ہوئے تھے اسی طرح جو بائین حضرت موسیٰ و حضرت یسے کے ہوئے وہ شروع سرور کی  
 کی تبلیغ کو مبعوث ہوئے غلبت ایل اب یہاں پانچ امر قابل سمجھنے کے ہیں اول یہ ہے کہ شروع میں موسیٰ  
 فرمایا اور پھر والہی اوصینا کہا اوما اوصینا نکما اس کی وجہ یہ ہے کہ الذی اصل موصولات ہے سو اس اعتبار سے  
 جس نے کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی گئی اُس کی تفسیر نشان منظور ہے کہ جو کل یہ موصولات  
 میں اصل ہوتا اُس کے ساتھ اُس کو ادا کیا دوسرا یہ ہے کہ جو شے ہماری بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 لیے شروع فرمائی اُس کو مخصوص باجیا کیا باوجود اس کے کہ ماقبل و مابعد میں بلفظ توصیہ مذکور ہے یعنی  
 بیان والذی اوصینا کہ نہ کہا بلکہ اوصینا ایک فرمایا سو نکما اس کا یہ ہے کہ مقصود آپ کی رسالت کی تصریح  
 کرنا ہے کہ تصریح ہے جو کہ واسطے انکار کفار کے قانع و بیخ کن ہے تیسرا یہ ہے کہ یہاں اوصینا فرمایا وحی  
 نہ کہا جیسا کہ اول وحی کہتا بلکہ غائب ہو حنیہ تکلم مع الغیر کی طرف التفات کیا سو نکما یہ ہے کہ منظور  
 اس امر کا بتانا ہے کہ اللہ پاک کو آپ کی طرف وحی کرنے کے ساتھ کمال اعتنا و غایت وجہ کا اہتمام ہے جب  
 تو یوں فرمایا کہ ہم نے وحی کی طرف تیرے جیسے بلا تشبیہ بادشاہان دنیا کو جب کسی امر کا اہتمام جتنا منظور  
 ہوتا ہے تو کہتے ہیں مابعد دولت نے یہ کام کیا اور ہم نے حکم دیا اور یہی ہبید ہے اس میں کہ والذی اوصینا  
 کو اُس کے مابعد پر مقدم کیا باوجود اس کے کہ مابعد کا مضمون یعنی و ما اوصینا بہ ابہم الایہ زمانے میں اس  
 پر مقدم ہے چونکہ یہ ہے کہ اگر والذی اوصینا کی تقدیم مابعد پر اہتمام کے واسطے ہے تو چاہیے تھا کہ ما  
 وحی بہ لوحا پر ہی مقدم کیا جاتا اس کا نکما یہ ہے کہ توصیہ نوح علیہ السلام کو اس واسطے مقدم کیا ہے کہ جو  
 دین اُن کے لیے مشروع کیا ہے اس کا برسرعت یہ بیان ہو جائے کہ ایک قدیم دین ہے پانچواں یہ ہے  
 کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جو خطاب کو بطریق تلویح متوجہ کیا یعنی اول شروع کلم فرمایا تو خطاب  
 است کو ہے مگر آپ سب مخاطبوں کے سردار ہیں تو گویا آپ اول مخاطب ہیں بعد کو است ہے اور یہاں ایک  
 فرمایا سو یہ نیز لگی خطاب کے واسطے آپ کی تشریف و تسلیم کے ہے اور اس لئے کہ منظور آگاہی بختنا ہے اس  
 بات پر کہ اللہ پاک نے اُس دین متین کو شروع فرمایا ہے واسطے است کے آپ کی زبان فیض ترجمان پر صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو صحبہ ہشیا ع و اتباع و بارک وسلم بعد و معلوات الی یوم الدین آمین کچھ شروع شے بیان  
 کی جس کے ساتھ ان سب کو وصیت فرمائی پس ارشاد فرمایا اَنْ اَقْبِلُوا الدِّینَ مراودین سے اللہ پاک کی  
 توحید ہے یعنی زبان سے ایک کہنا اور دل سے ایک جاننا کسی نے خوب کہا ہے مصرعہ یکے گوئم یکے  
 خوانم یکے دانم۔ اور اُس پر ایمان لانا اور اسکے رسولوں کی طاعت کرنا اور اُس کے شرائع و احکام کو  
 ماننا اور اُس کے قائم کرنے سے ..... مراد اُس کے ارکان کی تقدیل ہے اور کہ مخفی

رکھتا ہے اس سے کہ اس میں فریغ و بیل واقع ہو یا اس پر مطلقیت و مملکت کرنا ہے اور اس کے واسطے جہت و حال  
 رہنا ہے اور اس کے احکام کی بجائے اور یہی میں سمی و کوشش کرنا ہے سدی نے کیا یہ معنی ہیں کہ اس پر عمل  
 کرو کسی نے کہا کہ اسد باک کی توحید ہے اور اس پر ایمان لانا ہے اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور  
 پہلے دن پر اور طاعت اللہ تعالیٰ کی اس کے اوامر و نواہی میں اور باقی وہ امور جن سے آدمی مسلمان ہوتا  
 ہے اور وہ شرائع جو کہ امتوں کے مصلح ہیں موافق ان کے احوال کے ہیں اور ان میں ہیں کیونکہ یہ مختلف  
 متفاوت ہوتی ہیں کہا قال تعالیٰ وَلَقَدْ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا حَكْمًا عَدَدًا مِّنْ حَقِّهَا لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ میں نہیں بھیجا  
 اللہ نے کبھی کوئی نبی مگر نصیحت کی اس کو نماز کے قائم کرنے کی اور زکوٰۃ دینے کی اور اقرار اس کے واسطے اس  
 کے ساتھ طاعت کے پس یہ اس کا وہ دین ہے جو ان کے واسطے مشروع کیا تھا وہ نے کہا سر اطلال جانا  
 حلال کا اور حرام جانا حرام کا ہے **قسط چہ** نے کیا یہ معنی ہیں کہ نصیحت کی ہم نے تجھ کو اسے محمد صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نوح کو ایک دین کی لینے ایک ہے ان اصول میں جن میں شرائع مختلف نہیں ہوئے  
 وہ اصول یہ ہیں توحید و نماز و زکوٰۃ و روزہ و حج و تقرب الی اللہ عمل صالح سے اور صدق و وفا بعدہ و ادائے  
 امانت و صلہ رحم اور تحريم کفر و قتل و زنا کی اور خلق کے اذادینے کی کسی طرح سے مقصود ہو اور زیادتی و ظلم  
 کرنے کی حیوان پر کسی طرح سے ہو اور نمازات میں گنسنے کی اور اس کلام کی جو رجوع ہوتا ہو طرف قطع مرویات  
 کہ پس یہ سب اسد مشروع کیے گئے ہیں ایک دین ایک ملت کر کے اور انبیا علیہم السلام کی زبانوں مختلف  
 نہیں ہوئی گو ان کے اعداء مختلف ہوئے وہ یہ قول ہے اللہ تعالیٰ کا ان ائمہ الدین الخ کلمہ ان  
 مصدر یہ ہے اور وہ اور اس کا مبدع محل رفع میں ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 ہے جواب ہے سوال قدر کا گویا کسی نے کہا وہ کیا شے ہے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مشروع کی سو یہ اس کا  
 جواب دیا کہ ہوا فاتہ الدین لینے وہ شے دین کا قائم کرنا ہے کسی نے کہا کہ عمل نصیب میں ہے بنا بر بدل  
 موصول سے یا محل جہ میں ہے بنا بر بدل دین سے یا صغیر بر سے کسی نے کہا کہ ان لفسیر یہ ہے اس لیے  
 کہ اس سے قبل وہ شے ہے جس میں سے قول کے ہیں لینے کلمہ وصی و ادھینا تو صیہ و اجمار و دون میں  
 قول کے معنی ہیں پہر حسب اللہ باک نے دین کے قائم کرنے کا ان کو امر کیا تو اس میں اختلاف کرنے  
 سے ان کو نبی کی پس ارشاد فرمایا وَلَا تَتَفَقَّحُوا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ اختلاف کرو توحید میں اور اللہ پر ایمان  
 لانے میں اور اس کے رسول کی طاعت میں اور اس کے شرائع و احکام کے قبول میں کیونکہ یہ دعا مودہ میں  
 جن پر شرائع کا تطابق ہوا ہے اور دین ان میں متفق ہیں تو ایسے امور میں خلاف لائق نہیں ہے اب  
 رہی فروع مسائل جن میں دلیلین مختلف ہوتی ہیں اور امارات باہم متعارض ہوتی ہیں اور انعام

وہ شے جو کہ امتوں کے مصلح ہیں موافق ان کے احوال کے ہیں اور ان میں ہیں کیونکہ یہ مختلف  
 متفاوت ہوتی ہیں کہا قال تعالیٰ وَلَقَدْ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا حَكْمًا عَدَدًا مِّنْ حَقِّهَا لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ میں نہیں بھیجا  
 اللہ نے کبھی کوئی نبی مگر نصیحت کی اس کو نماز کے قائم کرنے کی اور زکوٰۃ دینے کی اور اقرار اس کے واسطے اس  
 کے ساتھ طاعت کے پس یہ اس کا وہ دین ہے جو ان کے واسطے مشروع کیا تھا وہ نے کہا سر اطلال جانا  
 حلال کا اور حرام جانا حرام کا ہے **قسط چہ** نے کیا یہ معنی ہیں کہ نصیحت کی ہم نے تجھ کو اسے محمد صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نوح کو ایک دین کی لینے ایک ہے ان اصول میں جن میں شرائع مختلف نہیں ہوئے  
 وہ اصول یہ ہیں توحید و نماز و زکوٰۃ و روزہ و حج و تقرب الی اللہ عمل صالح سے اور صدق و وفا بعدہ و ادائے  
 امانت و صلہ رحم اور تحريم کفر و قتل و زنا کی اور خلق کے اذادینے کی کسی طرح سے مقصود ہو اور زیادتی و ظلم  
 کرنے کی حیوان پر کسی طرح سے ہو اور نمازات میں گنسنے کی اور اس کلام کی جو رجوع ہوتا ہو طرف قطع مرویات  
 کہ پس یہ سب اسد مشروع کیے گئے ہیں ایک دین ایک ملت کر کے اور انبیا علیہم السلام کی زبانوں مختلف  
 نہیں ہوئی گو ان کے اعداء مختلف ہوئے وہ یہ قول ہے اللہ تعالیٰ کا ان ائمہ الدین الخ کلمہ ان  
 مصدر یہ ہے اور وہ اور اس کا مبدع محل رفع میں ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 ہے جواب ہے سوال قدر کا گویا کسی نے کہا وہ کیا شے ہے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مشروع کی سو یہ اس کا  
 جواب دیا کہ ہوا فاتہ الدین لینے وہ شے دین کا قائم کرنا ہے کسی نے کہا کہ عمل نصیب میں ہے بنا بر بدل  
 موصول سے یا محل جہ میں ہے بنا بر بدل دین سے یا صغیر بر سے کسی نے کہا کہ ان لفسیر یہ ہے اس لیے  
 کہ اس سے قبل وہ شے ہے جس میں سے قول کے ہیں لینے کلمہ وصی و ادھینا تو صیہ و اجمار و دون میں  
 قول کے معنی ہیں پہر حسب اللہ باک نے دین کے قائم کرنے کا ان کو امر کیا تو اس میں اختلاف کرنے  
 سے ان کو نبی کی پس ارشاد فرمایا وَلَا تَتَفَقَّحُوا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ اختلاف کرو توحید میں اور اللہ پر ایمان  
 لانے میں اور اس کے رسول کی طاعت میں اور اس کے شرائع و احکام کے قبول میں کیونکہ یہ دعا مودہ میں  
 جن پر شرائع کا تطابق ہوا ہے اور دین ان میں متفق ہیں تو ایسے امور میں خلاف لائق نہیں ہے اب  
 رہی فروع مسائل جن میں دلیلین مختلف ہوتی ہیں اور امارات باہم متعارض ہوتی ہیں اور انعام

کا ان میں تباہ ہوتا ہے سو وہ اس لغز کے قبیل سے نہیں ہیں کیونکہ وہ تو بھلا طراح اجتہاد و سواطن مٹا  
ہیں قرطبی نے اس کی تفسیر میں یوں کہا ہے کہ اگر وہ دین کو قائم و دائم و مستمر و محفوظ و مستقر دیوں اس  
کے کہ اُس میں خلافت اضطراب کرو و خلق میں سے بعض نے اس حمد کو فاکیا اور بعض نے توڑ ڈالا اور  
جس نے توڑا تو اُس کے توڑنے کا وبال اُسی کی جان پر پڑے گا غرض کہ جن امور کا ذکر ہو چکا ہے وہ تو سب  
دین میں معتق رہے اس اعتبار سے سارے دین ایک دین ہیں اور دین کے احکام میں شرائع کا اختلاف  
ہو سکتا اور مذکورہ کے حساب بارودہ الہی جس وقت میں جس حکم کی مصلحت مقتضی ہوئی وہی اُس وقت  
کی محنت کو دیا گیا اور جس امر کی جس زمانے میں حکمت موجب ہوئی وہی امور میں اُس کی ہمت کے واسطے  
وضع کیا گیا مطلب یہ ہے کہ اختلاف شرائع و احکام کا باختلاف ہمت و زمانہ حسب مقتضای مصلحت  
و حکمت الہیہ بارودہ الہی ہوا اور اہل علم قتادہ نے تفسیر میں کہا ہے الاعلم ان الفرقۃ ہکذا وان الجماعۃ تفرقت  
بشيء خبير و ارجان رکمو کہ فرقت ہلاکت ہے اور جماعت اعتماد ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ عجمت  
رحمت ہے اور فرقت عذاب ہے غرض کہ جب اللہ پاک نے ایسا نفیس دین مشروع کیا جس پر سب کر بیویہ  
کا اتفاق ہے اور اُس کے قائم کرنے کا حکم دیا اور اُس میں اختلاف کرنے سے نہی کی تو اب اُس گروہ کا  
ذکر کیا جس پر وہ شاق ہو اہل فرمایا گئے عَلَى الْمَشْرُكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ یعنی گمان اور شاق گزری  
مشرکوں پر وہ شے جس کی طرف تو اُن کو بلاتا ہے مگر او تو حید ہے اور چڑنا تو جن کا قتادہ نے کہا سخت  
گزری اُن پر گواہی لا الہ الا اللہ وحدہ کی اور ابلیس اور اُس کے لشکر اُس سے تنگ ہو سوا نکار کیا اللہ  
نے مگر اس بات کا کہ اُس کی مدد کرے اور سب کو بلندی بخشنے اور اُس کو ظاہر و غالب و ظفر مند کرے اُن  
لوگوں پر جنہوں نے اُس سے عداوت کی دوسرا لفظ قتادہ کا یہ ہے کہ تنگ کر یا مشرکوں نے اس سے کہ اُن  
کے واسطے کہا گیا لا الہ الا اللہ محلی و بیضاوی نے ادعوہم الیہ کی تفسیر میں التوحید کی ہے اور عازن نے  
من التوحید و رضی الامان اور نسفی نے من اقام الدین والتوحید یہ سب تفسیر بغیر مشرکین کی گئی  
ہے لیکن اولے تفسیر ہے اس لیے کہ سیاق اسی تمیز پر دل ہے اور خاص کر کے جو مشرکین کا ذکر کیا ہے  
یہ اُس کو مانع نہیں ہے کہ لا یعنی کہا افادہ صاحب فہم البیان والکفری رحمما اللہ تعالیٰ بھیجہ  
پاک نے اپنے اولیاء کو خاص فرمایا اللَّهُ يَجْعَلُ لِكُلِّ شَيْءٍ لِكَيْدًا یعنی خالص کرتا ہے اللہ واسطے اپنے  
نفیس کے جس کو چاہتا ہے یہ قول مجاہد کا ہے اعتباراً بے اختیار ہے افعال کا وزن ہے جباتیہ سے  
جباتیہ کہتے ہیں جمع کو بر طریق مطلقا کے مطلقا کہتے ہیں برگزیدہ و منتخب پسند کرنے کو آمد کا بندہ  
کو اعتبار و اختیار کہتا ہے کہ کھوکھلا خاص کرتا ہے ساندہ فیض الہی کے تاکہ الفروع و اقسام کی تحصیل

اُس کو محال ہو جائیں بغیر اُس کی کسی دگرش کے تھے یہی کہ اس جہن لیتا ہے اپنی طرف جسکو چاہتا ہے اپنے بند  
میں سودا سے اپنی تحید کو اور اپنے عین میں داخل ہونے کے وقت فی ایک مَرْتَبَہ یعنی توہین و تباہی  
اپنے دین کی اور فاعل کر لیتا ہے واسطے اپنی عبادت کے اُس شخص کو جو رجوع ہوتا ہے طرف طاعت اُس کی  
کے اور ترجیح ہوتا ہے طرف عبادت اُس کی کہ جملہ اللہ یحیی الایمان ہے واسطے تحقیق حق کے لایا گیا ہے  
اور اس میں اس بات کی خبر دی ہے کہ اُن دین سے وہ لوگ ہیں جو دعوت کو قبول کرتے ہیں پہر حبیب اللہ پاک نے وہ  
شے ذکر کی جو اُن کے واسطے مشرور فرمائی ہیں دین ... کا قائم کرنا اور تصرف نہ ہونا تو بعد اس کے تفرق  
و اختلاف کا ذکر کیا جس کا وقوع ہوا پس ارشاد فرمایا وَمَا تَقْرَفُ الْاِکْمَانِ بَعْدَ مَا جَاءَهُمُ الْحُكْمُ الْاِیْمَنُ مَنِیر  
مستغرق ہوئے مگر اس بات کو جانکر کفر و کفر گراہی ہے اُس پر وعید کی گئی ہے یا بعد علم بعثت رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یا بعد اُن کے اسباب علم کے کہ وہ رسول اور کتب غیر ہما میں سوان کی طرف التفات نہ کیا۔ اور  
مستغرق ہوئے کسی نے کہا کہ اس وقت تفرق ہونے والوں کو فریش ہیں اور یہ وہ ہیں جو مستغرق ہوئے بعد اس کے کہ اُن  
کے پاس علم آگیا یعنی ضد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطے یعنی وضد کے اُن سے آپ برابر آپ کو  
آنے سے پہلے وہ بات کہا کرتے تھے جو اللہ پاک نے اُن کی طرف سے اس آیت میں نقل فرمائی ہے وَمَا تَقْرَفُ الْاِکْمَانِ  
یَا لَہُ جَعَلُوا اٰمَانَهُمْ لٰئِن جَاءَهُمْ بَدٰیئُ الْاٰیَاتِ اَوْ اَس آتِیَ مِنْ لَدُنْہُمْ فَاِذَا کُنْزُ الْاٰیَاتِ  
کہا کہ اس واسطے نبیوں کی استین ہمن اور وہ آپس میں مختلف ہوئے جب کہ تین اُن پر اور از ہوئے سوا کہ  
قوم تو ایمان لائی اور دوسری قوم کا فر ہوئی کسی نے کہا یہود و نصاری خاصہ مراد میں جیسا کہ اس آیت میں  
آیا ہے وَمَا تَقْرَفُ الْاِکْمَانِ اَوْ لَوْ اَلِکْتَابِ الْاِکْمَانِ بَعْدَ مَا جَاءَهُمُ الْبَیِّنٰتُ مستغرق ہوئے بسبب نبی  
کے بعض سے بعض پر واسطے طلب یا ست کے سوان کا مستغرق ہونا کہ اس لیے نہیں ہے کہ بیان میں اور جتوں  
میں کوئی قصور ہے لیکن بسبب نبی و ظلم کے اللہ بسبب غفل ہونے کے دنیا و جاہ و حمیت میں بہر اگر کوئی  
کہے کہ اختلاف کرنے والوں پر عذاب کیون نہیں آیا تو اس کی یہ وجہ ذکر فرمائی وَلٰکِنْ لَا کَلِمَۃٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّکَ  
اِلَّا اَجَلٌ مُّسَمًّی لِّفَعْلِیْکُمْ فِیْہِمْ اِذْ ہُوَ لَیٌّ جَسَابِیْنِ ہر جلی ہے تیرے رب کا مراد تاخیر عورت ہے ایک  
مدت مقرر تک یہ اور فرمایا ہے جیسا کہ اس آیت میں فرمایا ہے بَلِ السَّاعَۃُ مَعِہُمْ کَمَیْسِ نَکَیْطِی لَکُمْ مَرَدُہ  
مدت ہے جس کو اللہ پاک جاری کر چکا ہے واسطے اُن کے عذاب کے دنیا میں ساتھ قتل و قید و ذلت و فحش  
تو البتہ جلدی سے اُن پر عتوب نازل کر کے اُن میں فیصلہ واقع ہو چکا کسی نے کہا یہ مسنے ہیں البتہ فیصلہ کر دیا  
جائتا اور میان اُس شخص کے جو اُن میں سے ایمان لایا اور اُس کے جو کافر ہوا یا بین طوعہ کہ کافروں پر تو عذاب نازل  
ہو جاتا اور مومنوں کو عذاب نفعی قول قائلے وَإِنَّ الَّذِیْنَ اٰذِنُوْا اَلِکِطَبِ مِنْ بَعْدِہُمْ لَفِیْ شَکَۃٍ مِنْہُمْ مَّعِیْہِ

لے  
 آئیں گے نہ تو ہمارے پاس  
 آگے کیلئے نہیں رہی اگر  
 تو ہمارے پاس نہیں ہے  
 شہنشاہِ عالمگیر  
 راہِ معلوم نہ تھی  
 کسی کو نہ تھی  
 عجیب آواز آتی تھی  
 شہنشاہِ عالمگیر  
 ہوا ان کو کہ "اے  
 عجب عجب آواز ہے  
 آوازِ دو جوان کا  
 ناخوش لگتا ہے  
 اے "اے عجب آواز ہے  
 یہ سن کر اُن کی  
 دل بے عجب تھی  
 اُن کو کہلات تھی  
 بلکہ مغربی تھی  
 کہ "اے عجب آواز ہے"



بیٹے اور بیشک نہ لوگ جو وارث کیے گئے کتاب قریتہ تجلیل کے مراد وہ یہود و نصاریٰ ہیں جو کہ حضور صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم کے محمد شریفین تھے بعد اُن یہود و نصاریٰ کے جو ان سے پہلے تھے جنہوں نے حق میں اختلاف  
 کیا تھا عجب یہ کہتے ہیں کہ بعد ہم یعنی بنی اسرائیل سے پہلے بنی مضر کہیں مکہ کے اور وہ یہود و نصاریٰ ہیں کسی نے  
 کہا کہ الذین اور ثوا الکتاب سے مراد کفار شرکین عرب ہیں جو کہ وارث کیے گئے قرآن شریف کے بعد اس کے  
 کہ اہل کتاب وارث کیے گئے اپنی کتاب کے وصف و حال اُن کا یہ ہے کہ البتہ شک میں ہیں ایسا شک کہ تم  
 کو نے والا ہے یہ بیت بن ربیت سے مراد نفس کا قلق و اضطراب ہے قرآن کو یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان  
 دو وجہ کی بنا پر لفظ شک اپنے مشہور معنی پر نہیں ہے معنی مشہور اُس کے یہ ہیں کہ نقیضین کا اعتدال نہ ہو  
 ہو ذہن میں بلکہ مراد فک کے اس معنی سے عام نہ معنی میں اپنے مطلق تردد و غم کہ وہ اس کو ایسے تردد میں  
 ہیں جو کہ اُن کے نفس کو یہ چین کر رہا ہے اس لیے وہ ایمان نہیں لائے قرطبی نے کہا لفظ شک بن الذی  
 اوصی بہ الانبیاء یعنی ضمیر منہ کی راجح ہے طرف اُس میں کے جس کی وصیت اللہ پاک نے انبیاء علیہم السلام  
 کو کی جمہور نے اور ثوا پر رہا ہے اور زید بن علی نے اور ثوا بتشدید اور قریتہ سوف شیخ زادہ رحمہ اللہ  
 کے بیان کا ماحل یہ ہے جب کہ اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ اُس نے سارے انبیاء کو اور استون کو امر فرمایا کہ  
 متفق علیہ میں کو لیں تو بیان اس بات کا منظر تھا کہ کوئی یون کہے بہر ہم کیون اُن کو مختلف پاتے ہیں سو  
 اس کا یہ جواب دیا و اللہ تعالیٰ الایہ یعنی وہ متفرق نہیں ہوئے مگر بعد اس کے کہ اُن کے پاس جماع آچکا قائم  
 کرنے پر دین متفق علیہ کے اور وہ اس سے اس بات کو جان چکے کہ تفرق گمراہی ہے لیکن انہوں نے تفرق  
 کیا یہ سبب بنی کے جو ان کی طرف سے صادر حاصل ہوئی اور یہ سبب سے وعدات کے جو ان کے آپس میں  
 جمی ہوئی اور اتفاق سے مانع نہی سو اسی لیے ہر گز وہ ایک نہ سبب کی طرف گیا اور لوگوں کو اُس کی طرف بلایا  
 اور اُس کے سوا اور مذاہب کو فقہیم کہا یہ معنی تو اس بار پر تھے کہ نبی کے معنی عداوت ہوں یہ بھی احتمال ہے  
 کہ نبی مصدر ہو بقاء بمعنی طلب کا اور معنی یہ ہوں کہ متفرق ہوئے واسطے طلب کیا و ریاست کے بہر اور پاک  
 نے یہ خبر دی کہ وہ لوگ یہ سبب اپنے تفرق کے حق عذاب ہوئے مگر اللہ پاک نے اس عذاب کو اُن سے مؤخر کیا  
 اس لیے کہ اُس کے پاس ہر عذاب کے واسطے ایک وقت مقرر ہے قاضی میضائے اصول پر یہی تفرق ہونے  
 قانون کی تفسیر کی اُن استون کے ساتھ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مبارک پر سابق ہیں اور الذین  
 اور ثوا الکتاب بن عبد ہم کی تفسیر کی اہل کتاب کے ساتھ جن میں سے ہر فرق جدا ہوا اپنے صاحب کے ایک  
 کتاب کی طرف منتسب ہو کر سوائے کتاب فریق دیگر کے پس میں بعد ما جا ہم العلم کی یہ تفسیر کہ نہ  
 کیا مگر بعد اس کے کہ اُن کے پاس یہ علم گیا کہ تفرق گمراہی ہے اس پر وہ عید کی گئی تھی سے بعد اس کے کہ وہ

ہے کہ مراد تفریق و اگلی امتن کا اختلاف ہو اس اصل میں جو کہ در بیان اصحاب شرائع کے مشترک ہے یہ قول چنانچہ  
 کا مختار ہے تہ پر یہ تفسیر کہ بعد اس کے کہ آیا ان کے پاس علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کا  
 سویرا اس بنا پر ہے کہ مراد تفریق سے تفریق ہر فرق کا ہے اہل کتاب میں سے اپنی کتاب کی طرف منتسب ہو کر  
 اب اس قول کی بنیاد پر ضمیر تفریق قوا کی اہل کتاب کی طرف راجع ہوگی اور اہل الذین اور ثلوث الکتاب میں بعد ہم کو  
 مراد شریکین اہل مکہ ہوں گے اور کتاب سے مراد قرآن شریف ہوگا اور لغی شک میں ضمیر راجع ہے طرف  
 کتاب اہل کتاب کے سینے وہ اپنی کتاب کو جانتے نہیں ہیں جیسے کہ وہ ہے یا اس پر ایمان نہیں لانے ہیں  
 جیسا کہ حق ہے ایمان لانے کا اس قول کی بنا اس پر ہے کہ متفرقین سے مراد اگلے اہل کتاب میں اہل الذین  
 اور ثلوث الکتاب سے مراد وہ اہل کتاب جو آپ کے معاصر تھے یا ضمیر راجع ہے طرف قرآن شریف کے اس بنا پر  
 کہ متفرقین سے مراد اطلاق اہل کتاب اور اہل الذین اور ثلوث اسے مراد شریکین کہیں قَدْ لَدَيْكَ فَادْعُہٗ وَاسْتَقِمْ كَمَا  
 اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۡهُمْ ۚ وَفَلَّ اَمْسَتْ بِمَا اُنْزِلَ اللّٰهُ مِنْكَ بَيِّنَاتٍ ۚ وَاُخْرِجْتَ لَعَلَّكَ لَا تَكُونُ مِنَ  
 الرَّٰٓئِبِیْنَ ۚ وَلَٰكِنَّا وَكَلِّمْنَا لَعَلَّكَ لَا تَكُونُ مِنَ الْخٰٓتِلِیْنَ ۚ وَبَيِّنَّا وَبَيِّنَّا لَعَلَّكَ لَا تَكُونُ مِنَ الْخٰٓتِلِیْنَ ۚ  
 وَالَّذِیْنَ یُخٰٓتِلُونَ فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اُنْصِبَ لَہُمْ دَیْنُہُمْ ۚ وَتِلْکَ اَیُّۡہُمْ عَلٰیہُمْ غَضَبٌ ۚ  
 وَلَہُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۝ اللّٰهُ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ الْیٰسِیْنَ ۚ وَالَّذِیْنَ اٰتٰہُمْ دَیْنُہُمْ ۚ وَتِلْکَ اَیُّۡہُمْ عَلٰیہُمْ غَضَبٌ ۚ  
 فَیَنْبِیْ ۝ یَسْتَعْجِلُ بِہَا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِہَا ۚ وَالَّذِیْنَ اٰتٰہُمْ دَیْنُہُمْ ۚ وَتِلْکَ اَیُّۡہُمْ عَلٰیہُمْ غَضَبٌ ۚ  
 اَلَا اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ فِی السَّاعَةِ لَیْسَ لَہُمْ عَذَابٌ ۚ اَللّٰهُ لَطِیْفٌ یَّعْبَادُہٗ ۚ یُزِفُ مِنْۢ بَیْنِہُمْ ۚ وَہُوَ  
 الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ ۚ سَوْنِیْ طَرَفٌ بَلَا وَاُفْعَامٌ ۚ مِیَافِیۡہُ اَوْدِیۡہُ ۚ اَنْ کَیۡلُہُمْ ۚ اَوْدِیۡہُ ۚ اَنْ کَیۡلُہُمْ ۚ اَوْدِیۡہُ ۚ اَنْ کَیۡلُہُمْ ۚ  
 ہر کتاب پر جو اناری اللہ نے اور جو حکم ہے کہ انصاف کروں تمہارے بیچ اور سب سے بھلا اور تمہارا ہم کو ملے  
 میں ہمارا کام اور تم کو تمہارے کام کو جبکہ انہیں ہم میں اور تم میں اللہ اکبر کے گاہم سب کو اور اسی کی طرف  
 پہنچانا ہے اور جو لوگ جبکہ اڈا لے ہیں اللہ کی بات میں جب خلق اس کو مان چکے ان کا جبکہ اڈا لے رہا ہے ان  
 کے رکے بیان اور ان پر غصہ ہے اور ان کو سخت مار رہا ہے اللہ وہی ہے جس نے اناری کتاب بھی دین پر اور تار  
 اور جو کو کیا خبر ہے شاید وہ گمراہی پاس تہوشتابی کرتے ہیں اس کی جو یقین نہیں رکھتے اس پر اور جو یقین  
 رکھتے ہیں ان کو اس کا ڈر ہے اور جانتے ہیں کہ وہ ٹھیک ہی سنتا ہے جو لوگ جبکہ انہیں میں اس گمراہی  
 کے آنے میں وہ جیسے ہیں ہم پر اللہ نرمی رکھتا ہے اپنے بندوں پر نرمی دیتا ہے جس کو چاہے اور وہ ہے  
 زور آور نزدیک و فٹ پہلے کتاب والوں سے اس طرح کلام کرنا چاہیے و فٹ یہ ان کتاب والوں کو  
 کما جو سب سے لوگوں کو بھگانے میں شیعہ و اکثر و فٹ ترا و فٹ و فٹ میں بات پوری ہے نہ کم





کی روزی دینے میں اُس کو ہے کہ ساری خلق کو روزی دینا ہے کسی کو اُن میں سے بہت کم نہیں اُس کی روزی ہر  
 نیکو کا رو بہ کار و دونوں برابر ہیں کما قال تعالیٰ وَتَمَامِنَ دَاۤئِمٍ فِیْ نَکَاۤءِ اَعْلٰی عَلٰی اللّٰہِ رِزْقًا وَ یَعْلَمُ  
 مُسْتَقَرًّا وَّ مُسْتَقَرًّا عَمَّا کُلِّ فِیْ کِتَابٍ مُّثٰنٍ اِس آیت کو بہت سے نظائر میں ریزق میں ایشا اس کے  
 یہ سننے ہیں کہ روزی کی فراخی کو تا ہے جس پر چاہتا ہے اور وہ ہے روز آور زبردست یعنی کوئی شے  
 کو عاجز نہیں کرتی ہے و ف نعم البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے قُلْ اِنَّکَ فَاۤءِذَکَ الٰہِ ذٰلِکَ کا اشارہ  
 ہے طرف تفرق و شک کے یا کتاب یا علم کے یا دین مشرود کے قبل میں یہی ایشا مذکور میں بنے پس سبب  
 تفرق و شک کے یا کتاب یا علم کے جس کو تو دیا گیا ہے یا سبب اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرود کیا ہے  
 دین سے جو دین کو مشرود کیا پس تو بلا طرف اللہ کے اور اُس کی توحید کے اور طرف اتفاق و اتیان  
 کے ایک نگی قوی ملت پر یا طرف پیروی کرنے اُس شو کے جس کو دیا گیا اور اس بنا پر جائز ہے کہ یہ لام  
 بجائے اسے بود اسطے فائدہ دینے صلہ و تعلیل کے فرا و زجاج کہتے ہیں سننے یہ میں فالی ذلک  
 فاع جیسے تم بولتے ہو دعوت الی ظلال و ظلال اور ذلک کا اشارہ ہے طرف اُس شے کے جس کی  
 انبیاء کو وصیت کی تھیں توحید کسی نے کہا کلام میں تقدیم و تاخیر ہے معنی یہ میں کہ بر صلی المسترکین ما  
 تدرعہم الی غلظہ لک فاع میں نے گران گزی مشرکوں پر وہ شے جس کی طرف تو اُن کو بلاتا ہے اور توحید ہے سو  
 اسی طرف تو بلا اور قائم رہ اُس شے جس کی طرف تو نے دعوت کی راغب نے استقامت کی تفسیر بلزوم منج  
 مستقیم کی ہے یعنی سید ہی راہ پر چارہ جب اُس کی تفسیر ہوئی تو اب اس کی کوئی حاجت نہ رہی کہ استقامت  
 کا تدبیر قائم علی الاستقامت کی جائے قنادر نے کہا کہ مستقیم رہ اللہ کے امر پر سفیان نے کہا کہ قرآن پر ضحاک  
 نے کہا کہ رسالت کے ہو پوچھنے پر جیسا کہ تجویہ کو اس کا امر کیا گیا ہے طرف اللہ تعالیٰ کے اور مت پیروی  
 کر اُن کا ہوا کی یعنی توحید کے چوڑنے میں اُن کی باطل خرم ہشون کا امدان کے نصبات حق سے فاعل  
 کا بیر دست ہوا اور اللہ کے دین میں جو کوئی تیر مخالف ہوا ہے اُس کے خلاف کی طرف نظر مت کر محلی کا بیان  
 یہ ہے کہ پس اسطے اسی توحید کے پس بلا تو اسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گون کو اور مستقیم رہ اُس پر اور  
 مت پیروی کر اُن کی خرم ہشون کی اُس کے ترک میں نسخی کہتے ہیں پس اسطے اس تفرق کے اور دوسطے  
 شاخ شاخ ہونے کفر کے بہت شاخین ہو کر جو کہ اس تفرق کے سبب سے پیدا ہوئی ہیں پس بلا نظر  
 اتفاق و اختلاف کے منبغی قوی ملت پر اور مستقیم رہ اس پر اور اس کی طرف بلانے پر جیسا کہ اللہ تعالیٰ  
 نے تجویہ کو امر فرمایا ہے اور پیروی مت کر اُن کی باطل مختلف خرم ہشون کی اسی کے مثل خازن نے بھی  
 کہا ہے قاضی صاحب مرحوم کے بیان کا بیان یہ ہے کہ ذلک کا اشارہ ہے طرف مصدر تفرق کے یا غیر

۱۰  
 اور اس میں کیا ہے  
 علیہ السلام میں  
 اور اس میں کیا ہے  
 روزی اور کیا ہے  
 جہان میں  
 جو اور کیا ہے  
 مانا ہے  
 جو کیا ہے

کہنا ہے جس سے مراد قرآن شریف ہی یا طرفین شروع کئے جس کا یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ اس سے دین کے حکام  
 کو نکالے اور نہ ہی ہے تفریق سے یعنی پہلے اسے اس تفریق کے بائیں کبے یا علم کے جو جو کو دیا گیا ہے پس بلا نظر  
 متفق ہونے کے یکہنگی ملت پر یا طرف پیروی کرنے کے اس شے کی جو جو کو دی گئی ہے اور اس میں یاد پر کہ  
 ذلک کا اشارہ ہو طرف کتاب کے یا علم کے تو ہو سکتا ہے کہ حرف لام بمعنی آئی ہو یا تنگ کرنا کا مصلد مرچا  
 مذکور ہو جائے اور تلمیل کے معنی کا بھی فائدہ دے فرا و درجاء اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں خالی ذلک الیز  
 الذی وصینا بالانبیاء فاع الناس یعنی پس طرف اسی دین کے جس کی ہم نے وصیت کی انبیاء کو پس بلا  
 تو لوگوں کو فعل آمنشہمما انزل اللہ میں کینپ یعنی اور کہہ دے کہ میں ایمان لایا ساری کتابوں پر  
 جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر اتارا ہے نہ ان کی طرح جو کہ زمین سے بعض ایمان لائے اور بعض کے  
 منکر ہوئے اس میں حق کی تحقیق ہے اور بیان ہے اس بات کا کہ ساری کتابیں جو ان میں متفق ہیں اور  
 قدرت و خلیل والوں کے دلوں کو مالوف کرنا ہے اور ان کے واسطے تعریف ہے ہم سب کتابوں کو مانتے  
 ہیں اور تم سب کو نہیں مانتے و ایزہم لا حدل یکنکھ یعنی اور مجھے حکم ہے کہ انصاف کروں تمہارا  
 دیکھ اے حکموں میں جب کہ تم میری طرف مراءفہ کرو اور ظلم نہ کروں تم پر یا میں طور کہ جو حکم اللہ تعالیٰ نے  
 مشروع فرمایا ہے اس پر پڑنا دون یا اس کے گشتا دون اور جس شے کے ہو جانے کا اللہ تعالیٰ نے جو کو  
 حکم دیا ہے اس کو جو کتابوں میں ساری طرف ہو چکا دون حرف لام بمعنی کئے ہے یعنی میں مامور ہوا ہوں  
 ساتھ اس شے کے کہ جس کے ساتھ مامور ہوا ہوں تاکہ عدل کروں در میان تمہارے کسی نے کہا کہ لام زائد  
 ہے معنی امرت ان اعدل میں یعنی مجھے حکم ہوا ہے اس بات کا کہ عدل کروں کسی نے کہا بمعنی با ہے اور  
 ان مصدر یہ قدر ہے کہ ابان اعدل لیکن قول کوئی ہے ابوالعالیہ کہتے ہیں میں حکم کیا گیا ہوں تاکہ برابر  
 کروں در میان تمہارے دین میں سوا ایمان لاؤں ہر کتاب پر اور ہر رسول پر ظاہر ہے کہ آیت کریمہ عام ہے  
 ہر شے میں یعنی مجھے حکم ہوا ہے تاکہ عدل کروں در میان تمہارے ہر شے میں اللہ عز و جل نے ایسے اللہ ہمارا  
 مسبود ہے اور تمہارا مسبود ہے اور ہمارا خالق ہے اور تمہارا خالق ہے لکنا اعمالنا و لکنا اعمالکم یعنی  
 ہمارے اعمال کا ثواب عقاب ہمارے ساتھ خاص ہے اور تمہارے اعمال کا ثواب و عقاب تمہارے ساتھ  
 خاص ہے سو ہر کوئی اپنے عمل کا بدلہ پائے گا لا حجة بیننا و بینکم یعنی نہیں ہے کوئی خصوصیت و امتیاز  
 ہمارے اور تمہارے اس لیے کہ حق ظاہر و واضح ہر جگہ اب باہم جگہ کرنے کی کوئی مجال نہیں رہی ان کی ہل  
 باتوں کو جو پہلے محبت میں ادا کیا سو صرف ان کے رحم باطل پر ان سے مطالبہ کرنے کو ہر نہ ان کی باتوں کو  
 محبت کو کیا علاقہ حضرت ابن عباسؓ میں مجاہد نے فرمایا کہ خطاب یہود کو ہے یہ قول قرطبی نے نقل کیا ہے کسی نے

کہا کہ اعلیٰ معلوم کفار کو ہے فتح القدر میں کہا ہے کہ یہ نسخ ہے آیت سیف کو محل و خازن نے ہی اسی طرح کہا ہے کسی نے کہا کہ نسخ نہیں ہے اس لیے کہ برابری میں ظاہر ہو گئے اور عین قائم ہو چکے ہیں اب باقی نہ رہا مگر عدل اور عدل عدل کے نہ کوئی حجت ہے کسی طرح کا جہاد۔ صاحب فتح البیان اور کئی رحما اللہ تعالیٰ نے کہا ہے آیت میں نہیں ہے مگر وہ شے جو دال ہے مندرکات پر مفاد و محام میں مطلقاً انکے نسخ ہو قاضی صاحب مرحوم ہی اسی کے قائل ہیں فرماتے ہیں ولیس فی الآیۃ ما یدل علی مندرکۃ الکفار اسلحۃ کون منوختہ بآیۃ القتال انتہی اللہ ربکم ربکم فی الآیۃ یعنی المدحیم کرے گا در میان ہمارے محشر میں واسطے فصل قضا کے اور اسی کی طرف مرجع ہے قیاس کے دن بہرہ راہک کو اُس کے عمل کی جزا دے گا قولہ تعالیٰ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ جَزَاءً فِي اللَّهِ الْآيَةِ مِنْ غَيْرِ لَكَ رَاجِحٌ ہر طرف دین اللہ کے کسی نے کہا کہ طرف اللہ پاک کے کسی نے کہا کہ طرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ کا ذکر سابق و معلوم ہوتا ہے مثل بیٹے سبب سبب و الہی کہ لیکن قول اول اولیٰ ہے یعنی وہ لوگ جو جگہ لے رہے ہیں اللہ کے دین میں بعد اس کے کہ لوگوں نے اُس کو مان لیا اور اُس میں غل ہو چکے حجامہ نے کہا بعد اس کے کہ لوگ اسلام لے آئے کہا یہ لوگ ایک قوم میں جنہوں نے یہ وہم کیا کہ جاہلیت لوٹ آئی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ لوگ اہل کتاب ہیں مسلمانوں سے جگہ لے اور ہر بیت سے اُن کو روکتے تھے بعد اس کے کہ انہوں نے اللہ کو مان لیا اور فرمایا یہ ایک قوم ہیں اہل مندرکات کو اور یہ انتظار کرتے تھے اس کا کہ جاہلیت اُن کے پاس آجائے قتادہ کہتے ہیں یہ لوگ یہود و نصاریٰ سے ہیں جگہ لے اُن کا یہ قول ہے اُن کا کہ ہمارا نبی ہمارے نبی سے قبل ہے اور ہماری کتاب ہماری کتاب سے پہلے ہے اور اپنے واسطے فضیلت خیال کرتے تھے باہرین طوطی کہ وہ اہل کتاب ہیں اور اولاد میں انبیاء کی اور مشرکین یون کہتے تھے اِنِّی الْفَرِیْقَیْنِ خَلَقْتُ مَقَاتِمًا اَوْ اَحْسَنُ کَذِیْقًا اس پر یہ آیت نازل ہوئی عکبر سے مروی ہے کہ جب اذاجا نصر اللہ و الفتح اللہ نازل ہوئی تو مشرکوں نے اُن ہونٹوں سے کہا جو کہ اُن کے درمیان میں تھے کہ لوگ تو داخل ہو چکے اللہ کے دین میں فوج فوج قواہم ہمارے درمیان سے نکل جاؤ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ان قرون میں سے میں قول اول گزر چکے ہیں لیکن نے الجملۃ الفاظ کا تفاوت ہو چکا کہ موصول مبتدا ہے اور طبع جس کی یہ جملہ ہے اِحْضَرْتُمْ اَحْسَنَ عَزَّ وَجَلَّ یعنی یہود و مشرکین کی محبت پہلے نہ والی ہے نزدیک اُن کے رب کے اُس کو کسی طرح کا ثبات و جواز نہیں ہے مثل ہی شے کے ہے جو کہ اپنی جگہ سے پہل رہی ہے ملامت میں بولتے ہیں و حضرت حمزہ و حمنہ از باب خضع یعنی اُس کی محبت باطل ہوئی اور محض اپنے انزالان ہے یعنی کسی شے کو پہلانا اور پہلنے کی جگہ کو مکان بخیر بولتے ہیں و حضرت رطل از باب قطع یعنی اس کا پادن پہل گیا انکے جگہ کرنے کا نام محبت کہ کہا کہ وہ محبت

لہذا درون  
نقشہ میں  
کسی مکان  
بہر چار  
چینی سے  
علیہ

نہیں ہے شہد ہے اس لیے کہ ان کے خیال میں وہ محبت رسول علیہم السلام سے صرف ہی نہیں ہے کہ ان کی محبت باطل ہے دگرچہ ملک ان پر شامع ہے اللہ پاک کی طرف سے بائیں وجہ کہ باطل کے ساتھ جبکہ ہے ہر اس پر یہی قناعت نہیں بلکہ وہ کہہ سکتے ہیں اور ان کے واسطے آخرت میں سخت عذاب ہے امام رازی نے مختصر یہود کے بیان میں فرمایا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین میں یوں جبکہ کیا کیا کہ یہ دین نہیں کہتے ہو کہ دین متفق علیہ کا اخذ وہی ہے نہ اس دین کا جس میں اختلاف ہے موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور ان کی کتاب کی حقیقت بالاتفاق معلوم ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت متفق علیہ نہیں ہے تو یہ بات واجب ہوئی کہ یہودیت کا اخذ اولیٰ واجب ہو سوائے کی یہ محبت ہے اور اللہ پاک نے اس پر یہ حکم لگایا کہ وہ باطل ہے اس کے باطل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ یہود نے اس پر اجماع و اتفاق کیا ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا صرف اسی لیے واجب ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تصدیق کی بائیں طور کہ ان کے ہاتھ پر معجزے ظاہر فرمائے اور جس کسی کی اللہ تعالیٰ دعویٰ رسالت میں بائیں طریق تصدیق کرے تو وہ انہو دعویٰ میں سچا ہے نہ اس پر ایمان لانا واجب ہو پس ان کا یہ اجماع مستلزم ہے ان کی محبت کے اعلان کو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رسالت کا دعویٰ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے دعویٰ میں آپ کی تصدیق کی بائیں طور کہ آپ کے دست مبارک پر ظاہر ہوا ہر معجزے پیدا فرمائے اور یہود نے ان معجزوں کا مشاہدہ کیا پس اگر ظہور معجزے کا معنی نبوت کے صدق پر دلیل ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اقرار واجب ہے اور اگر وہ آپ کے حق میں اس پر دلیل نہیں ہے تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں کیونکہ دلیل ہوتا ہے پس اسکو ان کے صدق پر تو دلیل شہیدانا اور دوسری کہ سستی پر دلیل قرار دینا محکم محض و عناد صرف ہے جب کہ اللہ پاک نے ان معانی کی تسلیم کی جن کو یہ سورہ کریمہ متضمن ہے بائیں طور کہ ان معانی کی دعویٰ کی تکرار کی آپ کی طرف قرآن مجید میں اور ان نبیوں کی طرف جو آپ سے پہلے تھے اور بائیں طور کہ ان کے دعویٰ کرنے کی نسبت کی طرف اللہ عز و جل کے ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر انکار کیا ان کی شدت حرص کا مشرکوں کے ایمان لانے پر اور ان کے قہر نہ کرنے کا اس کی رسالت پہنچانے پر صرف ان کے اور ان کے ڈرانے پر ساتھ دیم الجمع کے اور ساتھ تعذیب گنگناہ کے جو اس میں ہوگی اور یہ انکار ایسے طرز پر کیا جو کہ متضمن ہے ان کی تعدید کو بائیں طور کہ اللہ ان پر حفظ ہے اور ان کے واسطے کوئی ولی و نصیر نہیں ہے ہر یہ بیان کیا کہ وہ اس ہندیک کے متفق ہیں بائیں وجہ کہ جو دین و ربان اور باب شرائع کو متفق علیہ ہے انہوں نے اس کی مخالفت کی وہ دین ہی ہے کہ جن امور پر ایمان لانا واجب ہو ان سب پر ایمان لانا اور جس کام کا اللہ پاک نے امر کیا ہے اور جس کو منع فرمایا ہے اس سب میں اللہ تعالیٰ کا مطیع ہونا



اگر اس میں مغترق و ہونا قواب یہ بیان کرنا شروع کیا کہ یہ دین تعلق علیہ جبر شروع کیا ہے سو سبب نازل کرنے لہی کتاب کے جو کہ انواع و اقسام کے دلائل و جہات شریعت ہے پس ارشاد فرمایا اِنَّكَ اَنْتَ الَّذِي اَنْزَلْتَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْيَقِيْنُ الْكِتَابُ مَراد میں ہے تو جو کتاب میں رسولوں پر نازل کی گئی ہیں اُن سب کو شامل ہوگی کسی نے کہا کہ مراد خاص قرآن شریف ہے بالحق متعلق ہے محمد ص و وہ حال ہر کتاب کے امر متعلق بالحق حق سے مراد صدق و راستی ہے میزان سے مراد عدل ہے اکثر مفسرین نو اسی طرح کہا ہے عدل کا نام میزان اس لیے رکھا کہ میزان آگ ہے انصاف کا اور برابری کرنے کا درسیان خلق کے قواب میزان سے عدل مراد دنیا مجاز تیرے گا میزان جو سبب بنا عدل کا اُس کا استعمال کیا عدل میں جو کہ مسبب ہے یعنی اللہ وہ ہے جس نے نازل کین ساری کتابیں یا خاص قرآن شریف اس حال میں کہ صدر و راستی کو اپنے ساتھ لیے ہوئے ہو اور نازل کیا عدل تاکہ خلق میں انصاف کیا جائے کسی نے کہا میزان سے مراد وہ شے ہے جو کتب منزل میں بیان کی گئی ہے اس قسم سے جس کے ساتھ عمل کرنا انسان پر واجب ہے کسی نے کہا میزان خراب ہے طاعت پر ساتھ قواب کے اور مصیبت پر ساتھ عقاب کے قتادہ کہتے ہیں میزان عدل ہے س شے میں جس کا امر کیا اور اس شے میں جس سے منع فرمایا عدل کا نازل کیا یہ ہے کہ اُس کا امر فرمانا اور اس کے ساتھ مکلف کرنا کسی نے کہا کہ میزان سے مراد خود میزان ہے یعنی ترازو جس سے تولتے ہیں حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں اللہ پاک نے آسمان سے اُس کو نازل فرمایا اور بندوں کو اُس سے تولنے کی تعلیم فرمائی تاکہ اُن کے آپس میں نظام و توازن ہو یعنی تولنے کی چیزوں کو پورا اقل کر لین دین کرین حقوق میں کمی زیادتی نہ ہونے پائے جس طرح کہ اس آیت میں ہے لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا بِالْبَيِّنٰتِ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ مجاہد کہتے ہیں ہوا الذی یوزن برہمن میزان سے مراد یہی حقیقی ترازو ہے جس سے تولتے ہیں کسی نے کہا میزان سے مراد حضرت مصلی علیہ وآلہ وسلم میں فیصلہ کرنے پر درسیان مٹا رہے اللہ کی کتاب ہے پھر کتاب و میزان کی اتباع میں اور ان کی حدود کے قائم کرنے میں تعزیب ہی ارشاد فرمایا وَمَا يُذْنِبُكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ فَرِحْتَ بِمَنْجُو كَمَا خَيْرَ شَاہِدَہ گٹری پوس ہو پس تو پوری در کتاب کی اور عمل کر ساتھ شرع کے اور مدارست کر عدل و انصاف پر قبل اس کے کہ اچانک آں لے تجھ کو وہ دن جس میں حیرے اعمال تولے جائیں اور تیری جزا پوری پوری دی جائے گلہ مہاستغنا یہ ہے اور استغنام انگاری ہے تحمل نے بیان دو ترکیبیں بیان کی ہیں ایک یہ ہے کہ عمل متعلق ہے فعل کا عمل سے دوسری یہ ہے کہ مابعد اُس کا قائم مقام دو مفصل کے کیا گیا ہے خدا دی نے دوسری کی خرم میں کہا ہے کہ فعل کو مابعد ہے اور مابعد اُس کا جملہ عمل ہے

۱۰۰  
 سچے بہادر  
 "میرا دل گلی  
 جی کے ساتھ تیرے  
 دیکھو اُن کی  
 رسولِ نبیؐ کی  
 نہ پیچھے ہٹاؤ  
 کی آواز ہم  
 کا انا ہم کیا  
 ہم اُن کے پاس  
 کہ اس کے پاس  
 ہم اُن کی

قریب لینے مفعول اول تو کاف ہوا پس فیل متعدی ہے طرف مین مفعول کے اس لیے کہ مضاف ہے اور  
 کا جو کہ بسبب سنی کے تین کی طرف متعدی ہوتا ہے انتہی اس پر چلنے لگا کہ اس ترکیب کو مع اس ترکیب کے  
 دیکھنا چاہیے جو کہ حملی نے سورۃ القارعہ میں لکھی ہے و لعل یون کہا ہے کہ جملہ القارعہ حملی نصب مین ہے  
 قائم مقام مفعول ثانی کے پس بیان فعل کو دو مفعول کی طرف متعدی نہیں آیا ہے اور مین نے جو بیان اور سورۃ  
 انبیاء میں کہا ہے اس کی غایت یہ ہے کہ جملہ لعل الساعۃ قریب حملی نصب مین ہے فعل سے بسبب تعلیق فعل  
 کے لعل سواور یہ نہیں ذکر کیا کہ وہ قائم مقام ایک مفعول کے ہے یا دو کے حامل یہ ہے کہ حملی کے دونوں  
 کلاموں میں مخالفت ہو والدہ علم منے یہ مین کون چیز کرنی ہے محو کو جاننے والا قیامت کا عالم اُس کے وقت  
 کا شاید وہ قریب ہو یعنی کوئی سبب نہیں ہے جو ہو چکا دوسے طرف جانتے اُس کے قریب کہ مگر وہ وحی جو جو  
 پر نازل کی جاتی ہے قریب کی تذکیر مین جو مین ایک یہ ہے کہ تازیٹ ساعت کی حقیقی نہیں ہے  
 دوسری یہ ہے کہ قریب کا موصوف مقدم ہے اسی لئے قریب قیسری یہ ہے کہ اس کا فاعل محذوف ہو اور  
 قریب مجہول ادا تیانہا چوتھی یہ ہے کہ مینے ذات قریب ہو یا جو مین یہ ہے کہ ساعت مینے بعث ہے صیاد کہ  
 نزاج نے کہا ہے مین لعل البعث قریب چوتھی یہ ہے کہ مضاف محذوف ہے لعل محو الساعۃ  
 قریب ساتوین یہ ہے کہ قریب مؤنث و مذکر دونوں کی صفت مین آتا ہے کہ قال تعالیٰ اِنَّ رَحْمَةً اللّٰهِ قَرِیْبٌ  
 مِّنَ الْحَسَنِیْنَ یہ قول کمالی کا ہے لیکن کرنی نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ قریب مین مذکر و مؤنث برابر نہیں  
 ہیں اس لیے کہ بیان فیل مینے فاعل ہے اور اس مین مذکر و مؤنث برابر نہیں ہوتا ہے خاک راضی الرحمن  
 نے اس کی پوری بحث کتاب المبکر نے بیان المؤنث والمذکر مین لکھی ہے مثل ایک رسالے کے ہے  
 اکابر جلد کے اقوال اُس مین فعل کیے مین بالجملہ کہا ہے کہ مین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کا  
 ذکر فرمایا اور آپ کے پاس ایک قوم شکر مین کی تھی تو اُس کی تکذیب کرنے کو بولے وہ کب قائم ہوگی اس پر  
 اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی اس قول کی صحت پر یہ جملہ دال ہے یَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهَا  
 یعنی شتابی کرنے مین اُس کی وہ لوگ جو اُس پر ایمان نہیں لاتے مین شتابی کرنا شیشے کا اور اُس کے جتنا  
 کا سو وہ اُس سے ڈرتے نہیں مین وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا اور جو اُس پر ایمان لائے مین وہ اُس کے  
 آنے سے خائف ہیں مین یعنی سورہ اُس کی شتابی نہیں کرتے مین مقابل لے کہا اس واسطے کہ وہ نہیں  
 جانتے مین اُس لئے کہ جس پر ناگمان آجائیں گے نزاج نے کہا اس لیے کہ وہ جانتے ہیں کہ اُن سے  
 محاسب ہوگا اور اُن کو اُن کے اعمال کی جزا دی جائے گی وَیَعْلَمُوْنَ اَنْهَا لَآتٍ لِّوَجْهٍ لِّرَبِّهِمْ  
 آنے والی ہے اُس مین کسی طرح کا شک نہیں ہے اور وہ ضرور ہی ہونے والی ہے اسی کی مثل یہ آیت ہے

یہ ترکیب  
 اس کے نزدیک  
 جو ترکیب

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَاكَ مِنْ قُلُوبِهِمْ وَجِلَّةٌ أَلْفَهُمْ إِلَى رَبِّهِمْ يَاجْتُونَ پھر اس میں جبکہ لڑو  
 یا شک کرنے والوں کی گمراہی بیان کی اور شاہد فرمایا اَلَّذِينَ يُؤْتُونَ فِي السَّاعَةِ كَيْفَ حَتَّلِيْلٌ يَحْتَدِي  
 یاروں یا تو ماخذ ہے ہمارا تو سے ہمارا کہتے ہیں مخلص و مجاہد کو یا میرے مرید یعنی شک رہیں جو میں  
 سنتے ہو بیشک جو لوگ جبکہ نے ہیں یا شک کرتے ہیں قیامت میں البتہ ایسی گمراہی میں ہیں جو کہ حق کو  
 نہایت درجہ دور ہے کیونکہ انہوں نے ٹھکانہ کیا اُن دلیلوں میں جو کہ اُس پر ایمان لانے کی موجب  
 ہیں اور اُن کے شاہد میں ہیں اُن کی آنکھوں کے سامنے کٹے ہیں اُن کی عقلیں اُن کو سمجھتی ہیں  
 اگر وہ خود فکر کرتے تو ضرور جان لیتے کہ جس نے اُن کو اول بار پیدا کیا ہے وہ قادر ہے دوسرے پر  
 کتاب عزیز اور سنت مطہرہ دال ہے اُس کے وقوع پر او عقلیں گواہی دیتی ہیں اس پر کہ درجہ کا ہونا  
 ضروری ہے بعثت زیادہ تر شاہد اشیاء کی ہے ساتھ محسوس چیزوں کے پس چچ کوئی راہ یاب نہ ہو اطراف  
 حاضر کہنے بعثت کو تو وہ زیادہ تر دور ہوگا راہ پانے سے طرف اُس شے کے جہاں سو رہے ہیں اللہ  
 كَطِيفٌ يَحْيَا دۛ یعنی اللہ ہاں بہت لطیف و نرمی والا ہے اپنے بندوں پر اور نہایت رافت اور مہربانی  
 کرنے والا ہے معاف کہتے ہیں لطیف ہے ساتھ نیک و بے کے باطن طور کو بسبب گناہوں کے بندوں  
 کو ہلکے سے قتل نہیں کیا فکر کرنے کا لطیف بمعنی بار ہے یعنی نیک و احسان کرنے والا سدی نے  
 کہا اپنے رفیق ہے یعنی نرمی کرنے والا کسی نے کہا بمعنی حق ہے یعنی نہایت مہربان و مہربانی نے  
 کہا لطیف ہے ساتھ اُن کے عرض و محاسب میں کسی نے کہا سامع کے پہنچانے میں اور ہلکے پیر نے  
 میں کسی نے کہا لطیف ہے ساتھ باریکدین کے علم اس کا اور عظیم ہو اجرام سے علم اسکا کسی نے کہا  
 لطیف وہ ہے جو ساقب کو پہلانا ہے اور شالب کو چھپانا ہے یعنی عیوب کو یا ساقب کرتا ہے و گزرفرمانا ہو  
 اُس شخص سے جس سے لغزش ہوگئی ہے یا دیتا ہے بندے کو نیا وہ کفایت سے اور کھلیف دیتا ہے اس کو طاعت  
 کی طاعت سے کم حضرت جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لطیف ہے ساتھ اپنے دوستوں کے تو انہوں نے اُس  
 کو چھپانا اور اگر وہ لطیف کرتا اپنے دشمنوں کے ساتھ تو وہ اُس کے منکر ہوئے حضرت امام جعفر صادق  
 رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لطیف کرتا ہے اُن کے ساتھ رزق میں دو وجہ سے ایک تو یہ ہے کہ اُس نے تیری  
 روزی تیرا فی طعیات سے یعنی پاک اور حلال چیزوں سے دوسرے یہ کہ یک بارگی تیرے دوستوں میں دیدی  
 کہ تو اُس کو بیجا خرچ کر ڈالے مطلب یہ کہ حاجت کے موافق دینا چاہتا ہے واقع میں اس کو نہ کہ اور کیا لطف  
 و مہر ہے حسین بن الفضل نے کہا لطیف ہے اُن کے ساتھ قرآن میں اور اُس کی تفصیل و تفسیر میں کسی  
 نے کہا لطیف وہ ہے کہ خوف نہ کیا جائے مگر اُس کے عدل کا اور امید نہ رکھی جائے مگر اُس کے فضل کی۔

لہذا اگر  
 دین میں نہایت  
 اور اُن کے  
 کتاب و سنت  
 مطہرہ پر

کسی نے کہا ہوا الذی یبیین علی الخیرۃ ولیفہ المذنبینینہ لطیف وہ ہے کہ اعانت کرتا ہے مذمت پر اور مدح کرتا ہے بہت کشتی نے کہا ہوا الذی لا یباعد من حصاء ولا یجیب من رجاء یعنی جو اُس کی نافرمانی کرتا ہے اُس پر عذاب کی جلدی نہیں فرماتا اور جو اُس سے امید رکھتا ہے اُس کی امید کو ضائع نہیں کرتا ہے کسی نے کہا وہ ہے کہ اپنے سائل کو رو نہیں کرتا ہے اور اپنے امیدوار کو نا امید نہیں فرماتا ہے کسی نے کہا وہ ہے کہ رحم کرتا ہے اُس شخص پر جو کہ اپنی جان پر رحم نہیں کرتا ہے کسی نے کہا ہوا الذی اودقہ للعلماء من الکتاب ومن کانت سرّاً وجعل لہم الصراط المستقیم والیدین لتقیم سنہا جاد انزل لہم من صحاب برہ ومنزول لطفہ وکررہ واساتہ ما رشحوا جاعلینہ وہ ہے جس نے روشن کیا واسطے علماء کے کتاب و سنت سچ راغ اور تھیرایا واسطے اُن کے سیدی راہ کو اور دین مضبوط کو رستہ چلنے کا اور اتارا واسطے اُن کے اپنی برکت و لطف و کرم و احسان کی بدلیوں سے پانی خوب برسنے والا کسی نے کہا وہ ہے کہ قبول کرتا ہے قلیل اور بدل کرتا ہے جزیل یعنی کثیر کسی نے کہا ہوا الذی یجبر الکسیر ویبیر العسیر یعنی وہ ہے جو کہ جزو تباہ ہوئے کو اور آسان کرتا ہے مشکل کو محمد بن علی کنانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں لطیف وہ ہے کہ ہر نے چاہ پکڑی طرف اُس کے اُس کے بندوں میں سے جب کہ وہ نا امید ہو اخلق سے تو اُس پر بہرہ و سا کیا اور رجوع ہوا طرف اُس کے پس اُس وقت وہ اُس کو قبول کرتا ہے اور اُس پر سوجہ ہوتا ہے حدیث شریف یہ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مطلع ہوتا ہے پرانی قبروں پر بہرہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اُن کے آثار مرست گئے اور اُن کی صورتیں مٹ گئیں اور باقی رہا اُن پر عذاب اور میں لطیف ہوں اور میں ارحم الراحمین ہوں تخفیف کرو اُن کو اس کے سوا کچھ ابھی کہا ہے محل معنی یہ ہے کہ اللہ پاک جاری رکھتا ہے اپنا لطف اپنے بندوں پر اُن کے کل امور میں مٹا اس کے وہ رزق و روزی ہے جس سے دنیا میں زندگی بسر کرتے ہیں اور یہ سنے ہیں اس قول کے یُؤْتِ مَنْ یَشَاءُ یعنی روزی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اُن میں سے جس طرح چاہتا ہے سو ایک پر تو فراخی کرتا ہے اور دوسرے پر تنگی مال کے ساتھ کسی قوم کی فضیلت دینا ممکن ہے تاکہ بعض بعض کی طرف محتاج ہوں کہ قال سبحانہ و تعالیٰ لَیْسَ یُخْذُ بَعْضُہُمْ بَعْضًا مِّنْ عَمَلِہُمْ اور یہ ایک لطف ہوا بندوں پر تاکہ جو اپنے معنی کو ساتھ فقیر کے اور فقیر کو ساتھ غنی کے کسی نے کہا یہی ہیں روزی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے جو چاہتا ہے انواع روزی سے پس وہ اگرچہ روزی دیتا ہے ہر جاندار کو لیکن اُس نے تفاوت رکھا ہے درمیان مرزوقین کے رزق میں قلت و کثرت و محسن و موح کا واسطے کسی حکمت کو جس کو وہی جانتا ہے بہر فرمایا وَھُوَ الْقَوِیُّ الْغَیْبُ یعنی وہ عظیم القوت باہر القدرت ایسا غالب ہے کہ ہر شے پر وہی غالب ہوتا ہے اور کوئی شے اُس پر غالب نہیں ہوتی ہے یہی جب

مکہ شریف  
سید  
سید





وہی لئے اُن پر برساو گی یہاں تک کہ اُن میں کا کہنے والا البتہ کہے گا تو برساوے ہم پر کوا عوب اتراب کو کہتی  
 سینہ اُہری ہم میں جو رہیں کہ وہاں بن جو نیو عین الخسین بن عرقہ یہ او اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے  
 ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ یعنی یہی ہے فوز عظیم و نعمت نام و شامل و کمال و عام و فتح البیان کا بیان  
 مع توضیح یہ ہے کہ حشر لغت میں ہے کسب محاورے میں بولتے ہیں ہو بکرت لعیالہ و بکرت اسی کہ نسبت  
 یعنی فلان شخص اپنے بال بچوں کے واسطے کمائی کرتا ہے اسی معنی سے مرد کو حشر کہتے ہیں اس لیے  
 کہ وہ کماتا ہے اہل میں حشر کے معنی زمین میں بیج ڈالنے کے ہیں پھر اعمال کے ثمرات و فوائد پر حشر کا  
 اطلاق کیا گیا بطور استعارہ کے اعمال کی تشبیہی بیج سے اور ثمرات اعمال کی تشبیہی غلے سے جو کہ  
 بیج بونے سے حاصل ہوتا ہے معنی یہ ہیں جو کوئی ارادہ کرے اپنے اعمال و کسب ثواب آخرت کا تو بیج بونے کا  
 اندر واسطے اُس کے اُس بنی کو اُس کے گھنے سے ساتھ لے کر کسی نے کہا یہ معنی ہیں کہ زیادتی کرے گا اُس  
 کی توفیق میں اور اعانت میں اور اُس کے لیے خیر کی راہ میں آسان کرنے میں اور جو کوئی ہو کہ ارادہ کرے اپنے  
 اعمال و کسب ثواب دنیا کا یعنی متاع دنیا کا اور وہ شے جو اُس میں سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دینا  
 دیتا ہے و با محال کہ وہ اختیار کرنے والا ہے دنیا کو آخرت پر تو ہم دینگے اُس کو اُس میں سے وہ جو حشر  
 کے ساتھ ہماری مشیت جاری ہو چکی ہے اور ہماری قصدا میں اُس کے واسطے اُس کی قسمت ہو چکی ہے اور  
 اگر وہ اُس میں کسی سستی کرتا اور اُس کو طلب نہ کرتا تو البتہ وہ اُس کے پاس آتی قتادہ نے کہا معنی یہ ہیں کہ  
 ہم قدر کریں گے واسطے اُس کے وہ شے جو اُس کے واسطے قسمت کی گئی ہے کا قال اللہ تعالیٰ تَحْلِلْنَا لَهُ  
 فَيَقْبَلْ مَا كَسَبَتْ اُولَئِكَ قِتَادَةُ نَبِيٍّ یہی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ دیتا ہے آخرت کی نیت پر وہ جو چاہتا ہے اور دنیا  
 سے اور نہیں دیتا ہے دنیا کی نیت پر مگر دنیا قطعی کہتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ آیت کا فقر کے بارے میں ہے  
 حالانکہ یہ کہنا تخصیص غیر مخصوص ہے پھر اللہ نے بیان کیا کہ شخص جو اپنے عمل سے دنیا کا ارادہ کرتا  
 ہے اس کے واسطے آخرت میں کچھ نہیں ملے گا کَلَّا فِي الْآخِرَةِ كَلَّا مِنْ تَعْيِيبِ اس لیے کہ اُس نے  
 آخرت کے واسطے عمل نہیں کیا تو اب اُس کے لیے اُس میں کچھ نہیں ہے سورہ اسراء میں اس کی تفسیر گور  
 چکی ہے حضرت ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ آخرت کا حشر آخرت کا عیش ہے اور فرمایا  
 کہ جو شخص اختیار کرتا ہے اپنی دنیا کو اپنی آخرت پر تو نہیں کرتا ہے اور واسطے اُس کے کوئی حصہ آخرت میں  
 مگر آگ اور وہ شے میں زیادہ کرتا ہے کسب یا س کے دنیا سے کوئی شے مگر ایک رزق جس سے فراغت  
 کر دی گئی ہے اور اُس کے واسطے قسمت ہو چکا ہے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لیسارت دوی امر اہل کسب، فداہم لہم بکسبہ۔ کہ کسب

عنه  
 من  
 كسبه  
 من  
 كسبه

میں جب تک کہ انہوں نے طلب کی دنیا آخرت کے عمل سے بہرہ جس کسی نے اُن میں سے آخرت کا عمل کیا وہ اس دنیا کے تونہ ہوگا اس کے لیے آخرت میں کچھ حصہ آنحضرتؐ کو ملا نام اُسے دیا کہ وہ صحت کے قابض مرنے تک قابض حیات کی حدیث شریف اول گز چکی ہے لیکن وہ ناقص تھی اور یہ کامل ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من کان یرید حرث الآخرة الا یہ تہی بہ فرمایا اسے بتایا فرمایا ہے ابن آدم تو فانی ہو جائیگی عبادت کے واسطے میں بہ دون گائیرے سینے کو غنا سے اور بند کر دے تیرے فقر کو اور اگر تو نہ کرے گا تو بہر دون گائیرے سینے کو شغل سے اور بند نہ کروں گا تیرے فقر کو آنحضرتؐ اَلْحَاکِمُ وَصَحَّیْہُ وَالْبَیِّنُ فِی الشَّعْبِ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ رضی عنہ سے مروی ہے کہ حرث و حرث میں سودنیا کا حرث تو مال اور بیٹے ہیں اور آخرت کا حرث باقیات صالحات ہیں آنحضرتؐ اَنْتَ اَبِی الدُّنْیَا وَ اَبِی عَسَاکِیْ باقیات صالحات سے مراد اعمال صالحہ ہیں جن کا ثواب باقی رہتا ہے اور سبحان اللہ والحمد للہ والالہ اللہ والہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کہنا ہے بالکل اسم دنیا و آخرت میں جو قانون تاحاب کہ اسم پاک نے اُس کو بیان کیا تو اُس کے بعد وہ گناہ عظیم بیان فرمادیا جو کہ آگ کو پہنچا کرتا ہے پس ارشاد فرمایا اَمَّا لَہُمْ ثُمَّ کَاۤیْدُ شَعْبًا لَہُمْ ثُمَّ اَلَّذِیْنَ مَا کَاۤیْدُ اَذَنْ بِرَ اللّٰہِ کَلِمَہٗ اَم تَغْلِبُوْہُمْ بل ہے یا متصل ہے معادل ہمزہ استفہام کا تقدیر یہ ہے یَقْبَلُوْنَ مَا شَرَعَ اللّٰہُ مِنَ الدِّیْنِ اَم لَہُمْ شُرَکَآءُ اِی تَنْتَہِیْ کَیْ لَہُمْ اَم یَخْضَعْنَ لَہٗ اَم یَجْعَلْنَ لَہٗ اَسْطَ اِنْقَالِ کے ہے اور یعنی ہمزہ جو کہ واسطے تفریع و توضیح کے ہوتا ہے اور ضمیر شہد عاکی راجع ہے طرف شہد کا اُس کے اور ضمیر لہم کی طرف کفار کے کسی نے اس کے بالعکس کہا ہے لیکن قول اول اولی ہے غرض کہ ام میں تین قول ہوئے اول کی بنا پر نویں کہیں گے کہ اول ایک مضمون بیان کیا ہے اُس سے انتقال کر کے دوسرا مضمون بیان فرمایا دوسرے قول کی بنا پر پہلے مضمون بیان کیا وہ قبول کرتے ہیں وہ دین جو اللہ تعالیٰ نے شروع کیا ہے یا اُن کے واسطے معبود ہیں تیسرے کی بنا پر یہ مضمون ہیں کہ اول کلام سے اضطراب کر کے دوسرا کلام بیان کیا اور اُن کی توجہ و توجیز کرنے کو یوں فرمایا کیا اُن کے واسطے معبود ہیں کہ انہوں نے لکالا واسطے اُن کے دین سے وہ دین جس کا اللہ تعالیٰ نے افن نہیں دیا مراد شرک و معاصی ہیں اور اگر اُن کے واسطے طریقے قاعدے اور انکار بعثت کا اور عمل کرنا دنیا کے واسطے مطلب ہے کہ یہ اسود دین نہیں ہیں بلکہ دین دنیا کے بگاڑنے والے اسود ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ دین مقرر کرے معبود و استفہام سے صرف اُن کو سرزنش کرنا ہے یہ آیت کریمہ معبود خود ہر شے کو شامل ہے جس کا اسم پاک نے اس نہیں کیا اور نہ اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وَلَوْ کَا کَلِمَۃُ الْفَصْلِ لَفُحْصِیْہِمْ اَمَّا مَرَادُ کَلِمَۃِ فَصْلِ سے تاخیر کرنا



اُن کے عذاب کا ہے اس لیے کہ بَلَا لَكَ عَذَابٌ عَظِيمٌ فرمایا ہے اور جو غیر منہج کی راجح ہے طرف مومنین و مشرکین کے باطن میں کشمکش و شکر کے وَ اِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ کو جو ہونے لگے ان پر ہے بنا برہینات اور مسلم و اعراب و ابن ہر نرنے بفتح بنا بر عطف بر کلمۃ بفضل یعنی اگر قصاصی الکی میں اُن کا عذاب روز قیامت پر عقوق نہ رکھا جاتا تو دنیا ہی میں در میان مومنین و مشرکین کے یا در میان مشرکین و کفار کے فیصلہ کر دیا جانا جلدی سے اُن پر عقوق آجانی کیونکہ کام اُن کے اسی کے مقتضی تھے اور بیشک مشرک کافرین و کذبین کے واسطے عذاب درودہندہ یا دروزناک ہو دنیا و آخرت میں کلمۃ بفضل سے مراد اگر تاخیر عذاب مکی روز قیامت تک ہے تو عذاب الیم سے مراد آخرت کا عذاب ہوگا قہر طبی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ام الیم شکر کا ای الیم شکر کا حرف سیم صلد ہے یعنی ناکند ہے اور ہمزہ تقریم و سرزنش کے لیے ہے اور یہ متصل ہے شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا اور امہ الدی انزل الکتاب بالحق والہدیان سے وہ لوگ اس پر ایمان نہیں لاتے تھے سو کیا اُن کے مہبودین جنہوں نے نکالا اُن کے واسطے شرک جس کا ارشاد ہے اذن نہیں دیا اور جب یہ محال ہے تو امہ پاک نے شرک کو مشرود نہیں کیا بہر گمان سے اُس کو دین ٹھہرا تو ہمیں بالجلد چونکہ عذاب الیم غالب عذاب آخرت میں آتا ہے اس لیے آخرت میں فریقین کا جو حال ہوگا اُن کو بطور ہستیات بیان کیا بہر گمان کے حال و ابتدا کی پس فرمایا وَ اِنَّ الظَّالِمِينَ مُشْفِقُونَ فَاِنَّهُمْ لَمَّا يَلَهُمْ وَ اَنذَرْتَهُمْ يَحْذَرُونَ ہر اس شخص کو جو دیکھ سکتا ہے ضمیر ہو راجح ہے طرف ماسکد کے بقدر معصنات کیا قالہ الرجاج اسے جزا دے گا کسبوا اور وہود واقع بہم جلد جاری ہے یعنی اے دیکھنے والے تو دیکھتے گا ظالمون کو قیامت کے دن ڈرنے والے اُن گناہوں سے جن کو اُنہوں نے دنیا میں کیا تھا اس حال میں کہ جزا اُن گناہوں کی ضرورت اُن پر نازل ہونے والی ہے وہ ڈرین یا نہ ڈرین و امہ اعلم طلب ہے کہ خوف وہ غم ہے جو کسی مکروہ کی توقع سے انسان کو لاحق ہوتا ہے بہر وہ اُس کے دفع کرنے کی فکر میں لگتا ہے تو بسا اوقات اُس سو رہائی پا جاتا ہے سو ظالمون کا خوف قیامت کو دن اپنے اعمال کی جزا ملنے سے ایسا غم نہیں ہے کہ اُس کے دفع کی فکر کر کے اُس سے رہائی ہو سکے وہ جزا تو ضرور ہی ملنی ہے ڈرین یا نہ ڈرین کسی طرح اُس سو رہائی ممکن نہیں ہے یا یون کہ میں کہ امہ تعالیٰ اُن کے حال سے تعجب دلاتا ہے کہ اسے مخاطب ہے تعجب کی بات ہو کہ تو ظالمون کو اپنے اعمال بد کی جزا ملنے سے ڈرتے ہوئے دیکھتے گا اس حال میں کہ وہ جزا اُن پر نازل ہو رہی ہوگی اس وقت ڈرنے سے کیا کلام نکلتا ہے ڈرنے کی جگہ تو دنیا ہی حب و مان نہ ڈرے تو قیامت میں جہاں ملنے کی حالت میں ڈرنے سے کیا ہوتا ہے ڈرنا نہ ڈرنا دونوں برابر میں بہر مومنین کا حال ذکر فرمایا وَ الَّذِیْنَ اسْتَعَاذُوا بِحَبْلِ الْوَدْدِ

عہ اور کلام  
افضل تقدیر  
افعالین فی راجح  
یعنی منہج  
ادنی کان العباد  
الادب علیہ خیر  
الافعال فی راجح  
عہ

اور اگر ظالمین سے مراد انہیں غافل بنائے جائیں گے تو انہوں سے جزا دینا اور آخرت کا عذاب ملنا

فان روضۃ لکھنات موصول ابتدا ہے اور جابجہ دور اُس کی خبر ہے روضات جمع ہے روضہ کی آجوبیان کہتو  
ہیں لذت کثیرہ و تشکین و اسے اور نذر بل کلفت فخر و اوکا ہے روضہ وہ جگہ ہے جس میں سنہری تواناگی بہت  
ہوتی ہے سورہ روم میں اس کی تفسیر گزرجکی ہے روضہ جنت کا پاکیزہ و خوب تر ساکن جنت ہر جیل سے  
کہ روضہ دنیا کا اُس کا بہترین مکانات ہر اس میں تنفیہ ہے اس پر کہ مسلمین عاصمین اہل جنت کو ہیں  
کیونکہ سونین عالمین صالحات کو اس بات کو ساتھ خاص کیا کہ وہ روضات جنت میں ہیں اور روضات  
جنت کی جا بوائے شریف و عمدہ ہیں اور جو ملکین کہ ان اوصاف کو کم درجے کی ہیں ضرور ہے کہ وہ مخصوص  
ہوں اُن لوگوں کے ساتھ جو سونین عالمین صالحات سے کم درجے کے ہیں معتزل سے کہو کہ دیکھو جناب  
حافظ شیراز رحمت اللہ تعالیٰ کیا خوب فرماتے ہیں ۷

|                               |                             |
|-------------------------------|-----------------------------|
| رقیب و رگز و بیش ازین کن نخرت | کہ ساکنان دیو دست خاک سازند |
| نصیب یاست بہشت ای خدا شناسن   | کہ سخن کرامت گن ابہگار اند  |

غرض کہ عیش و آرام ہی ہے کہ ساکنان نفیس ہو اور لذت کی اشیاء بامیہ ہوں سو فزادیا کہ رہنے اپنے کو جنت  
کے عین میں اور کہا نے چنے لذت لینے کی چیزوں کو ایسے مختصر و جامع بیان سے او فرمایا کہ مافوق اُس کے  
مصور بنین ہے لھم ثانیاً قون عیند کہ تعظم یعنی واسطے اُن کے موجود و مہیا ہے اصناف نعم و  
افراح مستلذات سے جو وہ چاہیں تو دیکھا ہے رکے کلر عن عذوف ہر لیاؤن کا یا بہت قرار کا جو کہ کل  
ہے ہم میں اور عنایت مجازی ہے قاضی صاحب رحمہم کا مختار قول ثانی ہے پھر فرمایا ذلک ہوا الفضل  
الکین یعنی بے ساز و سامان عشرت نشان جو سونین کے واسطے ذکر کیا گیا یہی ہے بڑا فضل جس کا  
ذبیان ہو سکتا ہے نہ اُس کی کم صفت و معرفت حقیقت کی طرف عقول کو راہ ہے بہلا حبیبی مثال  
کہ فرمائے تو پھر وہ کون ہے جو اُس کی قدر کا اندازہ کر سکے شیخ فرماتے ہیں یہ قصر رحم ہے اس کی کہ جزا  
عمل صالح پر پرب ہوئی اُس کا حصول جیو اس صرف بطریق فضل ہوا نہ بطریق متحاق اللہم ان ذلک بجز  
فضل کا فتح نہ صرف کر تک یا سیدنا مولانا و اذناک علیک بغیر آمین علیہ سید المرسلین صلی اللہ  
علیہ و آلہ و صحبہ ہمین ذلک الذی یبشیر اللہ عبادہ الذین استوا و علیہم الصلوٰۃ و السلام قل لا اکتفون  
حلیہ جعل الا المودۃ فی القلوب مدون یفترق حسنۃ تروکہ فیہا حسنا ان اللہ کفوف کفوف  
ام یقولون افری علی اللہ کذباً فان ینک اللہ بخیر علی قلبک و یتیم اللہ الابل  
و یجیح الحق بکلیتہم انک علیکم بدات الشکر و یرہ جو غیری و یتاہ اللہ اپنے ایمان  
بندگان کو جہا کرتے ہیں بچے کام تو کہ میں نامتائین اس پر تم سے کو چنگ مگر وہی چاہتے ہیں

اور جو کوئی کہادے گا کسی ہم اس کو بڑا دین گے اس کی طہری بیشک اللہ سدا مقرر ہے حق ماننا گیا کہ تم نے  
 اُس نے باندھا اللہ چوٹ سوا اللہ اگر چاہے مگر کردے پیرے دل پڑا اور شام ہے اللہ چوٹ کو اور ثابت کرنا ہے  
 سچ کو اپنی باتوں سے اس کو معلوم ہے جو دونوں میں ہے **ف**تے اپنے قرآن پہونچا تھے پر ایک بنین مانگا مگر  
 قرابت کی دوستی یعنی بن ہمارا بہائی ہوں فات کا مجھ سے بدی ذکر **و**تے اپنے اللہ اپنے اور پر کیا  
 جھوٹ بول کر دے دل کو بند کر دے مضمون نہ آوے جس کو باندھے اور چاہے تو کفر کو سناوے بن پیغام  
 پہنچے مگر وہ اپنی باتوں سے دین ثابت کرنا چاہا اسلئے بنی پر کلام بھیجتا ہے **ان**تھ **و**تے اللہ پاک  
 نے جو ذکر فرمایا کہ بندگان مؤمنین عاملین صالحات کے واسطے روضات جنات ہیں سو اس کی طرف اشارہ کر  
 فرماتا ہے ذلک الذی بیشر اللہ عبادہ الذین آمنوا و عملوا الصالحات یعنی یہ اُن کو مژدہ حاصل ہوگا جو عباس کے  
 کہ اللہ پاک نے اُن کو بشارت دی ہو قوله تعالى قل لا اکتکم مخلصا ایحدا الا اللہ فی القربی یعنی ای  
 محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہہ دے ان کفار قریش کو مشرکوں سے کہ میں بنین مانگتا ہوں تم سے اسلئے  
 کہ پہونچانے پر اور عنہاری خیر خواہی کرنے پر کچھ مال کہ تم مجھے دو اور تم سے صرف یہ طلب کرنا ہوں کہ تم  
 اپنی مشرکوں سے روکو اور مجھے چھوڑ دو کہ میں اپنے رب کی رسالتیں پہونچاؤں اگر تم میری مدد کرو تو مجھ  
 ایذا ہی مت دو بسبب اُس قرابت کو جو درمیان میرے اور عنہارے ہے **ع** مرابخیر تو اسید بنبت دبیر  
 بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ کسی نے اُن سوال المودۃ فی القرب  
 کا پہونچا تو سعید بن جبیر بول اٹھے کہ قربے آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں حضرت ابن عباس نے فرمایا  
 تو نے جلدی کی قریش میں سے کوئی بطن نہ تھا مگر بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس میں قرابت تھی سو  
 مگر یہ کہ ملاؤ اُس قرابت کو جو درمیان میرے اور عنہارے ہے **و**الحدیث یہ البخاری ورواۃ الامام احمد  
**عن** یحییٰ القطان **عن** شعبۃ **یہ** وھلکذا روی حاکم النعمانی **و**الفتح **و**علی بن ابی طلحۃ **و**  
**العوفی** **و**یوسف بن وہبان **و**فخر بن عبد بن حمز **و**ابن کثیر **و**ابن جریر **و**ابن کثیر **و**ابن کثیر **و**ابن کثیر **و**ابن کثیر  
**نجاہد** **و**ابن کثیر **و**ابن کثیر **و**ابن کثیر **و**ابن کثیر **و**ابن کثیر **و**ابن کثیر **و**ابن کثیر **و**ابن کثیر **و**ابن کثیر  
 حافظ ابو القاسم طبرانی نے من صمد بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کیا ہے کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا میں بنین مانگتا ہوں تم سے اس پر کچھ مژدہ دی مگر یہ کہ  
 تم جو سے دوستی رکھو میرے نفس میں بسبب میری قرابت کہ تم سے اور نگاہ رکھو اُس قرابت کو جو درمیان  
 میرے اور عنہارے ہو امام احمد نے عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کیا ہے کہ بنی  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یعنی اس کی تفسیر میں کہ میں بنین مانگتا ہوں کہ تم سے اس سے پہونچنے

میں ہمارے پاس لایا بیات وہی سے کچھ دوسری مگر یہ کہ تم دوستی سکھواتے تالی سے اور یہ کہ تقرب کو طرف  
 اُس کے ساتھ طاعت اُس کی کے اور اسی طرح قتادہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مثل اس کے روایت کیا  
 ہے اور یہ گویا تعقیب بقول ثانی ہے گویا یوں فرماتے ہیں مگر یہ کہ عمل کرو ساتھ طاعت کے جو کہ قریب کر دو تم کو  
 نزدیک اللہ کے پاس کا درجہ اس ایک غیر قول ہے یہ وہ ہے جس کو بخاری وغیرہ نے بروایت سعید بن جبیر  
 حکایت کیا ہے سعید نے کہا سنئے اُس کے یہ ہیں کہ تم دوستی کرو مجھ سے میری قرابت میں بیٹے تم ان کے ساتھ  
 احسان و نیکی کرو سدی ابوالدیلیم سے روایت کرتے ہیں کہ جبکہ حضرت علی بنے امام زین العابدین  
 فرزند ارجمند حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو قید کر کے لائے بہرِ ترحم و مشق پر کٹے ہوئے گئے تو اہلِ شلم  
 میں کا ایک شخص ملعون کٹرا ہوا کہ اے اللہ الہی قتلکم و ہستامکلم قطع قرن القنہ بیٹے حمد ہے  
 اس اللہ کو جس نے تم کو قتل کیا اور جڑ پیڑ سے تم کو اکھاڑ دالا اور فتنے کے سینکڑوں کٹا ڈالا تو حضرت علی  
 ابن الحسین رضی اللہ عنہما نے اُس سے فرمایا کیا تو نے قرآن پڑھا ہے وہ بولا ہاں فرمایا کیا تو نے آلِ حم  
 پڑھی ہے کہا کیا میں نے قرآن پڑھا اور آلِ حم میں نے نہیں پڑھی فرمایا تو نے نہیں پڑھا تو نے اہلِ حم  
 علیا جبال المودۃ فی القرب وہ بولا وانکم لانتہم ہم بیٹے وہ ہتھین ہو فرمایا ہاں ابوالوہاب سیسی کہتے  
 ہیں میں نے اس آیت کا عروبنِ شعیبے پوچھا تو کہا قرآن کی کونسی جگہ ہے علیہ السلام و کلمہ لہا ابنِ جونیہ  
 پھر ابنِ جریر نے بسند خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انصار نے کہا صلوات  
 علیہما و کانتہم مخرفا بیٹے ہم نے یہ کام کیا وہ کام کیا گویا اپنے کاموں پر فخر کیا تو حضرت ابن عباس یا حضرت  
 عباس رضی اللہ عنہما بولے یہ شک عبدِ اسلام راوی کا ہے فرمایا انہما افضل علیکم بیٹے ہم کو فضیلت  
 ہے تم پر پھر یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ انصار کے پاس تشریف لائے اُن کی مجلسوں  
 میں بہرِ فرمایا اے گروہ انصار کیا تم نہ تھے ذلیل پھر اللہ نے تم کو عزت دی میرے سبب سے بولے کیوں نہیں  
 یا رسول اللہ اسے فرمایا کیا تم نہ تھے گمراہ پھر اللہ نے تم کو ہدایت کی میری وجہ سے بولے کیوں نہیں یا رسول  
 اللہ فرمایا کیا تم مجھ کو جواب نہیں دیتے ہو عرض کیا یا رسول اللہ ہم کیا کہیں فرمایا کیوں نہیں کہتے  
 کیا نہیں لگا لگا تجھ کو تیری قوم نے سو ہم نے تجھے جگہ دی کیا نہیں جھٹلایا انہوں نے تجھ کو پھر ہم نے  
 تیری تصدیق کی کیا نہیں بے مدد چھوڑا تجھ کو پھر ہم نے تیری مدد کی پھر فرماتے ہے یہاں تک کہ انصار  
 کشنوں کے بل بیٹھ گئے اور عرض کیا ہماری اولاد اور جو کچھ ہمارے ہاتھوں میں سے واسطے اللہ کے  
 ہے اور اُس کے رسول کے کہا اس پر یہ آیت نازل ہوئی قل لا اسألكم الا یہ وھكذالك اذ اٰن ابی حاتم  
 عن عجلۃ بن النعمان عن عبد اللہ بن عبد اللہ عن عبد اللہ بن عبد اللہ عن عبد اللہ بن عبد اللہ عن عبد اللہ بن عبد اللہ

علی بن حنیفہ  
 حاکم بن حنیفہ  
 حاکم بن حنیفہ

صَغُفَ يَأْتِيَانِي فِيهِ مَثَلَهُ أَوْ قَرِيبًا مِنْهُ وَفِي الصَّحَاحِ فِي قَسَمِ عَنَّا فِي قَرِيبٍ مِنْ هَذَا الشَّيْءِ  
وَلَكِنْ لَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ نَزُولِ هَذِهِ الْآيَةِ وَذِكْرُ نَزُولِهَا فِي الْمَدِينَةِ فِيهِ نَظَرٌ لِأَنَّ الشَّيْءَ الْمَذْكُورَ  
وَلَكِنْ يَظْهَرُ بَيْنَ هَذِهِ الْآيَةِ وَهَذَا الشَّيْءِ مُمَاسَّةٌ وَاللَّهُ أَعْلَمُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ عَنِ سَبِّ  
ابْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رُوَيْتٍ كَمَا جَاءَ فِي آيَةِ أَتَى نَوْصَابًا بَنِي عَمْرِو بْنِ أَبِي رَاسٍ  
يَكُونُ لَوَظْمِ بْنِ جَنٍّ وَدَوَّاسِي كَالْمَدِينَةِ مِنْ زَمَانِهِ فَرَمَا فَا طَلَبَهُ وَوَلَدَهَا يَحْتَضِرُ فَاطِمَةَ أَدْرَأْسَ كِي وَادَّ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمُ يَسْمُو وَصُفِيٍّ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ مَجْمُولٌ شَخْصٌ غَيْرُ مَعْرُوفٍ هُوَ رَوَى عَنْهُ فَخْجُ شَيْبِي خُزْزَرِ  
سَ عَنْ وَجْهِ حَسَنِ الشَّعْرِيِّ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ مَقْبُولٌ بَيْنَهُمْ هُوَ رَوَى عَنْهُ زَيْدُ بْنُ أَبِي حَاتِمٍ  
هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
كَانَ لِحَضْرَتِ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ بَنِينَ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرِ مَدَّ كَيْ سَلَّمَ هَجْرِي مِنْ حَافِظِ ابْنِ كَنْزٍ  
الْمَدَائِلُ فَرَمَاتِهِ مِنْ حَقِّ تَقْسِيرِ اسْمِ آيَةِ كِي هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
حَضْرَتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمْ يَسْمَعْ اسْمَ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ كِي هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
كِي وَصِيَّتُ فَرَمَاتِهِ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
وَهُ فَوْزِيَّتُ طَاهِرٌ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
حَبِّ كِي هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
أَوْرَأْسَ كِي هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
فَارَأَيْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَفِي عَزَائِرِي نَا إِلَهُكُمْ لَكُمْ يُفَاتِرُ قَاتِلُكُمْ يَزِيدُ أَعْلَى لَكُمْ  
يَعْنِي بِيْنِي كِي هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
أَوْرَأْسَ كِي هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ رُوَايَاتِهِ كَمَا يَسْمَعُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
سَ شَيْءٍ مِنْ تَوْحِيدِ خُوشٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
بَيْنَهُمْ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
خُفَا هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
إِبْلَانِ بِيْنَانِي كِي هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ

عَنْ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رُوَيْتٍ كَمَا جَاءَ فِي آيَةِ أَتَى نَوْصَابًا بَنِي عَمْرِو بْنِ أَبِي رَاسٍ  
يَكُونُ لَوَظْمِ بْنِ جَنٍّ وَدَوَّاسِي كَالْمَدِينَةِ مِنْ زَمَانِهِ فَرَمَا فَا طَلَبَهُ وَوَلَدَهَا يَحْتَضِرُ فَاطِمَةَ أَدْرَأْسَ كِي وَادَّ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمُ يَسْمُو وَصُفِيٍّ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ مَجْمُولٌ شَخْصٌ غَيْرُ مَعْرُوفٍ هُوَ رَوَى عَنْهُ فَخْجُ شَيْبِي خُزْزَرِ  
سَ عَنْ وَجْهِ حَسَنِ الشَّعْرِيِّ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ مَقْبُولٌ بَيْنَهُمْ هُوَ رَوَى عَنْهُ زَيْدُ بْنُ أَبِي حَاتِمٍ  
هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
كَانَ لِحَضْرَتِ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ بَنِينَ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرِ مَدَّ كَيْ سَلَّمَ هَجْرِي مِنْ حَافِظِ ابْنِ كَنْزٍ  
الْمَدَائِلُ فَرَمَاتِهِ مِنْ حَقِّ تَقْسِيرِ اسْمِ آيَةِ كِي هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
حَضْرَتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمْ يَسْمَعْ اسْمَ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ كِي هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
كِي وَصِيَّتُ فَرَمَاتِهِ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
وَهُ فَوْزِيَّتُ طَاهِرٌ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
حَبِّ كِي هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
أَوْرَأْسَ كِي هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
فَارَأَيْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَفِي عَزَائِرِي نَا إِلَهُكُمْ لَكُمْ يُفَاتِرُ قَاتِلُكُمْ يَزِيدُ أَعْلَى لَكُمْ  
يَعْنِي بِيْنِي كِي هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
أَوْرَأْسَ كِي هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ رُوَايَاتِهِ كَمَا يَسْمَعُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
سَ شَيْءٍ مِنْ تَوْحِيدِ خُوشٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
بَيْنَهُمْ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
خُفَا هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ  
إِبْلَانِ بِيْنَانِي كِي هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ هُوَ اسْمُ ابْنِ أَبِي حَاتِمٍ

عبدالطلب بن ربیع سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت عباس رضی اللہ عنہ داخل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہر کیا بیشک ہم البتہ نکلنے میں تو ہم دیکھتے ہیں قریش کو کہ ہاتھیں کرتے ہوئے ہیں بہر جب ہم کو دیکھا تو جب ہو گئے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا ہوئے یہاں تک کہ ایک رگ اُبھڑائی در میان آپ کے ہر دو چشم مبارک کے بہر فرمایا وہ داخل نہ ہو گا دل میں کسی مرد مسلمان کے ایمان یہاں تک کہ دوست کو تو تم کو دھڑلے اللہ کے اور واسطے میری قرابت کے بخارمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ ہوا ہی ہر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اَرْفَعُوْا لِحْتَائِکُمْ لِیَّ اِنَّ اللّٰہَ عَلَیْکُمْ بِشَیْءٍ فِیْ اٰہِلِیْہِ بِیْنِیْہِ کَلَّہُ رَکُوعِیْہِ مَحَافِظُتِہِمْ وَحُضُورِہِ صَلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپ کے اہل بیت میں طلب یہ ہے کہ آپ کی وجہ سے آپ کے اہل بیت کا عظام و احترام کرو ان کی تعظیم کرنا آپ ہی کی تعظیم کرنا ہے اسی لیے بزرگان دین اپنے استاد و پیر کرسیب سے اُن کی اولاد کی تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے صحیح کہین ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا والد البتہ قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیادہ تر محبوب ہے مجھ کو کہ رسول میں قرابت میری سے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا والد البتہ تیرا اسلام حسین کہ تو اسلام لایا محبوب تر تھا مجھ کو اسلام خطاب کے اگر وہ اسلام لانا اس واسطے کہ تیرا اسلام محبوب تر تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کے اسلام سے پس ہر مسلمان پر یہی وجہ ہے کہ اُس کا حال مثل حال شیخین رضی اللہ عنہما کے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کو آپ کی وجہ سے کیسے محبوب رکھتے تھے کہ اپنے والد و اولاد سے بڑھ کر اُن کو سب سے تہہ پر یہی وجہ ہے کہ عبد بنیہ و مسلمین کے فضل و شرف ہوئے رضی اللہ عنہما و عن سائر اہل صحابہ و معین امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے بزرید بن حیان سے روایت کیا ہے کہ جہا ملائین و جحصین بن مسیر و عمر بن سلم طرف زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے بہر جب ہم اُن کی طرف بیٹھو تو حصین نے اُن کو کہا البتہ مقرر اسے زید تم خیر کثیر سے ملے تم مقرر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اپنے آپ کے ویدارفا الفضل لا انوار سے مشرف ہوئے اور آپ کی حدیث مشرف سننی اور آپ کے ساتھ غزائی اور آپ کے ساتھ نماز تہی اسی زید تم خیر کثیر دیکھی اے زید تم ہم کو حدیث کرو اس شے کی جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے حضرت زید نے فرمایا اے پیغمبر والد البتہ مقرر میل سن بٹا ہو گیا اور میرا زمانہ قدیم ہو گیا اور میں کہل گیا حصین اُس شے کا جس کو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یاد رکھتا تھا پس جو کچھ میں تم کو حدیث کر چکا ہوں سو اُس کو قبول کرو اور جس کی میں نے تم کو حدیث نہیں کی سو اُسکی تم مجھے تکلیف نہ دو بہر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کثر ہے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہم میں خلط پڑنے کو ایک بابائی چرس کو تم کہتے ہیں در میان مکہ و مدینہ کے سو آپ نے اسے خالی کی حدیث

کی اور وہ غلط نصیحت فرمائی بہر فرمایا اما بعد خبردار لوگو میں جو بہن سوا ایک شہر بہن قریب ہے یہ کہ اسے میرے  
 پاس فاصد سیر رکھ کر تو میں جواب دوں اور بیشک میں چوڑے والا ہوں تم میں نکلین کو اول انکا امہ فعلی  
 کی کتاب ہے اس میں ہدایت و نصیر ہے کہ کتاب امہ ہر شکوہ یعنی پس ہم کہہ دے کہ کتاب کو اور خوب مضبوط  
 پکڑو اس کو پس کتاب امہ پر آمادہ کیا اور اس میں رغبت دلائی اور فرمایا و اہل بیٹی اذکر کم امہ فی اہل بیٹی  
 اذکر کم امہ فی اہل بیٹی میں نے اور میرے اہل بیت یاد دلاتا ہوں میں تم کو امہ اپنے اہل بیت میں یاد دلاتا  
 ہوں میں تم کو امہ اپنے اہل بیت میں پس حصین نے زید کو کہا اسے زیاد کہ اہل بیت کون ہیں کیا نہیں  
 ہیں آپ کی بیبیان آپ کے اہل بیت کے کیا بیان آپ کے اہل بیت سہین و لیکن آپ کے  
 اہل بیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام کیا گیا ہے بعد آپ کے کہ وہ کون ہیں زید نے فرمایا وہ آل علی آل عقیل  
 آل جعفر آل عباس میں نے ان سب کی اولاد رضی اللہ عنہم حصین نے کہا کیا ان سب پر صدقہ حرام کیا  
 گیا ہے زید نے کہا ہاں و لہذا کہ انکاء مسلک فی الفضائل والنسب من طریقی عن زید بن جحش  
 یہ ابو سعید زیدی کا لفظ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
 فرمایا ہے اِنِّیْ نَارِ اُشْرِیْکُمْ مَا اَنْ تَمْسُکُمْ یَوْمَ لَوْ تَصْلُوْا بَعْدَیْ اَحَدُکُمْ اَعْظَمَ مِنَ الْاَیْخِ کِتَابُ اللّٰہِ  
 حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ مِّنَ السَّمَاءِ اِلَی الْاَرْضِ ذَا الْاَیْخِ غَیْرِیْ اَہْلُ بَیْتِیْ وَلَکِنْ یَفْکَرُ فَاَحْسَبُ یُرِیْ عَلٰی  
 الْحَوْضِ فَاَنْظُرْ اَکَیْفَ تَخْلَعُوْا فِیْ فِیْہِمَا تَفَرَّدَ بِرِوَاۓتِہِ التِّرْمِذِیُّ ثُمَّ قَالَ ہَذَا اَحَدُ نَبِیِّکُمْ  
 غَیْرِیْ یُنِیْ بَیْ شَکِّ مِیْنِ چوڑے والا ہوں تم میں وہ شے کہ اگر تم خوب مضبوط ہو کو پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ  
 ہو گے بعد میرے ایک بزرگ تر ہے دوسرے امہ کی کتاب ایک سی سی ہوئی ہے آسمان سے زمین تک اور وہ سی  
 میری محنت میرے اہل بیت میں اور ہرگز وہ جہان ہوں گے یہاں تک کہ وارد ہوں گے حوض پر سو تم انظر کرو  
 کیسی خلافت کرتے ہو تم میری ان دونوں میں ترمذی نے یہ سند خود عن زید بن الحسن عن جعفر بن محمد عن  
 ابی عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم روایت کیا ہے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے  
 حج میں عرفے کے دن اور آپ اپنی اوشنی مقصود نام پر خطبہ پڑھ رہے تھے سو میں نے آپ کو سنا کہ فرماتے تھے  
 لوگو بیشک میں نے چوڑی تم میں وہ شے کہ اگر تم اس کو پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے کتاب امہ کی اور حضرت  
 میری اہل بیت میری تفرّد یہ التِّرْمِذِیُّ اَیْضًا وَقَالَ حَسَنٌ غَیْرِیْ کَیْ الْاَہْلِ عَنِ اَبِیْ ذَرٍّ وَابْنِ سَعْدٍ  
 وَذَرِّیْنَ اَرَفَتْہُ وَحَدَّثَہُ بِنِ اسْتَبْدِلَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ پھر ترمذی نے یہ سند خود عن علی بن عبد اللہ  
 ابن عباس عن ابی عن جہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
 فرمایا ہے اَحْبِبُّوا اللّٰہَ تَعَالٰی لِیَا یَعْبُدَ وَکُمْ مِنْ بَعْدِیْ فَاَحْبِبُوْا بَیْتَ اللّٰہِ وَآحِبُّوا اَہْلَ بَیْتِیْ یُحِبُّوْا

یہ ترمذی کا ہے  
 اسے ابو سعید زیدی  
 کا ہے  
 اسے جعفر بن محمد  
 کا ہے  
 اسے ابی عن جہ  
 عبد اللہ بن عباس  
 کا ہے





اس لفظ کے قرارت کا بیان اول گند چکا ہے یعنی فضل گمیر وہ ہے جس کی بشارت دیتا ہے اللہ اپنے بندوں کو بہر بندوں کا یہ وصف بیان کیا کہ وہ مین جو ایمان لائے اور سہلایان کین پس جن کو یہ بشارت دی گئی وہ بھی لوگ مین جنہوں نے جمع کیا ہے در میان ایمان کے اور عمل کرنے کے ساتھ اس شے کے جس کا اللہ پاک نے امر فرمایا ہے اور اس چیز کے جوڑنے کی جس سے اس نے منع کیا ہے پھر جب اللہ پاک نے ان احکام شریفہ کا ذکر کیا جن پر اس کی کتاب بغیر مشتمل ہے اور جن کی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی ہے تو ان کو امر فرمایا کہ ان کو اس بات کی خبر دین کہ یہ سبب پہونچانے ان احکام کے ان کو کجا جرت نہیں جانتے مین قل لا اساکم علیہ اجرا لینے اسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہدے کہ مین تم سے طلب نہیں کرتا ہوں بشارت یا نذارت کی رسالت پہونچانے پر کچھ مزدوری اور نہ کوئی نفع کو قلیل ہو اب نہ آئندہ الا المودۃ فی القربے لینے مگر طلب کرتا ہوں محبت عظیم و واسع قریبی مین لینے ایسی بڑی وسیع محبت جو کہ قریبے مین مظروف ہو باین طور کہ قریبے کہ اس کے واسطے موضع وظرف ہے جس سے تمہاری محبت مین کی کوئی شے خارج نہیں ہوتی ہے یہ خطاب یا توفیش کو ہے اس لیے کہ آپ کا سارو قبایل فخر مین رشتہ تھا یہ قول عکرمو مجاہد و ابوناک شعی کا ہے یا خطاب ہے توفیش کو اور انصار کو اس لیے کہ انصار آپ کے نامہال والے لوگ مین یا خطاب ہے سارے عرب کو کیونکہ نے الجملہ وہ سببے اقارب مین اس آیت کے معنی مین تین قول مین چنانچہ اول مہ اول کے گند چکے مین یہاں اور طرز سے ان کا بیان کیا جاتا ہے قول اول یہ ہے کہ قریبی یعنی قرابت و رحم ہے لینے رشتہ جملہ مصادر قرب مند کبے ہے اس کی سند مین کسی قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی مین ایک نوہی ہے جو بڑا بخت بخاری اول گز چکا ہے تفسر البقرنی سعید بن جبیر ان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا مین نہیں سوال کرتا ہوں تم سے اس پر کچھ مزدوری مگر یہ کہ مودت رکھو مجھ سے میرے نفس مین یہ سبب میری قرابت کے اور محفوظ رکھو اس قرابت کو جو در میان میرے اور تمہارے ہے تفسر البقرنی شعی ان سے مروی ہے شعی کہتے مین لوگوں نے ہم پر کثرت کی اس آیت مین لینے اس کے معنی پوچھنے مین تو ہم نے حضرت ابن عباس کو لکھا اس کا ہم ان سے پوچھتے تھے سوائہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطہ الحب تھے توفیش مین کوئی لطف لینے فقید نہ تھا ان کے بطون کو مگر حال یہ ہے کہ آپ کی اس مین قرابت نہی پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو ان سے کہدے کہ مین نہیں مانگا ہوں اس پر مینے اس شے جو پس کی طرف مین تم کو بلاتا ہوں کچھ مزدوری مگر مودت قریبے مین لینے مگر یہ کہ تم مودت رکھو مجھ سے یہ سبب میری قرابت کے تم سے اور محفوظ رکھو مجھ کو یہ سبب

۵۰ جلد  
عزیز علی  
عن ابن عباس  
ہے

اُس کے متعلق یہ کہ تم میری قوم ہو اور تم سب بڑے کہ اس کے متعلق ہو کہ مجھے مانو اور میری اطاعت کرو بہر حال تم نے  
 اس سے انکار کیا تو حق قرابت کو تو نگاہ رکھو اور میرے ساتھ صلہ رحمی کرو اور مجھے ایذا مت دو چوتنا بطریق  
 علی بن ابی طلحہ اُن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری قریش سے قرابت تھی بہر حال انہوں نے  
 آپ کو جہلایا اور آپ کی محبت سے انکار کیا تو آپ نے فرمایا اے میری قوم جب کہ تم نے انکار کیا اس سے کہ  
 میری محبت کرو یعنی پیروی تو نگاہ رکھو میری قرابت کو تم میں اور نہ ہووے غیر تمہارا عرب کی اولی ساتھ  
 حفظ و نصرت میری کے تم سے غرض کہ ان سب قولوں سے معلوم ہوا کہ قریبہ یعنی قرابت ہے دوسرا  
 قول یہ ہے کہ قریبہ یعنی اقارب جو بطریق مجاہد حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم نے فرمایا ہے قل لا اسلمکم علیہ اجر الا المودۃ فی القربۃ ان تخطئ فی اہل بیتی و توذوہم لی یعنی مگر  
 یہ کہ تم محفوظ رکھو مجھ کو میری اہل بیت میں اور مودت رکھو اُن سے بسبب میرے اسکو دلیلی و ابوالغیم نے  
 روایت کیا ہے بطریق سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل  
 ہوئی تو صحابہ عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ آپ کے کون اقارب ہیں جن کی مودت ہو کہ وہ احب ہوئی ہے تو  
 آپ نے فرمایا علی وفاطہ اور اُن کے دو ولد آخر حجاب بنی المثنیٰ و ابی اکیحاشیم و الظکری و ابی جحش و حذیفہ  
 قَالَ السَّيِّدُ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ صَنِيعٌ كَلْبِيُّ نَحْضَرْتِ ابْنِ عَبَّاسٍ سَے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 جب مدینے میں تشریف لائے تو آپ کو لواریہ حقوق پیش آئے تھے اور آپ کے ہاتھ میں فراخی نہ تھی سو  
 انصار بولے کہ اس شخص نے تم کو ہدایت کی ہے اور وہ تمہاری بہن کا فرزند ہے اور تمہارا چڑوسی ہے  
 تمہارے شہر میں پس تم مجھ کو دواسطے اُس کے ایک طالب فیض تھوڑا ایسا سوال سے سوائے انہوں نے  
 کیا بہر اُس کو لیکر آپ کے پاس آئے تو آپ نے اُس کو اُن پر رو کر دیا اور یہ آیت نازل ہوئی قل لا اسلمکم علیہ  
 اجر ایسے تو کہ میں نہیں مانگتا ہوں تم سے ایمان پر کچھ اجر الا المودۃ فی القربۃ یعنی مگر یہ کہ تم مودت  
 رکھو میری قرابت و عنترت سے اور محفوظ رکھو مجھ کو اُن میں ذکرہ الخطیب اور بطریق معتمد حضرت ابن عباس  
 سے انصار کا قول قلنا و فعلنا اول گزر چکا ہے اُس کی اسناد میں یزید بن زیاد و ابی صنیف ہے اولی  
 یہ ہے کہ آیت مکی ہے مدنی نہیں ہے تیسرا قول یہ ہے کہ قریبہ یعنی قرب و تقرب و زلفی ہے اُس کی دلیل  
 وہ ہے جو بطریق مجاہد بن ابن عباس عن انس بن ابی شیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی تفسیر میں مروی ہے قل لا اسلمکم  
 علی ما انیتکم بہن البینات و الہدی اجر الا ان توذوا اللہ و ان تقرؤا الیہ اطاعت اس کا ذکر یہی اول چھپکا  
 ہے حضرت حسن کا لفظ یہ ہے بالطاعت و العمل الصالح ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے بطریق ضحاک حضرت  
 ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مکے میں نازل ہوئی اور شکر بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا





کہو کہ جو شے قائم مقام طلبہ جبر کی ہے یعنی مودت فی القربى اُس کا صدور آپ کے کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے تو  
کامین گئے کہ یہ تو بڑے حسین پیرائے میں طلبہ جبر کی نفی ہے ویکہ کسی شاعر نے کہا ہے ۛ

وَلَا عَيْبَ فِندِمْ غَيْرِ اَنْتُمْ سَيُفَوِّتُمْ بِهِمْ فَلَوْلَا مِنْ فِرَاحِ الْكَتَائِبِ

کسی قوم کی شجاعت کی تعریف کرتا ہے کہتا ہے اُن میں کوئی عیب نہیں ہے سوا اس کے کہ اُن کی تلواروں  
میں لشکر دان کے مارنے پٹینے سے دندانے ٹپ گئے ہیں حالانکہ یہ عیب نہیں ہے بلکہ بڑا بہتر ہے اسی طرح دنیا  
سبھو حاصل یہ ہوا کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا ہوں مگر یہ اجر یعنی مودت فی القربى حالانکہ حقیقت میں  
یہ اجر نہیں ہے کیونکہ اجر تو وہ ہے جو عمل کے مقابلے میں واجب ہوتا ہے اور مودت آپ کی امداد آپ کے اقربا  
کی فزولش پر واجب تھی گو یہ فرض کر لیا جائے کہ آپ نبی کر کے اُن کی طرف نہیں بھیجے گئے اور نہ آپ نے  
اُن کو وحی الہی پونچائی کیونکہ آپ اور آپ کے اقربا ان کے رشتہ دار تھے تو ان کی صلہ رحمی کرنا اور ان  
کی ایذا دہی سے باز رہنا بہ حکم مروت جبلی واجب تھا تو اب اُن کی مودت قریب میں تبلیغ کا اجر نہ ہوئی  
اس لیے کہ قطع نظر تبلیغ سے اس کا جواب اُن پر تھا پس آپ تبلیغ پر طالب اجر نہ ہوئے مگر آپ نے مودت  
کا نام اجر رکھا اور مودت کو اجر کے ساتھ تشبیہ و تکرار سے اس کا ہتھکڑیا لیا اس قدر انصاف کی صحت  
میں کافی ہے دوسرا قول یہ ہے کہ ہتھکڑیا منقطع ہے لا اساکم علی اجراء کلام تمام ہو چکا ہے فرمایا  
اَلَا الْمُدَّةُ فِي الْقَرَبِ لَیْسَ لَیْکُنْ مِنْ بَادِیَاتِ اَمْرٍ تَمَّ کَوْنُ اِجْتِمَاعِ قَرَابَتِ تَمَّ مِنْ رَجَاجِ اِیْسَ کَ فَاُلْ هَمِنْ  
کہ منقطع ہے اس بنا پر یہ سنئے ہیں لا اساکم علی اجراء قطع و لکن اساکم المدد فی القربی الہی  
بینی بینکم ارقبونی فیہا ولا تعجلوا الے ودعونی والناس یسئین من بنین ہانکنا ہوں تم سے اس پر کچھ  
اجر ہو گا و لیکن سوال کرتا ہوں تم سے مودت کا قرابت میں جو کہ در میان میرے اور ممانا رے ہو با برادری  
کو تم میری اس میں اور مست جلدی کرو میری طرف اور چہرہ زرد ہو مجھ کو اور لوگوں کو اسی سننے کے قتادہ غیر  
فائل ہیں چنانچہ اول ذکر ہو چکا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر تم میرا حق نہیں پہچانتے ہو بسبب میری نبوت  
کے اور بوجہ رحمت عامہ ہونے میرے کے تو اس کو تو کم نہ ہو کہ بسبب قرابت کے مجھ سے دوستی رکھو  
اور شتر داری کا پاس کر داب فرما اس میں خفتار کو دیکھو کہ اَلَا الْمُدَّةُ فِي الْقَرَبِ لَیْسَ لَیْکُنْ اِیْسَ اِیْسَ  
کے رکھا ہے الا ان تو دولی القربا ہی سنکم چونکہ قرابت کی وجہ سے باہم مودت و محبت رکھنا ایک نیک  
بات ہے اس لیے فرمایا یَنْ تَقَاتِلُوْا حَسَنَةً تَنْزِلُ فِیْہَا حَسَنًا یعنی جو کوئی کما لے کوئی طاعت تو  
زیادہ کریں ہم واسطے اُس کے اُس حد یعنی طاعت میں یا جنت میں جن کو ساتھ مضامین کرنے اُس کے ثواب  
کے مقابل نے کما منسہ ہیں جو کوئی کما لے ایک حد تو زیادہ کریں ہم واسطے اُس کے اُس میں حسن مضامین

کریں ہم اُس کو ایک کے بدلے میں دس اور زیادہ کسی نے کہا کہ مراد اس سنہ سو ہی مودت فی القربے ہے لیکن عموم پر  
 حمل کرنا اولیٰ ہے اور مودت فی القربے بدخل اولیٰ اس کے تحت میں بدخل ہوگی اس لیے کہ حسنہ کا ذکر مودت فی القربے  
 کے عقب میں ہوا ہے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ چنانچہ مودت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل میں  
 یہ قول اُسی ایک قول کی بنا پر ہے جو کہ اقوالِ ثلثہ میں اول گزر چکا ہے سدی کہتے ہیں کہ یہ آیت نازل ہوئی حق  
 میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور اُن کی مودت کے اہل بیت کے حق میں لیکن ظاہر آیت عموم ہے اقرب  
 یعنی اکتساب ہو اصل قریب کی کسی محاورے میں بولتے ہیں فلان یقرن لعلیٰ ای کسیس باب اس کا ضرب  
 ایضاً ہے ماخوذ ہے قول عرب رجل قرنتہ جبکہ وہ حیدر گندہ پر کار ہوا اللہ اکفؤنک شکوہ یعنی جو کوئی کچھ  
 نیکی کرے گا تو اسے پاک اُس کے اجر میں جزا ملے گا اس واسطے کہ بیشک اللہ العزیز بڑا بخشنے والا ہے واسطے  
 گناہکاروں کے اور ثباتِ رزق ہے وہ مظلومانہ داروں کے قتادہ نے کہا غفور ہے واسطے گناہوں کے  
 شکور ہے واسطے نیکیوں کے سدی نے کہا غفور ہے واسطے گناہوں کے آل حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کے شکور ہے واسطے قلیل کے تو اس کو مضاعف کر دینا اھفقوون انفری علی اللہ گناہ کا کلام  
 منقطع یعنی بل ہزہ ہے بل تو واسطے اضر کے ہے کلام سابق سے اور ہزہ انکار تو بچی کا ہے یعنی بلکہ  
 کیا وہ کہتے ہیں کہ باندہ لیا اُس نے اللہ پر جھوٹ باین طور کہ نبوت کا معنی ہوا اور قرآن کی نسبت اللہ تعالیٰ  
 کی طرف کی پھر اللہ کے اس بات کا یہ جواب دیا کانی کینا اللہ یخبرکم علی قلیک یعنی اگر وہ باندہ تھا  
 پر جھوٹ تو البتہ چاہتا مصادرنہ ہونا جھوٹ کا اُس سے اور مہر کر دینا اُس کے دل پر باین طور کہ خطرہ نہ اُٹا اُس  
 کے دل میں کسی فتنے کا اُن چیزوں سے جن میں اُس نے جھوٹ بولا جیسا کہ تم خیال کرنے ہو قتادہ نے کہا  
 پس اگر چاہے اللہ تو مہر کر دے تیرے دل پر پس پہلا دے تجھ کو قرآن پس خبر دے اُن کو اس بات کی کہ اگر وہ  
 افتر کرتا اللہ تو اُس کے ساتھ وہ معاملہ کرتا جس کی اس آیت میں اُن کو خبر دی ہے مجاہد و مقاتل نے  
 کہا مہر اگر چاہے اللہ تو بندہ کو دے تیرے دل پر ساتھ صبر کرنے کے اُن کی ایذا پر بہانہ کہ اُن کی بات  
 سے تیرے دل میں کچھ مشقت بدخل نہ ہو کسی نے کہا کہ یہ خطاب تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ رہے اور مراد  
 کفار میں لینے اگر چاہے تو مہر کر دے کفار کے دلوں پر اور حلبی سے اُن پر عقوبت ڈال مریہ قول قشیری  
 نے ذکر کیا ہے کسی نے کہا یہ سننے میں کہ اگر تیرا جی تجھ سے یہ کہتا کہ تو باندہ ہے اللہ پر جھوٹ تو البتہ وہ مہر  
 کر دینا تیرے دل پر کیونکہ جھوٹ پر وہی جرات کرتا ہے جس کے دل پر نہر کی ہوئی ہوتی ہے والاولیٰ اولیٰ  
 مقصود اس کلام سے مبالغہ ہے استبعاد کے ثابت کرنے میں فی کینا اللہ الباطل کلام متناف ہے  
 مانفیل میں جو نفی افتر کی ہے اُس کی تقریر تاکید کے لیے لایا گیا ہے جہاں شرط میں وہل نہیں ہے

اس لیے کہ اللہ پاک باطل کو مطلقاً محو کر لیتے حرف واد لفظ اس سے ساقط ہو گیا یہ سبب اتقائے سائنین کے  
اور لفظ چرمل کے خطائی گرا دیا ہے جس طرح کہ سندھج الثبانیۃ کو بے واو لکھا ہے ذکرہ اسمین اہل نابی  
کہتے ہیں کہ ختم علی قلبک پر وقف نام ہے یعنی اور مابعد اس کا کلام متانف ہر کسائی فرماتے ہیں اس پر  
تقدیر و تاخیر ہے اسے وادھجوا الباطل اور یہ حکایت کیا ہو کہ بعض مصاحف میں مجوسے واو ساقط ہوا ہے  
زجاج کہتے ہیں و مجوا الباطل حجت قائم کرنا ہے اس شخص پر جس نے انکار کیا اس شے کا جس کو نبی صلو  
اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے یعنی اگر وہ چیز باطل ہوئی جس کو وہ لائے تو اللہ اللہ تعالیٰ اس کو مٹا دیتا جس طرح  
کہ مغترین کے بار میں اس پر اس کی علوت جاری ہوئی ہے فی حق الحق بکلیتہ اور ثابت کرنا ہے حق  
کو یعنی اسلام کو ساتھ اس شے کے جس کو اس نے نازل کیا ہے قرآن پاک سے اور بیشک اللہ سبحانہ نے  
کام کر دیا پس ان کے باطل کو مٹا دیا اور اسلام کا بول بالا کیا اِنَّ عَلَیْکُمْ لَیْلَاتِ الصُّدُورِ یعنی بیشک  
پاک کو خوب علم ہے ان باتوں کا جو بندوں کے دلوں میں ہیں نفی فرماتے ہیں مسلم ہے اس فوج کا جو تیرے فر  
میں ہے اور ان کے سینوں میں سو وہ اسی کے موافق امر کو جاری کرتا ہے پھر جب اللہ سبحانہ فر  
مشرکوں پر انکار کیا اور ان کو قیچہ و سرنش کی اس پر کہ جو دین شیاطین نے ان کے واسطے شروع  
کیا اس کی پیروی کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افترا و علی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جو کہ کل افترا  
سے بڑا بڑا عظیم و تبسج ہے تو ان کو بلایا طرف توجہ کے اور ان کو یہ بات بتادی کہ وہ اس کو قبول کرتا ہے ہر  
گنہگار سے گو اس کا گناہ کیسا ہی بڑا ہو پس ارشاد فرمایا وَهُوَ الَّذِی یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَیَعْفُو  
عَنِ السَّیِّئَاتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝ وَیَسْخَرُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ وَرِزْقُہُمْ یُتَنَزَّلُ  
وَالَّذِیْنَ وَنَّ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۝ وَلَوْ کَیْدُ اللّٰہِ لَیَرْزُقِہُ لَعِبَادُہٗ لَیَعْبُوْا فِی الْاَفْصٰی وَلٰکِنْ یَنْزِلُ  
یَقْدِرُ بِمَا کَفَّوْا اِنَّہٗ یَعْبَادُہٗ خَیْرٌ مِّنْہُمْ ۝ وَهُوَ الَّذِی یُنَزِّلُ الْغَمَّ مِنَ بَعْدِ مَا یَقْطُلُوْنَ  
یَنْتَشُرُ رَحْمَتُہٗ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْحَمِیْدُ ۝ وَیَنْزِلُ الْغَمَّ مِنَ الْغَمِّ وَالْاَفْصٰی وَیَنْزِلُ  
مِنْ دَاخِلِہٖ وَهُوَ عَلٰی جَمْعِہُمْ اِذَا کُنُوْا قَدْ یُنَزِّلُ ۝ اور ہی ہے جو قبول کرتا ہے تو بانی بندوں کو  
اور صاف کرتا ہے بایمان اور جاتا ہے جو کرتے ہو اور دعا سنتا ہے ایمان والوں کی جو پہلے کام کرتے  
میں اور تیری دیتا ہے ان کو اپنے فضل سے اور جو سکر میں ان کو سخت مارے اور اگر پہلا دے اللہ دہی  
اپنے بندوں کو خود ہوم اٹھا دین ملک میں پر آتا ہے مابک معنی چاہتا ہے بیشک اللہ اپنے بندوں  
لخبر رکھتا ہے دیکھتا اور وہی ہے جو آتا ہے سینہ پیچے اس سے کہ اس نڈر چکے اور پہلا دے اپنی  
مراور وہی ہے کام بنانے والا جو یوں سرا اور ایک جس کی نشانی ہے بنانا آسمانوں کا اور زمین کا اور

لہ غیبی  
مطالعہ  
شوقین  
چاندنی  
پاکستان  
کراچی

تبع الراجح





اور برائیوں کے واسطے اور اس قول کو بعض بخویون حکایت کیا ہے اور اس کو مثل اس آیت کریمہ کے ٹھہرایا ہے  
 قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأَطِيعُوا أَرْوَاحَ الْمُرْسَلِينَ  
 اور اس کو بعض نے ہجو خطبہ سنایا شام میں پس کہا تم میں سے جو اور تم اہل جنت ہو تم  
 بیشک میں البتہ اسید رکھتا ہوں اس کی کہ اللہ تعالیٰ وہل کرے اس شخص کو جس کو تم قید کر لو تو فارس  
 و روم سے جنت میں اور یہ یون ہے کہ ایک منار احسن وقت کہ کرے واسطے اس کے ایک ان میں کالوئی  
 کام نودہ یون کہے حسنت رحمک اللہ یعنی تو نے اہل کلام کیا اور تجر پر جم کرے حسنت ہارک اور فیکٹ  
 تو نے خرب کلام کیا اور تجر میں برکت دے یہ یہ آیت پڑھی و تجیب اللہ ان اسناد علماء الصلوات و زیدیم  
 سن فضلہ ابن جریر نے بعض اہل عربیت سے حکایت کیا ہے کہ اُس نے قولہ تعالیٰ اَلَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ  
 کوا سے ہم الذین یسجدون لہم و یقعدون مثل اس آیت کے ٹھہرایا ہے اِنَّمَا یَسْجُدُ لِلَّذِینَ ہُمْ مَعُوذٌ  
 وَ الْمَوْتِ یَجْعَلُہُمْ اللّٰہُ سُنَّہٗ اُولَیٰ ظاہر تر میں اس لیے کہ بعد کو یون فرمایا ہے و زیدیم ہم سن فضلہ یعنی از  
 کی دعا قبول فرماتا ہے اور اس کو زیادہ اور انکو عطا فرماتا ہے اسی لیے ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ رضی  
 اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے و زیدیم ہم سن فضلہ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ شفاعت  
 واسطے اس شخص کے جس کے لیے نار و حب ہو گئی ہے اُن لوگوں میں سے جنہوں نے اُن کے ساتھ کوئی  
 احسان کیا ہے دنیا میں قتا وہ نے ابراہیم خسی سے و تجیب اللہ ان اسناد الایہ کی تفسیر میں روایت  
 کیا ہے کہ شفاعت کریں گے اپنے اخوان کے حق میں و زیدیم ہم سن فضلہ کہ شفاعت کریں گے اپنے  
 اخوان کو اخوان کے بارے میں قولہ عز وجل وَ اَلْکَا فِرْزُونَ لَہُمْ عَذَابٌ شَدِیدٌ جب کہ  
 اللہ پاک نے مومنین کا ذکر کیا اور اُس قراب جنیل کا جو اُن کے واسطے ہے تو کافرون کا ذکر فرمایا اور اُس  
 عذاب شدید و دردہندہ کا جو کہ اُنکے معاد و حساب کے دن اُنکے واسطے ہے نزدیک اللہ پاک کے۔  
 قولہ سجد و تعالیٰ وَ لَوْ لَبِطَ اللّٰہُ الْہِزْیَ الْاَلَا یہ یعنی اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو انکی  
 حاجت سے زیادہ رزق عطا کرتا تو یہ اُن کو باعث ہوتا مبنی و طغیان و سرکشی پر مامور ہوتا مگر  
 کرنے کے ایک دوسرے پر بناوت کرتے قتا وہ فرماتے ہیں کہ جاتا تھا خیر العیش مالا یکم لا لطفیک  
 یعنی بہترین گنجان وہ ہے کہ سولی سے تجھے غافل نہ کرے اور ہنگام خدا پر تجھ کو باعنی و طاعی نہ بنائے  
 وَ ذَکَرْنَا قَتَادَہٗ حَلَبَہٗ اِنَّمَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ مَّا یُخْرِجُ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ رُفْہِ رَحْمَہُ الدُّنْیَا وَ سَوَاطِلِ السَّالِکِ  
 اَیَاکَی الْغَیْمِ یَا لَیْلَہُ لَیْلَہُ قَوْلُہٗ جَلَّ وَ عَلَا سُبْحَانَ رَبِّ الْعَلِیِّ اَلَا عَلَیَّ وَ لَکِنِّ یُنَزِّلُ  
 وَ یُخْرِجُ مِمَّا یَشَاءُ الْاَلَا یہ یعنی لیکن معذی سے اُنکو اتنی مدد دی دیتا ہے جس کو وہ پسند کرے اُس قسم

خلافت ان

سجس میں اُن کی اصلاح و درستی ہے اور وہ اُس کو خوب جانتا ہے مگر اُس کو جو منعی کرتا ہے اُس کو جو منعی غنا کا ہے اور  
 فقیر کرتا ہے اُسکو جو متحق فقر کا ہے چنانچہ حدیث شریفین وارد ہو اسے کہ بیشک سیکر بندوں سے وہ شخص  
 ہے کہ اصلاح نہیں کرتی ہے اُس کی مگر غنا اور اگر میں اُسکو فقیر کر دوں تو فاسد کر ڈالوں اُس پر اُس کے  
 دین کو اور بیشک سیکر بندوں سے وہ شخص ہے کہ اصلاح نہیں کرتا ہے اُس کی مگر فقر اور اگر میں اس کو غنی کر دیا  
 تو البتہ فاسد کر ڈالتا اُس پر دین اُس کا قول ہے بجا نہ دَهُوَالَّذِي يَنْزِلُ الْعَذَابُ مِنَ بَعْدِ مَا قُتِلَ  
 یعنی وہی ہے کہ بعد ازاں اسید ہونے کو لوگوں کے بانی کے نازل ہونے سے نازل کرتا ہے اُس کو اُن پر اُس وقت  
 میں کہ وہ اُس کی طرف حاجت مند ہونے میں کمال غرور و غل و غن کا ٹھکانہ بن گیا اُن یَنْزِلُ الْعَذَابُ مِنَ بَعْدِ مَا قُتِلَ  
 لِيُكَلِّمَ قَوْلَهُ جَلَّ جَلَّالَهُ وَيَكْتُمُ رَحْمَتَهُ یعنی عام کرتا ہے ساتھ اُس حشر کے وجود کو اُس قطر کے لوگوں پر  
 اور اُس ناحیہ پر قہار ہے کہ اسہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے عرض  
 کیا یا امیر المؤمنین بارش رک گئی اور لوگ اُس توڑ بیٹھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مگر تم اپنے اب تو باقی  
 برسائے گئے بہرہ برایت پڑی وہو الذی یَنْزِلُ الْعَذَابُ مِنْ بَعْدِ مَا قُتِلَ اور اللہ تعالیٰ تعالیٰ ہی نصیر  
 کرنے والا ہے واسطے اپنی خلق کے ساتھ اُس شے کے جو اُن کو نفع دیتی ہے اُن کی دنیا و آخرت میں اور وہی  
 محمود و العاقبہ ہے اُن سب اشیاء میں جن کو مقدر فرماتا ہے اور اُن کا مومن میں جن کو کرتا ہے قولہ بجا نہ  
 دِينَ اَلَا تَهْتَفُكُمُ الْكَلِمَاتُ وَالْاَضْيَاعُ یعنی جو نشانیاں اللہ پاک کی عظمت و قدرت عظیم و سلطان  
 قاہر پر دلالت کرتی ہیں اُن میں سے پیدا کرتا ہے آسمان کا اور زمین کا اور جتنے بلکچے ہیں اُن میں جانور  
 بیٹے اور جو مخلوق کہ آسمان زمین میں پیدا کی ہے یہ قول شامل ہے و فرشتوں کو اور انس و جن کو اور باقی جویا  
 کو ہم اختلاف اُن کی شکلوں رنگوں زبانوں طبیعتوں جنسوں نوعوں کے اللہ پاک نے آسمان و زمین و ارض  
 و اکناف میں اُن کو متفرق کیا اور باوجود اس سب کے اُن کے جمع کرنے پر جبکہ جاہے کا قادر ہے یعنی قہار  
 کے دن اولین و آخرین کو اور ساری مخلوق کو ایک ایسے میدان میں جمع کرے گا کہ بیکار رہنے والا ان کو  
 اپنی آواز سنائے گا اور لنگاہ نہیں لغو کرے گی ہر اپنے حکم عمل حق سے اُن میں فیصلہ کرے گا کذا فی ابن کثیر  
**ف** نفع البیان کا بیان سے توضیح یہ ہے وہی ہے کہ قبول کرتا ہے تو ہر اپنے گندگار بندوں سے یعنی جو گناہ  
 اور برائیاں انہوں نے کی ہیں وہ جب اُن سے توبہ کرتے ہیں تو اُن کی توبہ کو قبول کر لیتا ہے توبہ یہ ہے کہ  
 مصیبت پہنچا دے اور اُس سے باز رہے اور اُس کے عود کرنے پر غم کرے یہ تین شرطیں ہیں اُس مصیبت  
 میں جو کہ درمیان اُس کے اور اہل قائلے کے پہنچ جوب یہ شرطیں حاصل ہو گئیں تو توبہ صحیح ہو گئی اور اگر اُن کو  
 ایک شرط مفقود ہوئی تو توبہ صحیح نہیں ہوتی رہی وہ مصیبت جو حق آدمی سے متعلق ہے سو اسکی چار شرطیں ہیں

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ  
 نے فرمایا  
 اُس کو جو منعی  
 کرتا ہے







اور اگر سب کو غنی کر دیا تو باقی ہو جائے اور اگر کل کو فقیر کر دیا تو رہ جائے پس ارشاد فرمایا **لَقَدْ بَشَّرَ اللَّهُ الْغَنَى**  
**لِعِبَادِهِمُ لِيَتَعْلَمُوا فِي كَلَامِ نَصِيبٍ** یعنی اگر ساری بندوں کو واسطے اُن کی روزی فراخ کر دیتا تو وہ سب سب نافرمان  
اور سرکش ہو جاتے زمین میں اور اتر جاتے نعمت میں مست ہو جاتے اور تکبر کرتے اور طلب کرتے اُس شے کو جس کی  
طلب اُن کو لائق نہیں ہے اس لیے کہ غنا سب طرح و ماشرہ ہے یعنی غنا اترائے اور مال سستی کرنے کا گھر ہے عبرت  
کے واسطے قارون و منچون کا حال کافی ہے کسی نے کہا اگر سب کو رزق میں برابر کر دیتا تو بعض  
بعض ہی طمع و متقاوند ہوتا اور مصالح و حریفے بیکار ہو جاتے قول اول اوے ہو ظاہر آیت عموم انواع رزق  
ہے کسی نے کہا کہ خاصہ مراد سطر ہے یہ بات کہ فراخی رزق کی موجب بطنیان ہوتی ہے اس میں کمی و جبین فکر  
کی میں اُن کے بیان میں طول ہے **حاصل** یعنی کے طلب تجاوز اقتصاد ہے اس شے میں جس کا قصد کیا  
جاتا ہے کیرت میں یا کیفیت میں قرطبی میں ہے کہ جی اُن کی طلب کرنا اُنکا ہے ایک منزلت کو بعد ایک  
منزلت کے اور ایک دابہ کا بعد ایک دابہ کے اور ایک سواری کا بعد ایک سواری کے اور ایک پوشاک کا  
بعد ایک پوشاک کے **فَالْيَكْنُ يَتَوَلَّى بِقَدَرِ مَا يَكْفِي** یعنی و لیکن اُتارتا ہے روزی سے واسطے اپنے  
بندوں کے ساتھ ایک انداز کے موافق اپنی مشیت کے اور حسب مقتضا اپنی حکمت بالغہ کے نیز کل کو تنجیف  
و تشدید پڑا ہے اور دونوں سبعہ میں لائے **يَعْبَادُ يَخْتَلِفُ** یعنی بیشک اُس کو اپنے بندوں کے  
احمال کی خوب خبر ہے اور جو چیز اُن کی اصلاح کرتی ہے اُس کو خوب دیکھتا ہے اُس کو خوب معلوم ہے کہ روزی  
کی فراخی نافع ہے یا تنگی پس اُن میں سے ہر ایک کے واسطے وہی مقدار کرتا ہے جو اُس کی اصلاح کرتی ہے اور  
زمین میں بھی کے ساتھ و نادکنے سے اُس کو روکتی ہے اور جس شے کی اُس کی حکمت مقتضی ہے وہی بند  
کے واسطے مقدار کرتا ہے پس فقیر کرتا ہے غنی کرتا ہے روکتا ہے عطا فرماتا ہے فراخی کرتا ہے تنگی کرتا ہو  
اور اگر سب کو غنی کر دیتا تو ہوم مچاتے اور اگر فقیر کر دیتا تو ہلاک جاتے اور یہ جو دیکھتے ہو کہ کسی پر روزی کی  
فراخی ہے اور وہ مبادت کرتا ہے اور کوئی ایسا ہے کہ بعد فراخی کے بھی کرتا ہے سو یہ قلیل ہے اور اس ہر  
کوئی شک نہیں ہے کہ جی فقر کے ساتھ اقل ہے اور فراخی کے ساتھ اکثر و اغلب ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ  
سے مروی ہے کہ امین نے سنا عمرو بن خریٹ وغیرہ کو وہ کہتے تھے کہ یہ آیت جو نازل ہوئی سو صحابہ صفہ کے  
بارے میں آئیں انہوں نے کہا **ثُمَّ لَوْ اَنَّ لَنَا يَنْفَعُ كَلَامَ بَارِئٍ** و اطو دنیا جوں سو آئینوں نے دنیا کی غنا کی امام علی  
نے فرمایا کہ سند اس کی صحیح ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مثل اس کے مروی ہے پھر حبیب اللہ پاک نے یہ  
بیان کیا کہ اپنی مقتضای حکمت سے زیادہ اُن کو نہیں دیتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ زیادہ دینا اُن کے دین میں  
اُن کو ضرر دیکھا تو اب یہ بیان کیا کہ جس وقت وہ رزق کی طرف محتاج ہوئے ہیں تو اُن کو مدد دیتا ہے اور ہر

سے اُنکرماتا نہیں ہے پس ارشاد فرمایا قُلْ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ يَنْفَعُ مَنْ شَاءَ مِنْهُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ اے اللہ ہی ہے جو بارش ہے میرے جو بارش  
 دو عالم انواع و اقسام کے فائدے میں اور اکثر اقسام برہمنی ہے نعمت و مصلحت میں خاص کر کہ اہم غریب و کر  
 فرمایا سطر نکسا اس لیے کہ غریب و فقیر ہے اُس بانی کے ساتھ جو کہ رحمت و نفع کے واسطے نازل ہوتا ہے اس لیے  
 کہ غریب نام ہے اُس طرح کہ جو کشتک الی سے لوگوں کی فریاد رسی کرتا ہے اسی لیے غریب خاص کیا گیا ہو  
 ساتھ سطر نافع کے چونکہ حصول نعمت کا بعد اشتداد بلا کے فقی مہر ارب فریاد رسی کا ہوتا ہے اور کمال فرخ  
 و مسرت کا جالباس لیے بعد اس کے یہ فرمایا مِنْ بَيْنِ مَا قَدْ خَلَقْنَا واسطے مزید امتنان و دستہ عار شکر کے کہ نبی  
 بعد اس کے کہ بانی برہمنے سونا مسید ہو گئے تھے ثواب بعد ناسمیدی کے اس بانی برہمنے سے رحمت آہی  
 کی قدر پہچانیں اور جس نعمت پر شکر واجب ہو اُس پر اُس کا شکر ادا کریں نیز کہ کو تشدید و تخفیف پڑتا ہے  
 اور دونوں سبب میں اور قَطُّوا کو عار نے نفع نون پڑتا ہے اور کسی نے بکسر نون یہ بھی ایک لغت ہو اور اسی  
 پر لَاقَطُّوا کو متوازن میں لغت نون پڑتا ہے اور ماضی میں بکسر نون نہیں پڑا گیا مگر بطور شاو کلامہ صدر یہ  
 اے بعد قنوطم و بکسر نون رحمت سے مراد برکات و منافع غریب ہیں ہر شے میں یعنی نرم زمین میں اور  
 سنگستان میں اور روئیدگی حیوانات میں اور انسانی جو کہ بارش کو حاصل ہوتی ہے پھر اور رحمت سے رحمت  
 واسطہ ہے جو کہ منتظم و انتظام اولی ہے ایشامی مذکورہ کو پھر اور رحمت سے خود سطر ہے تو سطر کے دو نام ذکر  
 کیے ایک تو غریب اس لیے کہ وہ فریاد رسی کرتا ہے غنیوں کو وہ سطر رحمت اس واسطے کہ وہ رافت و مہر ہے  
 ہے زادہ کا بیان یہ ہے کہ رحمت کی ضمیر راجع ہے طرف اسباب کی اور بیش رحمت فرمایا بعد و ہوالذی  
 یُنَزِّلُ الْغَيْثَ کے باوجود اس کے کہ غریب ایک رحمت بالغہ ہے سو یہ تقسیم بعد تخصیص ہے یعنی عطف عام یہ  
 خاص کے باقی ہے گویا یون فرمایا گیا کہ نازل کرنا ہے رحمت کو جو کہ غریب ہے اور پہلانا ہے باقی  
 انواع رحمت کی یہ بھی جائز ہے کہ رحمت کی ضمیر راجع ہو طرف غریب کے اور جسے یہ ہوں کہ پہلانا ہے غریب  
 کی برکات و منافع کو اور خصوبہ کو جو اُس سے حاصل ہوتی ہے وَ هُوَ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ اے اللہ ہی ہے جو  
 کہ متولی ہوتا ہے اپنے بندوں کا بابر طہر کہ اُن پر احسان کرتا ہے اور اپنی رحمت پہلانا ہے اور اُس  
 احسان و انعام و رحمت پر حق حمد کا ہے کہ بند و اُس کی حمد کریں اور اُس کے انعام کا شکر بجا لائیں یا یہی  
 ہیں کہ وہ ولی ہے اپنے صالح بندوں کا بابر طہر کہ اُن پر احسان کرتا ہے اور منافع اُن کے واسطے کہ بیج  
 لاتا ہے اور شر اُن سے دور کرتا ہے اور اپنے انعام پر اُن کی طرف سحر حق حمد و ثنا کا ہے کہ خصوصاً و عموماً  
 جو انعام اُن پر کیے ہیں اُن کا شکر کریں چونکہ حصول اس ثبوت کا بیان کرنا اُس شے کا ہے جو اس پر دال  
 ہے کہ اسطرح متغذو و مہربت ہے اس لیے ایک اور آیت نوکر کی جو کہ دلالت کرتی ہے اہل کی کمال قدرت

پر کون قدرت جو کہ جس کے اس کی توحید اور نفوذ بالہو بہت کیے اور صدق وعدہ بہت و نشور کی پس فرمایا قیوم  
 آیاتہ خلق السموات والارض یعنی اور اس کی قدرت کی نشانیوں سے ہے پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا  
 اس کیفیت عجیب صنعت غریبہ پر جو کہ صنائع حکیم قادر کے وجود کو ظاہر نمود تبارک ہے وجود مصلحتی  
 بہستدلال کرنے میں جس ملک جہاں گاہ علم کلام میں ثابت کیے ہیں اس میں اُن کی طرف اشارہ ہے وہ  
 یہ میں جہاں ہر حادث اور اسکان جہاں ہر کا اور اعراض کا حادث جو کہ جہاں کے ساتھ قائم ہیں اور نیز اسکا  
 اعراض کا اور نیز اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اصناف خلق کی طرف سموات وارض کے اصناف  
 صفت کی ہے طرف موصوف کے آی السموات الخلق والارض الخلق کما ذکرہ الکافی و ما یب  
 فیہا من ذاتیہ میں دو وجہ ہیں ایک یہ کہ خلق پر عطف پر تقدیر صفا سے و خلق بابت دوسری  
 یہ ہے کہ سموات پر عطف ہے قاضی نے اس وجہ کو مقدم ذکر کیا ہے معلوم ہوا کہ اُن کے نزدیک مختاری  
 ہے شاید وجہ اختیار کی یہ ہے کہ اس میں تقدیر صفا کی حاجت نہیں ہے و اتہ کہتے ہیں ہر اس شے کو  
 جو زمین پر چلتی ہے و دب کے سینے میں نرم رفتن یعنی ہلکے ہلکے چلنا جب داب کے کلام عرب  
 یہ سننے ہوئے قراب کہو کہ قیام کی صنیر راجع ہے طرف آسمان وزین کے سوز میں ہیں تو داب کا ہونا متحیک  
 ہے آسمان میں داب کیونکر ہو سکتا ہے پس فرار کہتے ہیں کہ ادا میت فی الارض من دابہ ہے آسمان مراد  
 نہیں ہے اس کی سند یہ ہے کہ دیکھا و اللہ پاک نے فرمایا ہے یُخْرِجُ مِنْهُمُ الْمَوْتُ وَالْمَحْجَاں اس میں  
 منہما صنیر ثنیہ ہے اور موتی و مر جان جو نکلتے ہیں سو دیا سے غور سے شیرین دیا سے نہیں نکلتے اب علی  
 فارسی فرماتے ہیں تقدیر یہ ہے و ما یب فی احد ہما مضان محذوف ہے مجاہد فرماتے ہیں اس میں ملائکہ  
 اور آدمی و خل ہیں اور اللہ پاک نے فرمایا ہے وَیَخْلُقُ مَا لَا تَحْکُمُونَ کہ جنی کہتے ہیں کہ زعفری  
 نے جو یہ جائز رکھا ہے کہ فرشتوں کے واسطے منشی مع طیران ہو تو وہ موصوف بہ و دب ہوں جس طرح  
 کہ انسان اس کے ساتھ موصوف ہوتے ہیں یا اللہ تعالیٰ آسمانوں میں حیوانات پیدا فرمائے جو کہ اُن پر  
 چلن جس طرح کہ انسان زمین میں چلتے ہیں سو بہ قول بعید ہے افنام سے اس لیے کہ عرف عام کے  
 خلاف ہے اور اس لیے کہ شے اسی وقت اتہ ہوتی ہے جب کہ وہ معلوم و ظاہر و مکتوف ہو اسی لیے  
 قاضی صاحب رحمہ نے اس قول کو چھوڑ دیا لفظی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آخر میں دلا بعید کر کے اس کو  
 ذکر کیا ہے اول یوں کہا ہے کہ داب صرف زمین میں ہوتے ہیں لیکن جائز ہے کہ شے کی نسبت کی  
 جائے طرف جمیع مذکور کے گوہر۔ سب سے متلبس ہیں مذکور جس طرح کہ کھورے میں بولتے ہیں جو  
 تمیم فہم شاعر مجید مالائکہ شاعر جو ہوتا ہے سو کسی فہم میں اُن کے افخا فہم عنہ کہ مجاہد عرب میں غر

ملہ نکلان جو  
 اُن کے مانی  
 اور نکلان

مجاہد نے  
 ہے جن میں  
 جانتے



کی جگہ تیزی اور تشنہ کی جگہ مفرد بولتے ہیں ماضی صاحب نے کہا ہے کہ دابہ سوم را حقی ہے بطور مجاز یعنی اسم سبب کا اطلاق سبب پر کیا ہے اس لیے کہ یہاں سبب ہے وہی سبب کا سوجیات پر اور دابہ پر ہم وہی سبب کا اطلاق کیا گیا اور اس میں شک نہیں کہ فرشتے احیاء میں پس لین اعتبار دایہ میں فرشتے اور انسان حیوان سبب اعلیٰ ہو گئے یا یوں کہ کو کہ مراد دابہ سے اس کے سننے لغوی ہیں یعنی مابہ علی الارض پس دابہ باین سننے اگر فقط زمین میں مینوث ہو لیکن اس کا رجوع اسی طرف ہے کہ وہ دونوں میں مینوث ہو اس بنا پر کہ جو شے اعلیٰ ترین میں ہوتی ہے تو اس پر یہ بات صادق آتی ہے کہ فی الجملہ وہ دونوں میں ہے کہی ایسا ہوتا ہے کہ جو فعل منجملہ جماعت ایک سے صادر ہوا ہے اس کی نسبت ساری جماعت کی طرف کی جاتی ہے اس لیے کہ اس کا وقوع در میان ان کے ہوا ہے تو یوں بولتے ہیں بنو فلان فعلوا کذا حالانکہ اس فعل کو ان میں سے صرف ایک نے کیا ہے غرض کہ اس جگہ سناط نزاع کے دو کلمے ایک تو فیما دوسرا دابہ پس دابہ کو اپنے سننے پر کہ تو فیما نہیں بنتا کسی نے تو اس نزاع کا فیصلہ کیا کہ فیما میں نصف فرمایا اور دابہ کو اپنے سننے پر کہ کسی نے دابہ میں نصف کیا اور فیما کو اپنے حال پر بنے دیا چنانچہ اس کی ساری تفصیل تم سن چکے نزاع کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ فیما کے یہ سننے سمجھ کہ دابہ کا ظرف آسمان و زمین دونوں ہیں تو آسمان میں مملوہ دابہ بچو اور زمین میں جدا حالانکہ دابہ زمین میں ہیں اور آسمان میں فرشتے ان کو دابہ نہیں کہتے ہیں تو اب کل شبہات کی ضرورت ہوئی اب اگر یوں کہیں کہ یہاں فیما فرمایا ہے اگر علیہا ہوتا تو آسمان و زمین کے جدا جدا ہوا کہتے پڑتے اور وقت پہل آئی فیما کہ جسے مینما کو اور بلا تک دواب حیوانات وغیرہ در میان آسمان و زمین کے کہیں گے مین اس میں کسی طرح کی دوقت نہیں ہے دابہ اور فیما دونوں اپنے حال پر رہے اور فیصلہ ہو گیا کہ الحمد للہ عالم یوں کہ زمین و ما فیما آسمان کے اندر ہے تو جو شے زمین پر ہے وہ طریق اوّلے آسمان میں ہوئی مابہ جملہ جب یہ بیان کیا کہ اللہ پاک نے انواع و اقسام کے حیوان و انسان روئے زمین پر متفرق کیے تو بیان کیا کہ ان کا متفرق کرنا معجز کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ ایک صلیت کے واسطے ہے اور جس طرح ان کو متفرق کیا ہے اسی طرح ان کے جمع کرنے پر ہی قادر ہے جس وقت کہ چاہے گا یہ جوہر کرنا واسطے شہر جزا و حساب کے ہو گا پس فرمایا وَهُوَ عَلَیْکُمْ حَیْمٌ لِّذَٰلِکَ اَنْشَاَ فِیْکُمْ کَلِمَةً یُّوْمَئِذٍ ہُوَ مَبْدَا ہے اور قدیر اس کی خبر ہے اور علیٰ جمہم معلق ہے قدیر سے اور اذ انشا وظرف ہو جمہم کا قدیر کا نہیں ہے اس لیے کہ اذ ظرف ہے مستقبل کا اور اللہ پاک کی قدرت ازل ہی ہے مشیت کے ساتھ متعلق نہیں ہے مشیت کو ساتھ مقید اللہ تعالیٰ کا جمع کرنا ہے اس کی قدرت مقید مشیت نہیں ہے ابوالبقا نے کہا اس واسطے کہ یہودی ہو گا طرف اس کے کہ سننے یہ ہوا مین کہ وہ ان کے جمع کرنے پر قادر ہے اس وقت کہ چاہے تو اب قدرت



یعنی ابن جریر میزبانہ اخبر عن ابی ہریرۃ عن النبی رضی اللہ عنہ قال قالوا لعلہ ما یلی ما تم  
 نے عن ابن ابی شیبہ عن علی رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے فرمایا کیا یہ خبر وہ سن کر خوشدل آیت کی اس عذر و بدل کی  
 کتاب میں اور حدیث کی ہکوائس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اما لکم من صیبتہ فیما کسبت  
 ایدیکم ویضو عن کثیر اور ابھی میں اُس کی تفسیر کرتا ہوں واسطے تیرے اسے علی جو پہنچے تم کو کوئی مرض  
 یا کوئی مصیبت یا کوئی بلا دنیا میں سو بسبب اُس کے ہے جس کو کیا یا تمہارے ہاتھوں نے اس امر سے  
 حلیم تر ہے اس سے کہ دوبارہ کرے اُس پر مصیبت لغزت میں اور جو شے کہ عفو کیا اللہ نے اُس کو دنیا میں تو  
 اللہ تعالیٰ کریم تر ہے اس سے کہ عفو کرے بعد اپنے عفو کے وَكَذَلِكَ ارَدَاهُ الْإِسْلَامُ تَحْتَ حَقِّ مَرْوَانَ بْنِ مَرْثَدَةَ  
 وَعَبْدُكَ عَنِ ابْنِ ابْنِ سَيْبَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ كَبَّ الْحَقِّ مَرْوَعًا پھر ابن ابی  
 حاتم نے بعد دیگرہ مثل اس کے ابو جہیفہ سے موقوف روایت کیا ہے کہا میں داخل ہوا حضرت علی بن ابی طالب  
 رضی اللہ عنہ پر تو فرمایا کیا نہ حدیث کروں میں تم کو ایک ایسی حدیث کہ ہر مومن کو لائق ہے کہ اسے یاد رکھے  
 کہا پھر ہم نے اُن سے پوچھا تو یہ آیت پڑھی دما اما لکم الا یہ فرمایا جو شے کہ خطاب کیا اللہ تعالیٰ نے تم  
 اُس کے دنیا میں تو اللہ حلیم تر ہے اس سے کہ دوبارہ کرے اُس پر مصیبت قیامت کے دن اور جو شے کہ عفو  
 کیا اللہ نے اُس سے دنیا میں تو اللہ کریم تر ہے اس سے کہ عفو کرے اپنے عفو میں قیامت کو دن امام احمد  
 نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کو کہ فرماتے تھے نہیں ہے کوئی شے کہ پہنچے مومن کو اُس کے جسم میں کہ ایذا دے اُس کو مگر کفار  
 کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس سے بسبب اسکے گناہوں اُس کے سے امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے  
 عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے حبیب بہت ہو جاتے ہیں گناہ  
 بندے کے اور نہیں ہوتے ہے واسطے اُس کے وہ شے جو کفارہ کرے اُن کا تو مبتلا کرتا ہے اُس کو اللہ  
 ساتھ خزن کئے تاکہ کفارہ کر دے اُن کا ابن ابی حاتم نے حضرت حسن الصبری رضی اللہ عنہ سے اُس کی  
 تفسیر میں روایت کیا ہے کہا جبکہ یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وَالدِّينُ  
 نَفْسُ مُحَمَّدٍ بَيْنَ مَآئِينَ خَلْدٍ عَنِ عُمَرَ وَكَأَنَّ لَكُمْ عَرَفِيَّ كَلَامًا كَلَامًا كَلَامًا كَلَامًا كَلَامًا كَلَامًا  
 ہے اُس آیت کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے نہیں ہے خراش تا کسی بکڑی کا اور نہ حرکت و نہ نظر  
 کرنا کسی رگ کا اور نہ لڑکھانا قدم کا مگر بسبب کسی گناہ کے اور جن گناہوں سے اللہ تعالیٰ عفو کرتا  
 ہے وہ اکثر ہیں نیز ابن ابی حاتم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے  
 کہ بعض اصحاب کے اُن پر داخل ہوئے اور وہ اپنے جسم میں مبتلا کیے گئے تھے بیٹھے کوئی بیماری تھی

تو بعض اصحاب نے اُن سے کہا کہ تم تو تمہارے واسطے رنج کرنے میں بے سبب اس مرض کے جس کو ہم تم میں دیکھتے ہیں عمر ان برسے پس تم بخیر و مت ہو بے سبب اس شو کے جس کو تم دیکھتے ہو پس بنیاب جس شو کو تم دیکھتے ہو بے سبب کسی گناہ کے ہے اور وہ شے جس سے اللہ غلو کرتا ہے اکثر ہے پہرہ آیت تپہی و اما اصحابکم الایہ فیما ابوالسلواد سے روایت کیا ہے کہ امین نے علامہ ابن مہدی سے کہا و اما اصحابکم الایہ اور میری دنیا کی جاچکی تھی وراحتال کہ میں ترک کرتا تھا علامہ نے کہا بے سبب گناہوں میں سے مان باپ کے نیز ضحاک سے روایت کیا ہے کہ ہم نہیں جانتے ہیں کسی کو کہ اُس نے قرآن یاد کیا پہرہ اُس کو بھول گیا مگر بے سبب کسی گناہ کے پہر ضحاک نے یہ آیت تپہی و اما اصحابکم الایہ پہر ضحاک کہتے اور کوئی مصیبت عظیم تر ہے قرآن کے بھولنے سے کذا فی ابن کثیر فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ کلمہ بظہیر ہے اسی لیے حرف فائس کے جواب میں آیا ہے جسکو کی قرأت میں نافع و مایوس نے بغیر فائز ہا ہے سیبویہ کے نزدیک اس فاکا حذف کرنا جائز نہیں ہے خفق و بعض ابدالوں نے حذف کرنا جائز کہا ہے جس طرح کہ اس آیت میں ہے **وَاِنْ اَطَعْتُمْهُمْ اِنَّکُمْ لَکَثِرٌ مِّنْ ذٰلِکَ** اور اس شعر میں

|   |  |
|---|--|
| اَمْزُقِیْلَ الْحَسَنَاتِ اِنَّہٗ یُکْثِرُهَا | وَالشُّرَّاءُ بِالْشَّرِّ عِندَ اللّٰهِ مِثْلَ لَانَ |
|---|--|

ابوالبقا ہی اسی کے قائل ہیں کسی نے کہا کہ کلمہ موصولہ ہے تو اب حذف و اثبات فادونون جائز ہوں گے والاول اولی ترجیح کہتے ہیں کہ اثبات فاکاجید تر ہے اس واسطے کہ فاکاجازہ جواب بشرط ہے اور جس نے فاکا حذف کیا ہے سواس بنا پر کہ مائیس فی الذی ہے لے الذی اصحابکم وقع باکسبت ایک کلمہ معنی جو کوئی مصیبت مصائب میں سے پہنچ کر تو کوئی سی مصیبت ہو تو بے سبب ان گناہوں کے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمائی گناہوں کی جو نسبت ہاتھوں کے خلاف کی سواس لیے کہ اکثر کلام انہیں ہاتھوں سے وقوع میں آتے ہیں حضرت حسن نے فرمایا کہ مصیبت اس کلمہ حدین ہیں جو کہ معاصی پر لگائی جاتی ہیں اولی حمل کرنا مصیبت کا ہے عموم پر چنانچہ وقوع کلامہ کا سیاق نفی میں اور اس پر حسن استفراغی کا داخل ہونا اسی عموم کا مفید ہے حضرت حسن نے جو حدود کے ساتھ مصیبت کی تفسیر فرمائی سواس لیے کہ یہی ایک فرد ہے عام مصیبت کی جو کہ اکثر فرد ہوا کرتی ہے اُن کی غرض کوچہ نہیں ہے اللہ ہی طرح اکثر تفسیر صحابہ و تابعین کی اسی قبیل سے ہوتی ہے چنانچہ ضحاک نے بنیان قرآن شریف کو عظم مصیبت نہیں آیا ہے صاحب فتح البیان رحمہ اللہ قصائے فرمایا ہے کہ سلمان قرآن مجید کے ساتھ سلمان سنت مطلقہ ہی ملحق ہے اور اس پر عمل ترک کرنا اور اسے محض کو باوجود موجود ہونے سنت صحیحہ کے اُس پر اختیار کرنا بعد ذکر روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جس کا ذکر اول ہو چکا ہے یوں کہ اسے از حدیث احمد وابن مہدی وابن ابی ہریرہ و عبد بن حمید و الحکیم الترمذی و ابو یعلیٰ و ابن کثیر و ابن ابی حاتم و ابن مردودہ و الحاکم کسی نے کہا کہ لو اُن مصائب کی احوال مکرہ ہیں جیسے درود اور بیایان

لما رواہ  
ترمذی  
سنن  
ابن کثیر  
ابن ماجہ

اور فطرت بلا غرق و حرق و صدمہ و غیر مصائب قاطعین تنازع نے اس آیت کا دھن پکڑا اور یوں کہا اگر  
اطفال کے واسطے کوئی حالت نہ ہوئی جس پر وہ اس حالت سے پہلے تھے تو وہ درود الم نہ پاتے حق یہ ہے کہ ان  
کا قلعہ اس آیت سے ٹھیک نہیں ہے یہ تو مکلف لوگوں کے ساتھ خاص ہے سیاق و سباق دونوں اس شخص پر  
کے شاہد عدل ہیں قولہ تعالیٰ وَ يَخْفَوْ عَنِ كَيْدَيْهِ یعنی اللہ پاک درگزر فرماتا ہے بہت گناہوں کو جب تک کہ وہ  
کرتے ہیں سو ان پر عفو و بخشش کرتا یا عفو کرتا ہے بہت لوگوں سے تو ان کو عفو و بخشش نہیں کرتا سننے آیت  
کے یہ ہیں کہ کفارہ کرتا ہے سب سے سبب ان صیبتوں کے جو اس کو پہنچتی ہیں اور عفو کرتا ہے بہت سے  
گناہ صحیح و دلیلوں سے یہ ثابت ہو چکی ہے کہ دنیا میں ساری صیبتیں جو انسان کو پہنچتی ہیں ان سب  
پر اس کو اجر ملے گا یا اس سے اس کے گناہوں کا کفارہ کیا جائے گا کسی نے کہا یہ آیت خاص ہے ساتھ  
کا ذوق کے بارے میں کہ جو صیبت ان کو پہنچتی ہے سبب ان کے گناہوں کے بدون اس کے ہے کہ ان کے  
کسی گناہ کی کفارہ ہو اور کسی عفو کو ان کے واسطے حاصل کرے ان کے بہت سے گناہوں کی عفو و  
جوڑ کر کسی جاتی ہے دنیا میں ان پر عفو نہیں کرتا بلکہ دار آخرت تک ان کو سزا دیتا ہے اولیٰ حمل  
آیت کا بے غم و پاد و عفو جس طرح صادق آتا ہے گناہ کے مٹانے پر اور سبکی پوچھ باچھ کے رفع کرنے پر  
اسی طرح تاخیر عفو و سبکی صادق ملتا ہے واحدی رحمانہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اللہ پاک کی کتاب  
میں سب آیتوں سے بڑھ کر جاو اسید کی ہے اس لیے کہ اللہ سبحانہ نے مومنین کے گناہوں کی دو تیسز کمین ایک  
قسم کا قان سے کفارہ کر دیا ہے سبب مصائب کر اور ایک قسم سے دنیا میں عفو کر دیا اور دیکھیم ہے اپنی عفو  
میں رجوع نہیں کرتا ہے پس یہ تو اللہ پاک کا طریقہ ہے مومنون کے ساتھ رہا کافر سو اس کے گناہ کی عفو و  
کو عفو نہیں کرتا ہے دنیا میں واسطے اس کے یہاں تک کہ قیامت کے دن اس گناہ کو دیکر اس کو ملے گا  
ترندی و عبد بن حمید نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
نے فرمایا ہے نہیں پہنچتی ہے کسی بند کو کوئی تکلیف پہ اس کو بھگایا اس کو حکم ملے کہ سبب گناہ کے اور جو عفو  
کرتا ہے اللہ اس کے اجر ہے اور یہ آیت ثبوتی و اسما کلم الا یہ ابن مردود نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے  
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مَا تَعْرِفُ قَدَّمَ وَكَأَنَّكَ جُرْعَتِي وَكَأَنَّكَ  
عَوْنِي أَكَلَا مَا قَدْ مَتَّ أَبَدًا يَكْفُو مَا يَعْفُو اللَّهُ أَكَلْتُ اس کے سننے اور گزر چکے ہیں قولہ تعالیٰ وَ مَا  
أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَعْيُنِ یعنی تم نہیں ہو تم فوت ہونے والے اس شخص سے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر جاری  
کی ہے بہاں کر زمین اور نہ آسمان میں اگر تم اس میں ہوتے بلکہ جن مصائب کو اس نے تم پر جاری کیا ہے وہ  
خود تم پر واقع و نازل ہوں گے وَ مَا تَكْفُرُونَ دُفِنَ اللَّهُ مِنْ قُرْبِي وَ كَأَنَّهُمْ يَبْتَغُونَ

یہ آیت خاص ہے  
سیاق و سباق  
دونوں اس شخص پر  
کے شاہد عدل ہیں  
قولہ تعالیٰ وَ يَخْفَوْ  
عَنِ كَيْدَيْهِ  
یعنی اللہ پاک  
درگزر فرماتا ہے  
بہت گناہوں کو  
جب تک کہ وہ  
کرتے ہیں سو ان  
پر عفو و بخشش  
کرتا یا عفو کرتا  
ہے بہت لوگوں سے  
تو ان کو عفو و  
بخشش نہیں کرتا  
سننے آیت کے  
یہ ہیں کہ کفارہ  
کرتا ہے سب سے  
سبب ان صیبتوں کے  
جو اس کو پہنچتی  
ہیں اور عفو کرتا  
ہے بہت سے گناہ  
صحیح و دلیلوں سے  
یہ ثابت ہو چکی  
ہے کہ دنیا میں  
ساری صیبتیں جو  
انسان کو پہنچتی  
ہیں ان سب پر اس  
کو اجر ملے گا یا  
اس سے اس کے  
گناہوں کا کفارہ  
کیا جائے گا کسی  
نے کہا یہ آیت  
خاص ہے ساتھ  
کا ذوق کے بارے  
میں کہ جو صیبت  
ان کو پہنچتی ہے  
سبب ان کے گناہوں  
کے بدون اس کے  
ہے کہ ان کے  
کسی گناہ کی  
کفارہ ہو اور  
کسی عفو کو ان  
کے واسطے حاصل  
کرے ان کے بہت  
سے گناہوں کی  
عفو و جوڑ کر  
کسی جاتی ہے  
دنیا میں ان پر  
عفو نہیں کرتا  
بلکہ دار آخرت  
تک ان کو سزا  
دیتا ہے اولیٰ  
حمل آیت کا  
بے غم و پاد و  
عفو جس طرح  
صادق آتا ہے  
گناہ کے مٹانے  
پر اور سبکی  
پوچھ باچھ کے  
رفع کرنے پر  
اسی طرح تاخیر  
عفو و سبکی  
صادق ملتا ہے  
واحدی رحمانہ  
تعالیٰ فرماتے  
ہیں کہ یہ آیت  
اللہ پاک کی کتاب  
میں سب آیتوں  
سے بڑھ کر جاو  
اسید کی ہے اس  
لیے کہ اللہ  
سبحانہ نے  
مومنین کے  
گناہوں کی دو  
تیسز کمین ایک  
قسم کا قان سے  
کفارہ کر دیا  
ہے سبب مصائب  
کر اور ایک  
قسم سے دنیا  
میں عفو کر دیا  
اور دیکھیم  
ہے اپنی عفو  
میں رجوع  
نہیں کرتا ہے  
پس یہ تو اللہ  
پاک کا طریقہ  
ہے مومنون  
کے ساتھ رہا  
کافر سو اس  
کے گناہ کی  
عفو و کو عفو  
نہیں کرتا ہے  
دنیا میں  
واسطے اس  
کے یہاں تک  
کہ قیامت  
کے دن اس  
گناہ کو دیکر  
اس کو ملے گا  
ترندی و  
عبد بن حمید  
نے حضرت ابو  
موسیٰ رضی  
اللہ عنہ سے  
روایت کیا  
ہے کہ رسول  
اللہ صلی  
اللہ علیہ  
وآلہ وسلم  
نے فرمایا  
ہے مَا تَعْرِفُ  
قَدَّمَ وَكَأَنَّكَ  
جُرْعَتِي وَكَأَنَّكَ  
عَوْنِي أَكَلَا  
مَا قَدْ مَتَّ  
أَبَدًا يَكْفُو  
مَا يَعْفُو  
اللَّهُ أَكَلْتُ  
اس کے سننے  
اور گزر چکے  
ہیں قولہ  
تعالیٰ وَ مَا  
أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ  
فِي الْأَعْيُنِ  
یعنی تم نہیں  
ہو تم فوت  
ہونے والے اس  
شخص سے جو  
اللہ تعالیٰ  
نے تم پر جاری  
کی ہے بہاں  
کر زمین اور  
نہ آسمان میں  
اگر تم اس  
میں ہوتے بلکہ  
جن مصائب کو  
اس نے تم پر  
جاری کیا ہے  
وہ خود تم  
پر واقع و  
نازل ہوں گے  
وَ مَا تَكْفُرُونَ  
دُفِنَ اللَّهُ  
مِنْ قُرْبِي وَ  
كَأَنَّهُمْ يَبْتَغُونَ





یہ پیغمبر ہوجائیں وہ کشتیاں ساکن ذنابت ثیری ہولی حرب پانی اور ہوا کشتی ساکن ہوجاتی ہے تو بولتے ہیں  
 رکدا رکدا رکدا الریح ورکدا الریح ترکوڈا اور ہر شے جو کسی جگہ میں ثابت ہو تو وہ رکدا ہے تر از وجب برابر  
 ہوجاتی ہے تو کہتے ہیں رکدا المیزان ورکدا القوم یعنی قوم ساکن ہوگی مرا کدوہ مواضع ہیں جن میں انسان  
 وغیرہ ساکن ہوتے ہیں علی ظہر کے یہ سننے ہیں کہ وہ کشتیاں دریائی پشت پر ساکن ہوجائیں چلیں نہیں  
 حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے بحر کن ولا بحرین فی البحر یعنی حرکت کریں بلین دلین اور دریائیں چلیں  
 نہیں ان فی ذلک لآیات لکل صبار فککور یعنی بیشکستی کے حال میں جس کا ذکر ہوا  
 البتہ ثری ولا تین میں واسطے ہر اس شخص کے جو کہ کثیر الصبر ہے بلایہ کثیر الشکر ہے نعمت پر کما ہے کہ ایاز  
 کے دو کڑے ہیں آدمی تو صبر ہے یعنی باز رہنا ہے معاصی سے اور آدمی شکر ہے یعنی واجبات کو ادا کرنا۔  
 قطب فرماتے ہیں صبار شکور وہ ہے کہ جب کو نعمت دی جائے تو شکر کرے اور جب بلا میں  
 مبتلا ہو تو صبر کرے عون بن عبد اللہ کہتے ہیں پس بہت کو نعمت یافتہ ناشکر ہیں اور بہت سے  
 بلا رسیدہ مصیبت میں او یو یلعن ملعونے لیکن پر ایاتی یعنی اہلک ہے محاورہ میں تو تم میں  
 اولیٰ اے اہلک یعنی اس کو ہلاک کر ڈالا سنئے یہ ہیں یعنی ہلاک کر ڈالے اُن کشتیوں کو ساتھ ڈبا دینے  
 کے یہ قول حضرت ابن عباس کا ہے مراد اہل کشتی ہیں یما کتبوا یعنی بسبب اُن گناہوں کے جو انہوں نے  
 کما ہے کسی نے کہا اس سبب کہ انہوں نے شرک کیا قول اول اسے ہے اس لیے کہ دریائیں مشرک  
 غیر شرک دونوں ہلاک ہوتے ہیں وَبَقِ عَنِ کِثْبًا یعنی اور عفو کرنا ہے بہت سے کشتی والوں سے بڑ  
 طور کو تجاوز فرماتا ہے اُن کے گناہوں سے تو غرق سے اُن کو نجات دیدیتا ہے جمہور نے عیث کو بجزم  
 بڑا ہے جواب شرط عطف کیا ہے قشیری رحمانہ متا سفر ماتے ہیں اس قرات میں اشکال ہے  
 کیونکہ معنی یہ ہیں اگر چاہے تو تمام دے ہوا کو بس وہ کشتیاں رہ جائیں ثیری ہولی یا اُن کو ہلاک  
 کر ڈالے بسبب گناہوں کشتی والوں کے تو اب وصیفت کا عطف اس پر خوب نہیں ہے اس لیے کہ  
 معنی یہ ہوجائیں گے کہ اگر چاہے تو معاف کر دی حالانکہ یہ سننے نہیں بلکہ سننے تو خبر دینا عفو کا ہر  
 مدون شرط مشیت کے پس اب عطف بخروم پر ہوگا لفظ کی جہت سے نہ سننے کا اعتبار ہے اور ایک  
 قوم نے وایفو برفم بڑا ہے یہ قرات سننے میں جید ہے شیخ ابو حیان کہتے ہیں کہ قشیری نے  
 حویہ کیا سو جید نہیں ہے اس لیے کہ ترکیب کی مدلول کو نہیں سمجھتے یہ ہیں مگر یہ کہامہ معافے اگر  
 چاہے تو ایک لوگوں کو ہلاک کر دے اور ایک لوگوں کو نجات دے بطور عفو کے اُن سے عفو سننے  
 یعفو برفم بڑا ہے اس میں دو احتمال ہیں ایک یہ ہے کہ مثل مجزوم کے ہو اور حرف واو مجزوم میں ثابت

لفظ انصاف  
 میں عیشہ  
 ارجح ہے  
 سبب  
 خنثی  
 سبب  
 علیہ



رہے بطح کہ ثبوت حرف یا کاسن متبئی و یصبر میں ہے دوسرا یہ ہے کہ فعل رفوع ہوا اللہ پاک نے اس بات کی خبر دی کہ وہ بہت گناہوں سے معفو فرماتا ہے بعض اہل علم نے منورہ نے بفسب پڑا ہے بعد اوس کے اُن نا صبیہ مقدم کیا جو جس طرح کہ قیغور لکھتے ہیں بعد حرف فاعل کے تین وجہ سے پڑا گیا ہے اور یہ اُن مسم فعل کے موصول بعد جو کہ معطوف ہوگا اُس مصدر پر جو کہ اگلے فعل سے متوہم ہے تقدیر یہ ہے اور لقیع ایاق و مخوعن کنیر یس یفسب کی قرارت مثل قرارت جزم کے ہے سننے میں مگر اتنی بات ہے کہ لفسب والی میں تو عطف مصدر موصول کا ہے مصدر متوہم پر اور جزم والے میں عطف فعل کا ہے اپنے مثل پر کذا فی اسین اسی باب کے مانجہ کا شعر ہے

رَبِّعُ النَّاسِ وَاللَّهِ هَذَا الْحَدَّامُ  
أَجَبْتُ الظُّلْمَ لَكِنَّ لَكَ سَنَامُ

فَأَنْتَ لَكَ أَتَى قَابُوسَ يَهْلِكُ  
وَنَاخَذَ بَعْدَهُ بَدَنَابِ عِلْسِ

بفسب ناخذ قولہ سبحانہ و یعلم الذین یجادلون فی آایاتنا جمہور نے فیکم کو منصوب پڑا ہے زجاج نے کہا بنا بر صرف معنی صرف کے پیر نا عطف علی اللفظ کا ہے طرف عطف علی المعنی کے کہا اور یہ اس طرح ہوا کہ جب عطف و یعلم کا مجزوم ہو کر ماقبل حسین زئیر لکھتے تھے یہ جتنے میں کہ اگر چاہے تو جانیں وہ لوگ جو جگہ تھے میں ہماری آیتوں میں تو اس طرف عدول کیا کہ جو فعل یعلم سے قبل تھا اس کے مصدر عطف تھیرا یا اور یہ نہیں ہو سکتا ہے مگر باین طور کہ یعلم سے پہلے حرف اُن تقدیر میں تاکہ اُن مسم فعل کے اُم کی تاویل میں ہو جائے چنانچہ اسی باب کے مانجہ کے شعر میں جن کا ذکر ہو چکا ہے جس طرح زجاج نے کہا ہے اسی طرح سہروردی و ابو علی فارسی نے بھی کہا ہے اس وجہ پر اسی بات سے اعتراض کیا گیا ہے جس کے تحت میں کہ فائدہ نہیں ہے کسی نے کہا کہ اس کا نصب اس بنیاد پر ہے کہ تعلیل مخذوف پر معطوف ہو تقدیر یہ ہے لیتقم منہم و یعلم شیخ ابوحیان و حناوی نے اس پر یون اعتراض کیا ہے کہ شرط پر ایک قوم کا اہلاک اور ایک قوم کی نجات مترتب ہوئی ہے تو اب لیتقم منہم کی تقدیر حسین نہ ہوگی کیونکہ مثل میں دو امر تھے یعنی اہلاک و نجات سو یہ ایک امر کی علت ہوئی ایک امر خالی رہ گیا محلی نے بھی نصب کی توجیہ میں یہی وجہ اختیار کی ہے اسے لیتقم منہم و یعلم کہنی نے ابوحیان پر رد کر کے کہا ملک تقدیر لیتقم منہم کی حسین ہے جس طرح کہ ہمارے شیخ نے اپنے محلی نے کہا ہے اس لیے کہ مقصود فقط اہلاک کی تعلیل ہے جس کی تقدیر محلی نے لیتقم منہم کی ہے اسلئے کہ و یعلم علت معطوفہ سے مناسب یہی ہے والد علم نافع و ابن عامر نے برفع یعلم پڑا ہے بنا بر استیناف یعنی اس بنیاد پر کہ یہ جملہ فعلیہ ہو یا اسمیہ پس فعلیہ ہونے پر تو موصول فاعل ہوگا یعلم کا اور اسمیہ کی بنا پر مفعول ہوگا اور فاعل یعلم کا ضمیر مستتر ہوگی راجع طرف مبتدا اے مقدر کے اے وہو یعلم الذین برقرارت ظاہر و انهم اللفظ ہے۔

لے بیٹے ان  
سیک لکھنا  
میں مالک یح  
الذین لکھنا  
الحرام و افقنا  
بعدہ باذنا  
میں مجبور  
الظلم لکھنا  
سکھنا



لیان ان کی عادت و خوہنہیں سے صحیح میں ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی اپنے نفس کے واسطے انتقام نہیں لیا مگر یہ کہ اللہ کی حرموں کا ہتک کیا جائے دوسری حدیث شریف میں ہے کہ فرماتے تھے واسطے ایک ہتک کے وقت عناب کے ماکہ تَرَبَّتْ بِمَدِينَةٍ یعنی کیا ہے ہکو خاگ میں آؤدہ ہو سید یا ہاتھ اس کا لینے غلگی کے وقت صرف اس قدر سرسری طور پر فرمادیتے تھے ابن ابی حاتم نے عن منصور عن ابیہم رواہ کیا ہے کہ منین مکروہ جانتے تھے اس بات کو کہ ذلیل سمجھے جائیں اور جب قادر ہوتے تو معاف کر دیتے تھے قولہ تعالیٰ والذین استجابوا للہم اللہ یعنی اور وہ جنہوں نے پیر دی کی اپنے رب کے رسولوں کی اور اُس کے امر کو مانا اور اُس کے منع کیے ہوئے کالم سے بچے اور قاکم کی نمازیہ عبادت بزرگ ترین عبادات سے ہے و اسطو العزوجل کے اور ان کا کام ہے مشورے سے آپس کے لینے قطع منین کرتے ہیں کوئی کام یہاں تک کہ باہم اُس میں مشورہ کر لیں تاکہ اپنی راریوں سے آپس میں مدد لین مثلاً ایون میں یا اؤد کو مثل اوکا من میں مشورے سے کام کرتے ہیں لکنا قال سجاد و تعالیٰ و شکار و دھم فی الکافر اللہ اور اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لڑا ایون میں اور ان کی مثل اور کام میں صحابہ رضی اللہ عنہم مشورہ فرماتے تھے تاکہ اس سے اُن کے دل خوش ہو جائیں اور اسی طرح جب کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو وفات حاضر ہوئی جس وقت کہ اُن کو خنجر مارا گیا تو بعد اپنے ام خلافت کا چہرہ آدمیوں میں شوشہ قرار دیا یہ لوگ حضرت عثمان و حضرت علی و حضرت طلحہ و حضرت زبیر و حضرت شد و حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم ہیں پس سارے صحابہ کی رائے اس پر متفق ہوئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سب پر مقدم کرین چنانچہ یہی امر واقع میں آیا و مہارز قناہم منفقون ہوا اور ہماری دی روزی سے کچھ خرچ کرتے ہیں باہن طور کہ خلق اللہ چہاں کرتے ہیں اول اُس پر جس کو اُن سے زیادہ زقریب ہے پھر اسی طرح درجہ بدرجہ جس کو قریب و رشتہ زیادہ ہے اُس کو مقدم کرتے ہیں قولہ عزوجل والذین اذا اصحابہم البغی ہم متقیون یعنی لینے اُن میں فوت ہو بدلا لینے کی اُس شخص سے جس نے اُن پر ظلم و زیادتی کی ہے نہ عاجز ہیں اور نہ ذلیل ہیں بلکہ جس نے اُن پر زیادتی کی ہے اُس کو انتقام لینے پر قدرت رکھتے ہیں گو وہ ایسے ہیں بہر جب قابو پاتے ہیں تو عفو کر دیتے ہیں جس طرح کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بہانین سے واپس لایا کہ تَزَيَّبَ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ يَعْفُرُ اللَّهُ لَكُمْ باوجود اس کے کہ اُن کو اُن کے موافق پر قدرت حاصل تھی اور اُن کے کام کا بدلہ لے سکتے تھے مگر بدلہ نہ لیا اور قصور معاف کر دیا اور جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن انہی آدمیوں کو عفو فرمایا جنہوں نے سال مدینہ میں آپ کا قصد کیا تھا اور کوہ غیم سے اُتر آئے تھے پھر جب آپ نے اُن پر قابو پا تو انہیں احسان کیا باوجود اس کے کہ آپ کو انتقام پر قدرت حاصل تھی اور

عہد ارض

عہد نبوت

عہد میں جب

عہد میں جب

عہد میں جب

عہد میں جب

عہد میں جب

عہد میں جب

عہد میں جب

عہد میں جب

عہد میں جب

عہد میں جب

عہد میں جب

عہد میں جب

عہد میں جب

عہد میں جب

عہد میں جب

عہد میں جب

عہد میں جب

عہد میں جب

عہد میں جب

عہد میں جب

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت بن المحدث سے عفو فرمایا جس نے کہا آپ مجھے ناکاہ قتل کا ارادہ کیا تھا جب کہ اُس نے آپ کی تلوار برہنہ کر لی تھی اور آپ سو رہے تھے بہر آپ جاگ اُٹھے اور تلوار ننگی اُس کے ہاتھ میں تھی بہر آپ نے اُس کو جبر کا تو اُس نے تلوار اپنے ہاتھ سے رکھ دی اور آپ نے اُس کے ہاتھ سے لے لی اور اپنے صحابہ کو بلایا بہر آپ نے ماجرا کی اور اُس شخص کے حال کی انکو خبر دی اور اس سے عفو کیا اور اسی طرح اپنے لمبید بن عصم سے عفو فرمایا جس نے آپ پر سحر کیا تھا اور باوجود اس کے نہ اپنے اُس کے واسطے کوئی تفریض کی اور نہ اُس کے عتاب فرمایا حالانکہ اُس پر آپ کو قدرت حاصل تھی اور اسی طرح اپنے یہودی عورت سے عفو فرمایا یہ عورت زینب نام مرحب یہودی خیمیری کی بہن تھی اس شخص نے محمود بن سلمہ کو قتل کیا تھا اس عورت نے بکری کے دست میں نہر ملایا تھا خیمیر کے دن بہر دہشتے آپ کو اُس کی خبر دی تھی پس اپنے اُس عورت کو بلایا تو اُس نے اقرار کر لیا بہر آپ نے فرمایا کون شے تجھ کو اس پر باعث ہوئی تھی تو وہ بولی میں نے ارادہ کیا کہ اگر آپ نبی ہیں تو نہر آپ کو کھرنہ دلیگا اور اگر آپ نبی نہیں ہیں تو ہم آپ کو راحت پا جائیں گے بہر آپ نے اُس کو ہار کرایا لیکن جب کہ اشیر بن ہار رضی اللہ عنہ اس نہر سے مر گئے تو آپ نے اُن کے عوض میں اس عورت کو قتل کر ڈالا احادیث و آثار اس باب میں بہت سے ہیں واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم **ف** فتح البیان کا بیان ہم توضیح یہ ہے لوگو تم کو جو آسودگی و فراخی رزق و روزی و امانات و سامان و دنیا میں دی گئی ہے سو یہ تو صرف ایک متاعِ قلیل ہے جس سے تھوڑے دنوں میں برت لیا جاتا ہے بہر وہ نقصی و زائل ہو جاتی ہے کسی نے خوب کہا ہے

|                             |                            |                              |
|-----------------------------|----------------------------|------------------------------|
| إِنَّمَا الدُّنْيَا فَنَاءٌ | لَيْسَ لِلدُّنْيَا ثَبُوتٌ | إِنَّمَا الدُّنْيَا كَبَيْتٍ |
|-----------------------------|----------------------------|------------------------------|

لَيْسَتْ لَهُ الْعُكْبُوتُ

یعنی دنیا تو یہی فنا ہے دنیا کو کسی طرح کا جہاؤ نہیں ہے دنیا تو صرف مثل اُس گھر کے ہے جس کو کدڑی نے  
 بن بن دیا ہے غرض کہ دنیا کی تو یہ گت ہے جو مذکور ہوئی پھر اللہ پاک نے ثوابِ آخرت میں اور اُس نے جہنم  
 میں اُن کو عنت دلائی جو اُس کے پاس ہے پس ارشاد فرمایا وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّكَفَىٰ یعنی جو ثوابِ طاعات  
 کا اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اُن پر جزا ساتھ روضاتِ جنات کے وہ بہتر ہے ستاع دنیا سے اور بہت باقی  
 رہنے والا ہے کیونکہ وہ دائم ہے مستقطع نہ ہوگا اور ستاع دنیا کی جلد تمام ہو جاتی ہے پھر اللہ پاک نے بیان  
 کیا کہ یہ ثواب باقی کن لوگوں کے لیے توفر فرمایا لِلَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ لَا يَدْعُوا إِلَى الْإِلَهِينَ یعنی واسطے اُن کے جنہوں نے تصدیق  
 کی اور عمل کیا اُس شوچ جس کو ایمان و حبيب کرتا ہے اور اپنے رب پر بہرہ و سار کرتے ہیں نہ اُس کے غیر پر یعنی  
 اپنے کام اُس کے سپرد کرتے ہیں اور اپنے کل حالات میں کسی پر اعتماد رکھتے ہیں کہ اسے کہ بہ آیت حضرت  
 ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے حَرْبُ كُأَنَّهُمْ نَعَىٰ اِبْنًا سَارًا مَالِ خَيْرَاتٍ كَرِيْمًا وَرَؤُوفًا  
 نے اُنکو ملاست کی وَالَّذِينَ يَحْمِلُونَ كِبَايَهُ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشِ موصول محلِ جر میں ہے معطوف ہے

الذین آمنوا بآیاس سو بدل ہو گئے غضب میں ہو بنا برضا راعنے والوں اولیٰ سنے ہیں کہ جو ثواب اللہ کے پاس ہو وہ بہتر و باقی تر ہے واسطے اُنکے جو ایمان لائے اور واسطے اُن کے جو پہنچتے ہیں کبار ابراہیم و خضر سے کبار سے مراد ذنوب ہیں یعنی گناہ اس کی تحقیق سورہ نسا میں گزر چکی ہے شیعہ شیعہ خدا علماء شیعہ کافری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد: لعمول میں اس کی بحث خوب بخیر فرمائی ہے جمہور نے کبار کو جمع کر دیا ہے اور حمزہ و کسائی نے کبیر با فرما دیا جو مفاد کبار کا ہے اُسی کے یہ بھی مفید ہے کیونکہ اصناف واسطے جنس کے ہے مثل لام کے اور رسم کریم دو فون فرماؤں کے مختلف ہے فواحش منجلہ کبار میں لیکن یہ موصوف ہونے ان کے کے فاحشہ گویا کبار سے فوق ہیں جیسے ذنا و قتل اور مثل انکے مقاتل نے کہا ہے فواحش وہ گناہ ہیں جو کہ حدوں کو واجب کرنے والے ہیں سدی نے کہا کہ ذنا ہے پس عطف فواحش کا کبار پر عطف خاص برعام و عطف بعض برکل کے باب ہے اس لیے کہ کبار کبھی حد کے موجب نہیں ہوتے ہیں جیسے غیبت و ہتیمہ کہ منجلہ کبار میں اور موجب حد نہیں ہیں وَإِذَا سَأَعَضُّوا لَهُمْ بِعُظْمِهِمْ یعنی اور جس وقت خفا ہوں تو وہ تجا و زور گزر کر کہتے ہیں اُس گناہ سے جو کہ اُن کو غصے میں لایا ہے اور بی جاتے ہیں غصے کو اور علم کرتے ہیں اُس شخص پر جس نے اُن پر ظلم کیا ہے غضب کو غضبان کے ساتھ اس لیے خاص کیا ہے کہ استیلا و غلبہ غضب کا انسان کی طبیعت پر نہایت سخت ہوتا ہے تو وہ اس کو وقت جو ش غضب کے نہیں بچتا ہے مگر وہ شخص جس کے سینے کو اللہ پاک نے کمول یا ہے اور فریت و شرف حلم و بردباری کے ساتھ اُس کو اختصاص بخشا ہے اسی لیے اللہ پاک نے سورہ آل عمران میں اذ لوکون کی ریتنا و صفت کی ہے وَالْكَافِرِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ابن زید نے کہا کہ اللہ پاک نے مؤمنین کی دو قسمیں ٹھہرائی ہیں ایک قسم تو وہ ہیں جو اپنی ظالم سے معاف کرتے ہیں سو ابتدا اُن کی ذکر سے کی اور ایک قسم وہ ہیں کہ اپنے ظالم سے بدلہ لیتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کا ذکر آگے آتا ہے وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلَاةَ یعنی وہ لوگ جنہوں نے اجابت کی اپنے رب کی طرف اُس شے کی جس کی طرف اُس نے اُن کو بلایا اور جو چیز اُن پر واجب کی اُس کو قائم کیا یعنی فریضہ نماز اُن نے کیا یہ لوگ انصار ہیں مدینے میں اُنہوں نے رسول پر ایمان لانے کی دعوت قبول کی جب کہ اُن کی طرف روانہ کیے بارہ سردار اُن میں کے ہجرت سے قبل اور قائم کی نماز اُس کے وقتوں پر سب اُس کے شرط و ہدایات کے قالہ القرطبی و نحوہ فی البضای و ا کہم شوریٰ بیکم یعنی مشورہ کرنے میں آپس میں اور جلدی نہیں کرتے ہیں اور نہ راے کے ساتھ منفرد ہوتے ہیں شوریٰ سے مصدقہ و شاورتہ کا مثل بشری و قریبی ضحاک نے کہا یہ شوریٰ مشورہ کرنا ہے انصار کا جب کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلوٰ علیہ و آلہ وسلم کے ظہور کی

خبر سنی اور نقیباؤں کی طرف وارد ہوئے جس وقت کہ ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر میں اُن کی رائی متفق ہوئی اس پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت کریں کسی نے کہا کہ مراد اُن کا مشورہ کرنا ہے ہر کام میں جو ان کو پیش آتا ہے سو اختیار نہیں کرتا ہے بعض اُن کا بعض پر ساتھ آئے کے ابن العربی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلشُّكُّ لِي الْفَقْهُ لِحِمَاةٍ سِبَاكَ لِّلْعُقُولِ وَ سَبَبٌ اِلَى الصُّوَابِ وَ مَنَّا كَشَاوَرَقًا فَطَلَّ اِلَا هُدًى فَاَيْنِسْ شُورَى الْفِتْ هُوَ اسطے جماعت کے خوب جانچنے والا ہے واسطے عقلموں کے سببے طرف رہتی کے کبھی کسی قوم نے مشورہ نہیں کیا مگر اُن کو ہدایت ہوئی مطلب یہ کہ خبر کام میں مشورہ کرنے میں خوشی کی برکت سے اُس کام کی سیدھی راہ ملجاتی ہے پس اللہ پاک نے کاموں میں مشورہ کرنے کی روح فرمائی بسبب مدح کرنے اُن لوگوں کے جو اُس کا استعمال کرنے میں انبار بن برہ نے کیا خوب کہا ہے

|   |  |
|---|--|
| اِذَا بَلَغَ الْاَرَامُ لَشَوْكَ مَا سَتَعْنَ | يَرَايُ الْخَصِيْعَ اَوْ نَوِيْحَةَ حَا زِمٍ |
| وَلَا تَحْمِلُ شَوْرَى عَلِيكَ خَصَاعَةً      | فَرَيْنُ الْخَوَافِ فَوْقَ الْفَقْ اِدْمٍ    |

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ اپنے امور میں مشورہ فرمایا کرتے تھے اور اللہ پاک نے آپ کو اُس کی امر فرمایا پس ارشاد کیا وَ تَشَاوَرَكُمْ فِيْ اَمْرِىْ يَشُوْرُهُ كَرْنَا اَرَادَ مِنْ بَهْتٍ هِے اور احکام میں آپ اُن سے مشورہ نہیں لیتے تھے اس لیے کہ احکام مع جمیع اقسام فرض و مذنب و مکروہ و مباح و حرام کے اللہ پاک کے پاس منزل ہیں ہے صحابہ کرام بعد آپ کے سو وہ احکام میں مشورہ کیا کرتے تھے اور کتاب غزیر و سنت مطہرہ سے اُن کا استنباط فرماتے تھے پہلے پہل جب کام میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے مشورہ کیا وہ امر نکلتا ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر رض نہیں فرمائی تھی اور اہل ردت کے بارے صحابہ نے مشورہ کیا پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی رائے قتال پرستقر ہوئی چنانچہ اسی پر عمل درآمد ہوا اور مشورہ کیا صحابہ نے بعد آپ کے حروب میں یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ لیا ہر مزان سے جب کہ وہ مسلمان ہو کر اُنکے پاس آیا اس کا قصہ جلتی نکتہ ہے آل عمران میں شوری پر کلام گزر چکا ہے و مَا رَزَقْنٰهُمْ نِيْفَقُوْنَ یعنی اور ہماری دی روزی سے کچھ خرچ کرتے ہیں راہ خیر میں اور ہر کو محتاجوں پر خیرات کرتے ہیں پھر اللہ پاک نے اُس گروہ مومنین کا ذکر کیا جو اپنے ظالم سے بدل لیتا ہے پس ارشاد فرمایا وَ الَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَهُمُ الْبَشَىٰ سَمُّ نِيْفَقُوْنَ یعنی اور وہ لوگ کہ جس وقت پہونچے اُن کو کبھی اُس شخص کی جس نے اُن پر بغاوت کی بغیر حق کے تو وہ انتقام لیتی ہیں اپنے ظالم سے بغیر تعدی کے اللہ پاک نے جس طرح کہ غصے کے وقت مغفرت کا ذکر کیا ہے معرض مدح میں اسی طرح ان بدل لینے والوں کی



ہے جو کہ زبانی کی اہد اکرتا ہے ہر اس عمل و سلا سے فرمایا کہ اَنْتُمْ رَقَدَ ظِلُّكُمْ فَاِنَّ لَكُمْ مَا عَلَيْكُمْ مِنْ سَبِيلٍ  
یعنی اور البتہ جس شخص نے بدلا لیا بعد اپنے ظلم کے سوان لوگوں پر نہیں ہے کوئی راہ یعنی جس شخص نے  
اُن ظلم کیا ہے اُس سے بدلا لینے میں اُن پر کچھ گناہ نہیں ہے ابن جریر نے ابن عون سے روایت کیا ہے کہا  
میں انتصار کا پوجا کرتا تھا ولسن انتصار لایا یعنی اس آیت میں جو انتصار مذکور ہے اس کا میں لوگوں سے  
سوال کیا کرتا تھا سو علی بن زید بن جبران نے مجھے حدیث کی ام محمد اپنے باپ کی بی بی سے ابن عون  
نے کہا لوگوں نے نغم کیا ہے کہ وہ عورت حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا پر دخل ہوا کرتی تھی اس نے  
کہا کہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر داخل ہوئے اور ہمارے پاس بی بی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا تھیں پس آپ نے  
دست مبارک سے کچھ کرنے لگے آپ کو بی بی زینب کی خبر تھی سو میں نے آپ کا ہاتھ پکڑا یا تنگ کر میں نے  
بی بی زینب کی آپ کو خبر کر دی تو آپ رک گئے اور بی بی زینب متوجہ ہوئیں بی بی عائشہ کو برا کہنے لگیں پس  
آپ نے بی بی زینب کو منہ فرمایا سو انہوں نے باہر سے اُنکار کیا تو آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ تو اُن  
کو تنگ کر سو انہوں نے بی بی زینب کو برا کہا بہرہ اُن پر غالب ہو گئیں اور حضرت زینب جلیہن تو حضرت  
علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں بہرہ کہا کہ ان عائشہ سے کلمہ ولفعل کہہ بیٹے حضرت عائشہ تم کو سخت دور نشست  
کتنی ہیں پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ انا حبیبت ابیک  
ورب الکعبۃ یعنی بیشک عائشہ محبوبہ ہے میرے والد کی تم ہے رب کعبہ کی سو حضرت فاطمہ لوٹ گئیں اور حضرت  
علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے اُن سے بیٹے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا کیا کہا تھا نہ  
نے ایسی ہی بات فرمائی راوی نے کہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اُلُو  
اور اس باب میں آپ نے گفتگو کی لکن اُمیرہ ہذا الشیخانی وعلی بن زید بن جلد عان کافی فی  
روایاتہ بالمتکذبات غالباً وھذا ذیلہ نکارۃً وافتحہ خلاف ہذا الشیخانی کما رواہ

التشاکلی و ابن ماجہ من حدیث خالد بن سلمۃ الفاء عن عبد اللہ بن مسعود  
عن عمرہ قال قالت عائشہ رضی اللہ عنہا ما عینت حین دخلت علی زینب یحییٰ اذین من  
غضبی ثم قالت لی یحییٰ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احسبک اذا فکرت لک انی اری تکلم بزوجہ  
ثم اقبلت علی فاحترمت عنہا حتی قال الشیخ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انک دوتک فانصری فی قاتلہ  
علیکما حتی رايت ریفہا قد بدس فی قیہا ما تری علی شیعۃ اقرئت الشیخ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
یہکمل وجہہ وھذا لفظ الشیخانی بیٹے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمائی ہیں نہیں جانا میں نے جب کہ

دو ایک سے گزرتا تھا  
انہا اور جرح نہ تھا  
بچہ نہ تھا  
دو شام دی فاف  
تک اور کلمہ غم  
پہنچیں سے کچھ  
اور دو طرفین  
بی بی زینب کو  
عند زینب باقی

بنا اور روایت  
بی بی زینب کو  
بانی بی بی جان  
اور زینب جلیہن  
بنا اور روایت  
بنا اور روایت



داخل ہوئیں مجھ پر زینب امہ رضا تھیں بہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کافی ہے آپ کو جب کہ لوٹ  
دیں واسطے آپ کے حضرت ابو بکر کی بیٹی اپنے گرتے کو سپردہ مجھ پر تنجہ ہوئیں تو میں نے اُن سے سوہ میر لیا بیان  
تک کہ مجھ پر بنی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیٹے مقابلہ کر پس بدلے بہرین اُن پر تنجہ ہوئی یہاں تک  
کہ میں نے اُن کے نموک کو دیکھا کہ اُن کے منہ میں خشک ہو گیا تھا نہ میں رو کر فی نہیں مجھ پر کچھ بیٹے ہاگنیز  
اُن کو کچھ جواب نہ بنا پس میں نے بنی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کا چہرہ مبارک جبل جہلماتا تھا۔

فتح البیان میں ہے کہ لسانی داہن و ابن ہریرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے  
فرمایا بی بی زینب مجھ پر داخل ہوئیں اور میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے سوہ مجھ پر تنجہ ہوئیں  
تو مجھے بُرا کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو جھڑکا تو وہ باز نہ رہیں یہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کو سب کہہ دو میں نے اُن کو بُرا کہا یہاں تک کہ اُن کا تھوک اُن کے منہ میں خشک  
ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی کے مارے چمچا جاتا امام احمد و مسلم و ابوداؤد  
وترذی داہن مردویح نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
فرمایا ہے اَلْمُتَّقَانِ مَأْقَاكَ مِنْ شَيْءٍ فَكُلَا بَا وَفِي حَتَّى يَغْتَدِيَا لِمُظْلَمٍ فَتَقَرَّ وَجْهًا وَتَسْتَبِيحَ سَيِّئًا  
تَنْذِلُهَا اَنْتِي بَيْنَ دَوْخِ اَبْسٍ مِنْ كَالِي دِينَ وَاسْ جَوَ كَهْمُ اَنْتُمْ لَنْ لَمَّا سَوَّكَ اُسْ كَا اَبْدَا كَرْنُو لَمْ  
ہرچہ یہاں تک کہ زیادتی کرے مظلوم پر آیت مذکورہ پر ہی ہزار نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا  
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے کہ بد دعا کی اس شخص چر بنے اُس بظلم کیا تو  
مقرر اُس نے بدلے لیا وَدَقَا اَلْزَيْنُونِ عَيْنِي حَلِيْلِي اَيُّ الْاَخْوَصِ عَنِ اَيُّ الْحَمَّةِ وَ اَكْتَمْتُ سَمْعِي  
نَشْرَقَا لَكَ تَهْنُ اَلَا مِيْنِ حَلِيْلِي قَدْ تَكَلَّمَ فِيْهِ مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ قَوْلُهُ غَرَّ جِل اِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى  
الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ يَنْفَعُوْنَ فِي الْاَرْضِ بَغِيْرَ الْحَقِّ بَيْنَ حَرْجٍ وَ عَنَتْ جَوْبُ سَوَّ اَنْتِيْنِ لَوْ كُوْنَ  
جو کہ ظلم کرتے ہیں لوگوں پر اور بغاوت کرتے زمین میں ناحق بیٹے ابتدا کرتے ہیں ظلم کی لوگوں چر طرح  
کہ حدیث صحیح میں آیا ہے السَّبَابُ مَا قَالَا فَعَلَا السَّابِي الْمَظْلُوْمُ اَوَّلُكَ لِمَ خَدَّابِ لِمَ يَمُ بَيْنَ  
یہ لوگ جن کا ذکر ہوا اُنہیں کے واسطے ہے عذاب جہنم و رو دینے والا ابو بکر بن ابی شیبہ نے محمد بن  
واسع سے روایت کیا ہے کہ میں نے کہا اے اللہ کا خندق پر ایک پل ہے پس مجھے پکڑا مجھ کو مروان بن  
مطلب کی طرف لے گئے یہ میرا تھا ابھر سے پرسا اُس نے کہا اے ابو عبد اللہ تیری کیا حاجت ہے میں نے کہا میری  
حاجت اگر تو طاقت رکھے اس کی کہ تو ویسا ہووے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نبی تھا تو تو ہو مروان نے کہا نبی  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نبی کون ہے میں نے کہا کہ علار بن زیاد اُس نے ایک بابا اپنے کسی دوست کو عامل پہنچا تھا کسی

اسے اللہ ان سے  
سنا اور ان سے  
میرے لئے ابی خیر

خیر و اہم قال علی ابی  
الو اہم العظوم و اہم  
یون علیہا کذا فی الجہنم

عمل پر پہنچے کسی جگہ کی اُس کو حکومت دی تھی سو علمائے اُس کو خط لکھا اُنکا کھد فَاِذَا سَمِعْتُمْ اَنْ تَخْلَعُوْا  
 اِلَا وَطَعُكُمْ خَيْفٌ وَنَبْطُكُمْ خَيْفٌ وَكَذَلِكَ نَقِيَّةٌ مِّنْ دِيْمَارِ الْمُسْلِمِيْنَ وَامَوَالِهِمْ فَاَنْتَا اِنْ تَخْلَعْتَ  
 ذٰلِكَ لَا تَكُنْ عَلَيْكَ سَيِّدٌ اِنَّمَا السَّيِّدُ عَلَى الَّذِيْنَ اَلَا يَتَّبِعُوْهُ جَعْدٌ وَصَلَةُ كَيْسٍ اِذَا تَوَلَّيْتُ رُكُوسٍ اِسْكُ  
 رات بسر نہ کرے تو مگر اس حال میں کہ تیری پیٹیہ ہلکی ہو اور تیرا پیٹ تپلا ہو اور تیری ہتھیلی صاف ہو مسلمانوں کے  
 خونوں اور مالوں کو پس بیشک تو نے اگر یہ کیا تو نہیں ہے تجھ پر کوئی راہ مینے کسی طرح کا حج و گناہ راہ جو  
 ہے سوائے یہ کہ جو کہ ظلم کرتے ہیں لوگوں پر الا پس مردان بولا و اما اس نے سچ کہا اور نصیحت و غیر خواہی  
 کی بہر کہا اے ابو عبد اللہ تیری کیا حاجت ہو میں نے کہا میری حاجت یہ ہے کہ تو مجھے لایق کر دے میر گھر  
 والوں کو کہا مان رواہ ابن ابی حاتم پھر اللہ تعالیٰ نے جب کہ ظلم و اہل ظلم کی مذرت فحاشی تو خود درگزر کرنے  
 کی طرف، و نسبت دلائی ارشاد فرمایا وَكَتَبْتُ بَيْنَ وَغَيْرَ بَيْنِهِمْ صَبْرًا كَمَا اِيْدَا بِرَأْسِ اِيْدَا بِرَأْسِ كَمَا سَتَرُ كَمَا فَاِذَا  
 ذٰلِكَ لَمِنْ عَزَمِ الْاُمَمِ سَعِيْدٌ بِنِجَابِ رُشِيْكَ اِلَى بَيْتِ اُمِّ سَعْدٍ سَعِيْدٌ سَعِيْدٌ سَعِيْدٌ سَعِيْدٌ سَعِيْدٌ سَعِيْدٌ سَعِيْدٌ سَعِيْدٌ  
 فرمایا ہے بَيْنَهُمُ اَلْبَيْتُ سَعِيْدٌ سَعِيْدٌ سَعِيْدٌ سَعِيْدٌ سَعِيْدٌ سَعِيْدٌ سَعِيْدٌ سَعِيْدٌ سَعِيْدٌ سَعِيْدٌ سَعِيْدٌ  
 نے عبد الصمد بن یزید حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کے خادم سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت  
 فضیل کو سنا کہ فرماتے تھے جس وقت آئے تیرے پاس کوئی شخص کہ شکایت کرتا ہے طرف تیرے کسی شخص  
 کی تو تو کہہ اسے میر بہائی تو اُس سے عفو کر دے پس بیشک قریب تر ہر طرف تقویٰ کے بہر اگر وہ کہے  
 کہ میرا دل عفو کی برداشت نہیں کرتا ہے لیکن میں تو بدلاؤں گا میرا کہ اللہ عزوجل نے مجھے امر فرمایا ہے تو تو  
 اُس سے کہہ کہ اگر تو اچھی طرح سے بدل لینا جانتا ہے تو بدل لے ورنہ پھر رجوع کر طرف دروازہ عفو کے پس  
 بیشک عفو ایک دروازہ فزاح ہے کیونکہ جس شخص نے عفو کیا اور اصلاح کی تو اُس کا اجر اللہ یہ ہے اور حساب  
 عفو سوتا ہے اپنے بچھونے پر رات کو اور صاحب انتصار کا قلب کرتا ہے اور کو امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے  
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گالی دی اور بنی  
 صلے اللہ علیہ آکرم وسلم جس پر فرماتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعجب کرنے اور سبب فرمانے لگے بہر جب اُس  
 شخص نے کثرت کی تو حضرت صدیق نے اُس کی بعض بات کا اُس پر رد کیا پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خفا  
 ہوئے اور کترے ہو گئے پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ سے جواب دے پھر عرض کیا یا رسول اللہ بیشک وہ مجھ  
 کا گالی دیتا تھا اور آپ بیٹھے تھے بہر جب میں نے اُس کی بعض بات کا اُس پر رد کیا تو آپ خفا ہوئے اور کترے  
 ہو گئے فرمایا بیشک حال یہ ہے کہ تیرے ساتھ ایک فرشتہ تھا وہ تیری طرف سے رد کرتا تھا بہر جب تو نے  
 اُس کی بعض بات کا اُس پر رد کیا تو شیطان حاضر ہو گیا پس میں ہوں کہ شیطان کے ساتھ ہوں

پہر فرمایا اسے ابو بکر بن ابی قحطہ بن منین ہے کوئی جندہ کو ظلم کیا جائے ساتھ کسی بخلہ کے بہرہ آور  
 سے چشم پوشی کہے واسطے اس کے مگر اسے خالی اس کو عزت دینا پسند پس اس کے اور مدد کرتا ہے اس کی اور زمین  
 کو اس کی شخص سے دروازہ عطیہ کا کہ ارادہ کرتا ہے اس سے وصلہ کا مگر زیادہ کرتا ہے اس کو بہ سبب اس کے کثرت  
 اور زمین کو اس کی شخص نے دروازہ سوال کا کہ ارادہ کرتا ہے اس سے کثرت کا مگر زیادہ کرتا ہے اس کو اس کے  
 وعل بہ سبب اس کے قلت وکذا اذواہ ابوعبید عن عبد اللہ بن عمار عن سفیان بن عیینہ کا قال  
 وکذا اذ صفعان بن عیسیٰ کلاهما عن محمد بن عجلان ورواہ میر علی بنی اللہ عن سعید  
 المقبری عن یزید بن الحکم عن سعید بن المسیب مرسلاً وکذا الحدیث فی غایۃ المحند  
 فی المعنی وهو سیدک سببہ للصدق بنی رضی اللہ عنہ **ف** نفع البیان کا بیان فاتح مع توضیح یہ ہے  
 وجزا سیدہ سیدہ مشعلہ امیر پاک نے بیان فرمایا کہ انتصار میں مداح ہی ہے کہ مساوات پر اقصا  
 کرے ظاہر اس کا عموم ہے یعنی کوئی سی جنابت ہو اس کے بدل اپنے میں برابر ہی پر قصر کیا جائے مقابل  
 و امام شافعی و امام ابو حنیفہ و سفیان بن عیینہ عن امیر عن فرات بن ابی ہریرہ کہ یہ بدل لینا خاص ہے ساتھ مجروح کے کہ وہ  
 انتقام کیوے خارج سے ساتھ قصاص کے نہ اس کے سوا مجاہد و سدی کہتے ہیں چو اس کے منہم کا حب کوئی  
 شخص کہے اخراک امیر تو اس کے جواب میں کہے اخراک امیر یعنی اسے تھپے رسوا کرے بغیر اس کے کہ زیادتی کرے  
 او جب بدل لے لیا تو اپنی ظلمت بہر پر لیچکا اور اول بری ہو گیا اس کے حق سے اور باقی وہاں اس پر گناہ  
 ابتدا کا اور گناہ امیر تو اس کے حق کا جزا سے سیدہ کا نام جو سیدہ رکھا سو یا تو اس واسطے کہ جس پر وہ قہر  
 ہوئی ہے اس کو بری لگتی ہے یا برطریق شاکست کرا سیکے کہ صورت میں دونوں باہم متشابہ ہیں بہر  
 حسب امیر پاک نے یہ بیان کر دیا کہ بدل سیدہ کا وہی ہے سیدہ کے ساتھ حق جائز ہے تو نیکداس کے حد کی فضیلت  
 بیان کی پس ارشاد فرمایا فَمَنْ عَفَا وَأَخْلَصَ كَلِمَةً خَيْرَهُ عَلَى اللَّهِ حَرْفٌ فَاذْ صِلَ تَفْرِيمَ کے ہے جسے جب کہ  
 جزا میں رعایت مماثلت کی وجہ سے مذہب زیادتی کے اور رعایت بغایت مشکل ہے تو ادلی عفو و  
 اصلاح ہے جبکہ وہ قابل اصلاح کے ہو پس اب یہ اعتراض وارد نہ ہو گا کہ یہ اس قول کے مخالف ہے کہ الخ لم علی  
 العاجز محمود و علی التغلب سم یعنی عاجز کرنا محمود ہے اور تغلب پر مذموم ہے جسے یہ ہیں کہ  
 جس شخص نے عفو اس شخص سے جس نے اس کو ظلم کیا وہ اصلاح کی ساتھ عفو کے در بیان اپنے اور اپنے  
 ظالم کے تو اجرا اسکا اس پر ہے جسے وہ ضرور اس پر اس کو اجروے کا احبہ کو جو بہم رکھا سو اس کو  
 کہ منظر کی تعظیم شان ہے اور آگاہ کرتا ہے اس کی جلالت و بندگی پر یعنی البیہقیم الشان اجبر ہے  
 کہ اس کی عظمت بیان سے باہر ہے مقابل نے کہا پس عفو اصل صلح ہے ہوا اسکا بیان سورہ آل عمران

۴  
 عن صفیہ بنت  
 ابی ہریرہ  
 عن عبد اللہ بن  
 مسعود عن  
 ابن عمر  
 عن عائشہ

جو کھو ہو بچتا ہے اور جرح و فزع نہ کیا یعنی ضبط و بے قرار نہ ہوا تو وارث کرتا ہے کہو اللہ تعالیٰ حال رضا کا اور یہ حال اجل و بزرگمرگہ حال کا ہے اور جس نے مصیبتوں کو جرح و فزع کیا اور شکایت کی تو اللہ تعالیٰ کہو اُس کے نفس کی طرف سب کو دیتا ہے پھر اُس کو اُس کی شکایت نفع نہیں دیتی ہے حرکاتِ نقل کرتے ہیں کہ حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجلس میں ایک شخص نے ایک شخص کو گالی دی پس جس کو گالی دی تھی وہ غصے کو پٹیا بنا اور پسینے ہو رہا تھا پس پسینے کو پوچھتا تھا پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا تو یہ آیت پڑھی یعنی و من صبر و فخر لآیہ اچھتر حسن نے فرمایا اٹھنا وائے و فخرها او فخرها الجا ملون یعنی و مدد اُس سے اُس کو سمجھا بوجہ احباب کا ہوا نے اُس کو مصلح کیا باجملہ عنوان ایک ایسی نفی شمس ہے کہ اُس کی طرف عنبت و لائی ہے پھر بعض احوال میں کہی اس کے برعکس ہی ہوتا ہے تو ترک مصلحت کر مندوب الیہ ہو جاتا ہے چنانچہ اول گزر چکا ہے جب ہوتا ہے کہ زیادتی نبی کے روکنے اور ماوہ انداز کے قطع کرنے کی حاجت ہوتی ہے غرض کہ اندازِ صبر کرنا اور عفو و درگزر کرنا بہت کا کلمہ ہے اللہ پاک کی توفیق سے بندہ مصالح کو فقیص ہوتا ہے پھر فرمایا وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَکُمْ فِی قُرْآنِکُمْ وَ تَرَى الظَّالِمِیْنَ لَمَّا آتَوْا الْعَذَابَ یَقُولُوْنَ هَلْ اِلٰی حَرِّ مِیْنٍ سَبِیْلٍ ۝

تَرَاهُمْ یُعْصِفُوْنَ عَلَیْهَا خَشِیْعَتِیْنَ مِنَ الذَّلٰلِ یَطْرُقُوْنَ مِنْ حَرِّ مِیْنٍ ۝ وَقَالَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ الْحَسْرٰتِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ وَ اَهْلِیْہُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۝ اَکَاۤرَ الظَّالِمِیْنَ فِیْ عَذَابٍ مُّتَعٰوِیْنَ ۝ مَا کَانَ لَکُمْ مِّنْ اَنْۢ لَّیۡۤا یَنْصُرُوْکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۝ وَ مَنۢ یُّضِلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَکُمْ مِّنۡ سَبِیْلٍ ۝ اور جس کی راہ نہ دے اللہ تو کوئی نہیں اُس کا کام نہ دے والا اُس کے سوا اور تو دیکھے گنہگاروں کو جس وقت و کمین گے عذاب کمین گے کسی طرح پھر جانے کی بھی ہوگی کوئی راہ اور تو دیکھے اُن کو سامنے لئے گئے ہیں اگل کے نبی اُکمینِ ذلت و کمینتی ہیں چہی نگاہ سے اور کمتر ہیں جہا ایمان دار تھے مقرر تھے عالم وہی ہیں جنہوں نے گنوا لی اپنی جان اور اپنا گھر قیامت کے دن سنتا ہے گنہگار پڑے ہیں سدا کی مار میں اور کوئی نہ ہوئے اُن کے حمایتی جو مدد کرتے اُن کی اللہ کے سوا ہے اور جس کو مبتلا کرے اللہ اُس کو کمین نہیں راہ اللہ ف حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نفس کریم کی خبر دیتا ہے کہ جو کچھ اُس نے جا ہوا ہو گیا اور اُس کا کوئی رد کئے والا نہیں اور جو نہ جا ہوا نہ ہوا پھر اُس کا کوئی وجود میں لانے والا نہیں اور جس کو اُس نے ہدایت کی اس کا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اللہ گمراہ کرے تو اُس کا کوئی راہ پر لانے والا نہیں کا مالِ عر و جل وَمَنْ یُّضِلِلِ اللّٰهُ فَلَا یُجِدْ لَہٗ دَلِیْلًا ثُمَّ یُذِیْلُ اہم اللہ پاک نے خبر دی طرف مظلومین کے یہ وہ ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شکر کرنے والے ہیں جب قیامت کے دن عذاب کو دیکھیں گے تو دنیا کی طرف مہر نہ کی متنا کرین گے کمین گے کسی طرح پھر جانے کی بھی ہوگی کوئی راہ جیسا کہ

عاجز  
بہر  
پست  
و سبب  
لا غبار

اللہ پاک نے فرمایا ہے وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ ذُقُوا عَلٰی الشَّارِكَفَالُوا بِالْبَيْتِ تَارَةً وَلَا تَذَكُّ بِأَيْمَاتٍ رَّبِّكَ تَكْفُوتَ  
 مِنَ الْمُؤْمِنِينَ بَلْ لَدَهُم مَّا كَانُوا يَخْشَوْنَ مِنْ قَبْلِ وَلَوْ تَرَىٰ ذَاكَ لَمَّا هُمُ لَعَنُوا وَآلَهُمْ كَذِبٌ  
 قَوْلُهُ تَعَالَى وَتَرَاهُمْ يُعْصُونَ عَلَيْكَ أَلَا يَتَّبِعُونَ بَيْتَ اللَّهِ يَتَّبِعُونَ بَيْتَ اللَّهِ يَتَّبِعُونَ بَيْتَ اللَّهِ يَتَّبِعُونَ بَيْتَ اللَّهِ  
 نبی کریم کے والے ہیں مارے اس فلت و خاری کے جو ان پر چڑھا رہی ہے بہ سبب نافرمانی اللہ پاک کے جس کو دنیا  
 میں کرگزرے ہیں دیکھتے ہیں طرف خفی سے عبادت کے لئے ذلیل مطلب ہے کہ آگ سے ڈر کر اس کی طرف  
 جو نظر سے دیکھیں گے حالانکہ جس شے سے ڈرنے میں وہ ضرور اُن پر واقع ہونے والی ہے اور جو کچھ اُن کے  
 جی میں ہے اُس سے انہیں کہیں بڑھ کر ہوگی اجازت اللہ سے نہ کہ اُسے قَوْلُهُ تَعَالَى وَقَالَ الْإِنْسَانُ اسْمُ الْآلَةِ  
 یعنی دنیا میں جو لوگ ایمان لے آئے تھے وہ قیامت کے دن یوں کہیں گے کہ مقرر ٹپے توڑے والے  
 وہی ہیں جنہوں نے گنوا میں اپنی جانیں اور اپنے گھر والے قیامت کے دن مطلب یہ ہے کہ اُن کو آگ  
 کی طرف لے گئے سو انہوں نے سب اہل آبادی کے گھر میں اپنی لذت معدوم کی اور اپنی جانیں گنوا میں اور جدائی  
 کی گئی اُن میں اور اُن کے باوجود ہستون اور گھر والوں اور رشتہ داروں میں سو اُن کو گنوا میں آگ لگا کر  
 فِي عَذَابٍ مُّضْتَمِّمٍ یعنی ستا ہے یہ کہ ظالم لوگ تو ہیں و احم و سرمدی و ابدی عذاب میں جس سے اُن کو نہ کلنا  
 ہے نہ اُس سے اُن کو سبائے کی جگہ ہے قَوْلُهُ تَعَالَى وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ يَتَّبِعُونَ اِلَيْهِمْ اور کوئی  
 نہ ہوئے اُن کے عاصی کو چھڑاتے اُن کو اللہ کے سوائے اُس عذاب و نکال جس میں وہ ہیں اور کونسا کلام  
 اللہ تو اس کو نہیں کسی طرح کا چھٹکا **ف** دفع البیان کا بیان سم توضیح یہ ہے کہ جس کو گمراہ کر سادہ یعنی  
 اس کو بے مدد چھوڑ دے تو کوئی نہیں اُس کا کلام بنانے والا اللہ کے سوائے کہ اُس کی ہدایت کا ستولی ہو اور  
 اُس کی مدد کرے ظاہر آیت عموم ہے کسی نے کہا کہ یہ خاص ہے اُس شخص کے ساتھ جس نے نبی صلی اللہ علیہ  
 و آلہ وسلم سے اعراض کیا اور جس کو کسی طرف اپنے اُس کو بلایا اُس پر عمل نہ کیا اور ایمان لانا ہے اللہ پاک پر  
 اور عمل کرنا ہے اُس نے پرجو اُس نے شروع فرمائی اور رعد و برق میں یعنی جس شخص کو اللہ پاک نے ان جنہوں  
 سے گمراہ کیا تو کوئی ہدایت کرنے والا اُس کو ہدایت نہیں کرتا ہے فالہ القرطبی والاولی تری کا خطا  
 دونوں جگہ ہر اُس شخص کو ہے جس سے رویت ہو سکتی ہے اور رویت دونوں موضع میں بھری ہے یعنی  
 کی آنکھ سے دیکھنا برویت ایک مفعول کی طرف متقدمی ہوتی ہے چنانچہ الظالمین اُس کا مفعول ہو اور ہر  
 ایک کے بعد کا جملہ حالیہ ہے مراد الظالمین سے شرکین کذبین بے ایمان ہیں راوا کے معنی میں یہ وہ ماضی  
 کا صیغہ واسطے تخریق وقوع کے اختیار کیا ہے عذاب سے مراد نار ہے معنی یہ ہیں اسے دیکھنے والے تو  
 دیکھنے کا شروع نہایت کہ جہلا نے والوں کو جس وقت وہ دیکھیں گے آگ کو کسی نے کہا جب دیکھیں گے

اللہ پاک نے فرمایا ہے  
 وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ ذُقُوا عَلٰی الشَّارِكَفَالُوا بِالْبَيْتِ تَارَةً وَلَا تَذَكُّ بِأَيْمَاتٍ رَّبِّكَ تَكْفُوتَ  
 مِنَ الْمُؤْمِنِينَ بَلْ لَدَهُم مَّا كَانُوا يَخْشَوْنَ مِنْ قَبْلِ وَلَوْ تَرَىٰ ذَاكَ لَمَّا هُمُ لَعَنُوا وَآلَهُمْ كَذِبٌ  
 قَوْلُهُ تَعَالَى وَتَرَاهُمْ يُعْصُونَ عَلَيْكَ أَلَا يَتَّبِعُونَ بَيْتَ اللَّهِ يَتَّبِعُونَ بَيْتَ اللَّهِ يَتَّبِعُونَ بَيْتَ اللَّهِ يَتَّبِعُونَ بَيْتَ اللَّهِ

اللہ پاک نے فرمایا ہے  
 وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ ذُقُوا عَلٰی الشَّارِكَفَالُوا بِالْبَيْتِ تَارَةً وَلَا تَذَكُّ بِأَيْمَاتٍ رَّبِّكَ تَكْفُوتَ  
 مِنَ الْمُؤْمِنِينَ بَلْ لَدَهُم مَّا كَانُوا يَخْشَوْنَ مِنْ قَبْلِ وَلَوْ تَرَىٰ ذَاكَ لَمَّا هُمُ لَعَنُوا وَآلَهُمْ كَذِبٌ  
 قَوْلُهُ تَعَالَى وَتَرَاهُمْ يُعْصُونَ عَلَيْكَ أَلَا يَتَّبِعُونَ بَيْتَ اللَّهِ يَتَّبِعُونَ بَيْتَ اللَّهِ يَتَّبِعُونَ بَيْتَ اللَّهِ يَتَّبِعُونَ بَيْتَ اللَّهِ

موت کے وقت اس شکر کو جو اس راگ نے اُن کو واسطے تیار کر رکھی ہے تو کمین گے آیا ہر طرف رجوع الی الدنیا کے کلی  
 راہ طلبت ہو کہ عذاب کچھ کر دنیا کی طرف بہرنے کی تمنا کرینگے حالانکہ یہ تمنا بے سود ہے وَتَوَكَّلْهُمْ يَوْمَ يُصْعَقُونَ عَلَيْهَا  
 الْآيَةُ جملہ یعصقون علیہا محل نصب میں ہو بنا بر حال اس لیے کہ رویت بصری ہے چنانچہ ادا ل گزر چکا ہے خاشعین  
 حال ہے یعصقون کی ضمیر سے من الذل من حرق من سبب یہ ہے اے من اجل الذل اور تعلق ہے خاشعین سے  
 ضمیر علیہا کی راجح ہے طرف عذاب کے گو عذاب مذکور ہے مگر چونکہ اُس سے مراد اُن ہے اس لیے اُس کی طرف  
 ضمیر ہوتی راجح کی ہے یعنی اے مخاطب تو دیکھ گاہ ظالمون کو اس حال میں کہ وہ پیش کیے جا رہے ہوں گے  
 آگ پر و آخال کہ وہ ساکن و متواضع و ذر و تن ہونگے یہ سبب ذلت کے دیکھتے ہونگے طرف آگ کے طرف  
 خفی سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا خفی یعنی ذلیل ہے یعنی دیکھتے ہونگے بچی نگاہ سے  
 حرق من ابتدا لے غایت کا ہے یعنی اُن کا آگ کی طرف دیکھنا شروع ہوگا نوی نگاہ سے یہ جی جائز ہے  
 کہ من تعیض کا ہو یعنی نظر کریں گے بعض لپٹ نگاہ سے طلب یہ ہے کہ مار خوف کے پوری بچے نگاہ کو  
 بھی نظر نہ کریں گے بلکہ نگاہ لپٹ کر کچھ دیکھیں گے یوں نہ کہ اس نے دیکھنا چاہا ہے اے اسے مینظرون  
 بطرف تعیض یعنی کہ نہ نگاہ سے نظر کریں گے مار خوف و ذلت کے اخفش ہی اسی کے قائل ہیں طرف  
 خفی وہ ہے جس کی نظر خفی ہوتی ہے جس طرح وہ شخص دیکھتا ہے طرف تدار کے جس کو قتل کے واسطے  
 روک رکھا ہے وہ لوگ جو اس طرح دیکھیں گے سو اس لیے کہ خوف و ذلت اُن کو لاحق ہوا ہے مجاہد کہتے  
 ہیں کہ وہ تو اپنے دلوں کو نظر کرینگے اس لیے کہ وہ اندہ بنے محسوس ہوں گے اور دل کی آنکھ طرف خفی ہے  
 قتادہ و مسید بن جبیر و سدی و قرظی نے محمد بن کعب کہتے ہیں کہ یَا قَوْمَ انْظُرُوا لِيَوْمِ نَسْفَةِ  
 الْخُوفِ یعنی مارے شدت خوف کے جو نگاہ سے آگ کی طرف نظر کریں گے بہری نگاہ سے بلا تکلف  
 نہ دیکھیں گے قوله تعالیٰ قَالَ الَّذِينَ اسْتَفْآؤْا اِنَّ الْخُسْفٰی لَآیَہِ کَا یَہِ طَلَبُہِ کہ منوعین کمین گے بیشک  
 حسران و زبان من کامل اور بہر پور بھی لوگ ہیں جنہوں نے جمع کیا ہے و زبان زبان اپنی جانوں کے  
 اور اپنے گہ والوں کے باہر طہر کہ ہمیشہ ہمیشہ نار میں اُن کو بسا یا یوم القیامتہ یا تو ظرف ہے نہ  
 کا اس بنا پر قول منوعین کا دنیا میں ہوگا یا ظرف ہو قال کا تو قول قیامت میں ہوگا البصیفہ ماضی اسٹے  
 اس کو ادا کیا ہے کہ اس کے وقوع کا تحقق معلوم ہوگا قالہ ابو اسخو یہاں و حسران مذکور ہیں پہل جنوں  
 نے اپنی جانوں کا زبان تو میں کیا کہ آگ میں چلے گئے وہاں معذب ہوئے اور گہ والوں کا لفظ ان سے  
 کہ اگر وہ ان کے ساتھ آگ میں ہیں تو اُن سے منتفع نہ ہونگے اور اگر وہ جنت میں ہیں تو اُن کے اور اُن  
 درسیان حیل و لذت ہو گئی کسی نے کہا حسران اہل کا یہ ہے کہ اگر وہ ایمان لاتے تو جنت میں حور عین ہیں

اُن کے واسطے کہ وہ اسے کہتے قولہ تعالیٰ اَلْاٰثِمُ الظَّالِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّتَقَرِّمٍ یا تو تیرے کلام میں منین ہوے یا اللہ پاک کے کلام سے ہر پینے سننا ہے بیشک ظالمین عذاب دہم میں ہیں جو کہیں منقطع نہ ہوگا و ما کان لَہُمْ الایۃ کا یہ مطلب ہے کہ اس جگہ اللہ تعالیٰ کے سوانہ اُن کے واسطے کوئی احوال میں نہ اُن سے عذاب کو دفع کریں اور نہ کوئی انصار و مددگار اُن کی مدد کریں بلکہ اللہ پاک ہی متصرف ہو جو اُس نے چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا اِنَّ مِّنْ فَضْلِ اللّٰہِ الایۃ کے یہ سننے میں کہ جس کو اللہ نے عذاب سے تو منین ہے اُس کے واسطے کوئی راہ کہ وہ اس پر چاروں طرف نجات کے بہرہ جہاں اللہ بجا نہ نے وعدہ و وعید کے ذکر میں اطمینان کیا تو بعد اُس کے وہ شے ذکر کی جو کہ دونوں کے ذکر سے مقصود ہو پس ارشاد فرمایا اِسْتَجِیْبُوْا لِرَبِّکُمْ فَمَنْ فَعَلَ بِاٰیٰتِ یَوْمِ الْاٰمِرِۃِ لَآ مِّنْ اللّٰہِ مَا لَکُمْ مِنْ تَحِلٍّ یَّوْمَئِذٍ فَاِنَّکُمْ مِّنْ تٰکِیْبِیْنَ ؕ فَاِنْ اَعْرَضْتُمْ عَنْ اٰیٰتِہِمْ اَسْلَمْنَا عَلَیْہُمْ حَافِظًا ؕ اِنْ عَلَیْکَ اِذَا الْاٰمِلُ غَرَّ وَاِنَّا اَآذِقْنَا الْاِنْسَانَ مِمَّا رَزَقْنٰہُ فَرِحَ بِہَآءِ وَاِلٰی نَصِیْبِہُمْ سَبِیْئَۃٌ ؕ فَاِنَّمَا فَتَنَّہُمْ اِذْ لَکُمْ مِنْہُمْ اٰیٰتٌ لَّکُمْ تَفْکُوْرٌ ؕ مانا ہے رب کا حکم اُس سے پہلے کہ اُسے ایک دن جو بہتر مانعین اللہ کے یہاں نہ ہونے کا تم کو بجا و اُس دن اور نہ ملے گا الوہ ہو جائے بہرہ راہہ ملادین تو بجز تو منین ہیجا ہم نے اُن پر نگہبان تیرا نہ ہی ہو ہیونجا دینا اور ہم جب چکھاتے ہیں آدمی کو اپنی طرف سے ہم اُس پر ہیجتا ہے اور اگر ہیونجی ہے اُن کو کچھ برائی بدلا دینا کما فی کما تو انسان بڑا ناشکر ہے انتہی ف حافظ بن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جو احوال و امور عظام ہو جن کی قیامت کے دن ہوں گے جب کہ اللہ پاک نے اُن کا ذکر کیا تو اُس کو تحذیر کی اور اُس کے واسطے تیار کرے گا اس کا اس کا پس سرمایہ استعجیلو الرکبم الایۃ یعنی اپنے رب کا حکم مانو اُن کے آنے سے پہلے جس کو اللہ کے پاس سے ہی نہیں وہ ایسا دن ہے کہ جس وقت وہ اُس کے ہونے کا اس فرمایا گیا تو مثل ہلک مارنے کے ہو پڑیگا اُس کا نہ کوئی دفع کرنے والا ہے نہ روکنے والا مَا لَکُمْ مِّنْ تَحِلٍّ یَّوْمَئِذٍ فَاِنَّکُمْ مِّنْ تٰکِیْبِیْنَ یعنی نہیں ہے تمہارا واسطے اُن کوئی حصن و قلعہ کہ تم اُس میں محفوظ ہو جاؤ اور نہ کوئی ایسا مکان کہ وہ تم کو چھپا لے اور تم اُس میں الوہ ہو جاؤ تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی نگاہ سے غائب ہو ہو بلکہ وہ اپنے علم و بصیرت قدرت سے تمہارا احاطہ کرنے والا ہے پس اُس سے کوئی جائے پناہ نہیں ہے مگر طوفان اُسکی بقول اَلَا یَسْتَدِیْنُ اَیُّ الْاَکْفَرِۃِ کَیْ لَا وَرَدَ لَیْ سَبِیْکَ یَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ قولہ تعالیٰ فَاِنْ اَعْرَضْتُمْ اِلَآیَہِمْ ہر اگر شرکین اعراض کریں تو منین ہیجا ہم نے بجز کو پڑ نگہبان یعنی تو کچھ اُن پر دار و غم نہیں ہے کہ خواہ مخواہ اُن کو راہ پر لائے کما قال عز وجل لَکِنْ عَلَیْکَ ہٰذِہِمْ وَ لَکِنَّ اللّٰہَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَ فَاَلَمْ تَرَ کَیْ لَکُمْ عَلَیْکَ الْاَبْلَآءُ عَلَیْکَ الْحِیَابُ اور یہاں موبن فرمایا ہے اِنْ عَلَیْکَ اِذَا الْاَبْلَآءُ

یہاں بھی آدمی  
منین نہ کہان  
عاجز نہ کہان  
منین نہیں ہوتا  
چاہے کہ  
بہتر نہ کہان  
خوبیہ

علیٰ ہذا  
منین ہے اور  
کو راہ پر لانا  
لیکن ایسا  
بلکہ اس کا  
چاہے  
مستحق  
ذکر تو یہاں  
یہاں ہے

یعنی ہم نے تو تجھ کو صرف اس بات کا مکلف کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رسالت اُن کو پہنچا دے پھر فرمایا **وَإِنَّا إِذَا أَكْذَبْنَا الْإِنْسَانَ مِمَّا كَفَّ الْأَرِیْنِیْنَ** جس وقت ہو چنے انسان کو ازراہی و نعمت تو اُس سے خوش ہوتا ہو اور اگر ہو چنے لوگوں کو کوئی برائی لینے مخط و لغت و بلا و شدت تو یسناک انسان بڑا ناشکر ہے یعنی جو نعمتیں اس سے پہلے گزری ہیں اُن کا منکر ہوتا ہے اور زمین پہچانتا ہے مگر ساعت راہنہ کو لینے لگے انعام سے چشم پوشی کرتا ہے اسی حالت موجودہ کو پیش نظر کہتا ہے پھر اگر اُس کو کوئی نعمت ہو چنے تو اثر و بطر کرتا ہے یعنی اتراتا ہے کہ ہم جیسا کوئی نعمتیں ہے ہم ہی ناز و نعم میں ہیں اور اگر لگے اُس کو کوئی محنت و ایذا تو اُمید ہو جاتا ہے اُس توڑ بیٹھتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو ارشاد فرمایا کہ اے گروہ عورتوں کے تم خیرات کیا کرو پس بے شک سینو تم کو دیکھا ہے اکثر اہل راکے تو ایک عورت بولی یا رسول اللہ یہ کیوں ہے پس آپؐ فرمایا اُس اسلے کہ تم شکایت بہت کرتی ہو اور غاوندوں کی ناشکر کرتی ہو لو حسنت الی احد من الدہر ثم ترکت برئاً قال ما رایت منک خیراً قط یعنی آپؐ عورتوں سے انتقام فرما کے مرد وغیرہ میں کھٹوٹ مخاطب ہو کر فرمایا اے مخاطب اگر تو احسان کرے کسی عورت پر ایک مدت و رازہ تو ایک دن احسان چوڑے تو کہہ کہ کبھی میں نے تجھ سے کوئی خیر نہیں دیکھی اکثر عورتوں کا یہی حال ہے مگر وہ عورت جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی اور اُس کی ہدایت کا اُسے الامام فرمایا اور وہ اُن میں سے نہیں جو ایمان لائے اور بے ایمان کہیں پس میں ایسا ہوتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر ہو چنے اُس کو رحمت تو شکر کرے پس اُس کے واسطے خیر ہو اور اگر لگے اُس کو کوئی تکلیف تو صبر کرے پس اُس کے لیے خیر ہو یہ حال کسی کے واسطے نہیں ہوتا ہے مگر وہ طوموں کے **ف** فتح البیان کا بیان ہے تو قبیح یہ ہے کہ تمہارے رتبہ جو تم کو اس طرف بلایا ہے کہ اُس پر اور اُس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان لاؤ سو تم اُس کی دعوت کو قبول کرو قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس کے رد و دفع پر کوئی قادر نہ ہو بلکہ قرآن بنا پر ہے کہ سننے یہ ہوں قبل اس کے کہ اُسے اند کی طرف سے وہ دن جس کو کوئی رد نہ کرے یا لا مرد و لا رب کے یہ سننے ہیں کہ رد نہ کرے گا اُس کو اللہ بعد اس کے کہ اپنے بندوں پر اُس کا حکم کر چکا اور اُن کو اُس کا وعدہ دے چکا اور اُس دن سے قیامت کا دن ہے یا موت کا دن **مَا لَكُمْ مِّنْ نَّجَیَ یَوْمَئِذٍ** یعنی نہیں ہے واسطہ تمہارے کسی طرح کا انکار اُس دن لینے بلکہ تم تو اپنے گناہوں کا اقرار کر لو گے کیونکہ وہ تو تمہارے نامہ اعمال میں جمع کیے ہوئے ہونگے اور تمہارے عصا اُن کی تم پر گواہی دیں گے مجاہد نے کہا یہی ہیں کہ حکم من ناصر فیہ کہہ نہیں ہے تمہارا کوئی مددگار کہ تمہاری مدد کرے کسی نے کہا نہیں کہہئے منکر ہے



جیسے الیم بنے ہوئے ہے یعنی تم نہ پاؤ گے اس میں کوئی سنگ اس عذاب کا جو تیرے نازل ہو گا ابن ابی حاتم نے اس کو حکایت کیا ہے اور کلبی وغیرہ بھی اسی کے قائل ہیں لیکن قول اول اولیٰ ہے بزجاج نے کہا سنئے یہ ہیں کہ وہ قادر نہ ہونگے کہ انکار کریں اُن گناہوں کا جن پر وہ واقف کیوں جائیں گے یعنی اولیٰ سنئے کے لگ بھگ ہیں فَإِنْ أَعَصَوْا الْآيَاتِ كَايَ طَلِبٍ ہے پھر اگر وہ اعراض کریں تو نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو اُن پر حفظ لینے حافظہ نگہبان کہ جو اعمال اُن سے صادر ہوتے ہیں تو اُن کو نگاہ رکھے یہاں تک کہ تو اُن پر اُن سے محاسب کرے اور نہ ہم نے تجھ کو اُن پر مکمل در قریب کر کے بھیجا ہے کہ تو اُن کو مقہور کرے اُس کی بجا آوری جس کو دیکر ہم نے تجھے بھیجا اِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاءُ یعنی نین سے تجھ پر بگڑ ہو چکا اُس شخص کا جس کے پہونچانے کا تجھے حکم دیا ہے سو اس کے بھڑے پاور کچھ نہیں ہے یہ حکم منفع ہے آیت سیف سو اس پر کہ یہ قبل اس پر بھاد کے تَوَاقَا اِذَا اَذَقْنَا لِلْإِنْسَانِ اِيَّاهُ رَحْمَةً الْآيَاتِ كَايَ طَلِبٍ کہ جس وقت ہم چکھائیں انسان کو اپنی طرف سے رحمت یعنی جب ہم اس کو عطا کریں ارزانی صحت و آسودگی تو خوش ہو اُس سے اتر کر دنیا کی نعمتیں کو غنیمت ہی کیوں نہ ہوں مگر بہ نسبت سعادت آخرت کو ایسی ہیں جیسے فطرہ بہ نسبت دریائے سو ہی لیے انعام کا نام اذوقت رکھا ہے یعنی دنیا کا انعام اگر چہ کتنا ہی بڑا ہو آخرت کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے کسی کمانے کا صرف مزہ کچھ لینا بالجملة مراد انسان سے معسر ہے اِی لَی وَ اِنْ نَّصْنِبْهُمْ سَبْتًا الْآيَاتِ مِیْن اُس کی طرف منیہ جمہ کی راجع فرمائی ہے یعنی اگر اُن کی ہنجر کوئی بلا و سختی و بیماری و فقر بہر سبب اُن گناہوں کے جن کو اُن کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں ذاک ہاتھ کے پیرا میں اس پر ادا کیا ہے کہ اکثر افعال کی مراد ملت طہنین ہاتھوں سے ہوتی ہے تو بیشک انسان بڑا ناشکر ہے اُن نعمتوں کا جن کا اسد پاک سنئے اُس پر انعام فرمایا ہے اُن پر اُس کا شک نہیں کرنا ہو یہ بات باعتبار خالصتہم انسان کے ہے اکثر یہی ناشکرے ہیں شاکر بہت کم ہیں کہ قابل تعالیٰ وَقَلِيلٌ مِّمَّنْ عِبَادِیَ الشَّاكِرُونَ نکتہ بیان فائدہ کفور کہ دنیا کافی تھا اس لیے کہ انسان کا ذکر اول ہو چکا ہے سو ایسا نہ کیا بلکہ اسم ظاہر کو بچائے ضمیر کہا اس واسطے کہ منظور تخیل کرنا ہے اس امر پر کہ جینس ہوسم کہفران نعم ہے کہ قابل تھے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ سنئے میں کہ غالب افراد انسان کا یہ حال ہے کہ بلا کو یاد کرتا ہے اور نعمتوں کو بھولتا ہے اور اُن کو بھولتا ہے پھر اللہ سبحانہ نے اپنی وسعت ملک و نفع و تصرف کا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ یَعْبُدُ لَیْنُ لَیْسَ اِوْا نَا نَا قَیْ یَعْبُدُ لَیْنُ لَیْسَ اِوْا نَا نَا قَیْ اَنْ یَّرْفِقَ مَعْهُمْ دُرْ اَنَا قَیْ اَنَا نَا و یَجْعَلُ مَن یَّشَآءُ مَعْقِبًا و اِنَّ عَلَیْہِمْ قَدْرًا و مَا کَانَ لِلْبَشَرِ اَنْ یَّحْکُمَ اللّٰہُ اِلَّا وَحْیًا اَنْی مِّنْ قَدَرٍ حَیَابِ اَنْ یَّرْسِلَ رَسُوْلًا

لعلہ انہ  
میں ہر  
میں ہر  
عہد  
بہر  
بہر



اللہ الا یہ مقامات وحی کے ہیں بجنبہ جناب الہی کے وہ یہ ہے کہ کسی تو اسہ تعالیٰ کوئی شے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک میں داخل دیتا ہے کہ وہ اس کے اسہ پاک کی طرف سے ہونے میں شک نہیں کرتے ہیں جیسا کہ صحیح ابن حبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اِنَّ مَرْفُوحَ الْقُلُوبِ نَهَتْ فِي رُوحِي اَنْ نَفْسًا اَنْ تَمُوتَ حَقَّ تَشْكِيلٍ رَدَّهَا وَاجْلَهَا فَاَقْبُوا اللَّهَ وَاجْلُوا فِي الطَّلَبِ یعنی یہ کہ جب وہ دل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے دل میں یہ بات پہنچانے کی کوئی نفس ہرگز نہ دیکھا یہاں تک کہ پورا کرے اپنے رزق و اجل کو سوغم اللہ سے ڈرو اور اجمال کرو طلب میں یعنی جب یہ بات نہیں چلی کہ بے روزی تمام کیے آدمی نہیں مرنے سے تو روزی کو سرسری طور پر طلب کرو دستور کے موافق اس کی طلب میں زیادہ سہولت ہو جانے سے دوڑا لکھو نہ کہ جو لکھی ہو وہ ضروری ہے قولہ تعالیٰ اَنْ تَمُوتَ رَدَّهَا وَاجْلَهَا جیسا کہ جس طرح سو غنائیہ السلام سے باتیں کہیں اس لیے کہ انہوں نے بعد کلام کرنے کے رویت کا سوال کیا تو اس سے روک دیا گئے صحیح میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کلام نہیں کیا اللہ نے کسی سے مگر پردہ کے پیچھے صرف اَنْ تَمُوتَ رَدَّهَا وَاجْلَهَا یعنی اور بیشک اسے کلام کی بات سے بالمشافہ صنف شریف اسی طرح آئی ہے عبد اللہ احد کے دن شہید ہوئے تھے لیکن یہ کلام عالم برزخ میں ہے اور آیت جو ہے سودا در دنیا کے بارے میں ہے قولہ عز وجل اَنْ تَمُوتَ رَدَّهَا وَاجْلَهَا بِاَذْنِهِ مَا كُنَّا نَحْبِسُ طَرَحَ كَبِيرٍ عَلَيَّ السَّلَامُ وَغَيْرِهِ فَرَسْتُمْ حَضْرَتِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِرِزَالِ بَوْتِ تَمُوتَ رَدَّهَا وَاجْلَهَا فَهَوَّ عَلَيَّ عَلَيْهِمْ خَيْرٌ مِنْ حَكِيمَةٍ فَفَتَحَ الْبَيَانَ كَالْبَيَانِ تَوْصِيَةٍ يَهْدِيهِ كَمَا تَمَازُ وَفِي مَن اُنَّي كَالنَّصْرَةِ هِيَ سَاوِيَةٌ اُسْ شَخْصِ كَيْسِ كَا اَرَادَ كَرَامَةً لَّا مَانَعُ لَهَا اَعْطَى وَلَا سَطَطُ لَهَا مَنَعُ مَلِكٍ اَلْضَمُّ مَسْتَوِي هُوَ نَابِ شَوْبٍ اَوْ قَادِر هُوَ نَابِ لَقَرَفِ كَرَنَ اُسْ مَن مَصْبَاحِ مَن هِيَ وَلَكِ عَلَى النَّاسِ اَمْرٌ مَلِكًا مَن بَابُ ضَرْبٍ اَوْ اَتَوَلَّى اِسْلَاطَةً فَمَوْلَاكَ اَلْاَسْمُ الْمَلِكُ اَلْضَمُّ اَجْمَ اَنْتَ تَخْلُقُ مَا اِشَاءَ يَنْصَبُ جَوْ خَلْقِ جَابِهَا هِيَ بَدَا اَكْرَامُ هِيَ سَبَبُ لَمَن اِشَاءَ اَنَا مَا بَدَلُ مَفْصَلِ هِيَ مَجْلِسُ يَنْصَبُ بَخْتَنَانِ جِسْ كُوْجَابِهَا هِيَ بَيْثَانِ كَرْنُ كَسَا تَمُوتَ يَنْصَبُ نَبِيْنِ هُوَنَ يَهْدِي قَوْلُ مَجَابِدِ وَحَسَنُ وَضْعَاكُ دَاوَابُ مَالِكُ دَاوَابُ عَبِيدِهِ كَا هِيَ حَضْرَتِ ابْنِ عَبَّاسٍ هِيَ مَرُودِي هِيَ كَمَا رَا حَضْرَتِ لُوطُ وَحَضْرَتِ شُعَيْبٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مَن اُسْ لِيْهِ كَرْنُ كَرَنَ تَتَيْنِ مَكْرَبَيْثَانِ وَهِيَ لَمَن اِشَاءَ اَلْاَسْمُ a

۱۵  
اسے روایت  
کے ہیں کیا تھا  
دارالحدیث  
فی جمعہ ۱۰/۱۰/۱۴۰۲  
بیت





صفت سے خالی نہیں ہے مائع نے اسے برف پر بٹا رہا ہے اور یہ صلیب قیچی بسکون یا اس بنا پر کہ خبر ہے جسکا  
مخدوف کی بابتی تعداد اور یہ صلیب جیسا کہ زجاج وغیرہ کے کہا ہے اذ علی تحکیمہ تعلیل ہے ماقبل کی لینے اس  
بک بٹ سے تین طور پر کلام کرتا ہے جن کا ذکر ہوا اس لیے کہ وہ متعالی و برتر ہے صفات نقص سے عظیم ہے اپنے  
کل احکام میں مفسرین نے کہا سب نزول اس آیت کا یہ ہے کہ یہود نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تم  
کیوں نہیں اس سے کلام کرتے اور کیوں نہیں اس کی طرف نظر کرتے اگر تم نبی ہو جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام  
نے اس سے کلام کیا اس پر آیت نازل ہوئی وَكَذَلِكَ اَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحَنَا مَنْ تَبِعَ مَا كُنْتَ تَذَرِي  
مَا أَكُنْتَ بِوَلَا إِلَهَ إِلَّا يَمَانٌ وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نَفْسًا أَهْلًا لِي بِهِ مَنْ تَبِعَ مَا كُنْتَ تَذَرِي  
إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ صِرَاطِ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ اَلَا اِنَّ اِلٰهًا مُّخِيْرًا كَاُنُوْا  
اور اسی طرح بھیجا ہم نے تیری طرف ایک فرشتہ اپنے حکم سے تو جانتا تھا کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان پر ہم نے  
رکھی ہے روشنی اس سے راہ دیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں اپنے بندوں میں اور تو البتہ سوچتا ہے سیدی  
ساہ راہ الہی کی جس کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں ستمنا ہے الہی تک پہنچے کہ ساموں کی انہی  
ف حافظان کثیر کہتے ہیں اور اسی طرح وحی کی ہم نے طرف تیرے قرآن کی اپنے حکم سے تو جانتا تھا کہ  
کیا ہے کتاب اور نہ ایمان لینے اس تفصیل پر جو مشرعوں کی گئی واسطے تیرے قرآن میں ولیکن کیا بنے  
قرآن کو ایک روشنی جس کے ساتھ ہم راہ دیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں اپنے بندوں میں کما قال تعالیٰ  
قُلْ هُوَ الَّذِيْزِ اَسْمَعُ هٰذَا فِیْ سَمْعِیْ وَ اَاْذِیْزِیْ اَلْیَوْمَ یُنُوْنُ فِیْ اَآذِیْنِهِمْ وَ قَسْرٌ هُوَ عَلَیْهِمْ عَمٰی  
الا یہ قول تعالیٰ وَ اِنَّكَ لَکٰهْدٰی اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ لینے اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم البتہ  
تو بتا رہے۔ اہ سیدی یعنی حق تویم کا رستہ بتاتا ہے تویم و مستقیم کے ایک سبب ہیں یعنی سیدی راہ  
کو نثرل مقصود کو پہنچا دے پھر اللہ پاک نے صراط کی یہ تفسیر فرمائی صِرَاطِ اللَّهِ الَّذِيْ لَهُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا  
فِی الْاَرْضِ لینے وہ سیدی راہ الہی کی شروع ہے جس کا اس نے امر فرمایا ہے کون اللہ جو کہ رب و مالک ہے  
آسمانوں کا اور زمین کا اور ان میں تصرف کرنے والا ہے اور ایسا زبردست حاکم ہے کہ کوئی اس کے حکم  
کا پیچھے ڈالنے والا نہیں ہے اَلَا اِنَّ اِلٰهًا مُّخِيْرًا اَلَمْ تَرَ یٰسَیْنَةُ خُزْرًا اَلَمْ تَرَ یٰسَیْنَةُ رَیْجًا اَلَمْ تَرَ یٰسَیْنَةُ  
کام بہرہ ان کا فیصلہ کرے گا اور ان میں حکم دیکھا سجدہ و تعالیٰ عما یقول الظالمون والمجادلون علما  
حیرات فنیح الایمان کا بیان ہم توضیح یہ ہے وَكَذَلِكَ اَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحَنَا مِیْنِ اَمْرِ نَبَا یَسْمِعُ  
اس وحی کے جس کی ہم نے وحی کی طرف نبیوں کے جو تجھ سے پہلے تھے وحی کی ہم نے طرف تیرے روح  
کی اپنے حکم سے روح سے مراد قرآن خریف ہے یہ قول حضرت ابن عباس کا ہے تعالیٰ نے کہا لینے وحی

۴۱۰

لے تو سب جان  
داروں کو دیکھ  
اور لوگ کا دیکھ  
جو نہیں سمجھتے  
ان کے کاروں میں  
پہچھے اور میں  
کو نہ جانوں کہ  
بجاری سے دور  
کی جگہ ہے

اگرنا اس کے معنی ہی قرآن میں قرآن شریف کو جو روح فرمایا سو اس لیے کہ لوگ اس کے ہدایت کی راہ پاتے ہیں پس  
 اس میں حیات ہے موت کفر سے باہر یوں کہ وہ کہ جب قرآن دل میں حلول کرتا ہے تو دل ایمان کی حیات سے زندہ  
 ہو جاتا ہے جس طرح کہ روح حقیقی جس وقت جسم میں حلول کرتی ہے تو وہ حیات روح سے زندہ ہو جاتا ہے  
 یوں کہ وہ کہ قرآن کے سبب سے دل کو وہ نئے حال ہو جاتی ہے جو کہ مثل حیات کر ہے یعنی علم نافع تاکہ  
 ابن دینار کا یہی قول ہے کہ مراد روح سے قرآن ہے کسی نے کہا کہ نبوت پر خطیبیے اس قول کو حضرت  
 ابن عباس کی طرف منسوب کیا ہے کسی نے کہا کہ مراد وحی ہے اس قول کو حضرت حسن کی طرف  
 منسوب کیا ہے کسی نے کہا کہ مراد جبریل علیہ السلام میں خطیبیے اس قول کو منسوب بر جمع کیا ہے ایک  
 یہ قول سدی کا نقل کیا ہے کہ مراد وحی ہے وحی کو روح اس لیے نہیں لایا کہ وحی روح کی مدد پر ہے  
 طرح کہ روح حقیقی بدن کی مدد پر ہے فولد قائلے من امر ناعال پر وہ قائلے اور کلمہ سن تمبیض کا ہے سننے  
 ہیں کہ وحی کی ہم نے طرف تیرے روح کی یعنی قرآن کی در آنحال کہ وہ کان ہے ہمارے اسے تبیین  
 کی وجہ یہ ہے کہ جس شوکی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی گئی ہے وہ قرآن شریف میں مختصر  
 معنی ہے بلکہ قرآن کے سوا اور امور کی بھی آپ کی طرف وحی کی گئی ہے پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کا حال قبل وحی آنے کے جو تھا اس کا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا مَا كُنْتُ تَذَكِّرُهُمْ أَتَاكَ ذِكْرُهُ  
 اے اللہ ایمان لینے وحی آنے سے پہلے تو نہ جانتا تھا کہ کتاب کیا شے ہے اور نہ جانتا تھا ایمان کو اس  
 لیے کہ آپ تو آدمی تھے نہ پڑھتے تھے نہ لکھتے تھے اس بات کو زیادہ تر دخل ہے اعجاز میں اور زیادہ  
 تر دلالت ہے آپ کی صحت نبوت پر کیونکہ جس شخص کا یہ حال ہو پھر وہ دفعتاً علم اہل ارض ہو جائے تو یہ  
 محض اللہ پاک کی طرف سے نہیں ہے تو پھر کیا ہے حبلہ استفہامیہ معلق ہے فعل درایت کا عمل سے  
 پس محل نصب میں ہے اس لیے کہ قائلہ مقام ہر دو... بمنقول تدری کے ہے اور جملہ منفیہ پور محل  
 نصب میں ہے بنا بر حال ایک کے کان سے یعنی وحی کی ہم نے طرف تیرے روح کی اپنے امر سے اس حال  
 میں کہ تو نہ جانتا تھا کیا ہے کتاب ما الکتاب کا استفہامیہ ہے اور مستند ہے اور الکتاب خبر ہے اور اعتبار  
 میں مصنف مقدر ہے اور ما کنت تدری جواب ما الکتاب لینے وحی آنے سے قبل تو اس استفہام کا جواب  
 نہیں جانتا تھا کیونکہ آپ لکھ پڑھتے نہ تھے اب اگر کوئی کہے کہ دلائل ایمان کس طرح فرمایا حالانکہ سارے  
 انبیاء علیہم السلام قبل وحی آنے کے اپنے عقول کے دلائل سے مومن تھے اور ہمارے حضور پر تو فیصلہ  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم کے دین پر عبادت کرتے تھے اور جبر و عمرہ ادا فرماتے تھے اور حضرت غلیل  
 جلیل کی ملت کے متبع تھے تو کمین گے کہ یہ سب ٹھیک ہے، لیکن بیان ایمان کے نہ جانتے سے مراد

یعنی ابن سنی  
 یا سیدنا مالک  
 یا جبریل علیہ السلام  
 یا جبریل علیہ السلام  
 یا جبریل علیہ السلام

ہے کہ آپ شرائع کی تفصیل کو نہیں جانتے تھے اور اُن کے متعلق کی طرف راہ یاب نہیں ہوتے تھے مثلاً  
صلوٰۃ و صوم و زکوٰۃ و ہجرت اور طلاق کا واقعہ نہ جانتے تھے نہ ان کی طرف راہ یاب نہیں ہوتے تھے مثلاً  
جو محرم ہیں اُن کی تحریم حق بات ہی ہے ایمان کا خاصہ کہ اس پر ذکر کیا ہے کہ وہ ساری شرائع و  
احکام کا راس و اساس ہے کسی نے کہا کہ بیان مراد ایمان سے غرض ہے ایک جماعت اہل علم کی اسی کے  
قائل ہیں اُن میں سے امام الامام محمد بن اسحق بن خرمیہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور اس آیت سے حجت پکڑی  
ہے ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا﴾ دیکھو یہ بیان نماز کا نام ایمان رکھا ہے اور ایک جماعت اس طرف  
گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر اس حال میں کہ وہ اُس پر ایمان لانے والا تھا اور کہا کہ  
اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ تو نہ جانتا تھا قبل وحی کے کہ کس طرح پڑھے تو قرآن کو اور نہ یہ جانتا تھا کہ  
کس طرح ملاوے خلق کو طرف ایمان کے کسی نے کہا کہ یہ حال قبل بلوغ کے تھا جب کہ آپ طفل تھے اور  
گوارے میں تھے حسین بن فضل کہتے ہیں کہ بیان مصنفان محدود ہے احوال اہل ایمان میں  
تو نہ جانتا تھا اہل ایمان کو کسی نے کہا کہ مراد ایمان سے دین اسلام ہے کسی نے کہا بیان ایمان عبارت  
ہے اقرار سے ساتھ ہر اُس شخص کے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو مکلف کیا ہے کو اشی کہتے  
ہیں جائز ہے کہ ایمان سے نفس کتاب مراد لی جائے بسبب اختلاف دونوں کے لفظوں کے ایک  
کا عطف دوسرے پر کر دیا ہے سنئے یہ ہیں تو نہ پہچانتا تھا قرآن کو اور اُن حکموں کو جو اُس میں ہیں اس  
تاویل پر یہ بات دال ہے کہ جہلہ میں منیر واحد کی ذکر کی ہے کسی نے کہا ایمان سو مراد وہ کلمہ ہے جو  
کے ساتھ ایمان و توحید کی دعوت ہوتی ہے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور آپ نے جو ایمان کو بایں  
تفسیر جانا سو وحی سے جانا عقل سے نہیں جانا قال اللہ رضی اللہ عنہ نے دلائل میں اور ابن عباس نے  
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ آیا آپ نے  
کبھی کسی بت کو پوجا آپ نے فرمایا نہیں لوگوں نے کہا ہر آیا آپ نے کبھی شراب پی فرمایا نہیں اور میں  
ہمیشہ جانا رہا اس بات کو کہ وہ شے جس پر وہ ہیں کفر ہے اور میں نہیں جانتا تھا کیا ہے کتاب اور نہ  
ایمان اور اسی بات کو قرآن لیکر نازل ہوا و ما گنت ندی ما کتاب ولا ایمان قاضی رحمہ اللہ  
تعالیٰ نے اُس کی تفسیر میں فرمایا ہے یعنی قبل وحی کے اور یہ سب دلیل ہے کہ آپ قبل نبوت کے کسی  
شرح کے ساتھ متعبد نہ تھے ایک قول بلفظ قبل یہ ذکر کیا ہے کہ مراد ایمان ہے اُس نے جس کی  
طرف ماہ نہیں ہے مگر شیخ اتھے لسنفی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ما کتاب ولا ایمان یعنی نہیں  
جانتا تھا تو کیا ہے قرآن اور نہ جانتا تھا شرائع ایمان کو یا یہ سنئے ہیں کہ نہیں جانتا تھا ایمان بالکتاب

لہذا علم حق معلیٰ سب سے  
علیہ السلام و اٰلہٖ و سلم  
کے احکام میں عدم ادراک  
فی بیان منش الغیرین  
اکی ہے اور ظاہر میں تو  
بہ دال میں ایمان کو  
تحریر الا ایمان فی ما اوضح  
الصلوٰۃ و صوم و زکوٰۃ  
ہاں کہ وہ معلوم ہوا کہ

اور ایمان میں کس طرح  
باعتبار نہ ہو کہ  
نہ ہو کہ نہ ہو کہ  
چاہے ایمان نہ ہو کہ  
حکام سے جو ایمان  
حکام سے جو ایمان  
بہ دال میں ایمان کو  
تحریر الا ایمان فی ما اوضح  
الصلوٰۃ و صوم و زکوٰۃ  
ہاں کہ وہ معلوم ہوا کہ



کو اس نے اسے کہ جب آپ کو اس علم نہ تھا کہ کتاب آپ پر نازل ہوگی تو آپ اُس کتاب کے ہی عالم نہ تھے کسی نے کہا کہ ایمان منسلک ہے کئی چیزوں کو اُن میں سے بعض تو وہ ہیں جن کی طرف عقل کو راہ دینے عقل سے معلوم ہوتا ہے اور بعض ہم سے معلوم ہوتے ہیں پس بیان جو ایمان کی نفی کی ہے اس کو مراد وہی ہیں جو صریح سے معلوم ہوتے ہیں عقل کو اُن کا علم نہیں ہوتا ہے اور یہ وہی ہیں کہ آپ کو اُن کا علم نہ تھا یہاں تک کہ اُن کو کجی سے حاصل کیا یہ حاصل ہے اُن کے بیان کا غرض کہ دلائل ایمان کو وجہ جو یہاں تک بیان لگو گوی اُن کی بنا پر ہے کہ مسلمانوں کا اتفاق ہے اس بات پر کہ حضرت انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام قبل اور بعد بعثت کے معصوم ہیں کیا رستے اور صغائر سے جو کہ موجب ہیں لوگوں کی نفرت کے اُن کو اور اہل کلام کا اجماع ہے اس پر کہ رسول قبل وحی کے یومین ہیں چنانچہ اول گزر چکا ہے بالجمہ کہ جب قرآن مفرغ روح شہداء تو جاپیے تھا کہ ساری خلق کے دل اُس کو زندہ ہو جائے اور سب ایمان لے آئے اور راہ پر لگ جاتے حالانکہ وہ تو میں ایسا نہیں ہے اس لیے یون ارشاد فرمایا وَلَٰكِنْ جَعَلْنَاهُ نُوْرًا اَنْقَدِيْ يٰٓهٰدِيْنَ تَشٰهَدُ مَعِيَ اَعْبَادِيْ اَيْنِے پر ہم نے کیا ہے اُس روح کو جس کی تیری طرف وحی کی ایک روشنی اور دلیل توحید و ایمان پر ہدایت کرتے ہیں ہم اُس سے جس کو چاہتے ہیں اپنے بندوں سے بیان ہدایت سے مراد وہ ہدایت ہے جو کہ مقصد کو پہنچا دیتی ہے دلیل اس کی من نشان ہے یعنی جس بندے کی ہدایت ہم چاہتے ہیں تو اُس کو دین حق کی طرف راہ بتا دینے میں پس وہ راہ بالیسا ہے وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ یہ ہدایت پہلی ہدایت ہو عام تر ہے یعنی اور بے شک تو سو جہانا ہے ہر مکلف کو سیدھی راہ مطلب یہ ہے کہ تیرا کام صرف دین حق کی راہ بتا دینا ہے دگر پہچ اور منزل مقصود کو پہنچا دینا ہمارا کام ہے قتادہ سدی و مقاتل نے کہا اور بے شک تو البتہ دعوت کرتا ہے طرف اسلام کے پس صراط مستقیم ہی ہے جمہور نے لہندی بصیغہ معروٹ بڑا ہے اور شہر بن حوشب نے بصیغہ مجہول اور ابن سیف نے بغیر تاوک ردال ابدی سے اور حضرت ابی کی قرات میں وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ کا بیان کیا صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ یہ صراط بدل ہو صراط اول سے بدل معرفہ کا نکرہ ہے اضافت صراط کی جو اسم شریف کی طرف کی اس میں جو صراط کی تعلیم و تفسیر ہے سودہ مخفی نہیں ہے یعنی وہ صراط مستقیم جس کی طرف تو راہ بتاتا ہے وہ راہ ہے اللہ کی راہ جس کی ملک خلق و عبید ہو وہ شے جو آسمان میں ہے اور وہ شے جو زمین میں ہے اور اُس میں تصرف کرنے والا ہے اَلَا اَنَّكَ اَللّٰهُ تَعَالٰی اَلَا تَعْرِفُ یعنی سننا ہے جس کا ان سب میں تصرف ہے اور جس کو یہ سب ملک و غلام ہیں اچھی کی طرف رجوع رنگ ساری کام خلائی کے قیامت کے دن بایں طہر کہ سارے وسائل و تعلقات رفع ہو جائیں گے کسی کا لگا لگا کچھ باقی نہ رہے گا

لمن الملک العیم لہ الواحد القہار کا ذکر کیا ہے گا اللہ ہی اللہ ہو گا اس میں وعید بے بعثت کی جو ستم ہے  
مجازان کو اور وہ ہے لغیم جنات کا پس نیکے توفرب دے گا اور بد کو عقاب کرے گا اس معنی کی بنا  
مصنوع اپنے ظاہر پہ کسی نے کہا کہ اس مصنوع سے مراد دیوت سے یعنی دوام وہ ستم جس طرح کہ  
بقول ہے زید یطی ویمنع یعنی اُس کی شان سے عطا منع ہے کسی زمانے کی قید نہیں ہے اسی طرح بیان  
حقیقت مستقبل کی مراد نہیں ہے کیونکہ ہر وقت سارے امور اللہ تعالیٰ سے متعلق ہیں اُسی کے حکم و شہد  
سے سب کچھ ہوتا ہے سہیل بن ابی الجعد رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ایک مصحف جل گیا اور اُس کی بانی  
نر ہا مگر آیت الہی اللہ قصیر الامور اور ایک مصحف ڈوب گیا تو کل مٹ گیا مگر یہ آیت واللہ علم ذکرہ  
القرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ الحمد للہ والممنۃ کو تفسیر اس سورہ مبارکہ کی شب بستی و نغم ماہ مبارک رمضان  
شریف ۱۳۷۱ ہجری مقدس شب یکشنبہ وقت نہ ساعت ملامیر گنج مین تمام ہوئی اللہ سبحانہ قبول  
فرمائے اور آئندہ لکھنے کی توفیق دے۔ اللہم اشرح لی صدری ویسری امری واطل عقدہ من لسانی  
یفقہوا قولی۔ اللہم انک عفو تحب العفو فاعف عنا و اغفر لنا وارحمنا و تب علینا و حسن عواقبنا فی  
الامور کلہا و اجرنا من خزئی الدنیا و عذاب الآخرة ربنا آتانی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب النار  
اللہم اغفر لی ولوالدی ولمن توالد وارحمنا ولا نزواجی و ذریائی ولا قربائی ولا ثنائی ولا حبابی ولمن احسرن  
الی ولمن اسار الی وجميع المؤمنين والمؤمنات والمسلمین المسلمات الاحیاء منهم والاموات یا ارحم الراحمین  
واکرم الاکرمین سبحا لنبی الامین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و علی صحبہ جمیع آمین آمین آمین والحمد للہ اولاً  
وآخر وظاہراً و باطناً

مختصر فہرست تجارتی شیخ احمد شہر شیخ محلی لدین مرحوم تاجر کتب لاہور دکان بازار کشمیر

| نام کتب  | فہرست                         | نام کتاب                    | نام کتاب |
|--|-------------------------------|-----------------------------|----------|
| تفسیر جہان القرآن باطائف البیان کامل ۲ جلد و نین | تفسیر جلالین ہم کالین برعاشیہ | شیخ عبدالحی شیخ مشکوہ شریف  | ۶۰       |
| تفسیر قلدی ترجمہ تفسیر حسینی                     | حیات القلوب سادہ ناسخ نسخ     | بلوغ المرام علی عربی        | ۶۰       |
| تفسیر الاسلام تفسیر سورہ فاتحہ                   | فضائل القرآن                  | انوار المشکوہ - عربی        | ۶۰       |
| موضع القرآن تفسیر کی کامل فہرست                  | اقتباس لا نوار من کلام الغفر  | کتب حدیث بآرجمہ لارو        | ۶۰       |
|  | سبکیۃ الذہب                   | مشکوہ المصالح کمال بہ طبعین | ۶۰       |

خلاصہ تصحیح لطلوع قمار کا توضیح ہو گیا ہے بغیر تجارتی انظار طائف البیان کا حق تصنیف ہو گیا ہے اور کتاب  
محقق برآمد ۲۵ مارچ ۱۹۱۸ کو تصنیف کی گئی ہے یہاں کی شخص اس کو بینہ بنیل گیا نہیں کیا جو وہ طلبہ و طالبان جو شخص کتب  
فہرست کے ہر کتاب کا کافہ سے بار بار قیمت لکھ کر دیا ہے بینہ بنیل گیا نہیں کیا جو وہ طلبہ و طالبان جو شخص کتب  
فہرست کے ہر کتاب کا کافہ سے بار بار قیمت لکھ کر دیا ہے بینہ بنیل گیا نہیں کیا جو وہ طلبہ و طالبان جو شخص کتب  
فہرست کے ہر کتاب کا کافہ سے بار بار قیمت لکھ کر دیا ہے بینہ بنیل گیا نہیں کیا جو وہ طلبہ و طالبان جو شخص کتب

| نام کتاب                        | چاپ | نام کتاب                       | چاپ | نام کتاب                        | چاپ |
|---------------------------------|-----|--------------------------------|-----|---------------------------------|-----|
| سنن ابوداود کامل                | ۱۰۰ | تنویر العینین                  | ۱۰۰ | ستاره محمدی نواره احمدی         | ۱۰۰ |
| تسهیل نقاری شرح صحیح بخاری      | ۱۰۰ | صلوة النبی                     | ۱۰۰ | لہبہ شریعت کا کوٹا              | ۱۰۰ |
| پادول تبارہ چیم                 | ۱۰۰ | رسالہ آمین الجبر               | ۱۰۰ | ستہ ضروریہ                      | ۱۰۰ |
| صحیح مسلم شریف کامل ۶ جلد       | ۱۰۰ | تعلیم الایمان                  | ۱۰۰ | حارق لاشرا نظر اردو             | ۱۰۰ |
| کشف الظلمات محمد اردو موطا امام | ۱۰۰ | تعلیم الطیام                   | ۱۰۰ | کتاب مباحثہ بانحالیفین          |     |
| رفع الحجاب کامل ۳ جلد و نین     | ۱۰۰ | تعلیم الصلوٰۃ                  | ۱۰۰ |                                 |     |
| سنن نسائی کامل ۲ جلد و نین      | ۱۰۰ | تعلیم الزکوٰۃ                  | ۱۰۰ | الظفر البین                     | ۱۰۰ |
| بلوغ المرام سطرنگ               | ۱۰۰ | تعلیم الحج                     | ۱۰۰ | حصہ دوم                         | ۱۰۰ |
| آبازنگ                          | ۱۰۰ | ضمان الفروض                    | ۱۰۰ | الکلام التین                    | ۱۰۰ |
| آیات اللہ کاملہ ترجمہ اردو      | ۱۰۰ | سہ الشہادتین                   | ۱۰۰ | مجموعہ حق وغیرہ                 | ۱۰۰ |
| حجۃ اللہ البالغہ مضافۃ فی اللہ  | ۱۰۰ | غنتہ القاری                    | ۱۰۰ | صیانتہ القصدین                  | ۱۰۰ |
| ظفر الجلیل شرح حصن حصین         | ۱۰۰ | زجر العاصی                     | ۱۰۰ | رد التقلید بالکتاب المجید       | ۱۰۰ |
| رسالہ قرارت خلف الامام          | ۱۰۰ | نور العینین                    | ۱۰۰ | عقد الجید                       | ۱۰۰ |
| رسالہ رفع الیدین                | ۱۰۰ | تحفہ الخیر والزنا وغیرہ        | ۱۰۰ | خلاصۃ البراہین                  | ۱۰۰ |
| زواج ہندی                       | ۱۰۰ | احکام العیدین                  | ۱۰۰ | کسویٰ نظم اردو                  | ۱۰۰ |
| آثار محشر                       | ۱۰۰ | کتاب و شرک و عبت               |     | تحقیق المرام                    | ۱۰۰ |
| فہموی حصہ اول و حصہ ششم         | ۱۰۰ | تقویۃ الایمان مع تذکرۃ الاخوان | ۱۰۰ | اقوال الصالحین                  | ۱۰۰ |
| فتح المغیث فقہ الحدیث           | ۱۰۰ | ورجانیہ تہذیب الایمان اردو     | ۱۰۰ | تاریخ اہل سنت                   | ۱۰۰ |
| نجات المومنین                   | ۱۰۰ | نظم البیان                     | ۱۰۰ | دوا و دوا و ڈر ہنر و لون کا ظہر | ۱۰۰ |
| سعادۃ الدارین                   | ۱۰۰ | بنجی المومنین                  | ۱۰۰ | حکایت التوحید کلام طہر شہید علی | ۱۰۰ |
| در البیہ                        | ۱۰۰ | نصیحت السلین                   | ۱۰۰ | حکم النبی بکفر من البیضی        | ۱۰۰ |
| مبہات ابن حجر عسقلانی           | ۱۰۰ | راہ نجات                       | ۱۰۰ | رسالہ بے نازان                  | ۱۰۰ |
| البلایع البین جہدول             | ۱۰۰ | ایضاح الحق                     | ۱۰۰ | کتاب و اعمال مطابق سنت          |     |
| حصہ دوم                         | ۱۰۰ | شمشہ خندان                     | ۱۰۰ |                                 |     |
|                                 |     |                                |     | الحزب لا اعظم مترجم             | ۱۰۰ |
|                                 |     |                                |     | الحزب المقبول من المجاہدین      | ۱۰۰ |

تفہیم لکھنا دیکر تیرے بھائی کا نام لے کر دے دو تو خدا تعالیٰ تیرے لئے نعمتیں بھیجے گا اور تیرے لئے اجر بھی ہے۔  
 ہر کتاب کے نام کے ساتھ اس کی قیمت بھی لکھی ہے۔  
 اگر کوئی کتاب چاہے تو اس کی قیمت دے کر لے لے۔  
 اگر کوئی کتاب چاہے تو اس کی قیمت دے کر لے لے۔  
 اگر کوئی کتاب چاہے تو اس کی قیمت دے کر لے لے۔

| نام کتاب                      | نام کتاب                      | نام کتاب                                |
|-------------------------------|-------------------------------|---|
| تفسیر العلیل ترجمہ قول الجلیل | بستان فقید ابواللیث محمد      | سوانح عمری مولوی عبدالحق صاحب           |
| مجموعہ توشیحہ عجمی            | وصیت نامہ سرسالدہ نمبر ۱      | درجات امامت                             |
| الدر والدواء                  | خلاصۃ تاریخ مکہ معظمہ         | مجموعہ فتاویٰ کامل مصنف                 |
| عقد تون کی نصیحت اور سلیقہ    | اکسیر ہدایت جہاز و کیمیا      | سلسلہ کتب اسلام ضعیف                    |
| آموزی کے بیان میں             | فتوح الغیب ترجمہ اردو         | مولانا مولوی رحیم بخش صاحب              |
| تہذیب النوان                  | تذکرۃ الاولیاء ترجمہ اردو     | جو کہ امام محمد حنیان والی لائو کے اپنے |
| تنبیہ النساء                  | رفاعہ المسلمین                | اسلام کا قاعدہ                          |
| زینت النساء                   | مغیہ اللواعظین                | اسلام کی پہلی کتاب                      |
| توبۃ النصوح                   | عجالد نافعہ                   | اسلام کی چودہویں تک                     |
| بنات النعش                    | ہدایت جلی ترجمہ اردو          | کامل چودان جلد ان                       |
| شرق القمرین                   | کتاب التوحید ترجمہ اردو       | دعید بے نازان                           |
| تختہ الزوجین                  | فقہ اکبر ترجمہ                |   |
| ہدایۃ النوان                  | ہدایت المؤمنین                | قرآن شریف ترجمہ حمال                    |
| ولہن مارہ و تعلیم النساء      | الفرقان بین اولیاء الرحمن     | شریف ترجمہ جنگلی قیمت خدا               |
| تختہ الحصین                   | اولیاء الشیطان ترجمہ اردو     | روح پیغمبری ان میں کشن نہیں             |
| راۓ و نکلی شادی               | الکلام السہل فی بیان التہذیب  |   |
| شکوۃ الانوار ترجمہ اردو       | والتکفین                      | حامل شریف ترجمہ امتری                   |
| سفر السعادت                   | نافعہ خریداران                | مجلد                                    |
| الاحقوا علی مسئلۃ الاستواء    | رفو الخرقہ                    | حامل شریف ترجمہ خورشیدی منار علی        |
| انصاف فی بیان ہدایۃ النوان    | ہدایۃ المتہدین                | ایضاً بلا جلد                           |
| تنبیہ العافلین                | ازالۃ الشیوعین فرضیۃ الجمعہ   | قرآن شریف ترجمہ فقیر علی                |
| کسب الانبیاء                  | ہادی الناطقین                 | بلا جلد                                 |
| گیارہ سوالات کے جوابات        | اقتصاد فی الضاد               | حامل شریف ترجمہ سیالکوٹ                 |
| منہجہ الہند                   | حکیم طبعیہ عمری مولوی اسماعیل | حامل شریف ترجمہ جہاز و کیمیا            |

نوٹ: ہر کتاب کے نام کے ساتھ اس کی قیمت بھی لکھی ہے۔  
 اگر کوئی کتاب چاہے تو اس کی قیمت دے کر لے لے۔  
 اگر کوئی کتاب چاہے تو اس کی قیمت دے کر لے لے۔  
 اگر کوئی کتاب چاہے تو اس کی قیمت دے کر لے لے۔





